ٹرانس جینڈر قانون

اس کی حقیقت اور شرعی حیثیت

www.KitaboSunnat.com

مرتب
پروفیسر ڈاکٹر محمد امین
جنرل سیکریٹری ملی مجلس شرعی پاکستان

مکتبہ البرہان لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

ٹرانس جینڈر قانون

اس کی حقیقت اور شرعی حیثیت

مرتب

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین

جنرل سیکریٹری ملی مجلس شرعی پاکستان

مکتبہ البرہان لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	ٹرانس جینڈر قانون ۔ اس کی حقیقت اور شرعی حیثیت
مرتب	پروفیسر ڈاکٹر محمد امین
ناشر	مکتبہ البرہان، لاہور
طبع	دسمبر ۲۰۲۲ء

مکتبہ البرہان

15 شیر شاہ بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور۔

ای میل ermpak@hotmail.com

0300-4107282 0309-4607124

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

پیش لفظ ۱۰

اصطلاحات کا مسئلہ از پروفیسر ڈاکٹر محمد امین و حافظ ڈاکٹر حسن مدنی ۱۴

پہلی فصل: ٹرانس جینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ء ہے کیا؟

- ایکٹ کا انگریزی متن ۲۳
- انگریزی متن کا اُردو ترجمہ از پروفیسر ڈاکٹر محمد امین و دیگر ۳۲

دوسری فصل: اسلامی سکالرز کا موقف

* پروفیسر ڈاکٹر محمد مشتاق احمد ۴۳
ٹرانس جینڈر قانون۔مسئلہ ہے کیا؟
* حافظ پروفیسر ڈاکٹر حسن مدنی ۵۶
مخنث کے شرعی احکام اور حالیہ قانون سازی
* شعیب مدنی ۷۶
پاکستان میں نئے باطل نظریہ جنس LGBTQ کے 23 ثبوت
* پروفیسر ڈاکٹر محمد امین ۸۶
ٹرانس جینڈر قانون کی حقیقت اور شرعی حیثیت
* اوریا مقبول جان ۹۸
ٹرانس جینڈر ایکٹ۔تاریخ، تدوین اور حقائق
* ڈاکٹر فرید احمد پراچہ ۱۰۸
ٹرانس جینڈر ایکٹ۔خدشات و مضمرات
* ڈاکٹر صائمہ اسماء ۱۱۰
کیا تیسری جنس ایک حقیقت ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* پروفیسر ڈاکٹر شمس البصر ۱۱۷
ٹرانس جینڈر ایکٹ کے مختلف قوانین پر منفی اثرات

* شجاع الدین ۱۲۱
ٹرانس جینڈر ازم پر ایک نظر

فکری مضامین

* پروفیسر ڈاکٹر ابصار احمد ۱۶۶
مغرب کی مسلمانوں کے خلاف تہذیبی و معاشرتی جنگ

* مکرم محمود ۱۷۷
جینڈر ڈسکورس

* سید خالد جامعی ۱۸۰
ٹرانس جینڈر ایکٹ اور اسلامی حلقوں کا ردِّعمل

تیسری فصل: ایکٹ کے بارے میں علماء کرام کی رائے

* مولانا مفتی منیب الرحمٰن ۱۸۵
ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء کے پیچھے LGBT کا ایجنڈا ہے

* مولانا فداء اللہ/ مولانا مفتی تقی عثمانی ۱۹۴
تغیر جنس کا مسئلہ۔طبی اور شرعی پہلو

* مولانا زاہد الراشدی ۲۳۱
ٹرانس جینڈر قانون خلافِ شریعت ہے

* مولانا محمد الیاس گھمن ۲۳۵
ٹرانس جینڈر، ہم جنس پرستی اور اسلامی تعلیمات

* حافظ شفیق الرحمٰن زاہد ۲۴۳
ٹرانس جینڈر قانون اور اسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* مولانا محمد جہان یعقوب ۲۵۷
مغرب کی ایک نفسیاتی بیماری اور ہمارے سیاست دانوں کی ذہنی غلامی

چوتھی فصل: اہل علم و دانش کا موقف

* پروفیسر عاصم حفیظ ۲۶۰
ٹرانس جینڈر قانون سازی۔سبق سیکھنے کی ضرورت
* انصار عباسی ۲۶۶
خطرہ، بہت بڑا خطرہ
* عامر خاکوانی ۲۶۹
خواجہ سرا، ٹرانس جینڈر اور ایکٹ میں ترمیم کی ضرورت کیوں؟
* محمد نصر ۲۷۷
ٹرانس جینڈر ایکٹ اور اس کی حقیقت
* اطہر وقار ۲۸۱
ٹرانس جینڈر ایکٹ LGBTQ کا متبادل ہے
* حمزہ قریشی ۲۸۸
ٹرانس جینڈر ایکٹ۔چومکھی لڑائی کی ضرورت
* ریطہ طارق ۲۹۲
ٹرانس جینڈر قانون یا دعوتِ عذاب
* Rights میڈیا گروپ ۲۹۴
پاکستان پر بدترین مغربی، تہذیبی، ثقافتی جارحیت
* بشیر سدوزئی ۲۹۹
ٹرانس جینڈر ایکٹ: انسانی غلطی یا آبادی پر کنٹرول کا منصوبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچویں فصل: میڈیکل ڈاکٹرز کی رائے

* ڈاکٹر جویریہ سعید ۳۰۵
ٹرانس جینڈر ہیں کون؟
* ڈاکٹر اُم کلثوم ۳۰۹
ٹرانس جینڈر ایکٹ۔چند توجہ طلب پہلو
* ڈاکٹر کوثر فردوس ۳۱۴
جنس میں تبدیلی کا فساد
* ڈاکٹر رضوان اسد خان ۳۱۸
ٹرانس جینڈر ایکٹ LGBTQ ہی کی ایک شکل ہے
* پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق ۳۲۱
1. The Objectives and Implications of the Transgender Act 2018
2. Intersex and Transgender from Medical Point of View

چھٹی فصل: ماہرینِ قانون کی رائے

* مفتی ذوالفقار گل عباسی ایڈووکیٹ ۳۳۰
ٹرانس جینڈر ایکٹ اور انسانی حقوق
* چوہدری خالد محمود (سیشن جج ریٹائرڈ) ۳۳۱
ٹرانس جینڈر قانون کا تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ

ساتویں فصل: فتاویٰ جات

۱۔ فتویٰ جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی (مفتی تقی عثمانی صاحب) ۳۴۲
۲۔ فتویٰ جامعۃ الرشید کراچی ۳۴۷
۳۔فتویٰ جامعہ اشرفیہ لاہور ۳۵۴
۴۔فتویٰ دارالافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی)، کراچی ۳۵۸
۵۔فتویٰ کونسل اسلامک فقہ اکیڈمی ۳۶۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں فصل: سیاسی جماعتوں/ دینی سیاسی جماعتوں کا کردار

* عبداللہ ۳۶۸
ٹرانس جینڈر قانون کی منظوری میں سیاسی جماعتوں کا کردار
* ڈاکٹر عزیز الرحمن ۳۷۲
ٹرانس جینڈر قانون اور ہماری دینی سیاسی جماعتیں
* شاہ زیب منظور گوندل ۳۷۴
ٹرانس جینڈر ایکٹ-پارلیمنٹ میں دینی سیاسی جماعتوں کی بے عملی

نویں فصل: ٹرانس جینڈر قانون سے متعلق کتب کا تعارف

* مولانا محمد انس بندھیالوی ۳۷۷
مغرب کا بھیانک چہرہ: ہم جنس پرستی اور بے راہ روی
* محمد عمر ۳۷۸
مقالہ ایم فل بعنوان "مخنثین سے متعلق شرعی احکام اور پاکستانی قوانین
ایک تقابلی جائزہ
* حافظ ڈاکٹر حسن مدنی ۳۷۹
صنفی مشابہت اور تبدیلی جنس کے شرعی احکام-کتاب وسنت کی روشنی میں
* محمد انس رضا قادری و محمد انس بندھیالوی ۳۸۰
ٹرانس جینڈر ایکٹ-مباحث، مغالطے، نتائج

دسویں فصل: حامیوں کا نقطہ نظر

* وجاہت صدیقی ۳۸۲
ٹرانس جینڈر ایکٹ-ہم کہاں کھڑے ہیں؟
* ہارون جنجوعہ ۳۸۶
پاکستان کی مذہبی جماعتیں ٹرانس جینڈر ایکٹ کے خلاف کیوں ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* عبداللہ جان ۳۸۹
ٹرانس جینڈر قانون
* محمد زبیر خان ۳۹۴
ٹرانس جینڈر ایکٹ پر دوبارہ شور کیوں؟
* عبدالستار ۴۰۰
ٹرانس جینڈر ایکٹ 'غیر اسلامی' قرار دیے جانے کے نتائج کیا؟

گیارھویں فصل: دینی جماعتوں اور اداروں کی قراردادیں

۱۔ملی مجلس شرعی کی قرارداد ۴۰۴
۲۔قرارداد پاکستان علماء کونسل ۴۰۶
۳۔قرارداد عالمی مجلس ختم نبوت، پشاور ۴۰۷
۴۔پاکستان شریعت کونسل پنجاب کا تجزیہ وتجاویز ۴۰۸
۵۔قرارداد پاکستان شریعت کونسل اسلام آباد ۴۰۹

بارھویں فصل: عدالتیں اور اسلامی نظریاتی کونسل

۱۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے ۴۱۱
۲۔ وفاقی شرعی عدالت میں کیس ۴۲۰
۳۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی قراردادیں ۴۲۱

تیرھویں فصل: قانون ساز ادارے

۱۔ قرارداد قومی اسمبلی۔محترمہ نعیمہ کشور خان ۴۲۸
۲۔ قرارداد پنجاب اسمبلی ۴۲۹
۳۔ قراردار سندھ اسمبلی ۴۳۰
۴۔ ترمیمی قرارداد از کامران مرتضیٰ ۴۳۱
۵۔ ترمیمی قرارداد سینیٹر مشتاق احمد ۴۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٦۔ سینیٹر مشتاق احمد کا نیا بل ۴۳٦

چودھویں فصل: ٹرانس جینڈر قانون کے نتائج

* عاصم حفیظ ۴۴۷
اسلام آباد ایڈز کا 'دار الحکومت' بننے لگا
* عامر خاکوانی ۴۴۹
فلم جوائے لینڈ کا بننا اور اس کی اجازت
* عاصم حفیظ ۴۵۳
ٹرانس جینڈرز ایکٹ کے اثرات ونتائج
خواتین کے حقوق پر ڈاکہ، لبرل منافقت اور ایل جی بی ٹی کی کھلتی راہیں
* فاطمہ علی ۴۵۷
پنجاب میں چوتھے ٹرانس جینڈر سکول کا افتتاح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

* ٹرانس جینڈرز ایکٹ سینٹ نے ۲۰۱۷ء میں اور قومی اسمبلی نے ۲۰۱۸ء میں منظور کیا۔ امریکہ، یورپی یونین، اقوام متحدہ کے ادارے اور ان کی فنڈڈ مقامی این جی اوز اس کے لیے عرصے سے اور منظم انداز میں کام کر رہی تھیں چنانچہ یہ بل خاموشی سے منظور ہو گیا۔ حکومت اور اپوزیشن کی سیاسی جماعتوں نے اسے مل کر منظور کیا۔ دینی جماعتوں کو پتا ہی نہیں پتا چلا کہ اس میں کیا ہے لہٰذا انہوں نے بھی اس کی منظوری دے دی حالانکہ اس وقت امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب سینیٹ کے اور مولانا فضل الرحمن صاحب قومی اسمبلی کے رکن تھے۔ قومی اسمبلی میں دو دین دار خواتین نے اس کی مزاحمت کی لیکن ظاہر ہے اس سے کیا فرق پڑتا چنانچہ یہ بل آسانی سے قانون بن گیا۔ تحریک انصاف کی شیریں مزاری نے اپنے عہدِ حکومت میں اس کے نفاذ کے ذیلی قواعد وضوابط بنائے۔ ۲۰۲۰ء میں یہ قانون وفاقی شرعی عدالت میں غیر اسلامی ہونے کی بناء پر چیلنج ہو گیا۔ جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد نے ستمبر ۲۰۲۲ء میں اس میں ترامیم پیش کیں تو یہ بات میڈیا پر آ گئی اور لوگوں کو پتا چلا کہ مغرب کس طرح جنسی آزادی اور ہم جنسیت کے باطل تصورات کے فروغ کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قانون بنوانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ اب دینی عناصر کو بھی ہوش آیا اور انہوں نے اس کی مخالفت شروع کر دی۔

* یہ کتاب ان مضامین کا مجموعہ ہے جو پچھلے چند ہفتوں میں اس موضوع پر دینی جرائد، اخبارات اور میڈیا میں لکھے گئے۔ مقصود ان کے جمع کرنے سے یہ ہے کہ اگر کوئی صاحب اس موضوع کو جاننا چاہیں، اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں، اس کا مطالعہ کرنا چاہیں تو انہیں سارا مواد یکجا مل جائے۔ چونکہ یہ موضوع اس وقت سینٹ، وفاقی شرعی عدالت اور میڈیا میں بھی زیر بحث ہے اس لیے اس پر مزید بھی لکھا جاتا رہے گا تاہم اس کتاب میں ۱۵ دسمبر ۲۰۲۲ء تک دینی جرائد، اخبارات اور سوشل میڈیا میں لکھے جانے والے اہم مضامین شامل ہیں۔

* ہم نے اس کتاب کو چودہ فصلوں میں تقسیم کیا ہے اور اس قانون کے بارے میں علماء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرام، اسلامی سکالرز، صحافیوں اور اہل دانش، قانونی ماہرین اور طبی معالجین کا مؤقف دیا ہے۔ بطور معلومات ہم نے اس قانون کی حمایت کرنے والوں کا مؤقف بھی دے دیا ہے۔ اور دینی مدارس کے فتاویٰ جات، دینی تنظیموں کی قراردادیں، اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے، سپریم کورٹ کے فیصلے، وفاقی شرعی عدالت کی کاروائی اور صوبائی اسمبلیوں میں پیش کی جانے والی قراردادیں اور سینٹ و قومی اسمبلی کی کاروائیوں کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

* قارئین اگر جاننا چاہیں کہ اس کتاب کے مندرجات کیا ہیں کیونکہ کتاب موضوع وار مرتب نہیں کی گئی، تو ان کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ:

- کتاب کے شروع میں قاری کی سہولت کے لیے قومی اسمبلی سے پاس ہونے والے قانون کا انگریزی متن اور اس کا اردو ترجمہ دے دیا گیا ہے۔

- اس موضوع کی ایک بڑی مشکل اصطلاحات کا صحیح مفہوم ہے۔ اس نقطۂ نظر سے اس قانون کی مخالفت کرنے والوں کے اپنے ذہن بعض اوقات واضح نظر نہیں آتے۔ اس لیے ہم نے اصطلاحات کی بحث کتاب کے شروع میں دے دی ہے اور اس پر فاضل دوست حافظ ڈاکٹر حسن مدنی کا مؤقف بھی شامل کر دیا ہے۔

- اس قانون کے متن کا منشا کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ اس پر اگرچہ بہت سے لوگوں نے اپنے مضامین میں روشنی ڈالی ہے، تاہم اس کے لیے ڈاکٹر مشتاق احمد، ڈاکٹر جویریہ سعید، محمد نصر اور راقم الحروف کا مضمون مفید ہو سکتا ہے۔

- اس قانون کی شرعی بنیادوں پر مخالفت کرنے والوں میں علماء کرام اور اسلامی سکالرز کے علمی مقالات اور دانشوروں کے مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ فکری مضامین کو الگ عنوان دے دیا ہے۔

- اسلام میں صنفیں دو ہی ہیں عورت اور مرد۔ تیسری کوئی جنس نہیں۔ اس موضوع پر حافظ ڈاکٹر حسن مدنی، مولانا فداء اللہ اور ڈاکٹر صائمہ اسماء نے اپنے مضامین میں روشنی ڈالی ہے۔

- اس موضوع کا ایک پہلو تغییر جنس کا بھی ہے، اس کے شرعی پہلوؤں پر ڈاکٹر کوثر فردوس، ڈاکٹر ام کلثوم اور مولانا فداء اللہ نے عمدہ بحث کی ہے۔ تیسری جنس اور تغیر جنس کے حوالے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شجاع الدین صاحب کا مضمون اس حوالے سے قابل غور ہے کہ انہوں نے اس بارے میں عام اسلامی نقطۂ نظر سے ہٹ کر رائے ظاہر کی ہے اس کے باوجود کہ انہوں نے ٹھوس اسلامی بنیادوں پر مغربی نقطۂ نظر کی مخالفت کی ہے۔

- اس مسئلہ کا طبی نقطۂ نظر سے جائزہ ڈاکٹر نجیب الحق صاحب (پشاور) نے اپنے انگریزی مقالے میں لیا ہے۔ڈاکٹر صائمہ اسماء نے بھی اس پر روشنی ڈالی ہے۔

- شعیب مدنی صاحب نے اپنے مضمون میں پاکستان میں جنسی آزادی اور ہم جنسیت کے باطل نظریے کی مختلف شکلوں میں اور مختلف سطحوں پر اس کی ڈویلپمنٹ کی گویا تاریخ قارئین کے سامنے رکھ دی ہے۔ہم نے ان کا وڈیو لنک بھی دے دیا ہے تا کہ جو لوگ دلچسپی رکھتے ہوں وہ اس سے مستفید ہو سکیں۔

- جن مضامین میں LGBTQ اور مغربی نقطۂ نظر اور مغربی اصطلاحات کی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے ان میں ڈاکٹر رضوان اسد خان، Right میڈیا گروپ کا مضمون، شعیب مدنی صاحب اور راقم الحروف کے مقالے شامل ہیں۔

- ملک کی معروف دینی جامعات کے دارالافتاء کے فتاویٰ جات ساتویں فصل میں اور دینی جماعتوں کی قراردادیں دسویں فصل میں دے دی گئی ہیں۔

- مفتی ذوالفقار عباسی گل ایڈووکیٹ اور پروفیسر ڈاکٹر شمس البصر صاحب نے اس قانون کے دوسرے قوانین پر اثرات کا جائزہ لیا ہے جبکہ چوہدری خالد محمود صاحب (ریٹائرڈ سیشن جج) نے اس قانون کا اسی موضوع پر دوسرے ممالک کے قوانین سے تقابلی مطالعہ کیا ہے۔

- چوتھی فصل میں پروفیسر عاصم حفیظ صاحب نے مغربی اداروں اور ان کی فنڈڈ ایجنسیوں کے طریق کار کی وضاحت کی ہے کہ وہ کس طرح ہماری اسمبلیوں میں اپنی مرضی کی قانون سازی کراتی ہیں جبکہ دینی قوتیں ان امور سے غافل سوئی پڑی ہیں۔

- بشیر سدوزئی صاحب نے اپنے مضمون میں اس پہلو سے اس قانون کا جائزہ لیا ہے کہ یہ آبادی کنٹرول کرنے کے عالمی منصوبے کا حصہ ہے۔

- آٹھویں فصل میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح ملک کی ساری سیکولر سیاسی جماعتوں نے، خواہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اقتدار میں ہوں یا حزب اختلاف میں، (جیسے پیپلز پارٹی، مسلم لیگ(ن)، تحریک انصاف، مسلم لیگ (ق) خیبر پی کے کی' عوامی نیشنل پارٹی' اور بلوچستان کی 'بلوچستان نیشنل پارٹی') سب نے مغرب کی خوشنودی اور اسٹیبلشمنٹ کے کہنے پر اس قانون کی حمایت کی اور دوسرے غیر اسلامی قوانین (اوقاف کے تحت مساجد ومدارس کو قومیانے کا بل، گھریلو تشدد بل وغیرہ) کی بھی وہ حمایت کرتے رہے ہیں۔اس فصل میں دینی سیاسی جماعتوں کا بھی پول کھولا گیا ہے کہ سینٹ اور اسمبلی میں ان کی کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے۔قانون سازی اور دوسرے امور میں ان کی دلچسپی برائے نام ہے۔

- نویں فصل میں ہم نے اس موضوع پر لکھی گئی دو کتابوں اور ایک ایم فل تھیس کا تعارف بھی کرادیا ہے۔
- ہم نے دسویں فصل میں اس قانون کی حمایت کرنے والوں کا نقطۂ نظر بھی دے دیا ہے۔
- کتاب کی آخری فصلوں میں ہم نے اسلامی نظریاتی کونسل کا نقطۂ نظر دیا ہے، سپریم کورٹ کے فیصلوں کی نقول دی ہیں اور وفاقی شرعی عدالت میں کیس کی پیروی کا ذکر بھی آگیا ہے۔
- سینیٹر مشتاق احمد کی ترامیم، نیا مجوزہ بل اور جمعیت علماء اسلام (ف) کی ترامیم کی نقل بھی کتاب کی تیرھویں فصل میں شامل ہے۔
- کتاب کی چودھویں فصل میں ہم نے اس بدنام زمانہ قانون کے قبیح اثرات کا بھی ذکر کردیا ہے اور اس میں پروفیسر عاصم حفیظ اور عامر خاکوانی صاحب کے مضامین شامل کردیئے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لیے یہ مجموعہ مضامین مفید ثابت ہوگا، ان شاءاللہ۔

محمد امین

لاہور، ۱۵ر دسمبر ۲۰۲۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین

اصطلاحات کا مسئلہ

* ٹرانس جینڈر ایکٹ پر غور کرتے ہوئے اصطلاحات کا صحیح فہم ایک بڑا مسئلہ ہے۔اس لیے جن لوگوں نے اس ایکٹ کے غیر اسلامی ہونے کے حوالے سے مضامین لکھے ہیں (اور جو اس کتاب میں جمع کر دیے گئے ہیں) ان میں بھی یکسانیت اور ہم آہنگی موجود نہیں جو قاری کو ذہنی وفکری خلجان میں مبتلا کر سکتی ہے۔اس لیے ہم نے کتاب کے شروع میں یہ مضمون لگا دیا ہے تا کہ اصطلاحات کا صحیح مفہوم ان پر واضح ہو جائے۔

* اس موضوع پر غور کرتے ہوئے اصطلاحات کی تفہیم میں جو مشکل پیش آتی ہے اس کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ بعض الفاظ اردو میں استعمال ہوتے ہیں جن کا عربی میں مفہوم اور ہے۔

۲۔ عربی میں جو اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں اردو میں ان کا ترجمہ متداول نہیں

۳۔ اردو میں جو اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں وہ حقیقتاً ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن غلطی سے انہیں عموماً مترادف سمجھا جاتا ہے۔

۴۔ مغرب میں انگریزی میں بعض اصطلاحات کا جو مفہوم ہے اس مفہوم کے لیے اردو میں متبادل متداول الفاظ موجود نہیں۔

۵۔ اس قانون کو بنانے والوں نے اسلامی اور اردو اصطلاحات کو مغربی اصطلاحات سے خلط ملط کر کے جائز و ناجائز کو اس طرح اکٹھا کر دیا ہے کہ اس سے خلط مبحث پیدا ہوتا ہے۔

* ذیل میں ہم ان مختلف صورتوں کی وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے۔

۱۔ بعض الفاظ اردو میں استعمال ہوتے ہیں جن کا عربی میں مفہوم اور ہے

جیسے مخنث کہ اردو میں اس سے مراد ہے وہ شخص جس کے پیدائش کے وقت جنسی اعضاء نہ مکمل مردانہ ہوں نہ مکمل زنانہ بلکہ اس کے جنسی اعضاء غیر کامل ہوں یا ان میں ابہام واختلاط ہو۔ عربی میں ایسے شخص کو مخنث کی بجائے خُنثیٰ کہتے ہیں تاہم فعل تَخَنَّثَ بھی حدیث شریف میں استعمال ہوا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ عربی میں مخنث وہ شخص ہے جو مرد ہو لیکن بتکلف، جان بوجھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر، عمداً عورتوں جیسی وضع قطع اور اعمال اختیار کرے یا عورت ہو تو بتکلف، جان بوجھ کر اور عمداً مردوں جیسی وضع قطع اور اعمال اختیار کرے۔ نبی کریم ﷺ نے اس طرز عمل کی شدید مذمت کی ہے اور ایسے افراد پر لعنت بھیجی ہے۔

۲۔ اردو میں جو اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں وہ حقیقتاً ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن غلطی سے انہیں مترادف سمجھا جاتا ہے

اردو میں مخنث (جس کی تعریف ہم نے اوپر بیان کی ہے) کو ہیجڑا اور کھسرا بھی کہا جاتا ہے لیکن اس لفظ کو شائستہ نہیں سمجھا جاتا اور اس کے لیے اردو میں متبادل کے طور پر خواجہ سرا کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ یہ اصولاً غلط ہے کیونکہ خواجہ سرا تاریخی طور پر صرف ان ہیجڑوں کو کہا جاتا تھا جو مخنث مرد ہوں (یعنی پیدائشی طور پر جن کے مردانہ جنسی اعضاء مکمل نہ ہوں یا مبہم و مختلط ہوں) اور ان کو خصّی کر کے ان کی مردانہ صلاحیت بالکل ختم کردی گئی ہو۔ شاہی درباروں میں ایسے خصّی شدہ مردوں کو عورتوں کی حفاظت یا ان کے امور کی نگرانی کے لیے مقرر کیا جاتا تھا۔ یاد رہے کہ اگر ایک مکمل بالغ مرد کو جنسی عضو سے محروم بھی کر دیا جائے تو اس کی شخصیت میں مردانہ پن اور اس کی شہوت باقی رہتی ہے اس لیے یہ تصور محال ہے کہ جن لوگوں کو خواجہ سرا کہا جاتا تھا وہ پہلے مکمل بالغ مرد ہوتے تھے اور ان کو خصّی کر کے خواجہ سرا بنایا جاتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ مخنث کے لیے خواجہ سرا کا لفظ بولنا حقیقتاً غلط ہے لیکن اردو میں یہ غلط العام ہے۔ یہ فرق انگریزی میں نمایاں ہوجاتا ہے جس میں مخنث (اردو والا) کو Intersex persons اور خواجہ سرا کو Eunuch کہا جاتا ہے۔ اسی طرح عربی میں خواجہ سرا کو مخصی (جس کو خصّی کر کے مردانگی ختم کردی گئی ہو) اور اُردو والے مخنث کو خنثیٰ کہا جاتا ہے۔

۳۔ جو اصطلاحات عربی میں استعمال ہوتی ہیں لیکن اردو میں ان کا ترجمہ متداول نہیں

جیسے عربی میں خنثیٰ اور خنثیٰ مُشکِل (یعنی جس میں اشکال ہو) کی اصطلاحات۔ عربی میں خنثیٰ کا مفہوم وہ ہے جو اردو میں مخنث کا ہے۔ اگر خنثیٰ یا مخنث کی صفت کا تعین آسان ہو یعنی ایسے فرد میں اگر مردانہ علامات (ظاہری اعضاء) اور خصائص نامکمل ہی سہی لیکن پیدائش کے وقت اگر مقابلتاً نمایاں ہوں یا بلوغت پر نمایاں ہو جائیں تو اس پر مرد کے شرعی احکام لاگو ہوں گے۔ اور اگر اس پر زنانہ علامات (ظاہری اعضاء) اور خصوصیات اگرچہ نامکمل ہوں لیکن مقابلتاً نمایاں ہوں تو اس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت کے احکام لاگو ہوں گے۔ تاہم اگر اس میں دونوں طرح کے اعضاء ہوں اور کسی کا دوسرے پر نمایاں یا غالب ہونا بادی النظر میں ممکن نہ ہو تو اسے خنثیٰ مشکل کہیں گے اور مختلف قرائن سے اس کی ترجیحی صنف معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس کا الحاق مرد یا عورت دونوں میں سے کسی صنف کے ساتھ کیا جاسکے تاکہ اس پر اس کے شرعی احکام لاگو کیے جاسکیں۔ خنثیٰ اور خنثیٰ مشکل میں جو فرق ہے اس کے لیے اردو میں کوئی لفظ یا اصطلاح موجود نہیں۔

۴۔ مغرب میں انگریزی میں بعض مصطلحات کا جو مفہوم ہے اس کے لیے اردو میں متبادل متداول الفاظ موجود نہیں

مثلاً انگریزی میں ٹرانس جینڈر کی نئی اصطلاح وضع کی گئی ہیں جس کا لغوی مفہوم ہے عورت اور مرد کی صنف کے علاوہ یا اس سے ماوراء دوسری اصناف۔ یاد رہے کہ اہل مغرب جنس اور صنف میں فرق کرتے ہیں۔ ان کے ہاں ٹرانس جینڈر سے مراد وہ افراد ہیں جن کی صنفی شناخت بحیثیت مرد یا عورت واضح نہ ہو، پیدائش کے وقت ظاہری جنسی اعضاء کے لحاظ سے یا بعد کی زندگی میں ذاتی اور داخلی احساس کی بناء پر۔

مطلب یہ کہ مغرب میں ٹرانس جینڈر کی اصطلاح میں یہ مفہوم بھی موجود ہے کہ ہر مرد اور عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی صنف کا تعین خود کرے اور جب چاہے اپنے ذاتی داخلی احساس کی بناء پر اپنی صنف تبدیل کرلے خواہ وہ پیدائشی طور پر مخنث (اردو والا) نہ ہو۔ ظاہر ہے ایسے شخص کو اردو مفہوم میں 'مخنث' نہیں کہا جاسکتا بلکہ اس فعل پر اس مذمت اور لعنت کا اطلاق ہوگا جو شرع اسلامی میں تشبہ کی وجہ سے موجود ہے۔

یاد رہے کہ مسلمان عامۃ الناس (اور فقہاء) مولود کی پیدائش پر اس کے ظاہری اعضاء کی بناء پر اس کی جنس کا تعین کرتے ہیں۔ اگر اس میں ابہام ہو بھی تو بلوغ کے وقت وہ نمایاں ہوجاتا ہے۔ جس مخنث میں مردانہ مظاہر وخصوصیات نمایاں ہوں انہیں مَردوں میں شمار کیا جاتا ہے اور جن میں زنانہ مظاہر وخصوصیات نمایاں ہوں انہیں عورت شمار کرلیا جاتا ہے یعنی تبدیلیٔ جنس عملاً نہیں ہوتی کیونکہ ظاہری اعضاء جنس اندرونی اعضاء سے مربوط ہوتے ہیں۔ لڑکی میں بیضہ دانیاں اور رحم ہوتا ہے جبکہ لڑکے میں Prostate ہوتے ہیں اور طبی معائنے میں یہ بات چھپی نہیں رہ سکتی۔

مغرب میں نفسیاتی عوارض یا ہارمون کی کمی کی وجہ سے 'تغیر صنف' کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں بھی درحقیقت صنف تبدیل نہیں ہوتی اور نہیں ہوسکتی۔

۵۔ اس قانون کو بنانے والوں نے اسلامی اور اردو اصطلاحات کو مغربی اصطلاحات سے خلط ملط کر کے جائز و ناجائز کو اس طرح اکٹھا کر دیا ہے کہ اس سے خلط مبحث پیدا ہوتا ہے

اس قانون کا نام ہے ''ٹرانس جینڈر اشخاص (تحفظ حقوق) ایکٹ ۲۰۱۸ء۔ آگے تعریفات میں دفعہ 2N میں ٹرانس جینڈر کی تعریف میں مخنث، خواجہ سرا اور ٹرانس جینڈر افراد کو شامل کیا گیا ہے۔ زبانی جتنی بھی تقریریں اس موضوع پر ہوئیں اور جو افراد بھی اس قانون کی حمایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ قانون اس مجبور اور مظلوم طبقے کے لیے ہے جس کے حالات پاکستان میں بہت برے ہیں اور ان کے حقوق کا تحفظ ضروری ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آپ مخنث یا خواجہ سرا طبقے کا تحفظ چاہتے تھے تو قانون کا نام ہونا چاہیے تھا انٹرسیکس (مخنث/خواجہ سرا) افراد (تحفظ قانون) ایکٹ۔ اگر قانون کا نام یہ ہوتا اور اس میں صرف مخنث/خواجہ سرا لوگوں کے حقوق کا ذکر ہوتا تو کوئی اس کی مخالفت نہ کرتا۔ ہم بھی اس کی مخالفت نہ کرتے۔ اگر قانون سازوں کی نیت صاف تھی تو انھوں نے ٹرانس جینڈر کی متنازعہ اصطلاح کیوں استعمال کی؟

پھر یہ دیکھیے کہ اس قانون میں ٹرانس جینڈر پرسن کی تعریف میں تین طرح کے افراد کو شامل کیا گیا ہے:

۱۔ انٹرسیکس (Inter sex) (کھسرا) جو بیک وقت مردانہ اور زنانہ جینیاتی خصوصیات کا مرکب ہو یا مبہم جنسی اعضاء کا حامل ہو۔

۲۔ Eunuch یعنی خواجہ سرا۔ لیکن خواجہ سرا کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا صرف اس کی تعریف دے دی گئی ہے کہ پیدائش کے وقت جس کی صنف مردانہ ہو لیکن آپریشن کر کے اس کی یہ صنف ختم کر دی گئی ہو۔

۳۔ ٹرانس جینڈر مرد یا ٹرانس جینڈر عورت یا خواجہ سرا یا کوئی دوسرا شخص جو اپنی مرضی سے اپنی صنف کا تعین اس صنف سے مختلف کرتا ہے جو پیدائش کے وقت اس سے منسوب کی گئی تھی۔

اب یہ دیکھیے کہ:

i۔ تعریف نمبر ایک میں اردو والے مخنث یا عربی کے خنثیٰ کی بجائے کھسرا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ نیز اسے ٹرانس جینڈر کی بجائے Inter sex کہا گیا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ii۔ تعریف نمبر دو میں Eunuch کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے خواجہ سرا لیکن اسے خواجہ سرا نہیں کہا گیا (ویسے یہ خواجہ سرا آج کل کہاں پائے جاتے ہیں؟ کیا ہم مغلیہ دور میں رہ رہے ہیں؟) اور نہ اسے مخنث کہا گیا ہے۔

iii۔ تعریف نمبر تین میں ٹرانس جینڈر مرد، ٹرانس جینڈر عورت، خواجہ سرا اور ان تمام افراد کو شامل کیا گیا ہے جو اپنی پیدائش والی صنف بدل کر اسے اپنی مرضی سے نئی صنف میں بدلنا چاہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ:

- یہاں ٹرانس جینڈر مرد اور ٹرانس جینڈر عورت سے کیا مراد ہے؟ اگر اس سے انٹر سیکس مرد اور عورت یا کھسرا (یعنی مخنث) مراد ہے تو ان کا ذکر تعریف نمبر (۱) میں آچکا۔ اگر آپ اسے کھسرا کی بجائے خواجہ سرا کہنا چاہتے ہیں تو اس کا ذکر تعریف نمبر ۲ میں آچکا۔ دقت کھسرا یا خواجہ سرا نہیں تھے بلکہ وہ بالغ ہونے کے بعد (اور بسا اوقات شادی شدہ ہونے اور صاحب اولاد ہونے کے بعد) اپنے داخلی احساسات کی وجہ سے اپنی صنف تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں مخنثوں (کھسرا یا خواجہ سرا) میں شامل کیوں کیا گیا ہے؟

- دوسری بات یہ ہے کہ اگر مخنثوں (اردو والے) کے حقوق کا تحفظ مقصود تھا تو اس کا مطالبہ عین اسلامی تھا۔ کوئی اس کی مخالفت کیوں کرتا لیکن قانون سازوں نے یہاں ٹرانس جینڈر کو کیوں ڈال دیا جس کے (یعنی تشبہ کے) خلاف صریح احادیث موجود ہیں اور چودہ سو سال سے ساری امت کے فقہاء اس کے ناجائز اور حرام ہونے پر متفق ہیں لہٰذا پاکستانی مسلمان اس غیر اسلامی قانون کو کیوں منظور کرتے؟

قانون سازوں نے چالاکی یہ کی کہ نام کھسرا اور خواجہ سرا کا لیا اور تحفظ لعنتی ٹرانس جینڈر کا کر دیا جس کے خلاف سارے پاکستانی مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں کیونکہ اس کا نتیجہ ہے عمل قوم لوط (دو مردوں کا باہمی جنسی تعلق) اور سحاق (دو عورتوں کا باہمی جنسی تعلق) اور خاندانی نظام کی تباہی، حیا اور عفت کا خاتمہ، لذت اندوزی اور اللہ تعالیٰ کی تولیدی اسکیم کی خلاف ورزی۔ اور جس کے نتیجے میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم تباہ کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس ذلت، معصیت اور عذاب سے بچائے، (آمین)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ڈاکٹر حسن مدنی (1)

ٹرانس جینڈر قانون میں اصطلاحات کا مسئلہ

پاکستان میں ان دنوں زیر بحث قانون کا نام 'ٹرانس جینڈر تحفظ حقوق ایکٹ ۲۰۱۸ء' ہے۔

ٹرانس جینڈر کا لفظ انگریزی زبان کا ہے جس کا مفہوم اس قانون کے آرٹیکل 2n میں درج ہے:

ترجمہ: ''ٹرانس جینڈر سے مراد وہ شخص ہے جو

انٹرسیکس Inter Sex وہ فرد ہے، جو بیک وقت مردانہ اور زنانہ جینیاتی خصوصیات کا مرکب ہو یا جو مبہم جنسی اعضا کا حامل ہو۔ یا

Eunuch (یونخ) سے مراد وہ شخص جو پیدائشی طور پر مرد ہو اور بعد میں تولیدی اعضا کی آختہ کاری سے گزرے۔ یا

ٹرانس جینڈر مرد، ٹرانس جینڈر عورت، خواجہ سرا یا کوئی بھی شخص جو اپنی صنفی شناخت یا صنفی اظہار، اس صنف اور اس سے جڑی ثقافتی توقعات وسماجی اقدار کے برعکس ظاہر کرتا ہے جو اسے پیدائش کے وقت دی گئی تھی۔''

سادہ الفاظ میں اس تعریف کی رو سے 'ٹرانس جینڈر' کا لفظ اس فرد پر بولا جائے گا جو اپنے صنفی اعضا میں پیدائشی طور پر مشترکہ یا مبہم اوصاف رکھتا ہو۔ یا

پیدائشی مرد ہونے کے باوجود اپنے تولیدی اعضا میں کمی بیشی کرالے۔ یا

جو اپنی صنف شناخت یا صنفی اظہار کو اپنی پیدائشی شناخت سے مختلف ظاہر کرے۔

ظاہر ہے کہ 'پیدائشی شناخت' نومولود کے ان جنسی اعضا کی بنا پر والدہ اور دیگر خواتین کرتی ہیں، جو بوقت ولادت سامنے آتے ہیں۔ اور ٹرانس جینڈر کی تعریف کے آخری نکتہ کے مطابق کوئی انسان اپنے صنفی اعضا کے برخلاف، اپنے ذاتی احساسات کی بنا پر مختلف شناخت لینا چاہتا ہو۔

ہر تہذیب یا نظریہ اپنے رجحانات واہداف کے پیش نظر اصطلاحیں وضع کرتا ہے۔ چنانچہ ٹرانس جینڈر ایک کثیر المعنی لفظ ہے جس کی شرعی حقیقت اور احکام مختلف ہیں اور اس مشترکہ

---

(1) ایسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی و مدیر جامعہ رحمانیہ، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصطلاح کے تحت اس کے شرعی احکام یکجا نہیں کیے جا سکتے۔

اسلام کی رو سے انسان کی صنفیں تو دو ہی ہیں لیکن صنفی مسائل کے شکار لوگوں کی بہر حال متعدد صورتیں ہیں۔شرعی احکام کے لحاظ سے صنفی اختلال کی دو بڑی صورتیں ہیں:

حقیقی، پیدائشی اور نفسیاتی ،اختیاری

پہلے کو صحابہ کرامؓ اور فقہائے اسلام نے خنثیٰ (Uni Sex یا Inter Sex) کہا ہے جبکہ دوسرے کو نبی کریم ﷺ نے 'مخنث' کا نام [1] دیا ہے۔گویا خنثیٰ معذور اور معصوم ہے۔اور 'مخنث' اپنی مرضی سے زنانہ مشابہت کرنے یا صنفی تبدیلی کرانے والے گناہ گار فرد کو کہتے ہیں اور عمداً یہ دونوں کام کرنے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے جو قرآن وحدیث میں مذکور ہے۔

پہلی قسم یعنی خنثیٰ کو بھی عوامی زبان میں مخنث کہہ دیا جاتا ہے لیکن فقہی لٹریچر میں، شرعی احکام بیان کرتے ہوئے خنثیٰ پر لفظ مخنث کا اطلاق بہت نادر ہے۔ جب فرق کرنا ہو تو اہل علم اکثر دونوں پر جدا جدا لفظ بولتے ہیں۔الغرض خنثیٰ کا لفظ پیدائشی صنفی معذوری کے ساتھ خاص ہے، جبکہ مخنث کے لفظ میں عموم ہے جو دونوں صورتوں کو وسیع ہے۔

اردو زبان میں 'مخنث' کا لفظ خنثیٰ پر بھی بولا جاتا ہے۔جبکہ دونوں کے احکام میں فرق [2] ہے۔

---

[1] احادیث نبویہ میں ہیت نامی خنثیٰ کے بارے میں جو 'مخنث' کا لفظ آیا ہے، دراصل ہیت ایسا مرد تھا جو خنثیٰ ہوتے ہوئے عورت ہونے کا تاثر دے کر عورتوں میں آتا جاتا تھا، اسی کو مخنث یعنی عورتوں کی مشابہت قرار دیا گیا ہے۔جب صحیح مسلم کی حدیث کی رو سے اسے غیر حاجت مند لوگوں میں سمجھا جاتا تو علم ہوا کہ وہ خنثیٰ تھا جیسا کہ صاحبِ عون المعبود نے بھی لکھا ہے۔اس کے بارے میں یہ تعارف اس کی ماں یا اس کی صنفی معذوری والی عادات کے ذریعے پایا جاتا تھا۔لیکن جب اس نے عورتوں کی صنفی باتیں بتائیں تو اس کا عورتوں میں دلچسپی نہ ہونے کا تاثر ختم ہوگیا اور اسے عورتوں کے پاس آنے سے روک دیا گیا۔مردوں کو عورتوں کی باتیں بتانے کے گناہ اور اختلاط کے ان مسائل کی وجہ سے اس کو جلاوطنی کی سزا دی گئی۔جب تک وہ خنثیٰ تھا، اس پر کوئی ملامت نہ تھی۔

[2] اردو زبان میں اس سے ملتے جلتے الفاظ خواجہ سرا، زنانہ، کھسرا اور ہیجڑا کے ہیں۔مخنث کی طرح ان الفاظ میں کوئی خاص فرق نہیں کیا جاتا، تاہم پہلے الفاظ صنف مشابہت کرنے والے فاسق اور ہیجڑا کا لفظ جسمانی خلل رکھنے والوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، چاہے وہ خلل فطری ہو یا ارادی۔(دیکھیں ریختہ اردو ڈکشنری زیر لفظ 'ہیجڑا')

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفاظ کے اشتراک سے معانی اور احکام میں بہت سی الجھنیں پیدا ہو گئی ہیں۔

احادیث مبارکہ اور صحاحِ ستہ کے ابواب میں خنثیٰ کا لفظ سرے سے موجود ہی نہیں، تاہم خنثیٰ کی علامات کو بیان کرتے ہوئے پہلی بار اسلامی لٹریچر میں، آثارِ صحابہؓ میں اور ان کو روایت کرنے والے محدثین نے اپنے ابواب میں 'خنثیٰ' کا لفظ استعمال کیا ہے۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ء) لکھتے ہیں کہ:

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ: الْمُخَنَّثُ هُوَ بِكَسْرِ النُّوْنِ وَفُتْحِهَا وَهُوَ الَّذِىْ يُشْبِهُ النِّسَاءِ فِىْ اَخْلَاقِهٖ وَكَلَامِهٖ وَحَرَكَاتِهٖ وَتَارَةً يَكُوْنُ هٰذَا خُلُقَهُ مِنَ الْاَصْلِ وَتَارَةً بِتَكَلُّفٍ۔ ①

''اہل زبان کہتے ہیں کہ مخنث، نون کی زبر اور زیر کے ساتھ اس مرد کو کہتے ہیں کہ جو عورتوں کی عادات، طرز گفتگو اور حرکات کی مشابہت کرتا ہے۔ بعض اوقات یہ مسئلہ پیدائشی ہوتا ہے اور کبھی تکلف سے بھی ایسا ہوتا ہے۔''

اس تعریف میں صنفی خلل کی دونوں: حقیقی یا اختیاری صورتوں پر مخنث کا لفظ ہی بولا گیا ہے۔

ٹرانس جینڈر کا لفظ بھی ان دونوں پر بولا جاتا ہے جس میں زیادہ تر دوسری قسم کے افراد شامل ہیں۔

ٹرانس جینڈر میں آنے والی مختلف صورتوں کے شرعی احکام بیان کرتے ہوئے:

حقیقی صنفی ابہام، خلل، اشتراک اور معذوری والے افراد کو 'خنثیٰ' کہا جائے گا اور اس پر انگریزی زبان میں Inter Sex یا Uni Sex کا لفظ بولا جاتا ہے۔

جبکہ باقی دونوں صورتوں یعنی ارادۂ صنفی مشابہت یا صنفی تبدیلی کرانے والے افراد کو مخنث قرار دیا جائے گا۔ اور قانون کے عنوان میں موجود Trans Gender یعنی 'صنفی تبدیلی کرانے والا فرد' دراصل ایک مبہم لفظ ہے جس کے ذریعے شرعی احکام واضح نہیں ہو سکتے۔

① المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج از نووی، ۱۴/ ۱۶۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۹۲ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل

ٹرانس جینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ء ہے کیا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

REGISTERED No. M - 302 / L.-7646

The Gazette of Pakistan

EXTRAORDINARY
PUBLISHED BY AUTHORITY

ISLAMABAD, THURSDAY, MAY 24, 2018

PART I

Acts, Ordinances, President's Orders and Regulations

NATIONAL ASSEMBLY SECRETARIAT

Islamabad, the 22nd May, 2018

No. F. 23(20)/2018-Legis.—The following Act of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) received the assent of the President on the 18th May, 2018 is hereby published for general information:-

ACT NO. XIII OF 2018

AN

ACT

to provide for protection, relief and rehabilitation of rights of the transgender persons and their welfare and for matters connected therewith and incidental thereto

WHEREAS it is expedient to provide for protection, relief and rehabilitation of rights of the transgender persons and their welfare and for matters connected therewith and incidental thereto;

Price: Rs. 20.50

[5944 (2018) Ex.Gaz.]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

It is hereby enacted as follows:-

CHAPTER I

PRELIMINARY

1. **Short title, extent and commencement.**– (1) This Act may be called the Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018.

(2) It extends to the whole of Pakistan.

(3) It shall come into force at once.

2. **Definitions.**—(1) In this Act, unless there is anything repugnant in the subject or context,––

(a) **"Act"** means the Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018;

(b) **"CNIC"** means Computerized National Identity Card.

(c) **"complainant"** means a transgender person who has made a complaint on being aggrieved by an act of harassment;

(d) **"CRC"** means Child Registration Certificate or B-Form;

(e) **"gender expression"** refers to a person's presentation of his gender identity and the one that is perceived by others;

(f) **"gender identity"** means a person's innermost and individual sense of self as male, female or a blend of both or neither that can correspond or not to the sex assigned at birth;

(g) **"Government"** means the Federal Government;

(h) **"harassment"** includes sexual, physical, mental and psychological harassment which means any aggressive pressure or intimidation intended to coerce, unwelcome sexual advance, request for sexual favors or other verbal or written communication or physical conduct of a sexual nature or sexually demeaning attitudes, causing interference with living, mobility or work performance or creating an intimidating, hostile or offensive work or living environment including the attempt to punish the complainant for refusal to comply with such requests or to bring forth the complaint;

(i) **"NADRA"** means the National Database and Registration Authority.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(j) **"notification"** means a notification published in the official Gazette;

(k) **"PMDC"** means The Pakistan Medical and Dental Council constituted under the PMDC Ordinance, 1962(XXXII of 1962);

(l) **"prescribed"** means prescribed by rules made by the Government under this Act;

(m) **"rules"** means the rules made under this Act; and

(n) **"transgender person"** is a person who is—

(i) intersex (khusra) with mixture of male and female genital features or congenital ambiguities; or

(ii) eunuch assigned male at birth, but undergoes genital excision or castration; or

(iii) a transgender man, transgender woman, *KhawajaSira* or any person whose gender identity or gender expression differs from the social norms and cultural expectations based on the sex they were assigned at the time of their birth.

(2) A word or expression not defined in the Act shall have the same meaning as assigned to it in the Code of Criminal Procedure, 1898 (Act V of 1898) or The Pakistan Penal Code, 1860 (Act XLV of 1860).

CHAPTER II

RECOGNITION OF IDENTITY OF TRANSGENDER PERSON

3. **Recognition of identity of transgender person.**—(1) A transgender person shall have a right to be recognized as per his or her self-perceived gender identity, as such, in accordance with the provisions of this Act.

(2) A person recognized as transgender under sub-section (1) shall have a right to get himself or herself registered as per self-perceived gender identity with all government departments including, but not limited to, NADRA.

(3) Every transgender person, being the citizen of Pakistan, who has attained the age of eighteen years shall have the right to get himself or herself registered according to self-perceived gender identity with NADRA on the CNIC, CRC, driving licence and passport in accordance with the provisions of the NADRA Ordinance, 2000 (VIII of 2000) or any other relevant laws.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) A transgender person to whom CNIC has already been issued by NADRA shall be allowed to change the name and gender according to his or her self-perceived identity on the CNIC, CRC, driving licence and passport in accordance with the provisions of the NADRA Ordinance, 2000 (VIII of 2000).

CHAPTER III

PROHIBITION OF CERTAIN ACTS

4. **Prohibition against discrimination.**—No person shall discriminate against a transgender person on any of the following grounds, namely:—

(a) the denial or discontinuation of, or unfair treatment in, educational institutions and services thereof;

(b) the unfair treatment in, or in relation to, employment, trade or occupation;

(c) the denial of, or termination from, employment or occupation;

(d) the denial or discontinuation of, or unfair treatment in, healthcare services;

(e) the denial or discontinuation of, or unfair treatment with regard to, access to, or provision or enjoyment of use of any goods, accommodation, service, facility, benefit, privilege or opportunity dedicated to the use of general public or customarily available to the public;

(f) the denial or discontinuation of, or unfair treatment with regard to, right to movement, safe travel and use of public facilities of transportation;

(g) the denial or discontinuation of, or unfair treatment with regard to, the right to reside, sale, purchase, rent or otherwise occupy or inherit any movable and immovable property;

(h) the denial or discontinuation of, or unfair treatment in, the opportunity to stand for or hold public or private office; or

(i) the denial of access to, removal from, or unfair treatment in, government or private establishment, organizations, institutions, departments, centers in whose care, custody or employment a transgender person may be.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

5. **Prohibition against harassment.**—Harassment of transgender persons, as defined in this Act, both within and outside the home, based on their sex, gender identity and gender expression is prohibited.

CHAPTER IV

OBLIGATIONS BY THE GOVERNMENT

6. **Obligations of the Government.**—The Government shall take following steps to secure full and effective participation of transgender persons and their inclusion in society, namely:—

(a) establish protection centers and safe houses to ensure the rescue, protection and rehabilitation of transgender persons in addition to providing medical facilities, psychological care, counseling and adult education to the transgender persons;

(b) establish separate prisons, jails, confinement cells, etc for the transgender persons involved in any kind of offence or offences;

(c) institute mechanisms for the periodic sensitization and awareness of the public servants, in particular, but not limited to, law enforcement agencies and medical institutions, relating to the issues involving the transgender persons and the requirement of protection and relief of such persons;

(d) formulate special vocational training programmes to facilitate, promote and support livelihood for transgender persons;

(e) encourage transgender persons to start small business by providing incentives, easy loan schemes and grants; and

(f) take any other necessary measures to accomplish the objective of this Act.

CHAPTER V

PROTECTION OF RIGHTS OF TRANSGENDER PERSONS

7. **Right to inherit.**—(1) There shall be no discrimination against transgender persons in acquiring the rightful share of property as prescribed under the law of inheritance.

(2) The share of transgender persons shall be determined as per the gender declared on CNIC in accordance with the law of inheritance in Pakistan.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) The share of inheritance for transgender persons will be as follows:—

(i) for transgender male, the share of inheritance will be that of man;

(ii) for transgender female, the share of inheritance will be that of woman;

(iii) for person who has both male and female or ambiguous characteristics, such as their state is difficult to determine upon birth, following shall apply:—

(a) upon reaching the age of eighteen years, if the person's self-perceived gender identity is transgender male. the share of inheritance will be that of man;

(b) upon reaching the age of eighteen years, if the person's self-perceived gender identity is transgender female, the share of inheritance will be that of woman;

(c) upon reaching the age of eighteen years, if the person's self-perceived gender identity is neither transgender man nor transgender woman, the share of inheritance will be an average of two separate distributions for a man and a woman; and

(d) below the age of eighteen years, the gender as determined by medical officer on the basis of predominant male or female features.

8. **Right to education.**—(1) There shall be no discrimination against transgender persons in acquiring admission in any educational institutions, public or private, subject to fulfillment of the prescribed requirements.

(2) All educational institutions shall provide education and opportunities for sports, recreation and leisure activities without any discrimination and on an equal basis with others.

(3) The Government shall take steps to provide free and compulsory education to transgender persons as guaranteed under Article 25A of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(4) It is unlawful for an institution, whether private or public, to discriminate against a person on the ground of person's sex, gender identity and gender expression, including but not limited to,—

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(a) in determining who should be offered admission; or

(b) in the terms or conditions on which admission is offered; or

(c) by denying the person's access, or limiting the person's access, to opportunities, training or to any other positive externalities associated with the education; or

(d) by denying access to appropriate student facilities based on a person's sex, gender identity and expression.

9. **Right to employment.**- (1) The Government must ensure the right to enter into any lawful profession or occupation and to conduct any lawful trade or business for the transgender persons as guaranteed under Article 18 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(2) No establishment, institution, department, organization, shall discriminate against any transgender person in any matter relating to employment including, but not limited to, recruitment, promotion, appointment, transfer and other related issues.

(3) It shall be unlawful for an employer to discriminate against an employee on the ground of his sex, gender identity or gender expression,—

(a) in determining who should be offered employment; or

(b) in the terms or conditions on which employment is offered; or

(c) by denying the employee access, or limiting the employee's access, to opportunities for promotion, transfer or training or to any other benefits associated with employment; or

(d) by dismissing the employee; or

(e) by subjecting the employee to any other detriment.

10. **Right to vote.**—No transgender person shall be deprived of his right to cast a vote during national, provincial and local government elections:

Provided that the access to polling stations shall be determined according to the gender declared on the CNIC of a transgender person.

11. **Right to hold public office.**—(1) There shall be no discrimination on the basis of sex, gender identity and gender expression for transgender persons if they wish to contest election to hold public office.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

12. **Right to health.**—The Government shall take the following measures to ensure non-discrimination in relation to transgender persons, namely:—

(a) to review medical curriculum and improve research for doctors and nursing staff to address specific health issues of transgender persons in cooperation with PMDC;

(b) to facilitate access by providing an enabling and safe environment for transgender persons in hospitals and other healthcare institutions and centers;

(c) to ensure transgender persons access to all necessary medical and psychological gender corrective treatment.

13. **Right to assembly.**—(1) The Government must ensure the freedom of assembly for transgender persons in accordance with Article 16 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(2) The Government must take steps to ensure appropriate safety measures for transgender persons.

(3) No discrimination shall be made on the basis of person's sex, gender identity and gender expression subject to reasonable restrictions imposed by law in the interest of public order.

14. **Right of access to public places.**—(1) No transgender person shall be denied access to public places, places of entertainment or places intended for religious purpose solely on the basis of his sex, gender identity or gender expression.

(2) The Government must ensure transgender persons' access to public places in view of Article 26 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(3) It shall be unlawful to prevent transgender persons to access facilities available for access of general public and public places mentioned in sub-section (1).

15. **Right to property.**—(1) No transgender person shall be denied right to purchase, sell, rent or lease property, household or tenancy on the basis of sex, gender identity or gender expression.

(2) It shall be unlawful to discriminate any transgender person with regards to renting, subletting or tenancy on the basis of his sex, gender identity or gender expression.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

16. **Guarantee of fundamental rights.**—(1) In addition to rights mentioned in this Chapter, fundamental rights mentioned in Part II of Chapter I of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan shall be available unequivocally for every transgender person.

(2) It shall be the duty of the Government to ensure that the fundamental rights mentioned in sub-section (1) are protected and there shall be no discrimination for any person on the basis of sex, gender identity or gender expression.

17. **Offences and penalties.**—(1) Whoever employs, compels or uses any transgender person for begging shall be punishable with imprisonment which may extend to six months or with fine which may extend to fifty thousand rupees or with both.

CHAPTER VI

ENFORCEMENT MECHANISM

18. **Enforcement mechanism.**—In addition to the remedies available under the Constitution or The Pakistan Penal Code 1860 (Act XLV of 1860), the Code of Criminal Procedure, 1898 (Act V of 1898) or the Code of Civil Procedure 1908 (Act V of 1908), the aggrieved transgender person shall have a right to move a complaint to the Federal Ombudsman, National Commission for Status of Women and National Commission of Human Rights (NCHR) if any of the rights guaranteed herein are denied to him or her.

CHAPTER VII

MISCELLANEOUS

19. **Act having over-riding effect to any other law.**—The provisions of this Act shall have an over-riding effect on any other law for the time being in force.

20. **Power of Government to make rules.**—The Government may, by notification, make rules for carrying out the purposes of this Act.

21. **Power to remove difficulties.**—If any difficulty arises in giving effect to the provisions of this Act, the Government may make such order or give such directions, by order published in the official Gazette, or make such provisions, not inconsistent with the provisions of this Act as appear to it to be necessary or expedient for removing the difficulty:

Provided that no such order shall be made after the expiry of the period of two years from the date of commencement of this Act.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد امین
نظر ثانی: شعیب مدنی وسیف اللہ خالد [1]

قومی اسمبلی سے منظور شدہ
ٹرانس جینڈرز ایکٹ کا اُردو ترجمہ

اسلام آباد، جمعرات، مئی 24، 2018ء

حصہ اول

ایکٹس، آرڈی ننس، صدارتی احکامات اور ضوابط

قومی اسمبلی سیکریٹریٹ

اسلام آباد، 22 مئی، 2018ء

نمبر ایف 23(20)/2018ء قانون سازی: مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے مندرجہ ذیل قانون کو مورخہ 18 مئی، 2018ء صدارتی رضامندی حاصل ہو چکنے کے بعد عوامی اطلاع کے لیے شائع کیا جاتا ہے۔

2018ء کا ایکٹ نمبر XIII

قانون

ٹرانس جینڈر افراد کے حقوق کے تحفظ، فلاح و بہبود، بحالی وامداد فراہم کرنے کے لیے اور ان تمام معاملات کے لیے جو ان سے بالواسطہ یا بلاواسطہ جڑے ہوئے ہیں، کے متعلق بنایا گیا ہے۔

اسے مندرجہ ذیل طریقے سے قانونی شکل دی جا رہی ہے۔

باب اوّل: ابتدائیہ

1۔ مختصر عنوان/ دائرہ عمل واجراء

۔ اس قانون کا نام ٹرانس جینڈر افراد (تحفظ حقوق) ایکٹ ۲۰۱۸ء ہوگا۔

[1] شعور انسٹی ٹیوٹ ومیڈیا نیٹ ورک کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- یہ پورے پاکستان میں نافذ العمل ہوگا۔
- یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

2۔تعریفات (Definitions)

- اس قانون میں مذکور الفاظ و اصطلاحات کا مفہوم درج ذیل ہوگا اِلّا یہ کہ کوئی بات موضوع یا سیاق وسباق کے منافی ہو۔

-ایکٹ (Act) سے مراد ہے ٹرانس جینڈر افراد (کے حقوق کے تحفظ کا) ایکٹ ۲۰۱۸ء

-سی این آئی سی (CNIC) کا مطلب ہے کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ۔

- **شکایت کنندہ** سے مراد وہ ٹرانس جینڈر فرد ہے جس نے ہراساں کیے جانے کے خلاف شکایت درج کرائی ہو۔

- سی آر سی (CRC) (چائلڈ رجسٹریشن سرٹیفکیٹ) کا مطلب ہے بچے کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ یا 'ب' فارم۔

جنسی/صِنفی اظہار سے مراد ہے کسی شخص کا اپنی جنسی/صِنفی شناخت جو وہ اپنے لیے خود منتخب کرتا ہے یا اُس شناخت کا اظہار کرنا جو معاشرہ اُس فرد کو دیتا ہے۔

جنسی/صِنفی شناخت کا مطلب ہے کسی شخص کا داخلی اور ذاتی احساس کہ وہ مرد ہے یا عورت ہے، یا دونوں کا مجموعہ ہے یا ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ اس جنسی/صِنفی شناخت کے مطابق بھی ہوسکتا ہے اور اس سے مختلف بھی جو اسے پیدائش کے وقت دی گئی تھی۔

حکومت سے مراد پاکستان کی وفاقی حکومت ہے۔

ہراساں کرنا۔ ہراسمنٹ سے مراد جنسی، جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی طور پر ہراساں کرنا ہے جس میں کسی بھی قسم کا جارحانہ دباؤ، دھمکی، بغیر رضامندی جنسی حرکات، زبانی یا تحریری طور پر جنسی تعلقات کے لیے درخواست کرنا، یا ایسا کوئی بھی رویہ اختیار کرنا یا مداخلت کرنا یا اس کا سبب بننا جس سے ٹرانس جینڈر فرد کا طرز زندگی، نقل وحرکت، کام کی کارکردگی اور ماحول خراب ہو۔ ہراساں کیے جانے کے خلاف درخواست دینے یا اس کی پیروی کرنے سے روکنا اور اس پر تشدد کی دھمکی دینا بھی ہراسمنٹ میں شامل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نادرا کا مطلب نیشنل ڈیٹا بیس رجسٹریشن اتھارٹی ہے۔

نوٹیفکیشن کا مطلب ہے وہ نوٹیفکیشن جو سرکاری گزٹ میں شامل ہو۔

پی ایم ڈی سی (PMDC) کا مطلب ہے پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل جو ۱۹۶۲ء کے آرڈیننس کے تحت بنائی گئی تھی۔

بیان کردہ: اس قانون کے تحت حکومت کی طرف سے مقرر کردہ اصول۔

قواعد وضوابط: وہ تمام قواعد وضوابط جو اس قانون کے تحت بنائے جائیں گے۔

ٹرانس جینڈر سے مراد وہ شخص ہے جو:

انٹرسیکس (کھسرا) وہ فرد ہے جو بیک وقت مردانہ اور زنانہ جینیاتی خصوصیات کا مرکب ہو یا جو مبہم جنسی اعضاء کا حامل ہو۔

Eunuch (یونخ) وہ شخص جو پیدائشی طور پر مرد ہو اور بعد میں تولیدی اعضاء کی آختہ کاری سے گزرے۔

ٹرانس جینڈر مرد، ٹرانس جینڈر عورت، خواجہ سرا یا کوئی بھی شخص جو اپنی جنسی/صِنفی شناخت یا جنسی/صِنفی اظہار، اُس صِنف/جنس اور اس سے جڑی ثقافتی توقعات وسماجی اقدار کے برعکس ظاہر کرتا ہے جو اسے پیدائش کے وقت دی گئی تھی۔

2۔ کوئی بھی لفظ یا تعبیر جس کی وضاحت اس قانون میں نہیں کی گئی اس کا مطلب وہی ہوگا جو کوڈ آف کریمینل پروسیجر ۱۸۹۸ء یا پاکستان پینل کوڈ ۱۸۶۰ء (ایکٹ XLV ۱۸۶۰ء) میں بیان کیا گیا ہے۔

3۔ ٹرانس جینڈر شخص کی شناخت کو تسلیم کرنا

(1) ایک ٹرانس جینڈر شخص کو اس قانون کی رُو سے اس کی اپنی مرضی سے طے کردہ جنسی/صِنفی شناخت کے مطابق تسلیم کیا جائے گا۔

(2) ہر وہ شخص جسے اس قانون کی مندرجہ بالا دفعہ ۳(۱) ٹرانس جینڈر تسلیم کرتی ہو اسے خود کو نادرا اور دوسرے تمام سرکاری محکموں میں اپنی مرضی سے طے کردہ جنسی/صِنفی شناخت کے مطابق رجسٹرڈ کروانے کا حق ہوگا۔

(3) ٹرانس جینڈر شخص کو، جس کی عمر اٹھارہ سال ہو اور وہ پاکستان کا شہری ہو، یہ حق حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگا کہ نادرا کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق متعین کردہ جنسی/صِنفی شناخت کو نادرا کے آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۰ء یا متعلقہ کسی بھی قانون کے تحت شناختی کارڈ، چائلڈ رجسٹریشن سرٹیفکیٹ، ڈرائیونگ لائسنس، تعلیمی اسناد، پاسپورٹ اور ڈومیسائل وغیرہ پر رجسٹرڈ کروائے۔

(4) ٹرانس جینڈر شخص جس نے پہلے ہی نادرا سے کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ حاصل کر رکھا ہو اس کو نادرا آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۰ء کے تحت اجازت ہوگی کہ وہ اپنے نام اور جنس/صِنف کو شناختی کارڈ، چائلڈ رجسٹریشن سرٹیفکیٹ، ڈرائیونگ لائسنس، تعلیمی اسناد، پاسپورٹ اور ڈومیسائل پر اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کروائے۔

4۔ امتیازی برتاؤ کی ممانعت

کوئی فرد کسی ٹرانس جینڈر شخص سے مندرجہ ذیل امور میں کسی بھی بنیاد پر امتیاز نہیں برت سکتا۔

(a) تعلیمی اداروں اور ان میں ملنے والی تمام خدمات سے انکار، یا عدم استمرار یا غیر منصفانہ رویہ۔

(b) روزگار، پیشے یا تجارت سے متعلق غیر منصفانہ برتاؤ۔

(c) روزگار یا پیشہ دینے سے انکار یا اس کا خاتمہ

(d) علاج یا صحت کے متعلق سہولیات دینے سے انکار، عدم استمرار یا غیر منصفانہ برتاؤ

(e) ہر وہ سہولت جو عوام الناس کے لیے ہو مثال کے طور پر اشیاءِ خورد و نوش، رہائش، ہر قسم کی خدمات، سہولیات، فائدے استحقاق یا مواقع۔ان سب کی فراہمی تک رسائی یا استعمال سے انکار یا عدم استمرار یا ان میں نامناسب رویہ اختیار کرنا۔

(f) نقل وحرکت کی سہولت محفوظ سفر اور نقل وحرکت کے لیے میسر عوامی سہولیات کے استعمال سے انکار، عدم استمرار یا غیر مناسب رویہ۔

(g) رہائش کے حق، کرایہ پر رہائش یا قبضہ ذاتی مکان، خرید و فروخت، وراثتی اور منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی ملکیت کے حصول میں کسی بھی قسم کا غیر مناسب رویہ، انکار یا عدم استمرار

(h) کسی بھی سرکاری یا غیر سرکاری عہدے کے امیدوار بننے اور اسے حاصل کرنے میں رکاوٹ، عدم استمرار یا غیر منصفانہ رویہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(i) سرکاری ونجی اداروں، تنظیموں، محکموں، مراکز میں ٹرانس جینڈر افراد کو ملازمت نہ دینا یا انہیں برخواست کرنا یا ان سے ناانصافی پر مبنی سلوک کرنا۔

5۔ ہراساں کرنے کی ممانعت

کسی ٹرانس جینڈر فرد کو اس کی جنسی/صنفی شناخت یا اظہار کی وجہ سے ہراساں کرنا، جیسا کہ اس قانون میں وضاحت کی گئی ہے، ممنوع ہے۔

باب چہارم: حکومتی ذمہ داریاں

6۔ حکومتی ذمہ داریاں

حکومت ٹرانس جینڈر افراد کی معاشرے میں محفوظ اور مؤثر شراکت کے لیے اقدامات کرے گی جیسا کہ:

(a) ٹرانس جینڈر افراد کے لیے حفاظتی مراکز (Protection Centers) اور محفوظ گھروں (Safe Houses) کا قیام جہاں ان کے بچاؤ، تحفظ اور بحالی کو یقینی بنایا جائے اور ان مراکز میں ان کے لیے صحت کی سہولیات، نفسیاتی دیکھ بھال ومشاورت اور تعلیم بالغان کی فراہمی۔

(b) کسی بھی قسم کے جرم یا جرائم میں ملوث ٹرانس جینڈر افراد کے لیے علیحدہ جیلوں اور قید خانوں کا قیام۔

(c) ٹرانس جینڈر افراد کے تحفظ اور ریلیف کے لیے سرکاری ملازمین خصوصاً قانون نافذ کرنے والے اداروں اور ہسپتالوں کے عملے کی آگاہی اور تربیت کے لیے وقتاً فوقتاً اقدامات کرتے رہنا۔

(d) ٹرانس جینڈر افراد کے روزگار اور ان کی معاشی حالت کو بہتر بنانے، فروغ دینے اور اچھے مواقع پیدا کرنے کے لیے ان کی پیشہ ورانہ وفنی تربیت کے پروگرام تشکیل دینا۔

(e) چھوٹے کاروبار شروع کرنے کے لیے ٹرانس جینڈر افراد کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لیے انہیں امداد، مراعات اور آسان قرضے دینا۔

(f) اس قانون کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے دوسرے ضروری اقدامات کرنا۔

7۔ حق وراثت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1) قانون وراثت کے تحت ٹرانس جینڈر افراد کا جو حق وراثت بنتا ہے، اس کے حصول میں ان سے دوسروں سے کوئی الگ امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جائے گا۔

(2) پاکستانی قانون وراثت کے مطابق ایک ٹرانس جینڈر فرد کو اسی جنس/صِنف کے مطابق حق ملے گا جو اس کے قومی شناختی کارڈ میں درج ہے۔

(3) ٹرانس جینڈر افراد کے لیے وراثت کا حصہ مندرجہ ذیل ہوگا:

i۔ ٹرانس جینڈر مرد کے لیے، وراثت کا حصہ عام مرد جیسا ہوگا۔

ii۔ ٹرانس جینڈر عورت کے لیے وراثت میں حصہ عام عورتوں جیسا ہوگا۔

iii۔ ان ٹرانس جینڈر افراد کے لیے جو مرد اور عورت دونوں یا مبہم خصوصیات کے حامل ہوں اور جن کی جنس کا تعین بوقت پیدائش مشکل ہو، ان کے لیے مندرجہ ذیل قانون ہوگا:

(a)18 سال کی عمر ہونے پر، کوئی ٹرانس جینڈر فرد اپنی جنسی/صِنفی شناخت اپنی مرضی سے بطور مرد متعین کرتا ہے تو میراث میں اس کا حصہ مرد کے حصے کے برابر ہوگا۔

(b)18 سال کی عمر ہونے پر، اگر ٹرانس جینڈر فرد کی ذاتی طور پر متعین کردہ (Self-Perceived) جنسی/صِنفی شناخت عورت کی ہے تو اس کا وراثت کا حصہ عورت جیسا ہوگا۔

(c)18 سال کی عمر ہونے پر، اگر ٹرانس جینڈر فرد خود کو جنسی/صِنفی طور پر نہیں سمجھ سکتا کہ وہ ٹرانس جینڈر مرد ہے یا ٹرانس جینڈر عورت۔ تو اس کا وراثتی حصہ مرد اور عورت کی وراثت کے اوسط کے برابر ہوگا۔

(d)18 سال کم عمر ٹرانس جینڈر فرد کی جنس/صِنف کا تعین میڈیکل آفیسر مرد یا عورت کی نمایاں خصوصیات کی بنیاد پر کرے گا۔

8۔ حقِ تعلیم

(1) کسی بھی سرکاری یا نجی تعلیمی ادارے میں داخلہ لینے کے لیے مقرر کردہ معیار کو پورا کرنے کے علاوہ ٹرانس جینڈر افراد کے خلاف کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جائے گا۔

(2) تمام تعلیمی اداروں میں ٹرانس جینڈر افراد کو کسی بھی امتیاز کے بغیر اور مساوات کی بنیاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر تعلیم، کھیل اور تفریحی سرگرمیوں کے مواقع فراہم کیے جائیں گے۔

(3) حکومت ٹرانس جینڈر افراد کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرنے کے لیے اقدامات کرے گی جیسا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 25A کے تحت ضمانت دی گئی ہے۔

(4) کوئی سرکاری یا نجی تعلیمی ادارہ کسی بھی ٹرانس جینڈر فرد کے خلاف اس کی جنس، جنسی /صنفی شناخت یا جنسی/صنفی اظہار کی بنیاد پر امتیازی سلوک روا نہیں رکھے گا، خصوصاً

(a) یہ تعین کرنے میں کہ کس کو حق داخلہ حاصل ہے۔

(b) داخلے کی شرائط وضوابط کے تعین میں

(c) کسی بھی فرد کی تعلیم منسلک تربیتی مواقع تک رسائی کو محدود یا مسترد کرنا۔

(d) کسی طالب علم کی جنس و جنسی/صنفی شناخت یا اظہار کی بنیاد پر مناسب سہولیات تک رسائی سے انکار کرنا۔

۹۔ روزگار کا حق

(1) ٹرانس جینڈر افراد کے لیے کسی بھی قانونی ذریعہ معاش یا پیشہ میں شامل ہونے یا تجارت وکاروبار کو منظم کرنے کے حق کو حکومت یقینی بنائے گی جیسا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۱۸ کے تحت ضمانت دی گئی ہے۔

(2) کوئی بھی ادارہ، محکمہ، تنظیم، کسی بھی جگہ پر کسی بھی ٹرانس جینڈر کے خلاف امتیازی سلوک روا نہیں رکھے گا بشمول تمام متعلقہ مسائل جیسے کہ ترقی، بھرتی، ٹرانسفر وغیرہ میں۔

(3) کسی آجر کے لیے کسی ملازم کے ساتھ اس کی جنس، جنسی/صنفی شناخت یا جنسی/صنفی اظہار کی بنا پر تعصب وغیرہ مناسب رویہ رکھنا غیر قانونی ہوگا، خصوصاً

(a) اس بات کا تعین کرنے میں کہ حق ملازمت کس کو حاصل ہے

(b) کن شرائط وضوابط کی بنیاد پر روزگار کی پیشکش کی جا رہی ہے۔

(c) ترقی، ٹرانسفر، ٹریننگ کے مواقع اور تمام وہ فوائد جو ملازمت سے منسلک ہوں ان تک ملازم کی رسائی کو محدود یا مسترد کرنا

(d) ملازم کو برطرف کرنا

(e) ملازم کو کسی دوسرے طریقے سے نقصان پہنچانا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

10۔ووٹ دینے کا حق

کسی بھی شخص کو قومی ،صوبائی اور مقامی حکومتوں کے انتخابات کے دوران ووٹ ڈالنے کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ نیز شناختی کارڈ پر لکھی ہوئی جنس/ صِنف کے مطابق ٹرانس جینڈر افراد کو متعلقہ پولنگ اسٹیشنوں تک رسائی فراہم کی جائے گی۔

کسی بھی شخص کو قومی ،صوبائی اور مقامی حکومتوں کے انتخابات کے دوران ووٹ ڈالنے کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ نیز شناختی کارڈ پر لکھی ہوئی جنس/ صِنف کے مطابق ٹرانس جینڈر افراد کو متعلقہ پولنگ اسٹیشنوں تک رسائی فراہم کی جائے گی۔

11۔سرکاری عہدوں پر تعیناتی کا حق

کوئی ٹرانس جینڈر فرد الیکشن میں حصہ لینا چاہتا ہو اور پبلک آفس ہولڈ کرنا چاہتا ہو تو جنسی/ صِنفی شناخت یا جنسی/ صِنفی اظہار کی بنیاد پر اس سے امتیازی برتاؤ نہیں کیا جائے گا۔

12۔صحت کا حق

حکومت ٹرانس جینڈر افراد کے لیے بلا امتیاز صحت کے معاملات کو یقینی بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کرے گی:

(a) ٹرانس جینڈر افراد کے مخصوص صحت کے مسائل حل کرنے کے لیے ، ڈاکٹروں اور نرسنگ کے عملے کے لیے بہتر تحقیق اور طبی نصاب کا جائزہ لیا جائے گا۔ یہ کام حکومت پی ایم ڈی سی کے تعاون سے کرے گی۔

(b) ہسپتالوں اور صحت کی دیکھ بھال کے دیگر مراکز تک رسائی کے لیے حکومت ٹرانس جینڈر افراد کے لیے محفوظ ماحول فراہم کرے گی۔

(c) ٹرانس جینڈر افراد کی ضروری طبی ،نفسیاتی و جنسی/ صِنفی اصلاحی علاج تک رسائی یقینی بنائی جائے گی۔

13۔حق اجتماع

(1) حکومت ٹرانس جینڈر افراد کے حق اجتماع کی آزادی کو یقینی بنائے گی جیسا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۱۶ میں لکھا گیا۔

(2) حکومت ٹرانس جینڈر افراد کے لیے موزوں حفاظتی اقدامات کو یقینی بنانے کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقدامات کرے گی۔

(3) عوامی مفاد کے لیے لگائی گئی پابندیوں کے علاوہ کسی بھی ٹرانس جینڈر فرد کے ساتھ جنس ،جنسی/صِنفی شناخت یا جنسی/صِنفی اظہار کی بنیاد پر کسی بھی قسم کا امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جائے گا۔

14۔عوامی مقامات پر رسائی کا حق

(1) ٹرانس جینڈر افراد کو عوامی مقامات ،تفریحی مقامات اور مذہبی مقاصد کے لیے مختص کی گئی جگہوں پر رسائی کا حق حاصل ہوگا۔جنسی/صِنفی شناخت ،جنسی/صِنفی اظہار کی بنیاد پر ان کو داخلے سے نہیں روکا جائے گا۔

(2) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۶ کے مطابق حکومت عوامی مقامات تک ٹرانس جینڈر افراد کی رسائی یقینی بنائے گی۔

(3) مذکورہ بالا سیکشن (1) میں بیان کردہ عام عوامی مقامات تک رسائی کے لیے دستیاب سہولیات تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ٹرانس جینڈر کو روکنا غیر قانونی ہوگا۔

15۔جائیداد کا حق

(1) کسی ٹرانس جینڈر فرد کو جائیداد کی خرید وفروخت گھر یا سامان کرائے پر لینے دینے یا کرایہ دار ہونے کے حق سے اس کی جنس ،جنسی/صِنفی شناخت یا جنسی/صِنفی اظہار کی بنیاد پر انکار نہیں کیا جائے گا۔

(2) کسی ٹرانس جینڈر شخص کو اس کی جنس ،جنسی/ صِنفی شناخت یا جنسی/صِنفی اظہار کی بنیاد پر جائیداد یا مکان کرائے پر لینے یا دینے سے انکار کرنا یا رکاوٹ پیدا کرنا غیر قانونی ہوگا۔

16۔بنیادی حقوق کی ضمانت

(1) اس باب میں ذکر کردہ حقوق کے علاوہ ،اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء کے باب (I) حصہ (II) میں ذکر کردہ تمام بنیادی حقوق ہر ٹرانس جینڈر فرد کو میسر ہوں گے۔

(2) یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ اوپر ذکر کردہ سیکشن (1) میں مذکور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام بنیادی حقوق ٹرانس جینڈر افراد کو ملیں گے اور جنسی/صنفی شناخت یا جنسی/صنفی اظہار کی بنیاد پر کوئی امتیازی سلوک ان سے روا نہیں رکھا جائے گا۔

17۔جرائم اور سزا

جو شخص کسی ٹرانس جینڈر کو بھیک مانگنے کے لیے استعمال کرے گا یا اس مقصد کے لیے ملازم رکھے گا اسے چھ ماہ تک کی قید ہو سکتی ہے، بچاس ہزار روپے تک جرمانہ ہو سکتا ہے یا دونوں سزائیں اکٹھی بھی دی جا سکتی ہیں۔

باب ششم: لائحہ عمل برائے نفاذ

18۔نفاذ کا لائحہ عمل

آئین پاکستان پینل کوڈ ۱۸۶۰، کوڈ آف کریمینل پروسیجر ۱۸۹۸ء اور کوڈ آف سول پروسیجر ۱۹۰۸ء میں دی گئی قانونی سہولتوں کے ساتھ اگر کسی ٹرانس جینڈر فرد کے ان حقوق کی خلاف ورزی کی جائے، جن کی ضمانت یہ قانون دیتا ہے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس کے خلاف وفاقی محتسب ،قومی کمیشن برائے حقوق نسواں، قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (NCHR) کے اداروں میں شکایت کرے:

باب ہفتم: متفرق

19۔قانونی حیثیت

یہ قانون اس ضمن میں بنائے گئے دیگر تمام قوانین پر حاوی ہوگا۔

20۔اصول وضوابط بنانے کا اختیار

21۔ابہام ومشکلات دور کرنے کا اختیار

اگر اس قانون کے نفاذ میں کوئی مشکل ہو تو حکومت گزٹ نوٹیفکیشن کے ذریعے ایسے احکامات اور ہدایات جاری کر سکتی ہے جو اس قانون کے نفاذ کے لیے ضروری ہوں اور متوقع مشکلات کو دور کرنے میں مدد دے سکیں لیکن اس قانون کے احکام سے متصادم نہ ہوں۔

تاہم ایسا کوئی حکم، اس قانون کے نافذ العمل ہونے کے دو سال کے بعد جاری نہیں کیا جا سکتا۔(البرہان نومبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

اسلامی سکالرز کا مؤقف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد مشتاق احمد (۱)

ٹرانس جینڈر قانون۔مسئلہ ہے کیا؟

کیا واقعی یہ ٹرانس جینڈر اشخاص کے حقوق کا یہ قانون اسلامی احکام سے متصادم ہے؟ کیا واقعی اس قانون سے ہمارے خاندانی نظام کی بنیادیں اکھاڑی جارہی ہیں؟ کیا واقعی اس قانون کے ذریعے بے حیائی کے لیے راستے کھولے گئے ہیں؟

یہ اور اس طرح کے کئی سوالات لوگ پوچھ رہے ہیں۔اس لیے چند گزارشات پیش کی جارہی ہیں۔

اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے دو اصولی نکات:

پہلا اصولی نکتہ

کیا آئینِ پاکستان سے اسلامی شقوں کو خارج کرنا ممکن ہے؟

پہلی اصولی بات یہ ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے (آئین کی دفعہ 1)؛ اس کا ریاستی مذہب اسلام ہے (آئین کی دفعہ 2)؛ یہاں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور پارلیمان سمیت تمام ریاستی و حکومتی اداروں کے پاس اختیارات کی حیثیت مقدس امانت کی ہے جسے وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر استعمال کرنے کے پابند ہیں (آئین کی دفعہ 2اے)؛ یہاں لوگوں کو آزادی اور دیگر حقوق میسر ہوں گے، لیکن "جیسا کہ اسلام نے دیے ہیں" (آئین کی دفعہ 2 اے)؛ یہاں کوئی قانون اسلامی احکام سے متصادم نہیں بنایا جاسکتا اور جتنے رائج الوقت قوانین ہیں، ان کو اسلامی احکام سے ہم آہنگ کرنا لازم ہے (آئین کی دفعہ 227)؛ یہاں قوانین میں اصلاحات کے لیے جو لا اینڈ جسٹس کمیشن بنایا گیا ہے، اس پر بھی لازم ہے کہ نئی قانون سازی کے لیے تجاویز دیتے ہوئے سماجی انصاف کے متعلق اسلامی اصولوں کی پابندی کرے (لا اینڈ جسٹس کمیشن کا قانون، دفعہ 6(1))؛ اور یہاں عدالتوں پر لازم ہے کہ کسی بھی قانون کی تعبیر و تشریح کرتے ہوئے، یعنی اس کا مفہوم متعین کرتے ہوئے، یہ یقینی بنائیں کہ قانون کا مفہوم

---

(۱) ڈین سوشل سائنسز، قرطبہ یونیورسٹی پشاور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی احکام سے متصادم نہ ہو(قانونِ نفاذِ شریعت، 1991، دفعہ 4)۔

اس لیے یہ کہنا کہ کسی قانون کے متعلق یہ بحث اٹھانا کہ یہ اسلامی احکام سے متصادم ہے یا نہیں، "کٹھ ملاؤں" کا کام ہے، نری جہالت ہے.... خواہ ایسی بات کہنے والے جاہلوں نے دنیا کی اچھی یونیورسٹیوں سے بڑی بڑی ڈگریاں لی ہوں۔ جب تک اس ملک کے آئین اور قانون کی اسلامی شناخت ختم نہیں کردی جاتی، اس سوال سے جان نہیں چھڑائی جاسکتی۔ واضح رہے کہ سپریم کورٹ کئی فیصلوں میں قرار دے چکی ہے کہ آئین کی اسلامی حیثیت کو ختم کرنے کے لیے صرف چند دفعات میں ترمیم کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے نیا آئین بنانا ہوگا اور نیا آئین بنانے کے لیے موجودہ پارلیمان کے پاس اختیار نہیں ہے، بلکہ نئی آئین سازی کے لیے عوام سے باقاعدہ اختیار لے کر آنا پڑے گا۔ (مثال کے طور پر دیکھیے، الجہاد ٹرسٹ کیس 1996ء اور فوجی عدالتوں کے متعلق کیس 2015ء) یہ بھی دیکھ لیجیے کہ جنرل مشرف کی روشن خیال اعتدال پسندی کے دور میں کی جانے والی 17 ویں ترمیم کے ذریعے آئین میں بہت ساری ترامیم کی گئیں لیکن اسلامی دفعات کو ہاتھ نہیں لگایا جاسکا۔ اسی طرح جب 18 ویں ترمیم کے موقع پر پورے آئین پر نظرِ ثانی کرکے اس کی "اوورہالنگ" کی کوشش کی گئی، اس وقت بھی کسی کو اسلامی دفعات کو چھیڑنے کی جرأت نہیں ہوسکی۔ اس لیے مٹھی بھر سیکولر عناصر اور اقوامِ متحدہ اور دیگر اداروں و اقوام سے فنڈز لینے والی این جی اوز کو یہ بات گرہ سے، یا پلو سے، باندھ لینی چاہیے کہ انھیں اس ملک میں رہنا اور یہاں کام کرنا ہے، تو اسلامی اصولوں کے ساتھ، اور ان کے سائے میں، رہنا سیکھ لیں، خواہ آپ کو اچھا لگے یا برا۔

دوسرا اصولی نکتہ: قانون کی اسلامی حیثیت کو جانچنے کا اختیار کس کو ہے؟

دوسری اصولی بات یہ ہے کہ کسی قانون کے اسلامی احکام سے متصادم ہونے یا نہ ہونے کے مسئلے پر لوگوں کی آرا مختلف ہوسکتی ہیں لیکن ریاستی سطح پر ہم نے اس مقصد کے لیے دو ادارے بنائے ہیں: ایک اسلامی نظریاتی کونسل اور ایک وفاقی شرعی عدالت۔ کونسل قانون سازی کے مرحلے پر، قانون بننے سے قبل بھی، اپنی رائے دے سکتی ہے، جبکہ شرعی عدالت کا کام قانون بن چکنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ گویا قانون بننے کے مرحلے میں اگر یہ سوال اٹھے کہ اس قانون کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی شق اسلامی احکام سے متصادم ہے یا نہیں، تو کونسل اس سوال کا جواب دینے کے لیے موجود ہوتی ہے، جبکہ قانون بن چکنے کے بعد اس کے خلافِ اسلام ہونے یا نہ ہونے پر فیصلہ دینے کے لیے شرعی عدالت کے پاس اختیار ہے۔

کونسل اس سوال کے جواب میں جب اپنی رائے دیتی ہے، تو اس کی حیثیت تجویز اور سفارش کی ہوتی ہے، جبکہ شرعی عدالت کے فیصلے کو لازمی عمل درآمد کی (binding) حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ کونسل کی سفارش پر غور کرنا پارلیمان پر لازم ہے، خواہ غور کے بعد وہ اسے قبول کرے یا نہ کرے، لیکن شرعی عدالت نے اگر قانون کو یا اس کی کسی شق کو اسلامی احکام سے متصادم قرار دیا تو اسے ماننا پارلیمان پر بھی اور سپریم کورٹ سمیت تمام عدالتوں پر بھی لازم ہو جاتا ہے، اِلّا یہ کہ سپریم کورٹ کی شریعت اپیلیٹ بنچ اس فیصلے کو تبدیل کر دے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ کونسل کی سفارشات ماننا لازم نہ سہی، ان پر غور تو لازم ہے، لیکن اس کے باوجود اس موضوع پر کونسل کی سفارشات کو پارلیمان نے سرے سے درخورِ اعتنا سمجھا ہی نہیں۔ سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی نے جس طرح کونسل کی سفارشات کے ساتھ کھیل کھیلا، وہ ایک الگ داستان ہے۔ باقی رہی بات شرعی عدالت کی، تو وہاں اس قانون کے خلاف درخواست زیرِ التوا ہے اور پتہ نہیں کب تک زیرِ التوا رہے گی۔ پھر جب شرعی عدالت فیصلہ دے بھی دے، تو اس کے بعد اپیل کا مرحلہ آئے گا اور اپیل کا فیصلہ ہونے تک شرعی عدالت کا فیصلہ معطل رہے گا۔ اس لیے جب سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے حقوق انسانی نے اپنی آخری میٹنگ میں سینیٹر مشتاق احمد خان کو یہ مشورہ دیا کہ اگر وہ اسے اسلامی احکام سے متصادم سمجھتے ہیں، تو اس کے خلاف شرعی عدالت میں جائیں، تو انھوں نے کہا کہ وہاں تو تیس سال لگ جائیں گے، اور اگر آپ تیس سال تک اس قانون کو منجمد کر سکتے ہیں، تو پھر میں پارلیمان میں ترمیمی بل پیش کرنے کے بجائے شرعی عدالت کے فیصلے کا انتظار کر لوں گا! اس پر ظاہر ہے کہ انھیں ہاتھ کھڑے کرنے پڑے کیونکہ وہ کبھی اس قانون کو معطل کرنا پسند نہیں کریں گے۔

واضح رہے کہ اس قانون کے وضع کیے جانے سے قبل اسلامی نظریاتی کونسل نے اس کے مسودے کا تفصیلی جائزہ لے کر صریح الفاظ میں اسے اسلامی احکام سے متصادم قرار دیا تھا۔ کونسل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بات تو آپ نے مانی نہیں۔شرعی عدالت میں جانے کا کہہ رہے ہیں اور وہاں اس کا فیصلہ ہونے میں کئی عشرے لگ جائیں گے۔تو پارلیمان میں ہی کیوں نہ ترمیمی بل پیش کیا جائے تاکہ جہاں سے غلطی کا آغاز ہوا ہے، وہیں سے اس کی اصلاح کی جائے؟

اگر کسی قانون کے خلاف عدالت میں درخواست دائر ہو تو کیا پارلیمان اس بل یا قانون میں ترمیم کا حق نہیں رکھتی ہے؟

اس قانون کے محافظین نے ایک بہانہ یہ بھی پیش کیا کہ چونکہ اس قانون کے خلاف درخواست شرعی عدالت میں دائر کی جاچکی ہے، اس لیے یہ معاملہ اب "subjudice" ہے، یعنی عدالت کے سامنے زیرِ غور ہے، اور اس لیے اس کو کسی اور فورم پر اٹھایا نہیں جاسکتا۔ یہ نہ صرف یہ کہ ایک لولا لنگڑا عذر ہے بلکہ گمراہ کن بات بھی ہے۔کوئی ایسا قانون یا اصول نہیں ہے جو پارلیمان کو اس قانون میں ترمیم سے روک سکے۔بھئی، شرعی عدالت میں درخواست گزار نے یہی اعتراض کیا ہے نا کہ یہ قانون اسلامی احکام سے متصادم ہے۔تو اگر پارلیمان ہی اس اعتراض پر بحث کرنے کے بعد مناسب اور ضروری سمجھے تو قانون میں ترمیم کرلے، تو اس پر کسی کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟ پھر تو درخواست گزار کا اعتراض ہی ختم ہوجائے گا اور عدالت میں دائر کیا گیا مقدمہ خارج کردیا جائے گا۔

اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔توہینِ رسالت کے قانون ہی کی مثال لے لیجیے۔

سپریم کورٹ کے سینیئر وکیل اسماعیل قریشی نے جنرل محمد ضیاء الحق کو فریق بنا کر وفاقی شرعی عدالت میں درخواست دائر کی کہ جنرل صاحب نے اپنے صدارتی احکام کے ذریعے مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان میں توہینِ صحابہ، توہینِ امہات المؤمنین اور توہینِ اہل بیت پر سزائیں مقرر کی ہیں لیکن توہینِ رسالت پر سزا نہیں ہے۔اس مقدمے کا عنوان ہے اسماعیل قریشی بنام جنرل محمد ضیاء الحق۔شرعی عدالت نے اس درخواست کی سماعت کی اور فیصلہ محفوظ کرلیا لیکن یہ فیصلہ سنانے کی نوبت کبھی نہیں آئی کیونکہ اس دوران میں پارلیمان نے مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان میں دفعہ 295-سی کا اضافہ کرکے توہینِ رسالت پر موت یا عمر قید مع جرمانے کی سزائیں مقرر کردیں۔

اس لیے یہ کوئی عذر نہیں ہے کہ چونکہ اس قانون کے خلاف درخواست عدالت میں زیرِ غور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، تو پارلیمان اس قانون میں ترمیم کے لیے بل پر غور نہ کرے۔

ٹرانس جینڈر قانون کے متن کا جائزہ

ان دو اصولی نکات کے بعد اب اس قانون کے متن کا جائزہ لیتے ہیں۔

اس قانون کی دفعہ 2 تعریفات پر مشتمل ہے جہاں اس قانون میں استعمال کیے گئے الفاظ و تراکیب کی تعریفات پیش کی گئی ہیں۔

دفعہ 2، ذیلی دفعہ 1، شق ای میں "اظہارِ صنف" کی تعریف یہ پیش کی گئی ہے: ''اظہارِ صنف سے مراد کسی شخص کا اپنی صنفی شناخت کا پیش کرنا ہے اور جو دوسرے محسوس کریں۔''

پھر دفعہ 2، ذیلی دفعہ 1، شق ایف میں "صنفی شناخت" کی تعریف یوں دی گئی ہے:

''صنفی شناخت سے مراد ہے کسی شخص کا اپنے بارے میں سب سے اندرونی اور انفرادی احساس کہ وہ مرد ہے، عورت ہے، دونوں کا مجموعہ ہے، یا دونوں کا نہیں، جو اس جنس کے ساتھ ہم آہنگ ہو یا نہ ہو جو پیدائش کے وقت اسے دی گئی۔''

خوب اچھی طرح نوٹ کرلیں کہ یہاں "جنس" (sex) اور "صنف" (gender) میں فرق کیا گیا ہے اور اہمیت صِنف کو دی گئی ہے اور صنف کا فیصلہ کسی شخص کے "سب سے اندرونی اور انفرادی احساس" (innermost and individual sense) پر مبنی قرار دیا گیا ہے۔ ان تعریفات کی زد اصل میں کہاں پڑتی ہے، اس کا اندازہ لگانے کے لیے دیکھیے "ماورائے صنف شخص" یعنی ٹرانس جینڈر پرسن کی تعریف جو دفعہ 2، ذیلی دفعہ 1، شق این میں دی گئی ہے۔

خُسرا، خواجہ سرا اور ماورائے صنف (ٹرانس جینڈر) میں کیا فرق ہے؟

خُسرا (انٹر سیکس)

ماورائے صنف شخص کی تعریف میں تین قسمیں ذکر کی گئی ہیں:

ایک خُسرا، جسے intersex کہا گیا ہے، اور اس کی توضیح یوں کی گئی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کی جنسی علامات پائی جائیں، یا جس کی جنس کے متعلق ابہامات پائے جائیں؛

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواجہ سرا (یونخ)

دوسری، خواجہ سرا (eunuch) جس کی تعریف یہ پیش کی گئی ہے کہ اس شخص کو پیدائش کے وقت مرد کی جنس دی گئی ہوتی ہے لیکن اس کے بعد اس کا جنسی عضو کاٹ لیا گیا ہو یا اسے نامرد بنادیا گیا ہو؛

ماورائے صنف شخص (ٹرانس جینڈر)

تیسری قسم (اور یہیں سارے فساد کی جڑ پائی جاتی ہے) کو ہی اصل ماورائے صِنف قرار دے کر اس کی تعریف یوں پیش کی گئی ہے:

ماورائے صنف مرد، عورت، خواجہ سرا، یا کوئی بھی شخص (جی ہاں، اچھی طرح نوٹ کرلیں، کوئی بھی شخص) جس کی صنفی شناخت یا جس کا اظہارِ صنف (ان دونوں تراکیب کی تعریف اوپر دی گئی ہے، وہ دوبارہ ملاحظہ فرمالیں) ان سماجی اقدار اور ثقافتی توقعات سے مختلف ہو جو اس جنس پر مبنی ہوں جو اسے پیدائش کے وقت دی گئی تھی۔

ماورائے صنف شخص کون ہوتا ہے؟ کیا یہ خُسرا اور خواجہ سرا کی ہی کی قسم ہے یا "کسی بھی شخص" سے مراد کوئی "اور" ہے؟

انٹرسیکس اور یونخ کی طرف تو بعد میں جائیں گے، اور وہ اس قانون کے اصل موضوع ہیں بھی نہیں۔ سرِ دست توجہ کیجیے "ماورائے صنف مرد، عورت، خواجہ سرا، یا کسی بھی شخص" پر اور اس تعریف کو بار بار پڑھیے تاکہ کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

سب سے پہلے تو اس تعریف میں "یا کسی بھی شخص" (or any person) کے الفاظ پر غور کریں۔ ان الفاظ سے قبل تین خاص صورتیں ذکر کی گئی ہیں: ماورائے صِنف مرد، ماورائے صنف عورت، خواجہ سرا۔ اب ان تین خاص صورتوں کے بعد بالکل عمومی صورت ذکر کی گئی: یا کوئی بھی شخص۔ اصول فقہ کی اصطلاح استعمال کریں، تو یہ ذکر العام بعد الخاص ہے۔ گویا اصل ہدف اس عموم کا بیان تھا اور پہلے چند خاص صورتیں صرف بطورِ مثال ذکر کی گئی ہیں۔

ماورائے صِنف کا کیا مطلب ہے؟

چنانچہ ایک نتیجہ تو اس سے یہ نکلا کہ "ماورائے صنف شخص" کی کیٹگری صرف چند مخصوص افراد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے نہیں ہے، بلکہ یہ "سہولت" اس قانون نے "کسی بھی شخص" کے لیے پیدا کی ہے کہ وہ کسی بھی وقت اپنی صنف (gender) سے ماورا (trans) ہو کر کسی اور صنف میں جا سکتا/سکتی ہے۔ ٹرانس کا مفہوم سمجھ میں نہ آرہا ہو، تو "ماورائے قوم وجود" (transnational entity) کی ترکیب پر غور کریں جو بعض لوگ مسلمانوں کے تصورِ "امت" کے لیے استعمال کرتے ہیں کیونکہ امت کی شناخت قوم کی شناخت سے ماورا اور بالا ہوتی ہے۔ اسی طرح ٹرانس نیشنل ٹیررزم پر غور کریں جو دہشت گردی کی اس صورت کو کہتے ہیں جو کسی خاص قوم، یعنی ملکی حدود میں مستقل مقید افراد کے مجموعے، تک محدود نہیں رہتی، بلکہ قومی شناخت کو توڑ کر ایک نئی شناخت قائم کرتی ہے۔

یہی کچھ ماورائے صنف شخص کرتا ہے!

الفاظ پر اچھی طرح غور کریں۔

پیدائش کے وقت اسے جو جنس (sex) "دی گئی (معاشرے نے کہا کہ یہ مرد ہے، وہ عورت ہے)، اس جنس کے ساتھ، جو ایک حیاتیاتی (biological) تصور ہے اور جس کا تعلق جسمانی ساخت سے ہے، سماج نے کچھ اقدار باندھی ہوئی ہیں (یہ مردوں کے کام ہیں، وہ عورتوں کے کام ہیں)، اور ثقافت نے اسی بنیاد پر کچھ توقعات قائم کی ہیں (مردانگی دکھاؤ، عورتیں ایسا نہیں کرتیں)، لیکن یہ شخص اس سماجی بندھن و ثقافتی بیڑیوں سے آزاد ہو کر اپنے لیے وہ صنف (gender) چنتا/چنتی ہے جو اس کے اپنے" سب سے اندرونی سطح اور انفرادی احساس" پر مبنی ہو۔

آسان الفاظ میں کوئی شخص جسمانی طور پر مرد ہے لیکن وہ مردوں والے وہ کام نہیں کرتا، جو سماجی اقدار کے مطابق مردوں کے کرنے کے ہیں یا جن کی توقع ثقافتی طور پر مردوں سے کی جاتی ہے، تو وہ یہ حق رکھتا ہے کہ وہ اپنی صنف تبدیل کر کے خود کو عورت کہلوائے۔ اسی طرح کوئی عورت بھی اپنا عورت پن ترک کر کے خود کو مرد کہلوا سکتی ہے۔

یہ بھی نوٹ کیجیے کہ بات یہیں تک محدود نہیں ہے کہ کوئی مرد خود کو عورت کہلوائے، یا عورت خود کو مرد کہلوائے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کوئی مرد خود کو مرد و عورت کا مجموعہ، یا ان دونوں سے الگ نوعیت میں بھی شمار کر سکتا ہے؛ عورت بھی یہی کر سکتی ہے؛ خواجہ سرا بھی یہی کر سکتا ہے؛ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"کوئی بھی شخص" یہ کر سکتا/کر سکتی ہے۔

مکرر عرض ہے: کوئی بھی شخص!

قانون میں ماورائے صنف شخص (ٹرانس جینڈر) کے بنیادی حقوق

"ماورائے صنف شخص" کی تعریف سمجھنے کے بعد، اور یہ جاننے کے بعد کہ "کوئی بھی شخص" جب چاہے ماورائے صنف شخص کی تعریف میں شامل ہو سکتا ہے، آیئے اس قانون کی دفعہ 3 کی طرف جو ماورائے صنف اشخاص کے لیے بنیادی ترین اصول دیتی ہے۔

دفعہ 3، ذیلی دفعہ 1 نے قرار دیا ہے کہ ماورائے صنف شخص کا یہ حق ہے کہ اس کے لیے اس کے "ذاتی احساس پر مبنی صنفی شناخت" (self-perceived gender identity) تسلیم کی جائے۔

دفعہ 3، ذیلی دفعہ 2 کا کہنا ہے کہ نادرا سمیت تمام حکومتی محکموں پر لازم ہوگا کہ ماورائے صنف شخص کو اس کے ذاتی احساس پر مبنی صنفی شناخت کے ساتھ رجسٹر کرے۔

دفعہ 3، ذیلی دفعہ 3 کی رو سے ماورائے صنف شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ 18 سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد وہ اپنے ذاتی احساس پر مبنی صنفی شناخت کے ساتھ قومی شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات حاصل کرے۔

دفعہ 3، ذیلی دفعہ 4 آگے بڑھ کر یہ قرار دیتی ہے کہ اگر کسی ماورائے صنف شخص کو پہلے ہی قومی شناختی کارڈ جاری کیا گیا ہو، تو اس کا حق ہے کہ وہ ذاتی احساس پر مبنی صنفی شناخت کے ساتھ نیا قومی شناختی کارڈ حاصل کرے۔

ان چار باتوں پر اچھی طرح غور کیجیے اور دیکھیے کہ ان دفعات کا مفہوم اور نتائج کیا ہیں؟

چونکہ "کوئی بھی شخص" "کسی بھی وقت" "ذاتی احساس پر مبنی صنفی شناخت" کے ساتھ تسلیم کیے جانے کا حق رکھتا ہے، اس لیے اگر کوئی شخص جو جنسی طور پر مرد ہو اور وہ نادرا کے دفتر جا کر صرف اتنا قرار دے کہ اس کے ذاتی احساس کی بنا پر اس کی صنفی شناخت کو عورت قرار دیا جائے، تو نادرا کے پاس نہ کہنے کی گنجائش نہیں ہے، نہ ہی نادرا کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ اس کا طبی یا نفسیاتی معائنہ کرانے کا کہے۔ اب جب ایک مرتبہ اسے سرکاری کاغذات اور دستاویزات میں عورت قرار دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا، تو اسے عورتوں کے سارے حقوق بھی میسر آ گئے۔ کسی گرلز کالج میں داخلے سے لے کر قومی و صوبائی اسمبلی اور سینیٹ کی رکنیت تک، کسی بس میں عورتوں کے لیے مخصوص سیٹوں سے لے کر کسی ریستوران میں عورتوں کے لیے مخصوص واش رومز تک؛ بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر چونکہ یہ عورت ہے، تو اسے کسی مرد سے شادی کی بھی قانوناً اجازت مل گئی، اور یاد رکھیے کہ یہ سب کچھ اسے "جنس" تبدیل کیے بغیر اور جسمانی ساخت میں تغیر لائے بغیر مل گیا!

یہی کچھ کوئی بھی خاتون کر سکتی ہے۔

اب ان کے ساتھ دفعات 4، 5 اور 6 کو ملائیے جن میں کافی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ ماورائے صنف شخص کے خلاف کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں برتا جائے گا، نہ ہی اسے ہراساں کیا جائے گا، اور اس ضمن میں حکومت کی ذمہ داریوں کی بھی تفصیل دی گئی ہے۔ اگر اس قانون کا اطلاق صرف خنثیٰ اور خواجہ سرا پر ہوتا تو مجھے ان تین دفعات پر شاید کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن چونکہ ان کا اطلاق ماورائے صنف اشخاص پر بھی ہوتا ہے، بلکہ اصلاً یہ قانون بنایا ہی ان لوگوں کے لیے گیا ہے جو اپنی صنف تبدیل کر کے کسی اور صنف میں جانا چاہتے ہیں یا کم از کم اپنی صنف سے نکلنا چاہتے ہیں، اس لیے یہ دفعات بھی بہت خطرناک نتائج کی حامل ہو گئی ہیں۔

پھر ماورائے صنف اشخاص کو یہ اختیار بھی مل گیا ہے کہ وہ اپنے ذاتی احساس پر مبنی صنفی شناخت کے ذریعے وراثت کے احکام بھی تبدیل کر سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی جسمانی اور جنسی طور پر عورت اگر وراثت میں زیادہ حصہ لینا چاہتی ہے، تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ وہ نادرا کے پاس جا کر اپنے ذاتی احساس پر مبنی صنفی شناخت کو مرد کروا دے۔ پھر اسے کوئی مرد کا حصہ لینے سے روک نہیں سکے گا کیونکہ اس قانون کی دفعہ 7 کی رو سے یہ لازم ہے کہ وراثت کے حصے بھی ذاتی احساس پر مبنی صنفی شناخت کے مطابق دیے جائیں۔ (اس پر مزید بحث آگے آ رہی ہے۔)

ان امور کی بنا پر یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ اس قانون کے ذریعے نہ صرف ہم جنس پرست شادیوں اور جنسی بے راہ روی کی دیگر قسموں کو قانونی جواز دیا گیا ہے، بلکہ اس کے ذریعے خاندانی نظام کی جڑیں ہی اکھاڑی جا رہی ہیں۔

اب آئیے وراثت کے مسئلے پر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماورائے صنف اشخاص کے لیے حقِ وراثت

اس قانون کی دفعہ 7 میں ماورائے صنف اشخاص کی وراثت کے لیے اصول دیے گئے ہیں۔

ان میں پہلا اصول یہ ہے کہ ان اشخاص کو وراثت میں ان کا "جائز حق" دینے کے سلسلے میں کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا" جیسا کہ قانونِ وراثت میں مقرر کیا گیا ہے"۔ اب اگر صرف ان الفاظ کو دیکھیں تو ایک عام شخص کہے گا کہ اس میں غلط کیا ہے؟ امتیازی سلوک تو واقعی نہیں ہونا چاہیے، بالخصوص جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا جائز حق وہ ہے جو قانونِ وراثت میں مقرر کیا گیا ہے۔

لیکن بات اتنی سادہ نہیں ہے۔

پہلے اس امر کی طرف آیئے کہ "قانونِ وراثت" سے کیا مراد ہے؟ پاکستان میں وراثت کی تقسیم اور مختلف ورثا کے حصوں کے متعلق کوئی تفصیلی قانون موجود نہیں ہے۔ صرف مسلم فیملی لاز آرڈی نینس، 1961ء کی ایک دفعہ 4 ہے جس میں ان یتیم پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے لیے حق مقرر کیا گیا ہے جن کے والد یا والدہ کا انتقال ان کے (یعنی والد یا والدہ کے) باپ یا ماں (یعنی ان پوتے پوتیوں یا نواسے نواسیوں کے دادا/ دادی یا نانا/ نانی) کی زندگی میں ہی ہو گیا ہو۔ (عام طور پر اسے یتیم پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے حقِ وراثت کے عنوان سے ذکر کیا جاتا ہے۔) اس ایک صورت کے علاوہ کوئی صورت ایسی نہیں ہے جس میں ورثا کے حقِ وراثت کے لیے ہمارے ہاں باقاعدہ قانون سازی کی گئی ہو۔

تو پھر پاکستان میں وراثت کس قانون کی رو سے تقسیم ہوتی ہے اور مختلف ورثا کے حصوں کا تعین کیسے کیا جاتا ہے؟

اس سوال کا جواب مسلم پرسنل لا (شریعت) اپلی کیشن ایکٹ، 1962ء، کی دفعہ 2 میں ملتا ہے جہاں مختلف موضوعات کی ایک لمبی فہرست دی گئی ہے اور قرار دیا گیا ہے کہ ان امور میں "فیصلے کا قانون" شریعت ہے لیکن "قانون کے تابع"۔ چنانچہ جہاں قانون میں تصریح کی گئی ہے، جیسے مسلم فیملی لاز آرڈی نینس کی دفعہ 4 میں یتیم پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے لیے حقِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وراثت مقرر کیا گیا ہے، تو وہاں اس قانون کے مطابق حصہ دیا جاتا ہے، لیکن جہاں قانون میں حصے مقرر نہیں کیے گئے، تو وہاں حصوں کے لیے شریعت کی طرف دیکھا جاتا ہے اور اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

اس کے ساتھ اس بات کا اضافہ کیجیے کہ آئین کی دفعہ 227 کی توضیح کی رو سے طے پایا ہے کہ اہلِ تشیع کے لیے ان کے فہمِ قرآن وسنت اور اہل سنت کے لیے ان کے فہمِ قرآن وسنت کے مطابق عمل کیا جائے گا، یعنی اہلِ تشیع کے لیے قانونِ وراثت کی حیثیت ان کی فقہ کو اور اہلِ سنت کے لیے قانونِ وراثت کی حیثیت ان کی فقہ کو حاصل ہے۔

یہ بات سمجھ میں آ گئی ہے تو اس اصول کی رو سے ماورائے صنف اشخاص کے حقِ وراثت کے تعین کے لیے قانونِ وراثت کا انحصار اس امر پر ہے کہ اس کے مذہبی گروہ کی فقہ اس معاملے میں کیا کہتی ہے۔

تاہم ایک تو، جیسا کہ ہم نے تفصیل سے واضح کیا ہے، اس قانون کی رو سے ماورائے صنف اشخاص سے مراد صرف جسمانی طور پر خنثی یا خواجہ سرا نہیں ہیں، بلکہ وہ لوگ بھی ہیں جو جنس کی بنیاد پر صنف سے انکاری ہو کر اپنی صنف تبدیل کر لیتے ہیں، یعنی جسمانی طور پر مرد ہونے کے باوجود شناختی کاغذات میں خود کو عورت یا مرد و عورت کا مجموعہ یا ان میں کچھ نہیں قرار دیں، یا جسمانی طور پر عورت ہونے کے باوجود خود کو مرد یا مرد و عورت کا مجموعہ یا ان میں کچھ نہیں قرار دیں۔ اس لیے دفعہ 7 کی ذیلی دفعہ 1 میں کہی گئی بات جو پہلی نظر میں بہت سادہ اور معصوم لگتی ہے، اتنی سادہ اور معصوم ہرگز نہیں ہے۔

اب آیئے، دفعہ 7 کی ذیلی دفعہ 2 کی طرف جس میں قرار دیا گیا ہے کہ وراثت کے حصوں کے لیے صنف کا تعین شناختی کارڈ پر مذکور صنف سے ہوگا، اور یہ تو آپ دفعہ 3 میں دیکھ ہی چکے ہیں کہ شناختی کارڈ میں صنف کا اندراج کسی شخص کے "ذاتی احساس پر مبنی اظہارِ صنف" پر ہوتا ہے۔ چنانچہ آسان الفاظ میں اس ذیلی دفعہ کا مفہوم یہ ہوا کہ ماورائے صنف اشخاص کو وراثت میں ان کے مذہبی گروہ کی فقہ کے مطابق ان کی جسمانی ساخت پر مبنی صنف کا حصہ نہیں ملے گا بلکہ انھیں وہی حصہ ملے گا جو اس صنف کو ملنا ہے جسے انھوں نے اپنے ذاتی احساس کی بنیاد پر چنا ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب اس کے بعد دفعہ 7 کی ذیلی دفعہ 3 پر آیئے، تو اس نے یہ ساری بات جسے یہاں تک گول مول رکھا گیا تھا، صاف صاف بتا دی ہے۔ چنانچہ یہاں درج ذیل اصولوں کی تصریح کی گئی ہے:

اولاً: اگر ماورائے صنف شخص مرد ہو (یعنی کسی اور صنف سے اپنے ذاتی احساس کی بنا پر اٹھ کر اس نے مردوں کی صنف اختیار کر لی ہو)، تو اسے مرد کا حصہ ملے گا؛

ثانیاً: اگر ماورائے صنف شخص عورت ہو (یعنی کسی اور صنف سے اپنے ذاتی احساس کی بنا پر اٹھ کر اس نے عورتوں کی صنف اختیار کر لی ہو)، تو اسے عورت کا حصہ ملے گا؛

ثالثاً: اگر کسی شخص کی صنف کا تعین مشکل ہو، اور یہاں مراد وہ اشخاص ہیں جن کی صنف کا تعین ان کی جسمانی ساخت کی بنا پر کیا جا رہا ہو، تو ان کے لیے درج ذیل چار قواعد دیے گئے ہیں:

ایک یہ کہ اگر 18 سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد انھوں نے ذاتی احساس کی بنا پر خود کو مرد قرار دیا ہو، تو انھیں مرد کا حصہ ملے گا؛

دوسرا یہ کہ اگر 18 سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد انھوں نے ذاتی احساس کی بنا پر خود کو عورت قرار دیا ہو، تو انھیں عورت کا حصہ ملے گا؛

تیسرا یہ کہ اگر 18 سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد انھوں نے ذاتی احساس کی بنا پر خود کو نہ مرد قرار دیا ہو نہ ہی عورت، تو انھیں مرد اور عورت کے حصوں کا اوسط حصہ ملے گا؛ اور

چوتھا یہ کہ 18 سال سے کم عمر کے شخص کے حقِ وراثت کا مسئلہ ہو، تو اس کے لیے صنف کا تعین میڈیکل ڈاکٹر اس کے غالب مردانہ یا زنانہ خصوصیات کی بنا پر کرے گا۔

یہاں تین مزید باتیں نوٹ کر لیں، تو یہ تصویر پوری ہو جائے گی:

ایک یہ کہ اس دفعہ میں صنف کا تعین بنیادی طور پر جسمانی خصوصیات کی بنا پر کیا جا رہا ہے، سوائے ان صورتوں کے جن میں اس شخص کا ذاتی احساس پر مبنی اظہارِ صنف اس کی جسمانی خصوصیات سے مختلف ہو۔ بہ الفاظِ دیگر، یہ قانون بنانے والے یہاں خود بھول گئے ہیں کہ ان کا تو سارا فلسفہ ہی ان مفروضوں پر کھڑا تھا کہ جسمانی خصوصیات پر صنف کا تعین نہیں کیا جانا چاہیے اور یہ کہ جنس اور صنف میں فرق ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری یہ کہ نابالغ بچے کے لیے ہی سہی، یہ قانون بنانے والوں نے یہ دو اصول تسلیم کر لیے ہیں کہ صنف کے تعین کے لیے میڈیکل ڈاکٹر کی رائے لینی چاہیے اور یہ کہ ڈاکٹر کی رائے اس بات کے تعین کے لیے ہوگی کہ اس شخص کی غالب خصوصیات مردانہ ہیں یا زنانہ۔ سوال یہ ہے کہ یہی اصول 18 سال کی عمر کے بعد کے اشخاص کے لیے کیوں نہیں مانے گئے؟ اس سوال کے جواب پر غور کریں گے تو لبرلزم کے اصل فساد تک رسائی ہوگی۔

تیسری یہ کہ یہاں یہ قانون بنانے والے صنفوں کو دو (مردانہ و زنانہ) تک محدود نہ رکھنے کی بات بھی بھول گئے ہیں اور تفصیلی ضابطہ، بلکہ ضوابط، دے کر یہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس شخص کو وراثت میں حصہ مرد کا ملے گا یا عورت کا۔ یہ کیوں؟ یہ اس لیے کہ لاشعوری طور پر ہی سہی، اور وراثت کے شعبے تک محدود ہی سہی، وہ یہ بات مانتے ہیں کہ شریعت میں صنف بس دو ہی ہیں!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ڈاکٹر حسن مدنی [1]

اسلام میں خنثیٰ اور مخنث افراد کے بارے میں احکام

خالق کائنات نے انسان کی دو ہی صنفیں پیدا کی ہیں

پاکستان میں ان دنوں 'ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء' کا بڑا چرچا ہے جو گزشتہ قومی اسمبلی کے آخری سیشن (7/مارچ 2018ء) سے تینوں بڑی سیاسی جماعتوں کی تائید سے منظور ہوا۔ ان دنوں یہ قانون صوبائی اسمبلیوں میں پیش کیا جارہا ہے اور قومی اسمبلی میں اس کے بارے میں سینیٹر مشتاق احمد خاں نے ترمیمی بل پیش کررکھا ہے، اُنہوں نے یکم اکتوبر 2022ء کو خنثیٰ InterSex کے حقوق کے لیے نیا مسودۂ قانون بھی پیش کیا ہے۔ مولانا عطاء الرحمٰن نے اس ایکٹ کو کلیۃً مسترد کرنے کی قرارداد پیش کی ہے۔ خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کی صوبائی اسمبلیاں اس کو ناقابل قبول قرار دے چکی ہیں، جبکہ پنجاب اسمبلی میں اس کے خلاف قرارداد منظور کی گئی ہے اور سندھ اسمبلی میں اسے منظور کرنے کا عندیہ دیا گیا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے بعد، اب یہ مسئلہ وفاقی شرعی عدالت میں بھی زیر بحث ہے جہاں محترم عبد الرحمٰن ایڈووکیٹ اور محترم عمران شفیق نے علیحدہ علیحدہ درخواستیں دائر کررکھی ہیں۔ 2018ء میں قومی اسمبلی سے پاس ہونے والے اس قانون کا بڑا آئینی سقم یہ ہے کہ صوبائی معاملات میں دخل اندازی کرتے ہوئے، قومی اسمبلی نے اسے پاکستان بھر میں نافذ کردیا ہے۔

اس قانون سے کی رو سے یہ قرار دیا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص جو بعض طبعی یا نفسیاتی، صنفی مسائل کا شکار ہو، اپنے آپ کو بطور تیسری صنف اندراج کرا کے، مرد یا عورت کے طور پر اپنے قانونی ومعاشرتی حقوق حاصل کرسکتا ہے اور حکومت اس کی رائے/خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس کو تعلیمی، صنفی، ازدواجی اور مالی وسیاسی حقوق وغیرہ دینے/دلوانے کی پابند ہے۔ اس مقصد کے لیے نادرا کے ضوابط میں 'نادرا آرڈیننس 2000ء' کے ذریعے باقاعدہ ترمیم کی گئی ہے اور گزشتہ چار سالوں میں 40 ہزار سے زائد افراد اپنے آپ کو 'ٹرانس جینڈر' (TransGender) کے طور پر

[1] ایسوسی ایٹ پروفیسر پنجاب یونیورسٹی ومدیر جامعہ رحمانیہ، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درج کرا کے، اپنی جنس تبدیلی کی درخواستیں دے چکے ہیں۔ 21 خواجہ سرا مردوں نے اپنے آپ کو مرد اور 9 خواجہ سرا عورتوں نے خود کو عورت کہلوانے کے لیے درخواست دی ہے۔ ان لوگوں میں صرف 9،10 افراد جسمانی طور پر حقیقی جنسی اختلال کا شکار ہیں جبکہ 29 ہزار افراد میں سے اکثر اپنے میلانِ طبع اور اندرونی احساسات کی بنیاد پر، اس قانون کے سہارے اپنی جنس کی شوقیہ تبدیلی کرانا چاہتے ہیں کہ جیسے وہ سمجھتے ہیں، کسی میڈیکل رپورٹ کے بغیر ان کی رائے کو حتمی سمجھتے ہوئے اُنہیں دوسری جنس میں منتقل ہونے کا آزادانہ 'حق' دیا جائے۔

اس قانون کی بنیاد یہ مغربی تصور ہے کہ صنف Gender اور جنس Sex دو جدا چیزیں ہیں، جنس کا تعلق تو علم حیاتیات (Biology) یعنی جسمانی ہیئت اور افعال سے ہے، جبکہ صنف ذہنی احساس وجذبات یا معاشرتی رویوں سے پہچانی جاتی ہے، جس کے لیے 'انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس' نے صنفی حاکمیت (Gender Sovereignty) کی اصطلاح استعمال کی ہے کہ یہ ہر شخص کا خالصۃً ذاتی / پرائیویٹ حق ہے کہ وہ جیسے چاہے اپنا صنفی تشخص اور شناخت قائم کرسکتا ہے۔ لبرل ازم یا ہیومن ازم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کی تین صنفیں قرار دے کر، طبعی اور مشاہداتی حقائق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر شخص کو اپنی من چاہی صنف اختیار کرنے کا حق دیتا ہے۔ اس مقصد کے لیے انڈونیشیا کے شہر یوگیا کارتا میں منعقدہ کانفرنس 2006ء میں منظور ہونے والے عالمی قانون Yogyakarta Principles کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔

حالانکہ اسلام کی رو سے صنف اور جنس یعنی حقیقت اور خیال دونوں میں مطابقت ہونی ضروری ہے۔ اسلام کی رو سے ہر انسان کی جو جنس ہے، وہی اس کی صنف بھی ہے اور یہ صرف مرد وزن پر ہی مشتمل ہے۔ اس کو پرائیویٹ یا ذاتی حق سمجھنا بھی درست نہیں۔ اوّل تو نکاح وطلاق اور وراثت کے بعد شرم وحیا اور پردہ وحجاب کے اسلامی احکام اور مسلّمہ معاشرتی اقدار کے بعد یہ کسی فرد کا ذاتی مسئلہ نہیں رہتا، اس لیے حکومت کی اس میں نگرانی ضروری ہے۔ پھر اسلام کی رو سے انسان کے ہر حق پر اس کے خالق کی ہدایت ہی بالاتر ہے۔

قرآنِ مجید کے مطابق رحم مادر میں انسانی نطفہ کے استقرار کے بعد علقہ اور مضغہ بننے کے مراحل آتے ہیں، جس کے بعد احادیثِ نبویہ کی رو سے ہر انسان کے پاس ربّ کریم کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ایک فرشتہ آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی میں اس بچے کی عمر، رزق، سعادت اور صنف کا تعین کر دیتا ہے۔ سیدنا حذیفہ بن اُسید غفاریؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"إِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ ثِنْتَانِ وَأَرْبَعُونَ لَيْلَةً، بَعَثَ اللهُ إِلَيْهَا مَلَكًا، فَصَوَّرَهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا، ثُمَّ قَالَ: "يَا رَبِّ! أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ". ثُمَّ يَقُولُ: "يَا رَبِّ! أَجَلُهُ؟" فَيَقُولُ رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ. ثُمَّ يَقُولُ: "يَا رَبِّ! رِزْقُهُ؟" فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ. ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَلَكُ بِالصَّحِيفَةِ فِي يَدِهِ. فَلَا يَزِيدُ عَلَى مَا أُمِرَ وَلَا يَنْقُصُ۔"[1]

''جب نطفہ پر بیالیس دن گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جو اس کی شکل بناتا ہے۔ اس کے کان، آنکھیں، جلد، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے۔ پھر وہ پوچھتا ہے کہ یا ربّ! یہ مرد ہوگا یا عورت؟ اللہ عزوجل جو چاہتے ہیں فیصلہ فرما دیتے اور فرشتہ اس کو لکھ لیتا ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی موت کے بارے میں پوچھتا ہے....''

گویا ہر انسان کی صنف، اس کو عدم سے وجود میں لانے والے خالق عزوجلّ کا ہی فیصلہ ہوتا ہے جس کے مطابق رحم مادر کے آخری پانچ ماہ میں اس کے جسم کے ساتھ ساتھ جنسی اعضا تشکیل پاتے اور دوسری صنف کے اعضا سوکھ جاتے ہیں، پھر پیدائش کے بعد بلوغت کے مرحلے میں ہر انسان میں جنسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، جس کے بعد مردوں کو احتلام، مونچھ داڑھی اور عورتوں کو حیض و پستان وغیرہ نمودار ہوتے ہیں۔ دونوں صنفوں میں بغلوں اور شرمگاہ پر سخت بال بھی نمودار ہوتے اور شہوانی خیالات کے ساتھ دوسری جنس کی طرف ان کی رغبت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ صنف رجنس کی اہم بنیادوں میں: 1۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق، اور اس کے اثرات میں: 2۔ پیدائش کے وقت طبعی ہیئت (مردانہ وزنانہ اعضائے بول) اور 3۔ بلوغت کے بعد جنسی اعضا کی تکمیل اور شہوانی خیالات وغیرہ شامل ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم: كِتَابُ الْقَدَرِ، بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَكِتَابَةِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقَاوَتِهِ وَسَعَادَتِهِ، رقم 4783

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان اور دیگر کثیر ممالک میں متعارف کرائے جانے والے قوانین کا بڑا سقم یہ ہے کہ ان میں مرد وزَن کے بعد ایک تیسری جنس (Trans Gender یعنی صنف تبدیل کیا ہوا فرد) کا اُصولاً اضافہ کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ مذکورہ تینوں صنفی اساسات کی بنا پر دیکھا جائے تو تیسری صنف کا وجود نہ صرف انسانوں بلکہ ہر مخلوق میں عنقا ہے۔ آسان الفاظ میں شرعی، طبی سائنسی اور عقلی وقانونی ہر لحاظ سے تمام انسانوں میں دو ہی صنفیں ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ قرآن وسنت کی رو سے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آٹھ سے زائد آیات میں بتایا ہے کہ

﴿وَمِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَيۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ﴾ [الذاریات ۵۱:۴۹]

"اور ہر چیز کے ہم نے دو جوڑے پیدا کر دیئے، شاید تم (اس سے) سبق حاصل کرو۔"

اور پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کو جوڑے بنایا۔ تمام انسان، نباتات اور تمام نامعلوم چیزوں میں دو ہی جوڑے ہیں۔[1] اور ہر قسم کے پھلوں میں بھی ہم نے دو جوڑے ہی پیدا فرمائے (الرعد: 3) وغیرہ۔

ان آیات کی تفسیر میں نامور مفسرین: امام ابوبکر جصاص، امام قرطبی، امام رازی، امام زمخشری، امام سیوطی اور مولانا غلام رسول سعیدی رحمہم اللہ نے اپنی تفاسیر میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"انسانوں، نباتات اور بہت سی نامعلوم چیزیں بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا ہی پیدا فرمائیں۔ چنانچہ انسان کی بھی دو ہی صنفیں ہیں: مرد اور عورت جبکہ انسانوں میں تیسری صنف کا وجود ناپید ہے۔ ہر انسان یا تو مرد ہوتا ہے یا عورت اور اگر کوئی مشترکہ صفات رکھتا ہے (جسے خنثیٰ کہتے ہیں) تو درحقیقت اس کی بھی مرد وعورت میں سے ہی ایک صنف ہے جس کا تعین ہمارے لیے تو بعض اوقات مشکل ہوجاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی ایک ہی صنف ہے جو بلوغت

---

[1] سُبۡحٰنَ الَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا يَعۡلَمُوۡنَ... (یٰس: 36) "پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کی نباتات سے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کئے اور خود ان کی اپنی جنس کے بھی اور ان چیزوں کے بھی جنہیں یہ جانتے بھی نہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے تو بعض اوقات مبہم ہوسکتی ہے، لیکن اس کے بعد لازماً واضح ہوکر رہتی ہے۔گویا 'خنثیٰ مشکل' ہمارے لحاظ سے مشکل ہے، درحقیقت اس کی بھی ایک صنف ہوتی ہے۔اس کو اس کی صنفی علامات کے ذریعے دونوں میں سے کسی ایک صنف سے ہی ملایا جائے گا۔''[1]

انسانوں کو عدم سے وجود میں لانے والی ذاتِ باری جب فرشتے کو چار چیزوں کا حکم دیتی ہے تو اس حدیث نبوی میں مرد وعورت کی صرف دو صنفوں کا ہی تذکرہ ہے، تیسری صنف کا کوئی وجود نہیں۔

رحم مادر میں انسان کی صنف کب تشکیل پاتی ہے؟ اس سلسلے میں جدید میڈیکل سائنس کا رجحان اور تفصیل طب یونان سے قدرے مختلف ہے۔میڈیکل سائنس کی رو سے اس کا انحصار قرارِ نطفہ کے وقت x اور y نامی کروموسومز سے ہے، جو خلیات قرارِ حمل کے وقت دوسرے پر غالب آجائیں، وہی بچے کی جنس ہوگی۔اس بنا پر دوسرے مہینے میں اندرونی تولیدی اعضا (رحم اور خصیتین وغیرہ) بننا شروع ہوتے ہیں، جبکہ چار ماہ پورے ہونے پر بیرونی جنسی اعضا کا آغاز ہوجاتا ہے۔جبکہ طبِ یونان میں بچے کی صنفی تشکیل پہلے چار مہینے میں پھیلی ہوئی ہے اور بعض علاجوں کے ذریعے تیسرے ماہ کے آغاز میں مطلوبہ صنف کے لیے دوائیں استعمال کی جاتی ہیں۔

احادیثِ نبویہ کی رو سے (1) بوقتِ حمل جس کا پانی غالب آجائے، اُسی کے اوصاف ہوتے ہیں، اور (2) 42ویں دن فرشتہ آکر حکم الٰہی سے صنف کا آغاز کرتا ہے۔(3) 120ویں دن روح پھونکے جانے کے بعد ظاہری صنفی اعضا بھی بننا شروع ہوجاتے ہیں۔امام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم الجوزیہ اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ وغیرہ نے ان احادیث کی یہ تشریح کی ہے کہ

''جس طرح کپڑے یا لکڑی کو کاٹنے سے قبل نشان لگایا جاتا ہے، اسی طرح انسان کی مادی تشکیل بھی ایک ہی مرحلے کی بجائے متعدد مراحل میں ہوتی ہے۔42 دن کے بعد اس تصویر کا آغاز ہوجاتا ہے جس کو اس وقت انسانی حواس دیکھنے پر قادر نہیں ہوتے جبکہ 120 ر ایام کے بعد وہ تصویر اس طرح مکمل ہوجاتی ہے کہ انسانی آنکھ بھی ان اعضا کو دیکھ سکتی ہے۔ تصویر کا پہلا مرحلہ

---

[1] آیاتِ کریمہ اور مفسرین کے اصل عربی اقوال کے لئے راقم کا دوسرا مفصل مضمون دیکھیں: 'مخنث اور خنثیٰ کے شرعی احکام؛ قرآن وسنت کی روشنی میں' کے ابتدائی صفحات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خالص علمی اور نظری ہے اور باقی مراحل خارجی اور ظاہری ہیں۔ بعینہٖ اس طرح جیسے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تقدیر آسمان وزمین کی تخلیق سے 50 ہزار سال قبل لکھ دی تھی۔ اس کے بعد نفخ روح کے وقت دوبارہ اس کی تقدیر کافی صراحت کے ساتھ لکھی جاتی ہے۔''[1]

مذکورہ تفصیل کی رو سے احادیثِ نبویہ اور میڈیکل سائنس میں مذکور وضاحتوں میں کافی قرب پایا جاتا ہے۔ جبکہ یونانی طب میں صنف کی طبعی تشکیل کے لیے دواؤں وغیرہ کی وضاحت ہے جبکہ قرارِ حمل کے وقت کی تدابیر بھی یونانی طب سے خارج نہیں۔ اس لحاظ سے ان تمام تفصیلات میں زیادہ اختلاف نہیں۔ الغرض کسی فرد کی صنفی تشکیل کے تین مراحل ہیں: جینیاتی سطح پر کروموسومز اور ہارمونز، اندرونی اعضاے تولید، اور بیرونی جنسی اعضا، جبکہ صنفی اعضا اور احساسات کی تکمیل بلوغت کے بعد ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم ﷺ کے ذریعے ہر چھوٹی بڑی چیز کے بارے میں ہماری اُصولی یا تفصیلی رہنمائی قرآن وسنت میں فرما دی ہے۔ سارے قرآن وسنت کو پڑھ جائیں، صحابہؓ وتابعینؒ کے آثار کو دیکھ لیں، اسلام میں تیسری صنف کے بارے میں بطورِ مستقل صنف، کوئی ہدایت یا حکم موجود نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا اِدّعا ہے کہ اس نے ایک صنف پیدا تو فرمائی، لیکن اس کے اَحکام کہیں پیش نہیں فرمائے۔ چنانچہ نماز ہو یا حج اور نکاح وطلاق ہو یا جرم وسزا کا باب، کسی جگہ تیسری 'موہوم صنف' کے بارے میں کوئی شرعی ہدایت نہیں ملتی۔

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ جنسی اختلال کے شکار لوگ Inter Sex ہر انسانی معاشرے میں پائے جاتے ہیں اور وہ اسی طرح تمام شرعی احکام کے پابند ہیں جس طرح عام مرد وعورت کے حقوق وفرائض ہیں۔ اگر وہ شرعی احکام کی پاسداری کریں تو وہ مسلمانوں کے معاشرے میں ہی روز مرہ زندگی گزاریں گے، کیونکہ کسی جرم کے بغیر کسی انسان کو کوئی سزا دینا مشہور فقہی قاعدے: 'براءتِ ذمہ' کی رو سے درست نہیں۔ ان میں پائی جانے والی حقیقی طبعی معذوری ان کے لیے بلندئ درجات کا سبب ہوسکتی ہے اور اس معذوری کے سبب وہ عام انسانوں سے خصوصی ہمدردی اور اپنائیت کا استحقاق رکھتے ہیں۔

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: 4/ 241، طریق الہجرتین از ابن قیم: 143 تا 154 اور فتح الباری 11/ 493

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صنفی اختلال کی صورتیں

صنفی اختلال کی دو صورتیں ہیں: حقیقی یا پیدائشی اور نفسیاتی یا اختیاری۔ پہلے کو صحابہ کرام اور فقہائے اسلام نے خنثیٰ (InterSex) کہا ہے (احادیث میں اس پر مخنث کا لفظ بھی بولا گیا جو بہت نادر ہے) جبکہ دوسرے کو نبی کریم ﷺ نے 'مخنث' کا نام دیا ہے۔ ان دونوں پر مغرب میں ٹرانس جینڈر کا لفظ بولا جاتا ہے، جس میں زیادہ تر دوسری قسم کے افراد ہیں۔ گویا خنثیٰ معذور ہے اور 'مخنث' مرضی سے زنانہ بننے والے فرد کو کہتے ہیں۔ اُردو زبان میں بھی مخنث کا لفظ دونوں صورتوں پر بولا جاتا ہے۔ الفاظ کے اشتراک سے معانی اور احکام میں بہت سی اُلجھنیں پیدا ہوگئی ہیں۔ امام یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں کہ

قَالَ الْعُلَمَاءُ: الْمُخَنَّثُ ضَرْبَانِ: أَحَدُهُمَا مَنْ خُلِقَ كَذٰلِكَ، وَلَمْ يَتَكَلَّفِ التَّخَلُّقَ بِأَخْلَاقِ النِّسَاءِ، وَزِيِّهِنَّ، وَكَلَامِهِنَّ، وَحَرَكَاتِهِنَّ، بَلْ هُوَ خِلْقَةٌ خَلَقَهُ اللهُ عَلَيْهَا فَهٰذَا لَا ذَمَّ عَلَيْهِ، وَلَا عَيْبَ، وَلَا إِثْمَ وَلَا عُقُوبَةَ، لِأَنَّهُ مَعْذُورٌ لَا صُنْعَ لَهُ فِي ذٰلِكَ، وَلِهٰذَا لَمْ يُنْكِرِ النَّبِيُّ ﷺ أَوَّلًا دُخُولَهُ عَلَى النِّسَاءِ، وَلَا خَلْقَهُ الَّذِي هُوَ عَلَيْهِ حِينَ كَانَ مِنْ أَصْلِ خِلْقَتِهِ، وَإِنَّمَا أَنْكَرَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ مَعْرِفَتَهُ لِأَوْصَافِ النِّسَاءِ، وَلَمْ يُنْكِرْ صِفَتَهُ وَكَوْنَهُ مُخَنَّثًا.

الضَّرْبُ الثَّانِي مِنَ الْمُخَنَّثِ: هُوَ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ خِلْقَةً، بَلْ يَتَكَلَّفُ أَخْلَاقَ النِّسَاءِ وَحَرَكَاتِهِنَّ وَهَيْئَاتِهِنَّ وَكَلَامَهُنَّ، وَيَتَزَيَّا بِزِيِّهِنَّ، فَهٰذَا هُوَ الْمَذْمُومُ الَّذِي جَاءَ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ لَعْنُهُ، وَهُوَ بِمَعْنَى الْحَدِيثِ الْآخَرِ: »لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ«. وَأَمَّا الضَّرْبُ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ بِمَلْعُونٍ، وَلَوْ كَانَ مَلْعُونًا لَمَا أَقَرَّهُ أَوَّلًا. وَاللهُ أَعْلَمُ۔"[1]

''علما کہتے ہیں کہ مخنث کی دو قسمیں ہیں: پہلا جو پیدائشی ہو اور عورتوں کی عادات، اطوار، گفتگو اور حرکات کو اپنی مرضی سے اختیار نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے ہی پیدا فرمایا ہے تو

[1] شرح صحیح مسلم از امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی: 14/ 334

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے فرد پر کوئی مذمت، عیب اور کوئی گناہ وسزا نہیں کیونکہ وہ معذور ہے جس میں اس کا کوئی کردار نہیں۔ اسی بنا پر نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کو پہلے پہل عورتوں کے پاس آنے سے منع نہیں کیا، اور نہ ہی اس خلقت پر کوئی اعتراض کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا تھا۔ تاہم جب اس نے عورتوں کے اوصاف بیان کیے تو آپ نے اس امر کو ناپسند تو کیا، لیکن اس کے مخنث ہونے اور اس کی خِلقت کو برا نہیں کہا۔

اور دوسرا وہ مخنث ہے جس میں یہ مسائل پیدائشی نہیں، بلکہ وہ تکلف سے عورتوں کی عادات، حرکات وسکنات اور گفتگو، اطوار اختیار کرے تو یہ وہ مذموم شخص ہے جس پر صحیح احادیث میں نبی کریم ﷺ نے لعنت کی ہے۔ اسی مفہوم کی دوسری حدیث یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت کریں اور ایسے مردوں پر لعنت کی جو عورتوں سے مشابہت کریں۔ مخنث کی پہلی قسم ملعون نہیں، اگر ایسے ہوتا تو آپ اس کو پہلے خواتین کے پاس آنے کی اجازت نہ دیتے۔"

یعنی اگر کوئی پیدائشی خنثیٰ جس میں مردوزن کے جنسی اوصاف مشترک ہو گئے ہوں، شرعی احکام کی پاسداری کی ہر ممکن کوشش کرے تو وہ عند اللہ مجبور ہے اور معذور ہونے کے ناطے ہمدردی، علاج اور خصوصی ثواب کا مستحق ہے۔ تاہم اگر مرد یا عورت نفسیاتی الجھن کی وجہ اپنے اختیار یا شوق سے دوسری صنف سے مشابہت کرے جسے 'مخنث' کہا جاتا ہے تو ایسا فرد فاسق اور گناہ گار ہے، رسول اللہ ﷺ نے اسے ملعون قرار دے کر، جلاوطنی کی شرعی سزا سنائی تھی۔

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ اسلام کی رو سے خنثیٰ کی کوئی مستقل تیسری صنف اسلام میں نہیں ہے۔ اور اس کو اس کے غالب اوصاف کی بنا پر مردوزن سے ملحق کرکے، اسی صنف کے احکام جاری ہوں گے۔ ان کے لیے کوئی خصوصی حکم یا رویّہ اسلام نے نہیں دیا۔ اگر حقیقی صنفی معذوری رکھنے والا کوئی خنثیٰ فرد اپنی مرضی سے خرابی یا کوتاہی کرے تو احادیث میں ان کی کوتاہیوں کی اصلاح کا طریقہ اور خنثیٰ فرد کی پہچان کے لیے بعض آثار میں اس کی علامات ضرور پیش کی گئی ہیں۔

خنثیٰ کے بارے میں شرعی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کی پہچان اور علاج کرکے ان کو کسی ایک صنف سے ملایا جائے، اور اس صنف کے ہی حقوق وفرائض ان پر جاری کیے جائیں۔ اور اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اس میں کچھ خرابی کریں تو ان کی تادیب کی جائے۔ یہ تادیب انہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ایسی کوتاہی اگر عام مرد وزَن سے بھی صادر ہو تو ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے۔ یاد رہے کہ یہ سزا صنفی معذوری یا خنثیٰ ہونے کی بنا پر نہیں، بلکہ اس فسق وگناہ کی بنا پر ہے جو اُن سے صادر ہو جائے۔ دوسری طرف مخنث چونکہ اپنی مرضی سے زنانہ شباہت اختیار کرنے والے مرد کو کہا جاتا ہے اور ہمارے معاشرے میں برطانوی استعمار میں پروان چڑھنے والی تہذیب کے زیر اثر یا شرعی تعلیمات کو نظر انداز کرنے کی بنا پر اکثر صنفی معذوری رکھنے والے خنثیٰ افراد کے لیے فسق وفجور (ناچ گانے، جھوٹے لطیفے اور بے جا طنز ومزاح وغیرہ) پر مبنی زندگی گزارنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا، اس لیے 'اکثریت کے مطابق شرعی حکم کا اطلاق' کرتے ہوئے مخنث افراد کے بارے میں بعض اوقات سخت ریمارکس دے دیے جاتے ہیں، جبکہ عدل وانصاف کے شرعی تقاضوں کے مطابق، ان سے ہمارا رویہ، ان کے اعمال اور نیک وفاسق میں امتیاز کی بنا پر ہی ہونا چاہیے۔

اسلام میں مرد وزن کی دو صنفوں میں اختلاط واشتراک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب دو صنفوں کو پیدا فرما کر انسانیت پر احسانِ عظیم کیا اور اسے اپنی نشانی قرار دیا۔ (الروم: 21) تو دونوں کو اپنے اپنے دائرہ کار میں رہنے کی تلقین کی اور ہر اس راستے کو بند کر دیا جس سے ہر دو صنف کے تعلقات میں کوئی خلل واقع ہو سکتا تھا۔ چنانچہ زن وشوہر جو حقیقی جوڑا ہوتے ہیں، اگر ایک دوسرے کی راز کی باتوں کو دوسروں میں پھیلائیں تو اسے نبی کریم ﷺ نے بدترین خیانت (1) قرار دیا۔ رشتہ داروں میں اگر کوئی مرد وزن کی باتیں دوسری صنف کو بتائیں تو ایسے فاسق لوگوں (مرد وعورت یا مخنث) سے پردے اور اجتناب (2) کا حکم دیا۔ عام مرد

---

(1) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: »إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا« (صحیح مسلم: 1437) ''روزِ قیامت اللہ کے نزدیک امانت میں بدترین خیانت یہ ہوگی کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے ملتا اور وہ اس سے ملتی ہے، پھر وہ دوسروں میں اس کا راز افشا کر دیتا ہے۔''

(2) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: »أَلَا أَرَى هَذَا يَعْرِفُ مَا هَاهُنَا، لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ«. قَالَتْ: فَحَجَبُوهُ. (صحیح مسلم: 5691) ''نبی ﷺ نے فرمایا: کیا میں دیکھ نہیں رہا کہ جو کچھ یہاں ہے، اسے سب پتا ہے۔ یہ لوگ تمہارے پاس نہ آیا کریں۔" تو انھوں (امہات المومنین ؓ) نے اس سے پردہ کر لیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وعورت اگر دوسری صنف کی مشابہت کریں تو اسے ملعون اُمر ہی قرار نہیں دیا، بلکہ اس گناہِ کبیرہ کی سزا یہ مقرر فرمائی کہ اُنہیں مسلم معاشرے سے دربدر کر دیا جائے، اگر ایسا ممکن نہ ہو تو بعض علما (امام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ وغیرہ) کے مطابق اُنہیں قید کر دیا جائے تاکہ مسلم معاشرے میں وہ اختلاط اور بے راہ روی کو ہرگز پروان نہ چڑھا سکیں۔ دوسری صنف میں جداگانہ میل جول کو شیطانی ملاقاتیں[1] بتایا، ایک دوسرے کی طرف نظر اُٹھانا ناجائز اور صرف مس کرنا بھی سنگین گناہ قرار پایا۔ گویا دوسری صنف سے اختلاط اور مشابہت کی ہر صورت کا رسولِ کریم ﷺ نے آغاز سے ہی راستہ بند کر دیا۔ ہر شخص کو اپنی صنف پر قانع اور قائم رہنا چاہیے اور اپنا فطری جوڑا بنانا چاہیے۔ اس کے لیے رسول کریم ﷺ نے خصی ہونے کو حرام کہا اور نکاح کی ترغیب اور حکم دیا۔

صنفی اختلال کے شکار مرد و زن ایک واقعاتی حقیقت کے طور پر تو معاشرے میں موجود ہیں لیکن شریعتِ مطہرہ نے ہر وہ راستہ تجویز کیا جس سے وہ ایک غالب صنف کی طرف منتقل ہو کر معاشرے میں اپنے حقوق و فرائض درست طور پر ادا کر سکیں۔

2۔سائنسی اور طبی طور پر

ایک فرد میں دوہری صنف یا حقیقی صنفی تبدیلی ناممکن ہے۔

سائنسی اور مشاہداتی حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان میں آغازِ تخلیق کے لحاظ سے دونوں صنف کے اعضا موجود ہوتے ہیں، لیکن رحم مادر میں ہی ایک صنف کا غلبہ ہو کر، دوسری صنف کے اعضا سوکھ جاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی انسان میں بیک وقت مرد و عورت کے جملہ صنفی اوصاف بیک وقت پائے جائیں۔

نامور حنفی فقیہ امام ابوبکر بن مسعود کاسانی (م 587ھ) لکھتے ہیں کہ

"فَالْخُنثَى مَنْ لَهُ آلَةُ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَالشَّخْصُ الْوَاحِدُ لَا يَكُونُ ذَكَرًا وَأُنْثَى حَقِيقَةً، فَإِمَّا أَنْ يَكُونَ ذَكَرًا، وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ أُنْثَى. وَأَمَّا بَيَانُ مَا يُعْرَفُ بِهِ

---

[1] سیدنا عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: »لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ.« (جامع ترمذی: 1171) ''کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت (تنہائی) میں ہوتا ہے تو اس کا تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنَّهُ ذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى، فَإِنَّمَا يُعْرَفُ ذَلِكَ بِالْعَلَامَةِ."[1]

"خنثیٰ وہ ہے جس کے مردانہ اور زنانہ عضو، دونوں ہوں۔ درحقیقت کوئی شخص مرد اور عورت اکٹھا نہیں ہوسکتا۔ یا تو وہ مرد ہوگا یا وہ عورت۔ اس کے مرد یا عورت ہونے کا انحصار صنفی علامات پر ہوگا۔"

اور ایسا بھی نہیں ہوسکتا کہ ایک حقیقی مرد میں طبی عمل کے بعد مؤنث کی کامل صفات پیدا ہوجائیں اور حقیقی مؤنث میں مردانہ صفات پیدا ہوجائیں۔ تاہم بعض صنفی آثار مثلاً عورت کے چہرے پر بال یا مرد کے سینے پر اُبھار یا آواز میں تبدیلی وغیرہ پیدا کیے جاسکتے ہیں۔

صنفی اختلال InterSex کی مختلف صورتیں ہیں

پھر یوں بھی ممکن ہے کہ جس طرح بعض انسان مختلف جسمانی اور طبعی خلل کے ساتھ پیدا ہوتے یا بعد میں اس کا شکار ہوجاتے ہیں جیسے نابینا، گونگا، بہرہ اور لنگڑا وغیرہ، یا ان کے اندرونی جسمانی اعضا، دل اور جگر وغیرہ میں کوئی خلل ہوتا ہے۔ انسانوں کی انگلیوں کا کم وبیش ہونا یا زبان وکان وغیرہ کے اصل جسم سے چپکے ہونے کی پیدائشی خرابیاں تو عام مشاہدے کی باتیں ہیں۔ اسی طرح جنسی خلل اور جنسی ابہام بھی انسانوں میں موجود ہوتے ہیں، حتی کہ بعض اوقات ایک ہی انسان میں دوسری جنس کے اعضا بھی پائے جاتے ہیں اور کبھی دوسری جنس کے اعضا کی شکل وصورت مکمل نہیں ہوتی۔ لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر انسان داخلی یا خلیاتی سطح پر کوئی ایک ہی صنف رکھتا ہے جس کا علم ظاہری علامتوں کے علاوہ، میڈیکل رپورٹس اور صنفی ہارمون وغیرہ کے ساتھ بخوبی ہوجاتا ہے۔

صنفی معذوری

پیدائشی نابینا کی طرح، بعض انسان پیدائشی پر جنسی معذور ہوتے ہیں، بعض کی معذوری واضح ہوتی ہے اور بعض کا علم اپنے وقت پر ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس نے بعض کو بانجھ بنایا ہے جو ایک جنسی معذوری ہے کہ ایسے مرد وعورت آگے اپنا سلسلۂ نسل

---

[1] بدائع الصنائع از امام ابوبکر بن مسعود کاسانی: 7/ 327، دار الکتب العلمیہ، 1986ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں چلا سکتے۔

جدید میڈیکل سائنس یہ بتاتی ہے کہ تیسری صنف کا کوئی حقیقی یا طبّی وجود نہیں، بلکہ تمام انسان اپنے اندر کسی ایک صنف کی خصوصیات کے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں، جن کو مختلف میڈیکل ٹیسٹوں کے ذریعے بآسانی پہچانا جاسکتا ہے۔ اگر ان میں کوئی جنسی خلل پایا جائے تو اس کا جدید میڈیکل سائنس میں اصلاح اور علاج کرنا ممکن ہے جس کے بعد ان میں اکثر لوگ تندرست ہوجاتے ہیں۔ طبی علاج کے ساتھ ان کو مردانہ یا زنانہ ہارمونز دیے جاتے اور ان کا نفسیاتی علاج بھی کیا جاتا ہے جس سے وہ بالکل درست ہوکر نارمل شخص کی زندگی گزارنے پر قادر ہوجاتے ہیں۔

اسی نوعیت کا ایک ادارہ جوہر ٹاؤن، لاہور میں 'برتھ ڈیفکٹس فاؤنڈیشن'[1] کے نام سے قائم ہے جس نے اس طرح کے سیکڑوں مریضوں کا مفت علاج کرکے ان کو تندرست مرد یا عورت بننے میں مدد کی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اس نوعیت کے اکثر انسانوں کا علاج ہوجاتا ہے۔

3۔ عقل اور احساسات کی رو سے

انسانی معاملات چلانے کے لیے رائے اور خیال پر انحصار کی بجائے، طبعی حقائق اور مشاہدے پر چلا جاتا ہے۔ اگر رائے اور تخیل ہی مستند معیار ہوں تو پھر جو شخص اپنے آپ کو بڑا عقل مند سمجھے، اس کو بغیر کسی امتحان کے پی ایچ ڈی کی ڈگری تھما دینی چاہیے۔ اگر کوئی عام ملازم اپنے آپ کو ایک بڑا عہدیدار خیال کرے تو اس کو اس منصب پر فائز کردینا چاہیے۔ جو شخص 45 برس کی عمر میں اپنے آپ کو 22 برس کا نوجوان سمجھے تو اس کو ان جگہوں پر ملازمت دے دینی چاہیے جہاں عمر کی حد 25 برس ہے۔

دنیا کے دیگر ممالک میں کسی جنس کے تحت اندراج کے لیے طبعی علامات اور میڈیکل ٹیسٹ کو ضروری قرار دیا گیا ہے، لیکن افسوس کہ پاکستان میں اس کے لیے محض ذاتی رائے اور خواہش ہی کافی سمجھی گئی ہے جس کے لیے حالیہ قانون میں Self prescribed یا Self perceived gender identity بولا گیا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ ٹرانس جینڈر میں شامل ہوکر، کوئی بھی عورت مردانہ حق وراثت کا دعویٰ کرسکتی ہے اور کوئی حقیقی عورت، مردانگی کا دعویٰ کرکے کسی عورت

[1] https://www.facebook.com/BirthDefectsFoundation/

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہم جنسی کی شادی کرسکتی ہے۔کوئی مرد وعورت اسی طرح مرد وزن کے لیے مخصوص نشستوں پر سیاسی نشست اور ملازمت حاصل کر سکتے ہیں۔کوئی حقیقی مرد، عورت کا شناختی کارڈ بنوا کر ٹرانسپورٹ کے زنانہ حصے میں سفر کرسکتا ہے یا نکاح وغیرہ تقریبات میں عورتوں کے ساتھ آزادانہ شریک ہوسکتا ہے۔ ہسپتالوں میں خواتین کے مخصوص حصوں اور وارڈز میں باآسانی موجود رہ سکتا ہے۔اور کوئی اسے روکے تو وہ ہراساں کرنے کا مجرم قرار پائے۔زنانہ بیت الخلا اور جیلوں میں مرد حضرات، جنس تبدیلی کے اندراج کے بعد پہنچ سکتے ہیں۔جیسے امریکہ میں ہونے والے حالیہ واقعے میں ایک مرد نے جنسی شناخت کی تبدیلی کے بعد زنانہ جیل میں پہنچ کر، دو قیدی خواتین کو حاملہ کر دیا۔

پاکستان میں اس طرح محض تخیل پر جنس تبدیلی کا قانون منظور کرانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اقوام متحدہ نے 2008ء میں تمام رکن ممالک پر ہم جنس پرستی Homo Sexuality کی اجازت دینا لازمی کررکھا ہے، 118 ممالک کے بعد عالم اسلام میں ترکی، بوسنیا، مالدیپ سمیت وسط ایشیا کی بعض ریاستوں میں اس کی قانونی اجازت ہے۔مشرقی یورپ کے ممالک میں ہم جنس پرستی عروج پر ہے اور امریکہ میں الیکشن کا یہ اہم ترین نعرہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن مسلم ممالک ہم جنس پرستی کو اس قدر معیوب خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے بارے میں اعدادوشمار اکٹھے کرنا بھی ممکن نہیں، ان حالات میں حالیہ پاکستانی قانون کے ذریعے تخیل کے نام پر ہم جنسی کا فروغ دراصل مردوں میں 'قوم لوط کے مکروہ عمل' اور عورتوں میں 'سحاق' کو پروان چڑھانے کا مناسب ترحیلہ ہوسکتا ہے۔اس قانون سے شوقیہ جنس تبدیل کرانے والوں کی اکثریت اور خواجہ سراؤں کی طرف سے اس قانون کی مسلسل مخالفت نے بھی اسی امکان کو تقویت دی ہے۔

اس قانون میں داخلی تضاد یہ ہے کہ اُصولاً تیسری جنس کا دعویٰ کرنے والوں کو، تیسری جنس میں ہی مستقل پناہ ڈھونڈنی چاہیے اور اس کے لیے مردوزن سے بالا، مستقل قوانین وضوابط متعارف کرانے چاہئیں لیکن تیسری جنس میں اندراج کرانے والے، من چاہے حقوق پانے کے لیے دوبارہ مردوعورت پر حملہ آور ہیں اور اپنا علاج کرا کے مستقل تیسری جنس بننے کی بجائے مرد یا عورت بننے میں ہی جائے پناہ تلاش کرتے ہیں۔اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تیسری جنس تو محض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نئے حقوق حاصل کرنے کا شوشہ ہے، دراصل وہ بھی دو ہی جنسوں کو اصل انسانی، معاشرتی یا طبعی حقیقت سمجھتے ہیں۔ آخری صدی میں مغرب کے چشمہ ظلمات سے پھوٹنے والے حقوقِ نسواں کے فتنے نے بے پناہ گمراہی مچائی اور حضرت انسان کی دو صنفوں کو باہم احترام ومحبت اور اپنے اپنے دائرہ عمل میں رکھنے کی بجائے، مقابل ومخالف اور باہم صف آرا کر دیا۔ اب یہ تیسری صنف کا فتنہ نامعلوم مستقبل میں کیا کیا گل کھلانے جارہا ہے....؟

4۔ آئینی اور قانونی طور پر

شرعی تعلیمات کا تذکرہ تو پیچھے ہو چکا، پاکستانی دستور میں بھی صنف اور جنس میں کوئی فرق نہیں کیا گیا اور یہاں تیسری جنس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ دستور کا آرٹیکل 263 ملاحظہ ہو:

''وہ الفاظ جن سے صیغہ مذکر کا مفہوم نکلتا ہو، صیغہ مؤنث پر بھی حاوی سمجھے جائیں گے۔''[1]

اسی طرح دستورِ پاکستان کے باب دوم: بنیادی حقوق میں آرٹیکل نمبر 25، 26 اور 27 کے 'صنفی امتیاز کی ممانعت کے قوانین' میں بھی صرف مرد وزن کی دو صنفوں کا ہی ذکر ہے۔ دستور میں صنف اور جنس کو ایک دوسرے کے متبادل استعمال کر کے ہم معنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح سپریم کورٹ پاکستان کے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری نے بھی پاکستانی حکومت کو 4 نومبر 2009ء کو خواجہ سراؤں کے تحفظِ حقوق کے لیے جو ہدایات دیں، ان میں ذہنی احساس کی بجائے ،جسمانی خلل کو بنیاد بناتے ہوئے عوامی سلوک کی اصلاح کا مطالبہ کیا گیا اور انہیں وراثتی حقوق دینے کی ہدایت کی۔ عدالت نے نادرا کو تلقین کی کہ اندراجِ صنف کے کالم میں میڈیکل ٹیسٹ پر مبنی، مرد یا عورت کی صنف کا ہی اندراج کیا جائے۔ اور مرد وعورت کی فرضی شناخت استعمال کر کے کیے جانے والے جرائم کی روک تھام کی جائے۔ گویا 2018ء میں منظور ہونے والے ٹرانس جینڈر قانون میں پاکستان کی عدالت عظمیٰ کی ہدایت کو بھی کلیۃً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

جب اسلام، میڈیکل سائنس، حالیہ قانون اور دستورِ پاکستان کی رو سے درحقیقت صنفیں

---

[1] دستور 'اسلامی جمہوریہ پاکستان': ص 175، ناشر قومی اسمبلی پاکستان، ایڈیشن 2015ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو ہی ہیں، اور اسلام وسائنس کی رو سے تیسری صنف درحقیقت خلل اور معذوری کی کیفیت کا نام ہے، جو اگر حقیقی ہو تو ایسے لوگ پورے معاشرے کی ہمدردی، علاج اور تعاون کے مستحق ہیں، ان کو بحال کر کے معاشرے کا مفید رکن بنانے کے لیے ہر ممکنہ اقدام اور قانون سازی ہونی چاہیے اور اگر یہ جنسی خلل کسبی یا شوقیہ ہو تو ایسے لوگوں کی اصلاح وتادیب کر کے اُنہیں اپنے خالق کے فیصلے پر راضی کروانا چاہیے۔ تو ایسی صورتحال میں معذوری یا شوق کو حق بتا کر، ایک تیسری صنف کا پورا نظام وضع کر دینا، اس کی اصلاح کرنے کی بجائے، پورے معاشرے کو اس خرابی کا شکار کر دینے کی ناروا اور مذموم کوشش ہے، جس کی اصل وجہ مغرب کا ہر قید وبند سے بالا تصورِ آزادی ہے جو فحاشی وعریانی اور جنسی تلذذ کی ناروا صورتیں اختیار کر کے، انسانیت کو ذلت کے گہرے غاروں میں دھکیل رہا ہے۔ اس بے راہ روی اور جنسی عیاشی کا نتیجہ معاشرے کی تباہی، نفسیاتی بیماریوں میں اضافہ اور ایڈز جیسے درجنوں جنسی امراضِ خبیثہ مثلاً سرطان و بواسیر اور آتشک وسوزاک [1] وغیرہ کا فروغ ہے۔ مسلمانوں کو اسلام کی مبارک تعلیمات کی طرف لوٹ آنا چاہیے اور جنسی عیاشی کی ان مغربی صورتوں کو مسترد کر دینا چاہیے جو مغربی معاشرے کا ستیاناس کر کے اب مسلمانوں کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔

صنفی مشابہت کے شرعی احکام

صنفی مشابہت کے حوالے سے تین صورتیں اور ان کے خاص احکام ہیں:

i۔ شوقیہ صنفی مشابہت اور تبدیلی جنس کرنے والے مخنث مرد وعورت TransGender: یہ دونوں عمل بد اللہ کی تخلیق پر راضی نہ ہونے کا نتیجہ ہیں اور دونوں ہی ملعون ہیں۔ قرآن کریم کی رو سے اللہ تعالیٰ نے تغیر خلق اللہ کرنے والوں پر لعنت کی۔ (النساء:118) اور حدیثِ نبوی میں آتا ہے کہ دوسری صنف کی مشابہت کرنے والے مخنث افراد پر بھی اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور نبی کریم ﷺ نے دربدری کو اُن کی سزا قرار دیا ہے۔ (صحیح بخاری: 5886) حالیہ قوانین سے فائدہ اُٹھا کر دراصل، بے شمار شوقیہ یا نفسیاتی امراض کے شکار لوگ ہم جنس پرستی کا رستہ ہموار

[1] ہم جنس پرستی سے پیدا ہونے والی بیماریوں اور معاشرتی نقصانات کے لئے دیکھیں: کتاب 'ہم جنس پرستی اور بے راہ روی' از محمد انس بندیالوی، ناشر دار البرکہ، شاہراہ لیاقت، کراچی، 2022ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کررہے ہیں۔ ان ملعون رویوں کی بھرپور مذمت ہونی چاہیے اور لواطت یا سحاق کو پروان چڑھانے والے قانون کو کسی بھی مسلم معاشرے میں برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

ii۔ حقیقی معذوری والے خنثیٰ InterSex: ایک قلیل تعداد ان لوگوں کی ہے جو بانجھ پن کی طرح صنفی طبعی مسائل کا شکار ہیں۔ اور ہر طرح کے علاج کے باوجود ان کی معذوری باقی رہتی ہے۔ یہ لوگ اگر شرعی احکام کی پاسداری کریں تو معذوری سے پہلے تک کے تمام امکانی معاشرتی مراحل کو اُن کے لیے آسان کرنا ہمارا قومی اور دینی فریضہ ہے۔ ان سے ہمدردی اور ہر ممکنہ تعاون کرنا چاہیے۔ ایسے افراد کو ہنر سکھا کر ان کے لیے روزگار کمانا ممکن ہونا چاہیے۔ معاشرے میں ایسے معذور بچوں کو قبول کرنے کی روایت مضبوط کرنی چاہیے۔ ایسے لوگوں کا علاج کرکے، معاشرتی احکام کے لیے ان کو کسی ایک صنف سے ملا یا جائے۔ جہاں تک وہ صنفی فرائض انجام دے سکیں، اس کو بھی رواج دینا چاہیے۔ جیسے کوئی بانجھ شخص ایک حد تک صنفی معذور ہوتا ہے لیکن اس کے لیے نکاح کرنا ممکن ہے۔ تاہم اگر کوئی حقیقی معذور شخص صنفی تعلق پر ہی قادر نہیں تو جس طرح عام مرد وعورت کا صنفی صلاحیت ختم ہونے پر نکاح ختم ہوسکتا ہے، اسی طرح ایسے فرد کو نکاح سے روکا جائے گا۔ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کا یہی فتویٰ ہے۔

iii۔ تیسری قسم کے خنثیٰ لوگ وہ ہیں جو مشترکہ، موہوم یا مریضانہ طبعی صنفی خصوصیات کے ساتھ پیدا ہوتے اور قابل علاج ہیں۔ میڈیکل سائنس کی ترقی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے، ایسے تمام لوگوں کو مرد وعورت میں سے کسی ایک صنف کے ساتھ منسلک کرکے ان کے شرعی اور قانونی احکام ان پر جاری کرنے چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ نے صنفیں دو ہی پیدا کی ہیں اور صنفی خلل دیگر بیماریوں کی طرح ایک حقیقت ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ اس کو شرعی اور سائنسی حقیقت باور کرکے اس کو پروان چڑھانے اور ان کے لیے تیسری صنف اور اس کے متوازی حقوق کا نظام بنانے کی ضرورت ہے جس کے ساتھ بے شمار شوقیہ ٹرانس جینڈر بھی شامل ہوجائیں گے، یا اسے صنفی خلل سمجھ کر اس کی اصلاح اور علاج کرنے کا راستہ اپنایا جائے اور آخر کار انہیں کسی ایک صنف سے ملا دیا جائے۔ اس سلسلے میں ایک واضح موقف دلائل کے ساتھ اوپر پیش کیا جاچکا ہے۔ اسی بنیادی سوال کہ یہ مرض ہے یا حق؟... پر اگلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہم مسئلہ کا انحصار ہے کہ مرض قرار پانے کی صورت میں اس انسان کی اصل صنفی حقیقت تک پہنچنا ضروری ہے جس کے لیے صنف کی پہچان وتعیین بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس پہچان کے بعد، اس صنفی حقیقت کی تکمیل، کبھی علاج ہے اور کبھی تغیر لخلق اللہ۔ اگر اصل صنفی حقیقت کے مطابق ہے تو یہ علاج ہے جس کا شارع جل جلالہ نے مطالبہ کیا ہے۔ اور صنفی حقیقت کے برخلاف کیا جائے تو یہ تغیر لخلق اللہ ہے جو ناجائز اور ملعون فعل ہے۔

جہاں تک اسلام میں تیسری صنف کے بعض احکام کا تعلق ہے تو اوّل تو ان میں کوئی حکم بھی قرآن وسنت میں موجود نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ سے رہنمائی لیتے ہوئے فقہائے کرام نے ان کو کسی صنف سے ملانے کے لیے خنثیٰ مشکل اور غیر مشکل کی جو طبعی تفصیلات پیش کی ہیں، تو ان کے پیش نظر صرف صنف کی حقیقی پہچان ہی تھی جس کے لیے بچپن اور بلوغت کے بعد مختلف علامتیں ذکر کی گئی ہیں۔ فی زمانہ میڈیکل سائنس سے استفادہ کرتے ہوئے، صنفی پہچان کی جدید صورتوں کو بھی قبول کرنا چاہیے۔ بعض فقہا نے خنثیٰ کے لیے نماز کی مستقل صف یا کوئی صنف واضح نہ ہونے کی صورت میں وراثت کی اوسط، ان کے ختنہ، غسل میت، امامت، اذان، قسامت یا مالِ غنیمت کی تقسیم وغیرہ میں مستقل احکام کی جو بات کی ہے تو یہ اس دور کے حالات کے مطابق ایسے لوگوں کے لیے فقہا کا اجتہاد تھا، جن کی صنف واضح ہونا ممکن نہ تھا۔ اب جب جدید میڈیکل ٹیسٹوں: ایکسرے، سی ٹی سکین، ایم آر آئی اور Karyotyping (جنسی کروموسومز کو جانچنے کا ٹیسٹ) کے بعد یہ مسئلہ ہی باقی نہیں رہا تو اس پر اصرار کرنا چنداں ضروری نہیں۔ مزید تفصیل راقم کے دوسرے مضمون میں دیکھیں۔

الغرض جنسی اختلال کے شکار خنثیٰ لوگوں سے ہمدردی کر کے، ان کو معاشرے کا کارآمد فرد بنانا، ان کے علاج اور بحالی میں ان کی مدد کرنا، فرسودہ رسوم ورواج کا خاتمہ کرنا، اور شوقیہ جنسی تبدیلی کرانے والے مخنث افراد کو اللہ کی وعید سے ڈراتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی مقررہ تادیب کو رائج کرنا چاہیے۔ ہر متاثرہ فرد کو خالق کی عطا کردہ جنس کی طرف لوٹنے میں ہی عافیت ہے۔ موقر ادارہ رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ کی 'اسلامی فقہ اکیڈمی' کے گیارہویں اجلاس (19 تا 26 فروری 1989ء) میں عالم اسلام کے ممتاز علمائے کرام کا یہ متفقہ فتویٰ اہم رہنمائی دیتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’اوّل: جنس مذکر جس کے مردانہ اعضا مکمل ہو چکے ہوں اور جنس مؤنث جس کے نسوانی اعضا پورے ہو چکے ہوں، اُنہیں ایک دوسرے میں تبدیل کرنا شرعاً جائز نہیں۔ ایسی تبدیلی قابل سزا جرم ہے کیونکہ یہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان کے اس مذموم ارادے سے باخبر کرتے ہوئے اس کو ملعون عمل قرار دیا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے گودنے اور گودوانے والی، بال اُکھیڑنے، اکھڑوانے والی عورتوں پر اللہ کی خلقت میں تبدیلی کی وجہ سے لعنت فرمائی ہے۔

دوم: جس شخص کے اعضا میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں جمع ہو گئی ہوں، اس میں دیکھا جائے گا کہ کونسے اعضا کا تناسب زیادہ ہے، اگر مرد کے اعضا زیادہ ہیں، تو طبی علاج کے ذریعے عورت ہونے کے اشتباہ کو دور کر لینا جائز ہے۔ اور اگر عورت کے اعضا غالب ہوں تو طبی علاج کے ذریعہ مردانہ اعضا کا ازالہ جائز ہے۔ اس لیے کہ یہ ایک طرح کا مرض ہے اور علاج کے ذریعے مرض سے شفا مقصود ہے، نہ کہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی۔‘‘[1]

یہ فیصلہ سعودی ممتاز علما: شیخ عبدالعزیز بن باز، ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف، ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابو زید، شیخ صالح فوزان، امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل اور عالم اسلام کے نامور فقہا شیخ مصطفیٰ زرقا، ڈاکٹر محمد یوسف قرضاوی اور ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ سمیت دسیوں ممتاز علمائے کرام نے اپنے باضابطہ اجلاس میں کیا۔

پاکستان میں تمام مکاتبِ فکر پر مشتمل ملی مجلس شرعی، پاکستان نے اپنے اجلاس مؤرخہ 17ر ستمبر 2022ء کے فیصلے میں بھی یہی قرار دیا ہے کہ

’’اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کی دو ہی جنسیں بنائی ہیں، تیسری جنس اللہ تعالیٰ نے نہیں بنائی۔ خواجہ سرا یا خنثیٰ کوئی الگ جنس نہیں، دراصل یہ معذور افراد ہیں جیسا کہ نابینا معذور ہے۔ پیدائشی بہرہ معذور ہے۔ اسی طرح خواجہ سرا بھی صنفی معذور افراد ہیں جو ایک صلاحیت سے محروم ہیں، ان کو الگ جنس کے طور پر متعارف کرانا درست نہیں ہے۔ تاہم ان معذورں کے حقوق کا شریعت

---

[1] اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے: ص 322، ایفا پبلی کیشنز، دہلی 2006ء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تحفظ کرتی ہے اور پوری توجہ سے ان کے معاملات کا فیصلہ کرتی ہے۔‘‘[1]

جامعہ دار العلوم کراچی کے شعبہ تصنیف کے رفیق فداء اللہ صاحب لکھتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمایا ہے، بعض کو نر اور بعض کو مادہ پیدا فرمایا۔ نر اور مادہ کے علاوہ کوئی تیسری جنس اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں فرمائی۔ جیسا کہ مفسرین حضرات نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ حتی کہ حضرات فقہائے کرام نے خنثیٰ، جو نر اور مادہ دونوں کے جنسی اعضا پر مشتمل ہوتا ہے، اس کو بھی غالب علامات کے پیش نظر، نر یا مادہ قرار دے کر، اس پر متعلقہ جنس کے احکام جاری کیے ہیں۔ بلکہ خنثیٰ مشکل جو مردانہ وزنانہ دونوں طرح کی جنسی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے، اس کے بارے میں بھی حضرات علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ خنثیٰ مشکل اگرچہ ہمارے لیے مشکل ہے، تاہم فی الواقع وہ نر یا مادہ ہی ہوتا ہے۔ اس لیے شریعت مطہرہ میں نر اور مادہ کے علاوہ تیسری جنس کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔‘‘

اس موقف پر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی تحریری تائید بھی ثبت ہے۔

جامعہ اشرفیہ، لاہور سے جاری ہونے والے فتویٰ میں ہے کہ

’’دار العلوم کراچی والی مذکورہ عبارت لکھنے کے بعد... خنثیٰ مشکل کے ظاہری احکام کو دیکھا جائے تو فقہا نے اس کے لیے الگ سے احکام ذکر کیے ہیں جن میں بعض احکام مردوں والے اور بعض احکام عورتوں والے ہیں۔ تو ان احکام کے لحاظ سے خنثیٰ مشکل کو تیسری جنس قرار دیا جاسکتا ہے لیکن واقع اور نفس الامر کے اعتبار سے خنثیٰ مشکل کوئی الگ جنس نہیں ہے۔‘‘ (مؤرخہ 29 ستمبر 2022ء)

وفاقی شرعی عدالت میں جماعت اسلامی کی طرف سے دائرہ کردہ درخواست میں بھی یہ قرار دیا گیا ہے کہ

’’اللہ نے عورت اور مرد کو تخلیق کیا۔ قدرت کی تخلیق میں بڑی حکمت ہے۔ ایک عورت کو اپنی مرضی سے مرد اور ایک مرد کو عورت بننے کا کوئی اختیار نہیں۔ ایسا کرنا خلافِ شرع اور بہت ہی برائیوں کا باعث بن رہا ہے۔ انسانوں میں انٹرسیکس مخنث بھی ہوسکتے ہیں۔ کسی مرد اور عورت کو یہ

---

[1] مولانا زاہد الراشدی: روزنامہ اسلام، لاہور... 22 ستمبر 2022ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے اپنی جنس کو تبدیل کر لے۔

اس طرح انٹرسیکس بھی عورت یا مرد ہو سکتے ہیں۔' اسلام کے اندر انٹرسیکس کو بھی حقوق دیے گئے ہیں۔' اگر انٹرسیکس مردوں کے قریب ترین ہے تو وہ مرد ہوگا اور اگر عورتوں کے قریب ترین ہے تو وہ عورت ہوگا۔ اب اگر ایک نامکمل مرد یا عورت یا انٹرسیکس کو کسی علاج، آپریشن کے ذریعے مکمل مرد اور عورت بنایا جا سکتا ہے تو اس کی اجازت موجود ہے مگر ایک مخنث عورت اور مرد اپنی مرضی سے اپنی جنس کو تبدیل نہیں کر سکتے ہیں۔

سینیٹر مشتاق احمد خاں کا کہنا ہے کہ جنس تبدیلی کا معاملہ میڈیکل بورڈ کی اجازت سے مشروط کیا جائے۔ اور میڈیکل بورڈ کی رائے کے بغیر کسی کو بھی جنس تبدیلی کی اجازت نہیں ہونی چاہیے اور اپنی مرضی سے صنفی شناخت اختیار کرنا نہ صرف خلافِ شریعت ہے بلکہ یہ اسلام کے قانونِ وراثت سے بھی متصادم ہے اور خواتین کے عفت و پاک دامنی اور ہماری روایات کے بھی خلاف ہے۔"

الغرض پاکستان میں نافذ حالیہ ٹرانس جینڈر قانون میں جہاں تیسری صنف کا اندراج شرع وسائنس اور دستور کی رو سے درست نہیں، وہاں میڈیکل رپورٹ کی بجائے اس میں محض جذبات واحساسات کو بنیاد بنانا بھی قابل اصلاح ہے جس کے پاکستانی معاشرے پر شرمناک اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ (البرہان اکتوبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعیب مدنی[1]

پاکستان میں نئے باطل نظریہ جنس

LGBT کے 23 واقعات اور ثبوت

بہت سے لوگ سمجھ رہے ہیں کہ ٹرانس جینڈر کا مسئلہ شاید خنثیٰ یا انٹرسیکس یعنی جو پیدائشی جنسی نقص کا شکار ہوتے ہیں ان کے حقوق کا مسئلہ ہے۔نہیں، ایسا نہیں ہے یہ قانون سازی ان بیچاروں کے حقوق کے لیے نہیں ہے۔ہم سب بھی اس محروم طبقے کے ساتھ ہیں لیکن اصل میں ان کا نام استعمال کر کے لادینیت کی جنگ ہم پر مسلط کی جاچکی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ وہ قوم لوط والا عمل شروع کردے گی۔

کسی بھی معاشرے میں ہم جنس پرستی اور نئے باطل نظریہ جنس یعنی ایل جی بی ٹی کی ابتدا ٹرانس جینڈر سے کی جاتی ہے۔سمجھ لیں کہ خاندانی نظام کے خول کو توڑنے کے لیے ٹرانس جینڈر''ٹی'' ایک ہتھوڑا ہے۔جس معاشرے نے اسے قبول کرلیا پھر وہ لیسبین ، گے، بائی سکشول اور کوئیر سے بھی بچ نہیں سکتا۔ جو پہلے جنسی جرائم تھے وہ اب آزادی، مساوات اور ترقی کے نام پر ہیومن رائٹس میں شامل کردیئے گئے ہیں۔ہم جنس پرستی کو ہمیشہ سے بہت ہی برا سمجھا جاتا رہا ہے لیکن اب اسے انگریزی میں Pride اور Dignity یعنی فخر اور وقار کہا جا رہا ہے اور ان مجرموں کو سزا کی بجائے برابری کے حقوق دینے کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔گویا ایک گناہ کبیرہ کو اچھائی میں تبدیل کردیا گیا ہے۔یعنی اللہ کے حرام کو حلال کیا جارہا ہے اور یہ یقینا کفر ہے۔

پاکستان میں جنسی آزادی کی خاطر سرکاری اور قانونی طور جو کچھ کیا جارہا ہے۔اس سیلاب کو اگر آج نہ روکا گیا تو باطل نظریات ہماری آنے والی نسلوں کو لادینیت کی گہری کھائی میں جھونک دیں گے۔

میں آپ کو 23 ایسے واقعات اور ثبوت پیش کرنے جارہا ہوں جنہیں دیکھنے کے بعد آپ

---

[1] ڈائریکٹر شعور انسٹی ٹیوٹ و میڈیا نیٹ ورک کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اس تہذیبی جنگ کی سنگینی کا اندازہ ہو سکے گا۔ کہ جنسی آزادی کا نظریہ ہمارے خاندانی نظام کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔

1۔ وومن اسٹڈیز (WOMEN STUDIES)

1989 سے مغربی نظام تعلیم، مذہب سے دوری اور مالی مفادات کی خاطر پاکستان میں فیمن ازم یعنی حقوق نسواں کی تحریک کو ہماری یونیورسٹیز میں وومن اسٹڈیز کے نام سے متعارف کروایا جانے لگا۔ یہ تھیں وہ مائنز جو آج آپ کے پاکیزہ معاشرے میں جنسی آزادی اور برابری کے مطالبات کو شہری خواتین میں عام کر چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاندانی نظام میں مرد کو ایک درجہ فضیلت دی ہے۔ اور اسے خاندان کا سربراہ متعین کیا ہے۔ وومن اسٹڈیز اللہ کے بنائے نظام سے بغاوت کے لیے افراد تیار کرتا ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن کے کریکلم کے اہداف میں واضح لکھا ہے کہ

وومن اسٹڈیز کا مقصد اس بات کا تجزیہ کرنا ہے کہ جنس سماجی رویوں سے بنتی ہے اور اس نظریے کو بنیاد بنا کر معاشرے سے جنسی عدم مساوات اور مرد کے ماتحت خاندانی نظام کو توڑنا ہے۔

سیکس اور جینڈر کو الگ الگ معنیٰ پہنانا اور جینڈر کو سوشل کنسٹرکٹ قرار دینا ہی نئے باطل جنسی آزادی کے نظریے کی بنیاد ہے۔ ٹرانس جینڈر اور LGBT نظریات اسی سیکس اور جینڈر کو ایک دوسرے کا مستلزم نہ قرار دے کر ہی وجود پاتے ہیں۔ (ہائیر ایجوکیشن کمیشن آف پاکستان کا وومن اسٹڈیز کا مکمل نصاب۔)

2۔ اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ کا ہم جنس پرستوں کے جلسے کا انعقاد

26 جون 2011ء کو اسلام آباد کے امریکی سفارت خانہ نے ہم جنس پرستوں یعنی LGBTQ کمیونٹی کے تحفظ اور حقوق کے نام پر GAY Pride ایونٹ کا انعقاد کیا۔ اندرونِ خانہ یہ کاروائیاں تو نجانے کب سے شروع ہو چکی ہوں گی لیکن یہ ایونٹ امریکہ کی جانب سے پاکستان میں ایل جی بی ٹی یعنی ہم جنس پرستی کے نظریے کے نفاذ کا اعلان سمجھا جا سکتا ہے۔ اس ایونٹ کے خلاف اسلامی جماعتوں نے احتجاج مظاہرے بھی کئے۔ جس کے بعد واشنگٹن ڈی سی میں پریس بریفنگ کے دوران ایک سوال ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”کیا امریکی سفارت خانے میں ہونے والے ہم جنس پرست مردوں کے ایونٹ ”گے پرائڈ“ کے انعقاد پر پاکستانی حکومت کی جانب سے کوئی احتجاج ہوا ہے؟ اور اس ایونٹ کی نیچر کیا تھی؟

امریکی اسپوکس پرسن نے جواب دیتے ہوئے کہا:

”26 جون کو اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ نے ہم جنس پرست مردوں یعنی گیز، ہم جنس پرست عورتوں یعنی لیسبینز، بائی سیکشوئل اور ٹرانس جینڈر افراد پر مشتمل ایک جی ایل بی ٹی پرائڈ کا ایونٹ منعقد کیا۔ اس پرائڈ ایونٹ میں سفارت خانہ کے افراد، پاکستانی سفارت کار اور سول سوسائٹی کے اراکین شامل ہوئے اور ہیومن رائٹس کے ساتھ ساتھ ایل جی بی ٹی رائٹس کی بھرپور حمایت کی۔ اس پروگرام کے انعقاد پر ہمیں پاکستانی حکومت کی جانب سے کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

یاد رہے اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ آصف زرداری صدر تھے جبکہ یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم۔

3۔ جینڈر اسٹڈیز (GENDER STUDIES) اور اسے نافذ کرنے کے لیے امریکہ کی امداد

2017ء میں ہائیر ایجوکیشن کمیشن نے پاکستان میں جینڈر اسٹڈیز کو متعارف کروایا۔ اور وومن اسٹڈیز کو جینڈر اسٹڈیز کے تحت لے لیا گیا۔ جینڈر اسٹڈیز کے نصاب کے مقاصد میں واضح لکھا ہے کہ

21 ویں صدی کی ضرویات کو پورا کرنے کے لیے وومن اسٹڈیز کو جینڈر اسٹڈیز میں تبدیل کیا جا رہا ہے کیونکہ ویمنز اسٹڈیز کی توجہ خواتین اور حقوق نسواں پر زیادہ تھی جبکہ جینڈر اسٹڈیز کے زیادہ جامع ہونے کی وجہ سے تمام جنسیات سے متعلق مسائل اس میں شامل ہیں، جیسے ہم جنس پرست لسبین، گے، بائی سکشول، ٹرانس جینڈر، انٹرسیکس اور کوئیر۔ ہائیر ایجوکیشن کمیشن آف پاکستان کا جینڈر اسٹڈیز کا مکمل نصاب کا لنک فوٹ نوٹ میں دیکھیں۔

اب آپ پوچھیں گے کہ پاکستان میں ایسا کورس کیوں پڑھایا جا رہا ہے؟ تو صرف ایک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثبوت جلدی سے دیکھ لیں۔

یہ 23 دسمبر 2020ء کی ایک خبر ہے جس میں واضح طور پر بتایا گیا کہ امریکہ کی جانب سے پاکستان کو جمہوریت اور جینڈر اسٹڈیز کے فروغ کے لیے 25 ملین ڈالر کی امداد دی گئی ہے۔ یہ تو صرف ایک ثبوت ہے۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ فیمن ازم، نئے باطل نظریہ جنس اور ایل جی بی ٹی کے نظریات پر بی ایس اور ایم ایس کرنے کے بعد ہمارے نوجوان کس چیز کی معاشرے میں advocacy یعنی وکالت کریں گے؟ یہ کام بہت ہی خطرناک ہو رہا ہے۔ چند سالوں میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جب خود پاکستانی مسلمان اس باطل نظریے کے قائل اور وکیل بن جائیں گے تو پھر ہم اس بے راہ روی کو کیسے روک سکیں گے؟

4۔ کیپیٹل ایڈمنسٹریشن اینڈ ڈویلپمنٹ اسلام آباد کی جانب سے خواجہ سراوں کے حقوق اور تحفظ کا بل۔

2015۔2016ء سے کوشش جاری تھی کہ خواجہ سراؤں کے حقوق کے نام پر کسی طرح جنسی آزادی کے نظریات کو پاکستانی قوانین میں گنجائش دی جائے۔

5۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ 2015۔2016ء

2015۔2016ء میں اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹ پیش کی اور صاف لکھ دیا کہ پاکستان کو اس طرح کے قانون کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ برائے 2015۔2016ء)

6۔ نادرا نے اپلی کیشن فار نیشنل آئیڈینٹی کارڈ امینڈمنٹ ریگولیشن 2017ء کے ذریعے تیسری جنس Non-Binary کو پاکستان میں داخل کرنے کی سازش کی۔ اس میں اس نے میل فیمل کے علاوہ x جینڈر کو شامل کر لیا۔ اب اس میں تین شناختی مارک اور پانچ جنسیں داخل کر دی گئیں۔ 1۔ میل M، 2۔ فی میل F، 3۔ میل یونخ x، 4۔ فی میل یونخ x، 5۔ یونی سیکس x۔

آپ کو میں نے اپنی ویڈیو ''ثبوت حاضر ہیں'' میں یوگیا کارتا کے بارے میں بتایا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یو گیا کار تا ہم جنسی پرستی (LGBT) کو کسی بھی ملک میں داخل کرنے کے لیے سب سے پہلے تھرڈ جینڈر یعنی تیسری جنس قبول کرواتے ہیں۔ کیوں کہ اللہ نے صرف دو جنس بنائی ہیں۔ اسے یہ لوگ بائنری کہتے ہیں۔ اور اب یہ مزید جتنی بھی جنسی شناخت لاتے ہیں اسے نان بائنری کہتے ہیں۔ جیسے LGBTQIA+ یہ حروف بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ یہ ہے LGBT کا پہلا دروازہ جو 2017ء میں کھول دیا گیا تھا۔

7۔ قومی اسمبلی میں پرائیوٹ ممبر کی جانب سے ٹرانس جینڈر بل پیش کیا گیا۔

2017ء میں قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کی ایک رکن نے ٹرانس جینڈر بل پیش کیا۔ جسے فوراً منظور کر کے سینٹ بھیجا دیا گیا۔ لیکن سینیٹ میں اس پر کمیٹی بنائی گئی۔

8۔ نئے نظریہ جنس ایل جی بی ٹی نظریات پر مبنی ایک نیا ٹرانس جینڈر بل اور اردو ترجمہ سے متنازعہ تعریف حذف کرنے کی سازش۔ 2018ء میں پیپلز پارٹی ایک بالکل نیا ڈرافٹ لے آئی اور اسے اس بل میں ترمیمات کے طور پر شامل کر کے جلدی سے پاس کروا کر دوبارہ قومی اسمبلی بھیج دیا۔ یہاں تک کہ اسے اسلامی نظریاتی کونسل تک کو نہیں دکھایا۔ یہ سارا کام بڑی چالاکی سے ہوا۔

صرف ایک سازش آپ کے سامنے لاتے ہیں۔ سینیٹ یا اسمبلی میں جب کوئی بل پیش ہوتا ہے تو اس کا اردو ترجمہ بھی ساتھ دیا جاتا ہے تاکہ جو انگلش نہیں جانتے وہ اردو میں پڑھ لیں۔

یہ ہے وہ ترجمہ جو سینیٹ میں پیش کیا گیا اس میں اس وقت موجود انگلش بل میں موجود متنازعہ ٹرانس جینڈر کی تعریف لکھی گئی تھی۔ وہ اُردو ترجمے میں موجود ہی نہیں تھی۔

9۔ متنازعہ ٹرانس جینڈر بل کی مخالفت لیکن کوئی شنوائی نہیں۔ بل میں موجود لفظ خنثیٰ کو ایکٹ میں کھسرا سے تبدیل کرنے کی سازش 2018ء قومی اسمبلی کے آخری سیشن میں پیپلز پارٹی نے ٹرانس جینڈر بل پیش کیا۔ اس پر نعیمہ کشور صاحبہ جن کا تعلق جمعیت علماء اسلام سے ہے، انھوں نے اعتراض کیا اور بل کو کمیٹی یا اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیجنے کی درخواست کی لیکن پیپلز پارٹی کے نوید قمر صاحب نے اور مسلم لیگ ن کے اسپیکر ایاز صادق نے ان کی کوئی بات نہیں سنی اور باقی تمام جماعتوں مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور پی ٹی آئی کی حمایت سے بل پاس کر دیا۔

اب وہاں بھی ایک چالاکی دیکھیں۔ جو بل کی کاپی قومی اسمبلی میں دی گئی اس میں سیکشن 2 سب سیکشن (این) کی کلاز (i) میں انٹرسیکس کے ساتھ خنثیٰ لکھا تھا۔ لیکن جب ایکٹ شائع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا تو وہاں کھسرا لکھ دیا گیا۔ جس سے اس پورے معاملے کی بددیانتی واضح ہو جاتی ہے۔

10۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018 کا پاکستان میں نفاذ

2018ء میں اس قانون کو پورے پاکستان میں نافذ کر دیا گیا۔ اس لیے ان غلط فہمیوں سے باہر آ جائیں کہ یہ ابھی تک پاس نہیں ہوا۔) ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء کی گزیٹڈ کاپی (

11۔ اقوام متحدہ، IMF، GSP + ، اور یورپین کمیشن کے معاہدے کے مطابق پاکستان نے ٹرانس جینڈر ایکٹ بنایا ہے اور جنس اختیار کرنے کی کھلی اجازت دی ہے۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء میں سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی پیدائشی جنس سے انحراف کر کے اپنی مرضی کی کوئی بھی دوسری جنس اختیار کر سکتا ہے۔ اسے قانون میں Self-Perceived Gender Identity لکھا گیا ہے۔ اس وقت میڈیا پر عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے جھوٹ بولا جا رہا ہے کہ یہ صرف پیدائشی خنثیٰ (جسے عام لوگ خواجہ سرا) کہہ دیتے ہیں ان کے لیے ہے اور انھیں صرف x شناخت ہی ملتی ہے۔ اگر ایسا مان لیا جائے تو پھر self-perceived کا کیا مطلب ہے؟

یورپین کمیشن نے GSP+ اسسمنٹ رپورٹ برائے 2018-2019ء جاری کی اور اپنی رپورٹ میں بتایا کہ پاکستان نے GSP+ کی سہولت کے بدلے ہمارے مطالبات مانتے ہوئے نہ صرف ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء پاس کیا بلکہ اس میں اپنی مرضی سے جنس تبدیل کرنے کا حق بھی دیا۔ یاد رہے کہ یورپی یونین پوری دنیا میں ہم جنس پرستی ایل جی بی ٹی کیو پلس کو قانونی حیثیت دلوانا چاہتی ہے۔

12۔ پی ٹی آئی کی حکومت نے ٹرانس جینڈر ایکٹ کی سرپرستی کی اور اُسے اپنا کارنامہ قرار دیا

2018ء ہی میں پی ٹی آئی کی حکومت نے اس ناپاک سازش کو اون کیا۔ خود سن لیں۔ (شیریں مزاری کی کلپ)

13۔ ٹرانس جینڈر رولز 2020ء کا نفاذ

2020ء میں پی ٹی آئی کی حکومت نے ٹرانس جینڈر رولز نافذ کر دیئے۔ ان رولز میں نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف ٹرانس جینڈرز کو سرجری کی اجازت دے دی گئی بلکہ انھیں غیر مشروط طور پر امریکی ادارے WPATH کے جاری کردہ طریقہ کار کا پابند بھی بنا دیا گیا ہے۔ اور ایسا دروازہ کھول دیا گیا ہے کہ وہاں جو بھی تبدیلیاں ہوتی رہیں گی پاکستانی قوانین اس کے پابند ہوتے جائیں گے۔

14۔ ہم جنس شادی کا کیس لاہور ہائی کورٹ میں

2020ء لاہور ہائی کورٹ کے راولپنڈی بنچ میں رٹ پٹیشن 1421۔2020 دائر کی گئی۔ یہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کی ہم جنس شادی کے خلاف کیس دائر کیا تھا۔ کیونکہ ایک خاتون نے اسی ٹرانس جینڈر ایکٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی جنسی شناخت تبدیل کروا کر اس شخص کی بیٹی سے نکاح کر لیا تھا۔

15۔ ٹرانس جینڈر بطور فی میل لیکچرار مقرر کرنے کا فیصلہ پٹیشن 3176۔2021

2021ء لاہور ہائی کورٹ میں ایک ٹرانس جینڈر نے رٹ پٹیشن 3176۔2021 دائر کی۔ پاکستان پبلک سروس کمیشن نے 2020ء میں میل فیمیل لیکچرار کی نوکریوں کے لیے ایک اشتہار دیا تھا۔ اس ٹرانس جینڈر نے فیمیل لیکچرار کی جاب کے لیے اپلائی کیا لیکن اسے ٹرانس جینڈر ہونے کی وجہ سے رجیکٹ کر دیا گیا۔ ٹرانس جینڈر کا دعویٰ تھا کہ وہ ٹرانس وومن ہے اس لیے اسے فیمیل لکچرار کی جاب دی جائے، اور اسی ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء کے حوالے سے اس نے اپنا حق مانگا اور فیصلہ اس کے حق میں دے دیا گیا۔ اب پبلک سروس کمیشن آف پاکستان کے اشتہارات میں باقاعدہ میل، فی میل کے ساتھ ٹرانس جینڈر بھی لکھا جا رہا ہے۔

16۔ ٹرانس جینڈرز فی میل بن کر کالجز میں پڑھا رہے ہیں

خواتین کے کالجز میں مرد اپنی جنس شناخت بدل کر نوکریاں حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کی مثال عثمان مغل ہیں۔ یہ پہلے ایک مرد تھے اور ایک یونیورسٹی میں جینڈر اسٹڈیز کے لیکچرار تھے۔ پھر انھوں نے اپنی شناخت ٹرانس جینڈر سے تبدیل کرا لی اور اب یہ عائشہ مغل ہیں اور طلبہ کو عورت کے روپ میں پڑھاتے ہیں۔ یہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کے دفاع میں این جی اوز کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

17۔ ترمیم برائے پاکستان پینل کوڈ 1860 سیکشن 509

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2022ء میں پی پی پی نے قومی اسمبلی میں پی پی سی 509 ترمیمی بل جمع کرایا ہے جس میں عورت کے ساتھ ٹرانس جینڈر کو شامل کرنے کی ترمیم پیش کی۔ اور ٹرانس جینڈر کو بھی عورت کی طرح تحفظ اور پرائیویسی تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ ان کے میڈیکل ایگزامینیشن کے مطالبے کو رد کیا جا سکے۔ گویا کہ اسے بھی حقیقی عورت کی طرح قبول کیا جائے۔

18۔ ٹرانس جینڈر کی قومی اسمبلی میں تقریر

14 اگست 2022ء کو ایک مغربی این جی اوز کے لیے کام کرنے والے ٹرانس جینڈر سے قومی اسمبلی میں تقریر کروائی گئی۔ اور یہ خبریں آرہی ہیں کہ ٹرانس جینڈر کو اسمبلی میں مخصوص نشست بھی دی جا سکتی ہے۔

19۔ ٹرانس جینڈر ویلفیئر انڈومنٹ فنڈ بل 2022۔ خیبر پختونخواہ اسمبلی

2022ء خیبر پختون خواہ اسمبلی میں پی ٹی آئی حکومت نے ٹرانس جینڈر ویلفیئر انڈومنٹ فنڈ کا بل پیش کیا ہے۔ جس میں ٹرانسجینڈر کی اصطلاح کو معاشرے میں normalize کرنے کی غرض سے بجٹ دینے کا مطالبہ ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ:

1۔ سرکاری افسران اور ملازمین کی تربیت کی جائے گی تاکہ وہ ٹرانس جینڈرز کے معاملات میں حساس ہو جائیں۔

2۔ ورک شاپس، سیمینارز، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سمیت سوشل میڈیا پر بھی ٹرانس جینڈرز کی فلاح و بہبود کے حوالے سے عوامی آگہی کی مہمات چلائی جائیں گی۔

3۔ ٹرانس جینڈرز کی فلاح و بہبود کا مکمل نظام بنانے اور ملک میں نافذ کرنے کے لیے تحقیق کو فروغ دیا جائے گا۔

اقوام متحدہ کے ادارہ برائے تحفظ و فروغ ہم جنس پرستی کی دستاویز ٹرانس جینڈر میں ٹرانس جینڈر ازم کو دنیا میں نارملائز کرنے کی حکمت عملی لکھی گئی ہے۔ اور افسوس کہ ہماری حکومت ہو بہو ان سفارشات پر عمل کروانا چاہتی ہے۔

اس دستاویز کے ایکشن پوائنٹس میں صاف لکھا ہیں کہ ریاستوں کو پابند کیا جائے گا کہ وہ ان قوانین کو ختم کریں جو ٹرانس جینڈرز کو آزادی دینے کے خلاف ہیں۔ اس کے علاوہ میڈیا سے متعلق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عملی اقدامات میں ٹرانس جینڈر ز کو میڈیا پر ہر قسم کی نمائندگی دی جائے گی۔ میڈیا پر ٹرانس جینڈر ز کے خلاف کوئی بات کرنے کی اجازت کسی کو نہیں ہوگی۔ لوگوں کو پابند کیا جائے گا کہ وہ ٹرانس جینڈر ز کے من پسند پر الفاظ بولیں اور جنسی شناخت کے ساتھ ان کو عزت دیں اور کسی کو ٹرانس جینڈر کی شناخت اُس کی مرضی کے بغیر ظاہر کرنے کی اجازت نہ ہو۔

20۔ SECP سکیورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان کا ای ایس جی (ESG@) پروگرام

2022ء ہی میں SECP نے اقوام متحدہ کے پروگرام SDGs سسٹین ایبل ڈیویلپمنٹ گولز کے مطابق ESG یعنی اینوائرمینٹل سوشل گورنینس کو لاگو کر دیا ہے۔ SECP کی ای ایس جی ریگولیٹری روڈ میپ میں 2020۔2021ء کے ٹارگٹس میں جینڈر ڈائیورسٹی پالیسی اور جینڈر بونڈ گائڈ لائن کو شامل کیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ جینڈر ڈائیورسٹی میں LGBT کو بھی شامل کرتا ہے۔ UNDP کی ویب سائٹ پر واضح طور پر ہم جنس پرستوں یعنی LGBT کمیونٹی کو حقوق دینے کا مطالبہ موجود ہے۔

20 مئی 2021ء کو SECP نے جینڈر بونڈ گائڈ لائنز جاری کیں۔ یہ بھی اقوام متحدہ کے SDGs کے مطابق ہے اور یہ خواتین اور ٹرانس جینڈر ز اور دیگر جنسی/صنفی اقلیتوں یعنی LGBT کے حقوق کے تحفظ وفلاح کے لیے جاری کیے جائیں گے۔

21۔ سول سروس امینڈ مینٹ بل 2022ء سندھ اسمبلی

2022ء ہی میں سندھ سِول سروسز امینڈ مینٹ بل 2022ء پاس کیا گیا جس کے مطابق ٹرانس جینڈر ز کو نوکریوں میں 5.0 فیصد کوٹہ دیا جائے گا۔ اگر یہ حقیقی پیدائشی خنثیٰ ہیں تو آخر انھیں ایک الگ مخلوق کیوں بنایا جا رہا ہے؟ یہ لوگ انھیں عام مرد و خواتین میں شامل کیوں نہیں کرتے؟ فقہاء تو ایسے افراد کو ان کے غالب حیاتیاتی اعضاء اور جینیاتی کیفیت کے مطابق مرد یا عورت کسی ایک جنسی شناخت میں شامل کرتے ہیں۔

22۔ قومی اسمبلی میں اقوام متحدہ کا SDGs پروگرام کا سیکریٹریٹ

15 ستمبر 2022ء کو قومی اسمبلی میں ایک میٹنگ ہوئی۔ اس میں SDGs کو پاکستان میں نافذ کرنے کی حکمت عملی کا جائزہ لیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقوام متحدہ کے اس پروگرام میں بھی ہم جنس پرستوں LGBT اور ٹرانس جینڈر کو برابر حقوق دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور اسے پاکستان میں بھی رائج کیا جا رہا ہے۔

23۔17 مئی 2022ء کو امریکی سفارت خانہ نے کھل کر پاکستان میں LGBT کی حمایت کا اعلان کیا۔

یہ ہیں وہ چند باقاعدہ آفیشل اقدامات جن کے ذریعے پاکستان کے قوانین کو اسلام کے خلاف سیکولرائز کیا جا رہا ہے۔اسی وجہ سے جب ہم سے رہا نہیں گیا تو ہمیں اس کے خلاف کھڑا ہونا پڑا۔اب یہ امت مسلمہ کا فرض ہے کہ آپ ان تمام باطل کفریہ قوانین کو ختم کروائیں۔یادرکھیں! اگر ہم نے آج اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی تو قیامت کے دن ہماری بھی پکڑ ہوسکتی ہے۔یہ ایک وقتی مسئلہ نہیں مسلمانوں کو اپنے وعقیدے وعمل کی حفاظت کے لیے باقاعدہ ایک جدوجہد کا آغاز کرنا ہوگا۔

میرا آپ سے ایک سوال ہے۔اس کا جواب ذرا سوچ سمجھ کر دیجئے گا۔اور اگر دنیا میں اس کا جواب نہیں دے سکے تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے کیسے دیں گے؟ سوال یہ ہے کہ کیا اب بھی آپ انہی ایمان فروش سیاست دانوں کو ووٹ دیتے رہیں گے؟ اور اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے، تو اللہ کے سامنے کس منہ سے پیش ہوں گے اور کس منہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت طلب کریں گے؟

Shaoor.pk Fb.com/www.shaoor.pk Youtube. shaoorpk

(البرہان نومبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد امین

ٹرانس جینڈر اشخاص (تحفظ حقوق) ایکٹ ۲۰۱۸ء

اس قانون کی حقیقت اور شرعی حیثیت

اس قانون کی حقیقت اور اس کی شرعی حیثیت کو صحیح تناظر میں نہیں سمجھا جاسکتا جب تک مندرجہ ذیل حقائق پیش نظر نہ رکھے جائیں:

۱۔ مغربی فکر و تہذیب اس وقت دنیا پر غالب ہے۔ یہ فکر و تہذیب خدائی ہدایت کی منکر ہے۔ یہ خدا، رسول، آخرت، آسمانی کتابوں اور دین/ مذہب کو نہیں مانتی۔ یہ ہیومنزم [1]، سیکولزم [2]، لبرل ازم [3]، کیپٹل ازم [4] اور ایمپریسزم (Empiricism) [5] کو مانتی ہے اور یہ سب نظریات خلاف اسلام ہیں اور اس کے نقیض ہیں۔ نیز اس تہذیب کے علمبردار مغربی ممالک (امریکہ، یورپ اور ان کے حلیف ممالک، اسرائیل بھارت، آسٹریلیا وغیرہ) اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ انہوں نے دوسو سال تک مسلمانوں کو کچلا، مارا، پیٹا، لُوٹا، غلام بنایا اور اب بھی انہیں فکری و عملی غلام بنائے رکھنے پر مصر ہیں اور اس میں بڑی حد تک کامیاب ہیں کیونکہ جب انہیں دوسری جنگ عظیم کے بعد مسلم ممالک کو مجبوراً آزادی دینا پڑی تو انہوں نے عمداً اور کوشش سے اقتدار ایسے لوگوں کو منتقل کیا جو اس کے پروردہ ہوں، اس کی فکر و تہذیب سے مرعوب ہوں اور اسی پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر انہوں نے مسلمان ملکوں میں اپنے حربی، سیاسی، معاشی، تعلیمی، تہذیبی اور ثقافتی غلبے سے مسلسل یہ کوشش جاری رکھی کہ مسلم معاشرے کی اشرافیہ اور موثر

[1] ہیومنزم یعنی انسان خود خدا ہے۔ اپنی مرضی کا مالک ہے، خود مختار اور مختار مطلق ہے، کسی کا عبد نہیں۔

[2] سیکولرزم یعنی اللہ تعالیٰ کی بات انفرادی زندگی میں تو مانی جاسکتی ہے لیکن اجتماعی زندگی (ریاست اور معاشرے) میں خدا کی خدائی تسلیم نہیں کی جاسکتی۔

[3] لبرل ازم یعنی انسان مادر پدر آزاد ہے۔ جو چاہے کرے، کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

[4] کیپٹل ازم یعنی نظام سرمایہ داری۔ مادہ پرستی۔ دنیا ہی سب کچھ ہے۔ آخرت کا انکار

[5] ایمپریسزم یعنی انسان کے لیے عقل اور حسی علم کافی ہے۔ وحی کی ضرورت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبقات جیسے سیاستدان، فوج، عدلیہ، بیوروکریسی، ادیب، دانشور، صحافی ان میں وہ اپنا فکری وتہذیبی اثر ورسوخ بڑھائے اور انہیں اپنا آلۂ کار بنائے۔اس میں بھی اہلِ مغرب کو کامیابی ملی اور ہمارے ان طبقات کے اکثر افراد (اِلَّا ماشاء اللہ سوائے معمولی استثناء کے) مغرب زدہ ہیں، اس سے متاثر ہیں اور اس سے مرعوب ہیں، اسی کی تہذیب اور اسی کے اصول واقدار کو اپنانا چاہتے ہیں۔

اس فکروتہذیب کی مخالفت کرنے والی قوتیں کمزور ہیں۔مسلمان عوام کی اکثریت بھوک، ننگ اور جہالت میں گرفتار ہے اور دینی قیادت اور اہل فکرودانش میں سے بھی بعض اس تہذیب کے غلبہ کے آگے فکری طور پر سرنگوں ہو چکے ہیں۔

۲۔دین اور الٰہی ہدایت کو رد کرنے کے بعد مغرب ابلیسی اصولوں پر عمل کرنے کے نتیجے میں زندگی کے اکثر شعبوں میں غالب، بالا دست اور ترقی یافتہ ہے لیکن جس چیز سے وہ محروم ہے وہ اطمینان قلب ہے، وہ زندگی میں مقصدیت اور معنویت ہے۔اس کا معاشرتی نظام ٹوٹ چکا اور خاندانی نظام برباد ہو چکا۔مال ودولت کی کثرت کے باوجود مغرب جرائم، دماغی ونفسیاتی امراض اور خودکشیوں میں ساری دنیا سے آگے ہے لیکن اس کے باوجود اپنی چودھراہٹ کا خناس اس کے دماغ سے نہیں نکلتا اور وہ اپنی فکر اور تہذیب ساری دنیا خصوصاً مسلمان ملکوں میں پھیلانا چاہتا ہے کیونکہ سوشلزم، نازی ازم، بدھ مت، ہندوازم۔۔۔سب اس سے شکست کھا چکے، صرف اسلام اس کے آگے سرنگوں نہیں ہوا۔صرف مسلمان اس کے کفر کو قبول کرنے میں مزاحم ہیں۔اس لیے وہ چولا بدل کر، حیلے بہانے، خیر خواہ بن کر مسلمان معاشرے کو اس کی اصلی اقدار سے دور کرنا چاہتا ہے، اسے دینی تعلیمات سے دور کرنا چاہتا ہے۔پاکستان اس کا خصوصی نشانہ ہے۔یہاں مغربی لابی اور اس کی این جی اوز سرکاری سطح پر مقتدر طبقات میں نفوذ کر کے، ترقی اور اصلاح کے نام پر، ایسے ایسے اقدامات ہماری حکومتوں سے کرا لیتے ہیں کہ دینی طبقات اور اسلام سے محبت کرنے والے عناصر دیکھتے رہ جاتے ہیں۔مثلاً دہشت گردی کا ہوّا پھیلا کر اس نے دینی مدارس اور مساجد کے اوقاف کے خلاف قوانین ہماری پارلیمانوں سے پاس کرا لیے، عورتوں کے حقوق کے نام پر غیر اسلامی قوانین پاس کرا لیے۔زیر بحث مسئلے میں یہ ہوا کہ اس نے مخنثوں سے ہمدردی کے نام پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا قانون ہماری پارلیمنٹ سے پاس کرالیا جس کے نتیجے میں جنس پرستی، اغلام بازی، ہم جنسیت، فحاشی و عریانی کو فروغ ملے اور اسلام کے نکاح اور وراثت کے قوانین بے معنی ہوجائیں۔

چونکہ ہماری دینی جماعتوں کی نااتفاقی، کمزوری اور مغرب اور اس کے ایجنٹ حکمرانوں کی سازش سے پاکستان کی صوبائی اسمبلیوں، قومی اسمبلی اور سینیٹ میں علماء کی تعداد برائے نام ہے اور جو ہے وہ متعدد وجوہ سے غیر فعال اور غیر مؤثر ہے لہٰذا وہ جو قانون چاہتے ہیں، خاموشی سے پاس کرالیتے ہیں۔ موجودہ زیر بحث قانون "ٹرانس جینڈر اشخاص (تحفظ حقوق) ایکٹ 2018ء" بھی قومی اسمبلی اور سینیٹ سے پاس ہوچکا ہے۔ اس کی بہت معمولی مزاحمت دینی جماعتوں کے ایک دو ارکان اسمبلی نے کی لیکن مغربی آقاؤں نے مقامی ایجنٹ مسلمان حکمرانوں بلکہ ساری سیکولر سیاسی جماعتوں کی حمایت سے یہ قانون منظور کرالیا۔ آج کل جو تھوڑا بہت شور وغوغا ہورہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سینٹ میں جماعت اسلامی کے واحد رکن نے اس غیر اسلامی قانون میں کچھ تبدیلیوں کے لیے بل پیش کیا ہوا ہے اور انہوں نے یہ مسئلہ مسلمان عوام اور دینی جماعتوں میں اٹھادیا ہے کہ اس قانون کے غیر اسلامی پہلوؤں کی مخالفت کی جائے۔ چنانچہ کئی افراد اور گروہوں نے حکومت کے اسغیر اسلامی قانون کے خلاف احتجاج شروع کررکھا ہے۔ (لیکن تلخ حقیقت یہ ہے کہ اس سے کچھ ہونے والا نہیں ہے۔ دشمن کامیاب ہے۔ دینی قوتوں میں پھوٹ ہے، جو تھوڑے بہت دینی جماعتوں کے ارکان اسمبلی ہیں وہ حکومت کے ساتھ ہیں۔ پہلے معاملات (سود کے خلاف فیصلہ، شاتم رسول کے قاتل کو سزاء، مدارس ومساجد کے خلاف قانون سازی، عورتوں کے حقوق کے نام پر بنائے گئے قوانین) میں ہم دینی لوگ کچھ نہیں کرسکے اور نہ شائد آئندہ کچھ کرسکیں گے اور نہ ہم اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہی ہیں کہ ہم اسلام کے لیے متحد کیوں نہیں ہوتے؟ ہم اپنی ناکامیوں پر اور اپنی حکمت عملی پر نظر ثانی کرنے کے لیے بھی تیار نہیں!)۔

بہرحال اس قلمی سینہ کوبی کے بعد آیئے اب زیر بحث معاملے کی طرف۔

۳۔ حقیقت یہ ہے کہ جنس ثالث جسے ہم اردو میں مخنث، خواجہ سرا، ہیجڑا، کھسرا وغیرہ کہتے ہیں، مظلوم مخلوق ہے۔ معاشرہ انہیں قبول نہیں کرتا حتی کہ خاندان اور والدین بھی انہیں قبول نہیں کرتے۔ انہیں دوسرے انسانوں کی طرح تعلیم حاصل کرنے، ملازمت کرنے، تجارت کرنے اور باعزت روزگار کے دوسرے ذرائع استعمال کرنے کا حق نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے دن پورے کرنے کے لیے معاشرے اور خاندان سے کٹ کر اپنی ایک الگ دنیا بسا لی ہے۔ ان کا ایک سربراہ (گُرو) ہوتا ہے اور وہ مل جل کر زندگی کے دن پورے کرتے ہیں۔ اس مظلوم مخلوق کے حقوق کے لیے آواز ضرور اٹھانی چاہیے۔ ان کے لیے تعلیمی نصاب میں چیزیں ہونی چاہئیں، میڈیا کو ان کے حق میں کام کرنا چاہیے، لوگوں میں آگاہی پیدا کرنی چاہیے، ان کے لیے قانون سازی بھی کرنی چاہیے۔ انھیں عزت وتکریم اور دوسرے وہ حقوق ملنے چاہئیں جن سے وہ باعزت زندگی گزار سکیں۔

۴۔ یہ تو ہوا اس مسئلے کا ایک پہلو۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ مغرب کی ابلیسی قوتوں اور ان کے مقامی گماشتوں نے چال یہ چلی کہ مخنثوں کے حقوق کے نام پر قانون سازی کی جائے اور اس میں مغرب کی جنس پرستی، عملِ قومِ لوط، عورتوں کی ہم جنسیت، فحاشی اور تبدیلی جنس کے خواہش مندوں کو قانونی چھتری مہیا کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے کامیابی سے حق و باطل کو ملا کر اس کا ایک ملغوبہ تیار کیا اور اس قانون کو پاس کرا لیا۔

ہماری اس بات کے کئی ثبوت اس قانون میں موجود ہیں جن میں سے چند اہم کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں۔

ایک: اس قانون کا نام "ٹرانس جینڈر اشخاص (تحفظ حقوق) ایکٹ 2018ء" ہے۔ سوال یہ ہے کہ قوانین انگریزی زبان میں کیوں بنتے ہیں؟ اردو میں کیوں نہیں بنتے؟ اب یہ ٹرانس جینڈر کیا ہے؟ اس کا مفہوم کیا ہے؟ چونکہ یہ اردو لفظ نہیں، انگریزی کا لفظ ہے لہٰذا اس کا مفہوم وہی ہوگا جو انگریزی زبان میں امریکہ، یورپ اس سے لیتے ہیں۔ آیئے دیکھیں وہ اس کا کیا مفہوم سمجھتے ہیں: آکسفورڈ لینگویج ڈکشنری میں ہے۔

Transgender

"Denoting or relating to a person whose sense of personal identity and gender does not correspond with their birth sex."

یعنی ٹرانس جینڈر وہ شخص ہے جو اپنی پیدائش کے وقت کی جنس/صِنف کے خلاف رائے کا حامل ہو (یعنی اگر وہ لڑکا پیدا ہوا تھا تو وہ اب لڑکی بننا چاہتا ہے یا لڑکی پیدا ہوا تھا تو اب لڑکا بننا چاہتا ہے۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنسز نے ٹرانس جینڈر کی تعریف یوں کی ہے:

"Transgender is an umbrella term used to refer to a diverse group of individuals who challenge socially and culturally constructed gender norms."

In contemporary context the term has broadened to include a number of gender Variant groups: male-to-female transsexuals (MTF); female-to-male t4anssexuals (FTM); transgenderists (those who live in the gender role associated with another sex without sex reassignment surgery); drag queens and kings (typically gay men and lesbian women, respectively, who dress born with ambiguous genitalia)."

مطلب یہ کہ ٹرانس جینڈر کے سات مفاہیم ہیں جن میں سے ایک وہ ہے جسے ہم اردو میں مخنث کہتے ہیں یعنی کسی فرد کا پیدائشی طور پر مکمل مرد یا عورت نہ ہونا یا بیک وقت دونوں طرح کے نامکمل جنسی اعضا ہونا۔اور جو دیگر چھ مفاہیم ہیں یہ وہ ہیں جنہیں ہم خباثت، حرامی پن، عمل قوم لوط، عورتوں کی ہم جنسیت اور تبدیلی جنس یعنی مرد کا عورت بننے کی خواہش کرنا اور عورت کا مرد بننے کی خواہش کرنا اور اس کے لیے آپریشن کرانا وغیرہ شامل ہیں۔

خود یہ قانون بھی اس کو بھی تسلیم کرتا ہے اس کی شق 2(دفعہ n[iii])میں جینڈر پرسن کی تین تعریفیں دی گئی ہیں تیسری تعریف یہ ہے:

(iii) a Transgender Man, Transgender Woman, khawajaSira or any person whose gender identity and/or gender expression differs from the social norm and cultural expectations based on the sex they were assigned at the time of their birth.

یعنی کوئی بھی وہ شخص [جو پیدائشی مخنث نہ ہو] اور اپنی پیدائش کی جنس/صنف کے خلاف چلنا چاہتا ہو۔

خلاصہ یہ کہ ٹرانس جینڈر سے مراد ہے وہ شخص جو اپنی پیدائش کی جنس تبدیل کرنا چاہتا ہے خواہ وہ مخنث ہو یا نہ ہو۔لہٰذا ٹرانس جینڈر کا ترجمہ مخنث یا خنثیٰ کرنا فریب، دھوکہ اور جھوٹ ہے۔

دوسرے: یہ قانون کہتا ہے (شق نمبر 3) کہ یہ فیصلہ کہ کوئی فرد مرد ہے یا عورت، یہ فیصلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

18 سال کی عمر کا بالغ ٹرانس جینڈر فرد خود کرے گا۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی مرد عورتوں کا لباس پہن کر ،بال بڑھا کر، سرخی پوڈر لگا کر، ہاتھ نچا کر، تالی بجا کر نادرہ (پاکستان رجسٹریشن اتھارٹی) کے دفتر جائے اور کہے کہ وہ عورت ہے تو قانون اسے عورت تسلیم کرے گا۔ یہ قانون (شق نمبر 3 کی دفعہ 3) کہتا ہے کہ نادرہ اسے عورت کے طور پر رجسٹر کرے گی اور سے اس کی مرضی کی جنس کا سرٹیفکیٹ دے گی۔ یہ دفعہ اسے یہ حق بھی دیتی ہے کہ وہ اپنی پہلی جنس اپنی مرضی سے تبدیل کرالے۔ یعنی اگر وہ پہلے نادرہ میں بطور مرد رجسٹرڈ تھا اور وہ جا کر کہتا ہے کہ اب میں عورت بن گئی ہوں تو محض اس کے کہنے پر نادرہ اسے عورت ہونے کا سرٹیفکیٹ دینے کی پابند ہے (اس رجسٹریشن اتھارٹی کا نام "نادرہ" یعنی عورتوں والا نام رکھنا بھی معنیٰ خیز بلکہ مضحکہ خیز ہے۔) قانون سازوں نے اتنی گنجائش بھی نہیں رکھی کہ میڈیکل بورڈ اس کا معائنہ کر کے دیکھے کہ جو شخص کل مرد تھا آج وہ عورت کیسے بن گیا ہے؟ اور وہ عورت ہے بھی یا نہیں؟ بس کسی فرد کا یہ کہنا کافی ہے کہ اس کی جنس یہ ہے۔

اس قانون کی شرعی حیثیت

ا۔ یہ قانون خدا کی تخلیقی اس کیم اور اس کی خِلقت کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اور کسی مسلمان کو مسلمان ہوتے ہوئے اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ خدا کی خِلقت کا مذاق اڑائے۔ اس ملک کی دینی قیادت، علماء اور اسلام پسند عوام کسی حکومت کو یہ حق ہرگز نہیں دیں گے کہ کوئی خدا کی تخلیقی اس کیم اور اس کی خِلقت کا مذاق اڑائے اور جب چاہے مرد سے عورت اور عورت سے مرد بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو نسل انسانی کے جاری رکھنے کے لیے مرد و عورت بنایا ہے۔ مرد کا مرد سے اور عورت کا عورت سے جنسی تلذذ حاصل کرنا یا نکاح کرنا اس خدائی اس کیم کی خلاف ورزی ہے۔ یہ انسانی فطرت کے بھی خلاف ہے۔

۲۔ اس کے اثرات اتنے قبیح اور دور رس ہیں کہ ان کا تصور کر کے خوف آتا ہے:

i۔ یعنی ایک مرد نادرہ میں جا کر کہے کہ وہ عورت ہے اور اس کا سرٹیفکیٹ لے آئے تو کسی مرد سے اس کی شادی ہو جائے گی جو گویا دو مردوں کے درمیان شادی ہوگی، جس کا اسلام میں کوئی تصور نہیں کر سکتا اور قرآن مجید نے عمل قوم لوط کی جس طرح مذمت کی ہے اور جس طرح ان پر عذاب آیا تھا۔ کیا ہم اس طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا چاہتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ii۔ایک مرد اگر عورتوں کا لباس پہن کر، بال بڑھا کر، کانوں میں ٹاپس لگا کر، منہ پر سرخی پوڈر لگا کر نادرہ سے عورت ہونے کا سرٹیفکیٹ لے آئے اور عورتوں کی نجی محفل میں بیٹھے، ان سے گلے ملے، اور انجوائے کرے تو آپ اسے کیسے روکیں گے؟

iii۔عورتوں مردوں کے اختلاط، قرآن کے حق پرائیویسی و احکام پردہ کی خلاف ورزی، ہم جنس سے شادی، عمل قوم لوط کی قانونی اجازت کے علاوہ اس قانون سے نکاح اور وراثت کے مسائل بھی اٹھ کھڑے ہوں گے۔اگر کوئی عورت نادرا سے مرد ہونے کا سرٹیفکیٹ لے آئے تو ظاہر ہے وراثت میں اس کا حصہ عورت سے دگنا ہو جائے گا۔

iv۔اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مماثلت کی مذمت فرمائی ہے چنانچہ تصویر کشی اور مجسمہ سازی کو حرام قرار دیا۔(1)

* خدا کی تخلیق کو تبدیل کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے جیسے وِگ لگانے والیوں پر اور آنکھوں اور دانتوں کی شکل تبدیل کرانے والیوں پر۔(کیونکہ عورتیں ہی عموماً اپنی خوبصورتی میں اضافے کے لیے اس طرح کی حرکتیں کرتی ہیں)۔(2)

آپ نے مردوں کو عورتوں جیسا لباس اور زیور پہننے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا۔(3)

* اور عوتوں کو مردوں جیسا لباس اور وضع قطع اختیار کرنے سے منع فرمایا۔

* بلکہ آپ نے تو مسلمانوں کو بحیثیت قوم اپنا تشخص اور Identity برقرار رکھنے کے لیے دوسری قوموں جیسی وضع قطع اختیار کرنے سے بھی روکا فرمایا کہ جو غیر مسلموں جیسی وضع وقطع اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔(4) اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت سے نوازے۔

غرض یہ قانون نہ صرف اللہ تعالیٰ کی تخلیقی اس کیم کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے بلکہ اسلامی معاشرت، خاندانی نظام، حیاء وعفت کے تصورارت کو تباہ کرنے والا اور مسلمانوں میں بے

---

(1) صحیح البخاری، رقم الحدیث:۵۹۴۹

(2) صحیح مسلم، رقم الحدیث:۲۱۲۸

(3) ایضاً

(4) سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:۴۰۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیائی، فحاشی، عریانی، ہم جنسیت، جنسی بے راہ روی ور جنس پرستی پھیلانے والا ہے۔ دینی قوتوں کو فی الفور اس کے خاتمے کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ جو سچ مچ کے پیدائشی مخنث ہیں ان کے لیے الگ سے نیا قانون بنانا چاہیے بلکہ تعلیم وتربیت، میڈیا اور دوسرے ذرائع سے ان کے حق میں آگاہی پیدا کرنے کی مہم چلانی چاہیے۔ اس مہم میں علماء کرام کو بھی اپنا حصہ ڈالنا چاہیے اور جمعہ کے خطبات میں ان لوگوں کی بحیثیت انسان اور بحیثیت مسلمان عزت وتکریم پر زور دینا چاہیے۔

اصطلاحات کا مسئلہ

ا۔ یہ چونکہ روزمرہ کا معاملہ نہیں اس لیے اس کے باوجود کہ اس سلسلے میں احادیث رسول موجود ہیں اور ہمارے فقہاء نے اس پر تفصیل سے لکھا ہے اور ہر مکتب فکر کے فتاوی بھی اس پر موجود ہیں لیکن عام مسلمانوں کو چونکہ فقہی کتابیں پڑھنے کا موقع نہیں ملتا اور علماء کرام کو بھی اس موضوع سے کم واسطہ پڑتا ہے اس لیے ہم بطور خلاصہ اس ضمن کی چند اہم اصطلاحات کا آسان مفہوم یہاں بیان کر دیتے ہیں:

* اردو میں مخنث، خواجہ سرا، ہیجڑا، کھسر ا کے الفاظ ان مردوں عورتوں کے لیے بولے جاتے ہیں جو پیدائشی طور پر مکمل مرد یا عورت نہیں ہوتے یا ان میں مردوں عوتوں کے نامکمل جنسی اعضاء ہوتے ہیں۔ یہ بہت کم ہوتے ہیں۔

فقہی اصلاحات

i۔ **خُنثٰی یا خَنثٰی**: اس کا مطلب ہے وہ شخص جس میں پیدائشی نقص ہو جسے اردو میں خواجہ سراء یا مخنث کہتے ہیں۔

ii۔ **اَلْمُخَنَّثُ**: اس کے دو مفہوم ہیں ایک خنثی والا (اوپر ذکر کردہ مفہوم یعنی پیدائشی نقص ہونا) اور دوسرے وہ شخص جو پیدائشی مخنث نہ ہو بلکہ طبیعت کی سرکشی اور ٹیڑھ کی وجہ سے عورت ہو تو مردوں جیسی مشابہت اختیار کرنا چاہے اور مرد ہو تو عورتوں جیسا بننا چاہے، جس کی اسلام مذمت کرتا ہے۔

iii۔ **خُنثٰی غیر مُشکِل**: یعنی اگر کسی خنثی میں عورت یا مرد کی کسی علامت کا غلبہ نمایاں ہو جائے تو اس کی وہی جنس سمجھی جائے گی جیسے اگر کسی خنثی کے داڑھی مونچھوں کے بال آ گئے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقہی شرعی معاملات میں وہ مرد گردانا جائے گا اور اگر حیض آنے لگے یا پستان نمایاں ہو گئے تو اس پر عورت کا حکم لگایا جائے گا۔

iv۔ خُنثٰی مُشکِل: اس کی دو شکلیں ہیں:

ایک وہ جن میں عورت مرد کی کوئی علامت نہ ہو صرف بول کا راستہ ہو۔

دوسرے وہ جن میں عورت مرد کے نامکمل جنسی اعضاء ہوں لیکن کسی کا غلبہ نہ ہو۔

خنثیٰ مشکل کی ان دو صورتوں کی کئی اقسام ہیں جن کے فقہی احکام مختلف ہیں۔ان کی تفصیلات کتب فقہ وفتاویٰ میں موجود ہیں جن سے ہم یہاں صَرفِ نظر کرتے ہیں۔تاہم اگر کوئی علامت واضح نہ ہو تو پھر خنثیٰ مشکل کے ذاتی رجحان و میلان پر فیصلہ ہوگا۔

v۔ العنۃ (نامرد) جو عورت سے جماع پر قادر نہ ہو۔یہ کسی عارضے کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے ضروری نہیں کہ وہ مخنث یا خواجہ سرا ہو۔

انگریزی اصطلاحات

ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ہم افادۂ عام کے لیے ان انگریزی اصطلاحات کا مفہوم بھی جان لیں جو زبان زد عام ہیں تا کہ علماء کرام بھی ان کے مفہوم سے واقف ہو جائیں۔

ہم جنس پرستی/LGBTQ (ایل جی بی ٹی کیو)

ہم جنسیت میں مبتلا افراد (Homosexuals / ہوموسیکچوئل) کے چند گروپ بنائے گئے ہیں:

L Lesbian (لیزبین)

عورت، جو عورت کی طرف جنسی میلان رکھے۔

G Gay (گے)

مرد، جس کا مرد کی طرف جنسی میلان ہو۔

B Bisexual (بائی سیکچوئل)

وہ فرد (خواہ مرد ہو یا عورت) جس کا مرد اور عورت دونوں کی طرف میلان ہو۔کس صنف کی طرف کتنا میلان ہے؟اس کو ناپنے کے لیے ایک پیمانہ وضع کیا گیا ہے جسے اس کے موجد کے نام پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کنسے اس کیل (Kidnsey Scale) کا نام دیا گیا ہے۔

Transgender T (ٹرانس جینڈر)

یہ ایک کثیر المعانی اصطلاح ہے، جس میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو شروع سے ہی نامکمل مردانہ اور زنانہ اعضاء کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں "مخنث یا ہیجڑا/Intersex انٹر سیکس" کہتے ہیں اور ان میں وہ بھی ہیں جنہیں طبی نقطۂ نظر سے تبدیلیٔ جنس کی ضرورت ہو۔ ان میں وہ بھی شامل ہیں جو کسی نفسیاتی یا جسمانی وجہ سے اپنی جنس تبدیل کروالیں۔ ان میں ہم جنس پرست بھی شامل ہیں۔ جنھیں "Transexual" (ٹرانس سیکچوئل) کہتے ہیں۔

Queer/Questioning Q (کوئیر/سوالیہ)

کوئر کا لفظی مطلب ہے "عجیب"، وہ لوگ جو جنسی لحاظ سے کسی بھی قسم کی تقسیم کے قائل نہ ہوں۔ اس لحاظ یہ لوگ واقعی عجیب ترین ہیں جو سمجھتے ہیں کہ، کسی انسان کو مرد، عورت، مخنث ، ہم جنس پرست، وغیرہ میں شمار کرنا بھی ایک قسم کا تعصب ہے۔

LGBTQ+ (ایل جی بی ٹی کیو پلس) ودیگر اقسام

یہ لفظ دیگر تمام صنفی شناختوں ور جنسی رجحانات کی نشاندہی کرنے کے لیے آتا ہے جیسے

۱۔Heterosexual/Straight (ہیٹرو سیکچوئل)

ایسا فرد جو صنف مخالف کے ساتھ جذباتی لگاؤ اور جنسی کشش محسوس کرتا ہو۔

۲۔Asexual (غیر جنسی)

ایسا فرد جو مرد اور عورت دونوں میں کشش محسوس نہیں کرتا۔

۳۔Bi-curios (بائی کیوریس)

ایسا فرد جو جنس مخالف میں ہی کشش محسوس کرتا ہے، لیکن وہ ہم جنسیت کے بارے میں متجسس ہے یا ہم جنسی سے متعلق کوئی تجربہ کرنے پر آمادہ ہے۔

۴۔Two Spirit (ذو جنسی تصور)

ایسا فرد جو اپنی جنسی شناخت سے غیر مطمئن ہو۔ یعنی ایک فرد ہے تو جسمانی اعتبار سے Bioligically)) ایک مکمل مرد یا ایک مکمل عورت لیکن ذہنی طور پر (Psychologically) اپنے آپ کو مرد کی بجائے عورت محسوس کرتا ہو یا عورت کی بجائے مرد۔ اس میں وہ شخص صنفِ مخالف کا لباس پہن کر تسکین اور آسودگی محسوس کرتا ہے، جسے "Cross

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

dressing" کہتے ہیں۔اگر چہ وہ علاج کرا کے اپنی جنسی شناخت تبدیل کرنے کی خواہش نہیں رکھتا۔

۵۔Non-binary(نان بائنری)

وہ افراد جو خصوصی طور پر مرد یا عورت کے طور پر اپنی شناخت نہیں کرتے ہیں۔ذہنی طور پر وہ تذبذب کا شکار ہوتے ہیں کہ ہم مرد ہیں یا عورت؟ حالاں کہ وہ جسمانی اعتبار سے کوئی ایک واضح جنس رکھتے ہیں۔

۶۔Cetero-sexual(سیٹروسیکچوئل)

ایسا شخص جو نان بائنری(non-binary)لوگوں کی طرف جنسی کشش رکھتا ہو۔

۷۔Gender-fluid(جینڈر فلوئیڈ)

وہ افراد جو اپنی جنس کے بارے میں متضاد ذہن رکھتے ہیں۔یعنی کچھ دن انہیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ مرد ہیں، ان دنوں وہ مردانہ حلیہ و کام اختیار کرتے ہیں اور کچھ ایام بعد وہ عورت ہونا گمان کرتے ہیں، تو زنانہ حلیہ وافعال سرانجام دیتے ہیں۔ان کے علاوہ بھی تقریباً 70 سے زائد اقسام ہیں۔

اوپر دی گئی تفصیل میں جن جنسی میلانات کو بیان کیا گیا ہے، انہیں مغرب میں قابل قبول اور قانونی سمجھا جاتا ہے۔لیکن کچھ ایسے جنسی میلانات بھی ہیں جن کے بارے میں وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ غیر فطری ہیں اور ان کی وجہ نفسیاتی مرض ہے۔

۸۔Pedophilia(پیڈوفیلیا)

یعنی کم عمر بچوں کی طرف جنسی میلان۔اس کو ایک ذہنی مرض تسلیم کیا جاتا ہے۔مغربی ممالک میں یہ ایک غیر قانونی عمل اور میلان سمجھتا جاتا ہے اور اس کے قوانین بھی سخت ہیں۔

۹۔Zoophilia/biestiality(زوفیلیا/بیسٹیالیٹی)

اس سے مراد جانوروں کی طرف جنسی میلان ہے۔اگر چہ اس کو عمومی طور پر نفسیاتی مرض (Psychological disorder) قرار دیا جاتا ہے، لیکن بہت سے ممالک میں اس پر قانونی پابندی نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔Necrophilia (نیکروفیلیا)

وہ فرد جس کا جنسی رجحان مردہ لاشوں کی طرف ہو۔ اس میں انتقامی یا رومانوی یا جنسی ضرورت پوری نہ ہونے کے اسباب زیادہ ہیں۔ سوائے چند ممالک کے یہ بھی جرم ہے۔

۱۱۔Pan-sexual (کثیر جنسیت)

وہ فرد جس کا جنسی رجحان ہر طرف ہو، یعنی اسے جنسی کشش مرد، عورت، مخنث، جانور، مردہ، بچے، وغیرہ سب میں محسوس ہو۔ یہ بعض صورتوں میں غیر قانونی ہے۔

۱۲۔Incest (اِنسَیسٹ)

وہ شخص جس کا جنسی رجحان محرمات (ماں، بہن وغیرہ) کی طرف ہو۔

یہ بعض ممالک میں غیر قانونی ہے لیکن اکثر جگہ اس کی اجازت ہے۔ ان تمام گروپوں کے مجموعے کو بہ طور مخفف LGBTQ+ کہا جاتا ہے۔ ان میں شامل تمام افراد کو ایک جماعت (Community) قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے جھنڈے کا رنگ قوس و قزح (دھنک/Rainbow) کے مختلف رنگوں والا ہے، جو کثیر اقسام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

بری تبدیلی کا خدشہ نہیں بری تبدیلی آچکی ہے

ممکن ہے بہت سے لوگ سوچتے ہوں کہ دینی لوگ خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں اور خدشات کا خطرہ ظاہر کر کے لوگوں کو ڈراتے ہیں۔ ان لوگوں کی خدمت میں عرض ہے کہ بری تبدیلی کا محض خدشہ نہیں، بری تبدیلی آچکی ہے۔ یہ قانون منظور ہونے کے بعد 2018ء سے لے کر 2021ء تک 30,000 افراد نے اپنی جنس تبدیل کی ہے اور اگلے اعداد و شمار اس سے بھی زیادہ بھیانک ہیں۔ لہٰذا اگر ہماری دینی قیادت اب بھی سوئی رہی تو امریکہ و یورپ فحاشی، عریانی اور بے حیائی میں پاکستان کو اپنے جیسا بنا کر چھوڑیں گے، العیاذ باللہ من ذلک

اہم نوٹ: ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان ضروری نکات پر اکتفا کرتے ہیں۔ تاہم اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر اتنا مواد جمع ہو چکا ہے کہ ہم اگلے ہفتے عشرے میں اس پر ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، ان شاء اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوریا مقبول جان [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ-تاریخ، تدوین، حقائق

اس رپورٹ نے پاکستان میں بسنے والے ہر اس شخص کو دہلا کر رکھ دیا جس کا تھوڑا سا بھی اسلام، تہذیب و معاشرت اور اخلاقی روایات سے تعلق تھا۔ یہ رپورٹ ''انٹرنیشنل کمیشن برائے قانونی ماہرین'' (International Commission of Jurists) نے 31 مارچ 2021ء کو شائع کی۔ اس رپورٹ سے یہ عقدہ کھل کر سامنے آیا کہ پاکستان میں دو سال قبل مئی 2018ء میں پارلیمنٹ نے ایک ایسا قانون منظور کر لیا ہے جسے کمیشن نے ہم جنس پرستوں کے حقوق کے تحفظ کی جدوجہد میں ایک بہت بڑی کامیابی قرار دیا۔ یہ کمیشن دنیا بھر کے ساٹھ (60) اہم ترین ماہرینِ قانون پر مشتمل ہے، جو یوں تو عمومی طور پر انسانی حقوق کے لیے کام کرتا ہے، لیکن اس کی بنیادی خصوصیات (Key Themes) میں جنسی رجحان (Sexual Orientation) اور صنفی شناخت (Gender Identity) وغیرہ شامل ہیں۔ یہ دونوں "LGBT" کے عالمی ایجنڈے کی اہم شقیں ہیں۔ اسی لیے اسے دنیا بھر میں ''ٹرانس جینڈر کمیونٹی'' کے حقوق کا محافظ اور نگہبان تصور کیا جاتا ہے۔ کمیشن نے پاکستان کے اس ٹرانس جینڈر پرسنز پروٹیکشن آف رائٹس ایکٹ 2018ء کو ایک ایسا سنگِ میل قرار دیا جس کی پاکستان کے اسلامی آئین کی موجودگی میں منظوری بہت بڑا کارنامہ تھی۔ سوئٹزرلینڈ میں قائم ادارے کی اس رپورٹ میں پاکستان کے ٹرانسجینڈر اور ہم جنس پرستوں (LGBT) کو آئندہ کا لائحہ عمل بھی بتایا گیا ہے کہ وہ کیسے اس قانون کو ایک سیڑھی کے طور پر استعمال کر کے آگے بڑھ سکتے ہیں۔

اس رپورٹ کے تناظر میں جب بل کی تدوین و ترتیب کا مطالعہ کیا تو خوفناک حقائق سامنے آئے۔ اس ٹرانس جینڈر ایکٹ تک پہنچنے اور اسے منظور کروانے کے لیے انتہائی ''چالاکی'' اور ''عیاری'' کے ساتھ ایک منظم طریقے سے کام کیا گیا۔ پاکستان میں پرویز مشرف کی ''آمد'' ایسا

---

[1] معروف اسلامی سکالر، کالمسٹ و ٹی وی اینکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرحلہ ہے کہ اس دن سے اس ملک میں اسلامی تصورات اور تہذیبی اخلاقیات کو معاشرے کی جڑ سے اُکھاڑنے کا آغاز ہوا۔ مغربی ممالک کے سفارت خانے براہِ راست پاکستان میں این جی اوز بنوانے اور انہیں بھاری رقوم گرانٹ کی صورت دینے لگے۔ آغا خان ڈونرز ڈائریکٹری کے مطابق پاکستان میں آج بھی تین درجن کے قریب ایسے مغربی سفارت خانے کام کرتے ہیں جو براہِ راست این جی اوز سے درخواستیں وصول کرتے ہیں اور انہیں مسلسل سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔ ان این جی اوز میں سے لاتعداد ایسی تھیں جنہوں نے انسانی حقوق، حقوقِ نسواں اور ''جینڈر تفریق'' کے نام پر تنظیمیں بنانا شروع کیں اور ایسے افراد کو ملازم رکھنا شروع کیا جو یوں تو پیدائشی طور پر مرد تھے لیکن انہوں نے جنسی میلان کے تحت عورت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ یہ اپنے آپ کو خواجہ سراؤں کے ساتھ منسلک کر کے اپنا اصل ہم جنس پرستی کا روپ چھپاتے تھے۔ ان میں سے بے شمار ایسے تھے جو پڑھے لکھے تھے اور اپنے جنسی رجحان (Sexual Orientation) کی وجہ سے ہی انہوں نے یہ روپ دھار رکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے آہستہ آہستہ کھل کر ہم جنس پرستی (LGBT) کے عالمی ایجنڈے پر غیر محسوس طریقے سے اپنے کام کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔

اس کام کے لیے انہیں دو پلیٹ فارم میسر آ گئے، ایک ''انسانی حقوق کمیشن'' اور دوسرا ''عورت مارچ''۔ پہلے انسانی حقوق کمیشن کی سالانہ رپورٹوں میں ان کا تذکرہ شروع ہوا اور پھر ہم جنس پرستوں کے مخصوص سات رنگوں والے جھنڈے عورت مارچ میں لہرائے جانے لگے۔ گذشتہ کئی برسوں سے تو باقاعدہ ٹرانس جینڈر ہی نہیں بلکہ براہِ راست مرد اور عورت کے ہم جنس پرستوں کے حقوق والے پلے کارڈ بھی ''عورت مارچ'' میں دکھائی دیئے جانے لگے۔ خواجہ سراء کمیونٹی کی آڑ لیتے ہوئے 2009ء میں ڈاکٹر اسلم خاکی نے سپریم کورٹ میں ایک پٹیشن دائر کی کہ پاکستان بھر میں خواجہ سراء بہت زیادہ کچلی ہوئی مخلوق ہے اور اسے زندگی کے ہر مرحلے پر اذیت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سپریم کورٹ نے اس درخواست پر فیصلہ دیتے ہوئے نادرا کو ہدایت کی کہ پورے ملک میں خواجہ سراؤں کو مخنث (Unix,Eunuch) کے طور پر رجسٹر کیا جائے۔ کسی قانون کی غیر موجودگی میں نادرا کے پاس پیمانہ صرف ایک ہی تھا کہ خواجہ سراء کسی نہ کسی طرح میڈیکل یعنی طبی بنیاد پر یہ ثابت کریں کہ وہ خواجہ سراء ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پورے پاکستان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے صرف چار ہزار (4000) خواجہ سراؤں نے اپنے آپ کو نادرا کے تحت رجسٹرڈ کروایا اور انہیں "X" کے شناختی کارڈ بھی جاری کیے گئے۔ بنیادی وجہ یہ تھی کہ پورے ملک میں چوراہوں، گلیوں بازاروں وغیرہ میں جو خواجہ سراء گھومتے پھرتے نظر آتے، ناچنے گانے کی محفلوں میں دکھائی دیتے ہیں اوران این جی اوز میں کام کرنے والے جو بظاہر خواجہ سراء بنے ہوئے تھے، ان میں اکثریت ایسے افراد کی ہے جو پیدائشی طور پر ''مکمل مرد'' ہیں، لیکن اپنے طبعی میلان (Inclination) کی وجہ سے عورتوں کا روپ دھارے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس طبعی میلان کو نفسیات میں جنسی کج روی (Sexual Deviation) کہتے ہیں جس کے لیے باقاعدہ نفسیاتی معالجہ (Psychotherapy) ہوتی ہے بلکہ اگر ضرورت پڑے تو ایسے کج رو افراد کی ہارمون تھراپی بھی کی جاتی ہے۔ یہ بالکل ایک ایسا ہی مرض ہے جیسے شیزوفرینیا (Schizophrenia) وغیرہ جیسے دیگر نفسیاتی امراض ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اسے مرض نہیں سمجھتے اور اسے اپنا میلان سمجھ کر زندگی گزارتے ہیں۔ جبکہ ملک میں لاتعداد ایسے بچے بھی ہیں جو ماحول کی خرابی، لوگوں کی جنسی درندگی اور غیر اخلاقی جنسی معمولات کی وجہ سے بچپن ہی سے عورتوں جیسی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں اور پھر وہ ملک میں موجود لاتعداد گروہوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں اور پھر ان گروہوں کے ''گرو'' کی ہدایت پر خفیہ طور پر کسی میڈیکل ڈاکٹر کی ملی بھگت سے اپنے جنسی اعضاء کٹوانے (Castration) والے آپریشن سے گزر کر خواجہ سراء بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نادرا کے سامنے صرف چار ہزار ہی اصل خواجہ سراء رجسٹریشن کے لیے پیش ہوئے۔

اس کے بعد عالمی ایجنڈے کے تحت بنی ہوئی این جی اوز نے شور مچانا شروع کیا کہ ان کی اصل تعداد تو بہت زیادہ ہے اور خواجہ سراء لوگوں کے ڈر کی وجہ سے سامنے نہیں آتے۔ ان این جی اوز میں ٹرانس ایکشن الائنس (Trans action Alliance) اور بلیو وینز (Blue Veins) نے دعویٰ کیا کہ صرف خیبر پختونخواہ میں ہی بیس سے پچاس ہزار تک خواجہ سراء ہیں، جبکہ کراچی کی اسی طرح کی ایک اور این جی او "Gender Interactive Alliance" نے بتایا کہ کراچی میں پندرہ سے بیس ہزار خواجہ سراء ہیں۔ مختلف سائنسی جرنلز میں مضامین لکھوائے گئے اور ہر مضمون میں خواجہ سراؤں کی آبادی کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا رہا۔ اقوام متحدہ کا ایڈز کے خاتمے والا ادارہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی مدد کو بیچ میں کود پڑا اور اس نے دعویٰ کر دیا کہ پاکستان میں 52,400 خواجہ سراء ہیں، جبکہ 2017ء کی مردم شماری میں صرف 10,418 افراد ایسے تھے جنہوں نے خود کو خواجہ سراء ظاہر کیا۔

(۲)

سیکولر، لبرل اور روشن خیال نظریات کی آبیاری یوں تو کمیونزم کے زوال سے شروع ہوئی تھی لیکن اس کو ملکی سطح پر فروغ پرویز مشرف دور کی حکومتی آشیر باد سے ملا۔ اس حکومتی سرپرستی کی وجہ سے سیاسی قیادت میں ملحد، سیکولر، لبرل افراد کھل کر سامنے آنے لگے۔ اسی دور میں پاکستان کی تمام سیاسی پارٹیوں کے اراکین ٹرانس جینڈر کمیونٹی اور "LGBT" کے حقوق کے حوالے سے ہیومن رائٹس کمیشن، عورت مارچ اور دیگر تنظیموں کے ہمدرد کے طور پر مسلسل کام کرتے نظر آنے لگے۔ پاکستان میں مغربی ایجنڈے اور بیرونی فنڈنگ سے کام کرنے والی این جی اوز نے انہی ممبرانِ اسمبلی اور سینیٹرز کو ساتھ ملا کر ٹرانس جینڈر سے متعلق قانون کی تیاری کا کام شروع کیا اور ان دونوں نے آپس میں ایک ورکنگ گروپ بھی بنا لیا۔ اس گروپ کی پہلی میٹنگ 2017ء کے آغاز میں اسلام آباد میں ہوئی۔ اس میٹنگ کی گروپ فوٹو 9 مئی 2018ء کے ''ایکسپریس ٹریبون'' نے شائع کی۔ یہ تصویر وفاقی محتسب کے دفتر کے باہر سیڑھیوں پر لی گئی تھی۔ اس تصویر کو ایک سال بعد 9 مئی 2018ء کو اس لیے شائع کیا گیا کیونکہ یہی وہ دن تھا جب ٹرانس جینڈر ایکٹ منظور ہوا تھا اور اب یہ گٹھ جوڑ کھل کر سامنے آ گیا اور اعلان ہوا کہ یہ ایکٹ تو دراصل انہی ہم جنس پرستی کے حامی افراد کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں یہ بل پاکستان پیپلز پارٹی نے پیش کیا۔ پیش کاروں میں نوید قمر، فرحت اللہ بابر، روبینہ خالد اور ڈاکٹر کریم خواجہ نمایاں تھے۔ تقریباً ایک سال تک اس بل پر خاموشی سے کام ہوتا رہا مگر اخبارات و جرائد اور الیکٹرانک میڈیا تک کو بھی کانوں کان خبر نہیں ہونے دی گئی۔ ایک پُرزور پراپیگنڈہ سے، اسمبلی میں ایک عمومی فضا بنا دی گئی تھی کہ دراصل یہ بل تو صرف پاکستان کی سب سے کچلی ہوئی کمیونٹی ''خواجہ سراؤں'' کی فلاح و بہبود کے لیے لایا جا رہا ہے۔ اس فضا میں ہر کوئی ہمدرد بن گیا اور پھر اس بل کو پہلے سینٹ سے منظور کرایا گیا اور پھر 9 مئی 2018ء کو ایاز صادق نے بحیثیت سپیکر انتہائی عجلت میں اس کو منظور کروایا۔ ووٹنگ سے پہلے ''سپیکر'' محترم کی دو منٹ کی گفتگو سننے کے قابل ہے۔ اس نے کہا کہ پورے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاؤس میں ایک ایسی مثبت فضا ہے، جو اس بل کو منظور کرنا چاہتی ہے اور صرف تین اراکین نے اتنا کہا ہے کہ بل کو کسی کمیٹی میں بھیجا جائے۔ ایسی صورت میں ایوان کا مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے، اس لیے میں بل کو ووٹنگ کے لیے پیش کرتا ہوں۔ اب وہ ''ذلت آمیز'' مرحلہ آن پہنچا جب ''ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء'' متفقہ طور پر پارلیمنٹ سے منظور ہو گیا اور اس کی مخالفت میں ایک بھی ووٹ نہ آیا۔ بل کے منظور ہونے کے چند دنوں بعد ہی شاہد خاقان عباسی کی وزارتِ عظمیٰ ختم ہو گئی اور نگران حکومت آ گئی۔ الیکشنوں کا زور شور، عمران خان کی نوزائیدہ حکومت اور کرونا وغیرہ کے ہنگاموں میں اس بل کے بارے میں زیادہ گفتگو نہ ہو سکی، اس لیے یہ نظروں سے اوجھل رہا۔ لیکن مارچ 2020ء میں ''انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹ'' نے اپنی رپورٹ میں اس ایکٹ کا بھانڈا پھوڑ دیا اور بتا دیا کہ پاکستان اب ان ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا ہے جو ہم جنس پرستوں (LGBT) کو حقوق فراہم کرنے کے راستے پر مثبت انداز میں رواں دواں ہیں۔ یہ ایکٹ اس شاطرانہ انداز سے تحریر کیا گیا ہے کہ ایک عام اور سادہ سے شخص، بلکہ قانون کے عمومی طالب علم کو اس میں موجود قانونی موشگافیوں کی وجہ سے بالکل معلوم ہی نہیں ہو پاتا کہ اس میں ہم جنس پرستوں کے تحفظ کی راہ کیسے ہموار کی گئی ہے۔ سب سے پہلے تو اس ایکٹ کا نام ہی ''ٹرانس جینڈر ایکٹ'' رکھا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جو ایسے تمام افراد کے لیے استعمال ہوتی ہے جو پیدائشی طور پر مکمل مرد یا مکمل عورت ہوں مگر اپنے طبعی میلان اور نفسیاتی رجحانات کی وجہ سے بعد میں ایسا روپ اختیار کر لیں جو ان کی پیدائشی جنس سے مختلف ہو۔ عالمی سطح پر اس لفظ کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

"Transgender is an umbrella term used for people, whose gender identity (self identification as male or female) is different from their assigned sex at the time of birth."

''ٹرانس جینڈر ایک مجموعی اصطلاح ہے جو ان لوگوں کے لیے استعمال کی جاتی ہے، جن کی جنسی شناخت (خود بتائی گئی مرد یا عورت) اس شناخت سے مختلف ہو جو انھیں پیدائشی طور پر دی گئی تھی''۔ یہ تعریف عالمی مرکز "National Center for Transgender Equality" کی wex definition ٹیم نے تحریر کر رکھی ہے۔ یہ ادارہ بنیادی طور پر ہم جنس پرستوں یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(LGBT) کے حقوق کے تحفظ کے لیے عالمی سطح پر سرگرم عمل ہے۔کمال ہوشیاری اور چالاکی سے اسی تعریف کو اٹھا کر من وعن ''ٹرانس جینڈر پروٹیکشن ایکٹ 2018ء'' میں درج کر دیا گیا اور ساتھ ہی ہم جنس پرستوں کے تحفظ کو مزید یقینی بنانے کے لیے دو اصطلاحات ''خواجہ سراء'' اور ''کوئی بھی شخص'' شامل کر کے بائیس کروڑ عوام کے لیے جنسی تبدیلی کا راستہ ہموار کیا گیا۔ یہ تعریف ایکٹ کے سیکشن (2(III-M میں یوں درج ہے۔

"A Transgender man, transgender woman, Khawaja Sira or any person whose gender identity or gender expression differs from the social norms and cultural expectations based on the sex they were assigned at the time of their birth."

''ٹرانس جینڈر مرد، ٹرانس جینڈر عورت، خواجہ سراء یا کوئی بھی شخص جس کی صنفی شناخت یا صنفی اظہار، ان ثقافتی توقعات اور سماجی معیار سے مختلف ہو جن کو پیدائشی جنسی شناخت سے منسوب کیا جاتا ہے''۔ ٹرانس جینڈر کی تعریف کرتے ہوئے قانون میں خواجہ سراء اور "Any Person" کے دو خانے (Categories) شامل کر کے بائیس کروڑ عوام کو یہ حق دے دیا گیا کہ اگر آپ پیدائش کے وقت مکمل مرد تھے مگر اب آپ کا جی چاہتا ہے کہ آپ عورت کی طرح جئیں تو پھر آپ نادرا جا کر خود کو ٹرانس جینڈر مرد یا ٹرانس جینڈر عورت کے طور پر رجسٹرڈ کروالیں۔ اگر قانون بنانے والوں کی نیت صرف خواجہ سراؤں کی فلاح و بہبود ہوتی تو پھر اس ایکٹ کا نام ''خواجہ سراء پروٹیکشن ایکٹ'' ہونا چاہیے تھا، لیکن ان شاطروں کو علم تھا کہ ایسا کرنے سے وہ قانونی طور پر پھنس جائیں گے اور پھر ہم جنس پرستوں کو اس فہرست میں کسی طور پر شامل نہیں کر سکیں گے، اس لیے قانون کا نام ہی ''ٹرانس جینڈر'' رکھ دیا گیا۔ ایسا کرنے سے پاکستان عالمی ''ہم جنس پرست'' کمیونٹی (TRANS) سے بھی منسلک ہو گیا اور قانونی راستہ بھی نکل آیا۔ قانون کے دوسرے باب میں ٹرانس جینڈر کی اسی تعریف کے تحت نادرا اور دیگر تمام اداروں کو قانونی طور پر پابند کیا گیا ہے کہ کوئی بھی مکمل مرد یا مکمل عورت خود کو ٹرانس جینڈر مرد یا عورت کے طور پر رجسٹر کروانا چاہتا ہے تو بغیر کسی میڈیکل چیک اپ صرف اس کی ذاتی گواہی اور شناخت "Self Perceived Gender Identity" کی بنیاد پر ہی اسے اس کی مرضی کا شناختی کارڈ جاری کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ ایسے شخص کو اپنے آپ کو ٹرانس جینڈر مرد یا عورت ثابت کرنے کے لیے کسی دلیل یا ثبوت پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پاکستان کا ہر وہ شخص جو پیدائشی طور پر مکمل مرد ہے، لیکن اب وہ ہم جنس پرستی کے لیے عورت کا روپ دھارے ہوئے ہے، اسے پورا قانونی حق مل چکا ہے کہ وہ ایک ٹرانسجینڈر عورت کے طور پر شناختی کارڈ حاصل کر سکے۔

(۳)

پاکستان کو ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء منظور کرنے پر جس قدر پذیرائی دنیا بھر میں ہم جنس پرستی کا تحفظ کرنے والی عالمی تنظیموں نے کی ہے، یہ ''ذِلّت'' کسی اور مسلمان ملک کے مقدر میں نہیں آئی، بلکہ خطے کے کسی غیر مسلم ملک کو بھی یہ ''غلیظ اعزاز'' حاصل نہ ہو سکا۔ مارچ 2020ء میں شائع ہونے والی انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹ (ICJ) کی رپورٹ کا یہ فقرہ بل منظور کرنے والے سینٹ اور قومی اسمبلی کے تمام اراکین کی ''فردِ عمل'' میں درج ہو چکا ہے، اور اس کا جواب انہیں روزِ حشر دینا ہوگا۔

"It is also commendable that transgender activists and organizations were meaningfully and actively consulted in the drafting process of the law, and their concerns are to a large extent reflected in the final draft that was enacted..... Which makes the Act one of the most far Reaching in the region, if not the world over."

''یہ انتہائی قابل تعریف بات ہے کہ قانون بناتے وقت ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے متحرک اراکین اور ان کی تنظیموں کو ''پر معنی'' انداز میں شامل کیا گیا اور ان کی مشاورت اور خیالات کو اس قانون کا بھر پور حصہ بنایا گیا جسے اسمبلی نے منظور کیا ہے۔ اس طرح یہ قانون اگر دنیا بھر میں نہیں تو خطے میں ایک ایسا قانون بن گیا ہے جس کے دُور رس اثرات ہوں گے''۔ پاکستان کے بارے میں اس خصوصی رپورٹ کے ہر صفحے پر پاکستان کی تعریف کے ڈونگرے برسائے گئے ہیں۔ اسی رپورٹ کی اشاعت نے ہر مسلمان پاکستانی کو چونکا کر رکھ دیا، لیکن پاکستان کی اسمبلی میں بیٹھے ہوئے اراکین کو شاید اس کی خبر تک نہ ہو سکی۔ شاید اس لیے کہ الیکشن ہو چکے تھے، نئی حکومت آ چکی تھی اور سب کے سب اپنی نئی سیاسی لڑائیوں میں اُلجھ چکے تھے۔ سیاسی علمائے کرام کے نزدیک تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب ’’منبع کفر‘‘ عمران خان اور پی ٹی آئی تھی اور نون لیگ اور پیپلز پارٹی تو ویسے بھی اس بل کے بارے میں کبھی بھی جذباتی نہیں رہے اور آج بھی ان دونوں پارٹیوں کی حالت ایسی ہی ہے۔اب ایک ہی راستہ بچتا تھا کہ کوئی اسلام سے وابستگی رکھنے والا سچا مسلمان وفاقی شرعی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ دو نوجوان حماد حسن اور محمد عرفان سامنے آئے اور وفاقی شرعی عدالت جا پہنچے۔ میرے نزدیک ان دونوں کا درجہ اور مقام و مرتبہ ان اراکین پارلیمنٹ کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق کے قافلہ سالار سیدنا امام حسینؓ کے راستے کے مسافروں جیسا ہے۔ تمام سیاست دانوں اور سیاسی علماء کی بدترین خاموشی میں 30 ستمبر 2020ء کو وفاقی شرعی عدالت نے پٹیشن کو سننے کے لیے منظور کیا اور حکومت کو نوٹس جاری کر دیئے۔ اس کے بعد حکومت کی جانب سے ٹال مٹول کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کبھی نوٹس نہ ملنے کا بہانہ لگایا جاتا اور کبھی جواب کے لیے مہلت مانگی جاتی۔ اسی طرح کئی مہینے گزر گئے۔ ایک دن یہ دونوں نوجوان مقدمے کی فائلیں اُٹھا کر اسلام آباد سے میرے پاس لاہور آئے کہ شاید میڈیا پر بات کرنے سے ایوانوں میں ہل چل پیدا ہوگی۔ یہ وقت بہت اذیت ناک تھا۔ یوں لگتا تھا پورے ملک میں کوئی اس پر نہیں بول رہا اور صرف یہ دو نوجوان دیوار سے سر ٹکرا رہے ہیں۔ میں نے 7 مئی 2021ء کو ’’فروغ ہم جنس پرستی ایکٹ‘‘ کے نام سے کالم لکھا اور اپنے پروگرام ’’حرفِ راز‘‘ میں بار بار اس کا ذکر کیا۔ مگر لوگ تو میڈیا پر صرف چونکا دینے والی باتیں ہی سننا چاہتے ہیں، خاص اثر نہ ہوا تو میں نے خود بحیثیت پٹیشنر وفاقی شرعی عدالت میں پیش ہونے کا فیصلہ کیا اور 27 اکتوبر 2021ء کو مجھے پٹیشنر بنا لیا گیا۔ اس دوران معلوم ہوا کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کے بنانے والوں نے پارلیمنٹ کے سامنے یہ جھوٹ بولا تھا کہ اسے اسلامی نظریاتی کونسل کی مشاورت سے بنایا گیا ہے۔ میں نے اسلامی نظریاتی کونسل کو ہدف بناتے ہوئے ایک کالم تحریر کیا تو کونسل کے چیئرمین قبلہ ایاز نے مجھے 8 نومبر 2021ء کو ایک خط لکھا جس میں یہ بتایا کہ یہ ایکٹ تو کونسل میں کبھی زیرِ بحث آیا ہی نہیں، اور اس کے ساتھ انہوں نے ایکٹ کی تمام غیر اسلامی شقوں کی نشاندہی بھی کر دی۔ میں نے جب یہ خط عدالت کے سامنے رکھا تو ایک بھونچال آ گیا، مقدمے میں جیسے تیزی آ گئی ہو۔ اس کے بعد پاکستان میں ہم جنس پرستی کے فروغ کے لیے کام کرنے والی تنظیموں نے اچانک وفاقی شرعی عدالت کا رُخ کر لیا اور وہاں ہر پیشی پر ایک ہنگامہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

برپا ہونے لگا۔ میڈیا میں ان کے حامی اینکروں نے ٹرانس جینڈروں کو خواجہ سراء کے بہروپ میں بلا کر پروگرام شروع کر دیئے۔ ہماری جانب سے پانچ ماہ کی سماعتوں میں اس بل کے خلاف تمام دلائل مکمل ہو چکے ہیں، جن میں میری جانب سے تین سو صفحات پر مشتمل تمام فقہی مسالک کی آراء کے ساتھ تفصیلی دلائل بھی جمع کروائے گئے ہیں۔ گیارہ اپریل 2022ء کو وفاق کو جواب کا نوٹس ملا مگر فوراً چیف جسٹس صاحب ریٹائر ہو گئے اور وفاقی شرعی عدالت کا وجود ہی نہ رہا۔ نئے وزیر اعظم شہباز شریف کو اپنی مصروفیات میں کہاں ہوش تھا کہ وفاقی شرعی عدالت کا چیف جسٹس بھی لگانا ہے۔ یہ کام آج تک نہیں ہو سکا، مگر عدالتی کارروائی کو چلانے کے لیے باقی دو ججوں میں سے ایک کو قائم مقام چیف جسٹس کے اختیارات دے دیئے گئے اور بالآخر 20 ستمبر 2022ء کو سماعت ہوئی۔ یہ سماعت بہت معرکۃ الآراء تھی۔ اس میں تین اہم لوگ پٹیشن کا حصہ بنے ایک سینیٹر مشتاق احمد جو گذشتہ ایک سال سے بل کے خلاف واحد نڈر آواز تھے۔ سینیٹر مشتاق صاحب میرے پروگراموں میں بھی اس بل سے متعلق کئی بار تشریف لائے۔ دوسری اہم شخصیت الماس بوبی کی تھی، جو پاکستان بھر کے ''اصل خواجہ سراؤں'' کی واحد رہنما ہے۔ اس نے وہاں لاتعداد انکشافات کیے۔ جن میں سب سے اہم یہ تھا کہ اب تک تشدد یا ہراسمنٹ (Harasment) کے تحت مارے جانے والوں میں سے کوئی ایک بھی خواجہ سراء نہیں تھا بلکہ وہ سب کے سب ہم جنس پرست ٹرانس جینڈر تھے جو خواجہ سراء کا روپ دھارے ہوئے تھے اور ان کے پوسٹ مارٹم نے معاملہ افشاء کر دیا۔ لیکن میڈیا کی غلاظت یہ ہے کہ وہ انہیں ابھی تک خواجہ سراء بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس بل سے خواجہ سراء کمیونٹی کی بجائے مختلف اداروں میں ہم جنس پرست بہروپیے آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ عدالت میں تیسرے اہم کردار پیپلز پارٹی کے فرحت اللہ بابر بھی پیش ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اس بل کو بنانے میں شریک رہے ہیں اور عدالت کو اس کی تاریخ سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔ اس سماعت کے بعد دو اہم باتیں ہوئیں۔ ایک یہ کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹ جمع کروائی اور بل کو غیر شرعی قرار دے دیا اور دوسری یہ کہ وفاقی شرعی عدالت نے ایسے تمام افراد کی فہرست طلب کر لی جنہیں بحیثیت خواجہ سراء ملازم رکھا گیا اور ساتھ یہ بھی پوچھا کہ یہ بتائیں کہ انہیں خواجہ سراء کی حیثیت دینے کے لیے کون سے ثبوت مانگے گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔یہی وہ اہم ترین قانونی شق ہے جس پر یہ ایکٹ ہم جنس پرستوں کو راستہ دیتا ہے۔اس ایکٹ میں ایک لفظ بار بار لکھا گیا ہے،"Self Perceived Gender Identity" یعنی ''آپ کی اپنی نظروں میں آپ کی جنسی شناخت''،یعنی آپ کی اپنی گواہی ہی آپ کے شناختی کارڈ پر جنس کے تعین کے لیے کافی ہے۔اسی بنیاد پر گذشتہ تین سالوں میں 28,733 افراد نے نادرا میں جنس کی تبدیلی کے لیے درخواستیں جمع کروائیں۔16,530 مردوں نے عورت بننے کے لیے اور 12,154 عورتوں نے مرد بننے کے لیے۔اس وقت پارلیمنٹ کی سطح پر تین ترمیمی بل پیش ہو چکے ہیں۔ایک سینیٹر مشتاق کا بل ہے جنہوں نے اس ایکٹ کی غیر شرعی شقوں کو تبدیل کرنے کے لیے پیش کیا ہے جبکہ اس ٹرانس جینڈر ایکٹ کو مزید مضبوط بنانے کے لیے پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی شاہدہ رحمانی اور قادر مندوخیل نے دو مختلف ترامیم پیش کر رکھی ہیں جس کے تحت اس ٹرانس جینڈر بل کے دائرے کو دیگر ملکی قوانین تک پھیلانا ہے۔دیکھیے پارلیمنٹ میں سینیٹر مشتاق کامیاب ہوتے ہیں یا قادر مندوخیل اور شاہدہ رحمانی۔جبکہ وفاقی شرعی عدالت میں جنگ تو جاری ہے۔(92نیوز،۲۸،۲۹،۳۰ ستمبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ۔خدشات و مضمرات

خواجہ سرا یا مخنث ایک قابل رحم اور قابل توجہ جنس ہے۔ظاہر ہے کہ ان کی تخلیق میں ان کا اپنا کوئی کردار یا اپنی کوئی خامی نہیں۔وہ بھی اللہ کی مخلوق ہیں اور اس لحاظ سے بد قسمت ہیں کہ ان کی پیدائش کے بعد سے ہی ان پر گھر والوں کی محبتوں اور توجہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔بہن بھائیوں میں وہ اچھوت بن جاتے ہیں۔باپ اور دیگر رشتے داران کی وجہ سے شرمندہ سے رہتے ہیں۔ایسے بچے کسی حد تک ماں کا پیار تو سمیٹتے ہیں،لیکن وہ تعلیمی اداروں میں جا سکتے ہیں نہ اپنی خاندانی تقریبات میں شامل ہوتے ہیں۔گھروں میں ان کو علیحدہ رکھا جاتا ہے۔بڑے ہوں تو ان پر صرف ناچ گانے یا بھیک مانگنے کا ہی راستہ کھلا رکھا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ اس صورت حال میں ان کے انسانی حقوق کا تحفظ انتہائی ضروری ہے۔2018ء میں قومی اسمبلی میں پاکستان ٹرانس جینڈر ایکٹ پیش ہوا۔ڈرائیونگ لائسنس بنانے اور ہراسانی سے تحفظ کی سہولت ملی اور ان سے بھیک منگوانے والے پر پچاس ہزار روپے جرمانہ کی سزا بھی متعین کی گئی۔

ٹرانس جینڈر ایک مغربی اصطلاح ہے اور یہ ایک پوری تہذیب کی نمائندگی کرتی ہے۔اس تہذیب کا نام ہے LGBT یعنی لزبین گئے، بائی سیکچیول اور ٹرانس جینڈر۔یہ ایک کمیونٹی ہے، ایک منفی کلچر ہے، بدتہذیبی ہے اور مکمل جنسی آوارگی اور بے راہ روی ہے اس کلچر کو خواجہ سراؤں سے کوئی ہمدردی نہیں۔وہ انہیں بھی ایک سیکس گروپ کے طور پر لیتے ہیں۔چنانچہ 2018ء کے ایکٹ میں جنس کے تعین یا جنس کی تبدیلی کا اختیار خود فرد کو دے دیا گیا ہے اس میں خواجہ سرا کی قید بھی نہیں۔یعنی کوئی بھی مرد نادرا کو درخواست دے کر اپنی جنس عورت کرا سکتا ہے اور کوئی سی عورت مرد بن کر اپنا نادرا کارڈ بنوا سکتی ہے۔

اور یہ محض خدشات نہیں ہیں بلکہ سینیٹر مشتاق احمد خان کے ایک سوال کے جواب میں سینیٹ کو بتایا گیا کہ 2018ء کے بعد سے تین سال میں نادرا کو جنس تبدیلی کی قریباً 29 ہزار درخواستیں موصول ہوئیں۔ان میں سے 530,16 مردوں نے اپنی جنس عورت میں تبدیل کرائی جب کہ

---

[1] نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

154,15 عورتوں نے اپنی جنس مرد میں تبدیل کرائی۔ خواجہ سراؤں کی کل 30 درخواستیں موصول ہوئیں جن میں 21 نے مرد کے طور پر اور 9 نے عورت کے طور پر اندراج کی درخواست کی۔

سینیٹر مشتاق احمد خان کی ترمیم اس تبدیلی کو میڈیکل ٹیسٹ کے ساتھ مشروط کرتی ہے۔ یعنی مرد سرجن، لیڈی سرجن اور ماہر نفسیات پر مشتمل بورڈ یہ فیصلہ کرے کہ یہ مخنث ہے اور اس کا اندراج کس طرف ہونا چاہیے۔ خنثیٰ مرد، خنثیٰ عورت اور خنثیٰ مشکل فقہی اصطلاحات ہیں اور اس کے باقاعدہ شرعی اصول وضوابط ہیں۔ خود یو کے میں 2004ء میں جنسی تعین کے ایکٹ میں طبی معائنے اور طبی سرٹیفکیٹ کو لازمی کیا گیا ہے جب کہ پاکستان جینڈر ایکٹ 2018ء کے لحاظ سے کسی میڈیکل بورڈ کی رائے کے بغیر اپنی صوابدید پر مرد سے عورت یا عورت سے مرد بننے اور تبدیلی جنس کا آپریشن کرانے کی کھلی چھٹی ہے۔ اس کے نقصانات واضح ہیں۔

ہم جنس پرستی اور ایک ہی جنس کے افراد کی باہمی شادی کا قانونی راستہ کھول دیا گیا ہے۔ اب قانون کوئی گرفت نہیں کر سکتا۔ کوئی مرد عورت کا قومی شناختی کارڈ بنوا کر عورتوں کی سیٹ پر ملازمت حاصل کر سکتا ہے۔ خواتین کے تعلیمی اداروں میں ٹیچر لگ سکتا ہے۔ لیڈیز واش روم استعمال کر سکتا ہے۔ خواتین کی مجلسوں میں جا سکتا ہے۔ کوئی عورت مرد بن کر وراثت میں اپنا حصہ بھائیوں یا بیٹوں کے برابر لے سکتی ہے۔

بدقسمتی سے سینیٹر مشتاق احمد خان طبی معائنے کی اس مبنی بر انصاف اور بہترین تجویز اور ترمیم کی یہ جنگ اکیلے ہی لڑ رہے ہیں۔ مسلم لیگ ن ہو یا پی پی یا پی ٹی آئی یا بعض دوسری جماعتیں وہ طبی معائنے کی حمایت کے بجائے بے شمار خطرات وخدشات کے حامل موجودہ ایکٹ کو مضمرات سمیت نافذ کرنے کے حامی ہیں۔ اب یہ پارلیمنٹ کی دیگر دینی جماعتوں کے ممبران، دینی تنظیموں، سماجی و تعلیمی اداروں کے سربراہوں، وارثان منبر ومحراب کی ذمہ داری ہے کہ وہ ترمیمی بل کو منظور کرنے اور طبی معائنے کو لازمی کرنے کے لیے حکومت، ممبران پارلیمنٹ اور سیاسی جماعتوں پر زور دیں کہ اس تہذیبی شب خون کا راستہ روکیں۔ حکومت اور پارلیمنٹ پہلے مرحلہ میں اسے اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کرے کہ وہ بہر حال ایک آئینی ادارہ ہے۔

جماعت اسلامی نے اپنے منشور میں خواجہ سراؤں کے لیے انڈسٹریل زون بنانے کی تجویز رکھی ہے جہاں خواجہ سرا کام کریں اور ان کی اسی زون میں کالونی، تعلیمی ادارے اور علاج گاہیں وغیرہ ہوں تا کہ انہیں معاشرے کا مفید اور کارآمد شہری بنایا جا سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر صائمہ اسماء [1]

کیا تیسری جنس ایک حقیقت ہے؟

قرآن کریم میں اللہ فرماتے ہیں، ہم نے تمہاری جنس میں باہم جوڑے بنا دیے تاکہ تمہاری نسل زمین میں پھیلے (الشوریٰ)، اور اس جوڑے بنانے کو کئی جگہ اپنی نشانی کے طور پر ذکر کیا کیونکہ اس کے ذریعے خدا نے انسان اور دیگر مخلوقات کی زمین میں بقا کا بندوبست کیا ہے۔ پھر انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے تو اسے اس تعلق کے لیے نکاح کا پابند کیا ہے تاکہ نئے آنے والے انسان کو محفوظ اور محبت بھرے ماحول کی ضمانت ملے۔ قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ خدا نے دو اصناف نر اور مادہ بنائیں (واللیل) یہ بھی بتایا کہ لڑکے اور لڑکی میں فرق ہے (ال عمران)۔ سوال یہ ہے کہ پھر تیسری جنس کہاں سے آئی؟ اس کو سمجھنے کے لیے طبی، معاشرتی، اور نفسیاتی تینوں پہلوؤں کو الگ کرنا ضروری ہے۔ یہ انسان جنہیں تیسری جنس، خنثیٰ، خواجہ سرا، ہیجڑا یا ایسے ہی دیگر ناموں سے پکارا جاتا ہے، انسانی تاریخ میں ہر معاشرت اور ہر خطے میں موجود رہے ہیں، بیشک ان کی تعداد آٹے میں نمک سے بھی کم رہی ہو۔ ان کی جسمانی ساخت میں جنس واضح نہیں ہوتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں یہ نماز پڑھتے، جہاد اور دیگر امورِ خیر میں شریک ہوتے تھے، جب معاشرت کے احکام آ چکے، محرم نامحرم کی تہذیب انسانیت کو مل گئی، تب یہ اندرون خانہ آتے جاتے تھے یہاں تک کہ اِدھر کی باتیں اُدھر کرنے پر انہیں عورتوں میں بے روک ٹوک آنے سے منع فرما دیا گیا۔

اس کے سوا شریعت ان کے انسانی حقوق، معاشرے میں کردار کے لیے کوئی فرق روا نہیں رکھتی۔ یہ کسی بھی انسان کی طرح مکمل، باصلاحیت، ذمہ دار اور خدا کو جواب دہ ہیں۔ یہ اسی طرح ہیں جیسے پیدائشی طور پہ ماں کے پیٹ میں جنین کے بعض اعضا نارمل طریقے سے نشوونما نہیں پاتے اور پیدا ہونے والے بچے کو یا تو اس نقص کے ساتھ جینا پڑتا ہے یا پھر علاج ممکن ہو تو کروا لیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ یہ نقص جنسی بناوٹ یا تولیدی نظام سے متعلق ہوتا ہے اس لیے ایسے انسان کو خواہ مخواہ تیسری جنس سے موسوم کر دیا جاتا ہے۔ پرانے زمانوں میں بہت سے پیدائشی نقائص کا علاج نہیں ہوتا تھا جو اب میڈیکل سائنس کی ترقی سے سرجری اور علاج سے ٹھیک ہو جاتے ہیں یا نقص کی

[1] پی ایچ ڈی جرنلزم و نگران ماہنامہ 'بتول' لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شدت کم ہو جاتی ہے اور نارمل زندگی کسی حد تک ممکن ہوتی ہے۔ جنسی یا تولیدی نظام کا مسئلہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔ میں ڈاکٹر انصر جاوید کا ذکر کرنا چاہوں گی جو اپنے رفاہی ادارے میں ایسے بچوں کا علاج کرتے ہیں اور بیشمار دعائیں لیتے ہیں۔ ایک مقامی چینل پر ان کی گفتگو سنی جس نے بہت سی گتھیوں کو سلجھایا۔ جو بات سمجھ میں آئی وہ یہ ہے کہ یہ انٹر سیکس یا ہیجڑا پن چار قسم کا ہوتا ہے۔ پہلے وہ جو بطور جنین اپنی شناخت رکھتے تھے خواہ لڑکی یا لڑکا، مگر پیدائش کے وقت تک اپنی جنس کے مطابق ان کے اعضا ٹھیک سے نہ بن سکے۔ یہ افزائش نسل کے قابل نہیں ہوتے اور ان کا معاملہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے دیگر بانجھ مرد و خواتین کا ہے، ان کے لیے اپنی جسمانی ساخت کے مطابق اپنی شناخت اختیار کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ یہ اس طبقے کا محض دو فیصد ہیں۔ دوسرے وہ جو دہرے نظام کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ ایک خاص عمر کو پہنچ کر ٹیسٹ کے ذریعے پتہ لگایا جاتا ہے کہ ان کا کارآمد نظام کون سا ہے؟ اسے رکھ کر دوسرے کمزور نظام کو سرجری اور علاج کے ذریعے جسم سے ختم کر دیا جاتا ہے اور وہ ایک متعین جنس کے ساتھ نارمل زندگی گزارتے ہیں۔ تیسری قسم میں اسّی سے نوے فیصد لڑکیاں ہوتی ہیں جو مکمل تولیدی نظام کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں مگر نسوانی حصے کی بناوٹ نامکمل رہ جاتی ہے۔ سرجری کے ذریعے ان کا نقص بھی دور کر کے ان کو شادی اور ماں بننے کے قابل بنا دیا جاتا ہے۔ چوتھی قسم وہ ہے جس میں پیدائش پر ظاہری اعضا واضح نہ ہونے کی وجہ سے ماں اپنا اندازہ لگاتی ہے اور ایک جنس کی شناخت دے کر بچے کو پالتی ہے۔ بلوغت کے قریب پہنچنے پر جسم میں ہارمونز بنتے ہیں اور اصل جنس واضح ہونے لگتی ہے جو ماں کی دی ہوئی شناخت سے مختلف ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں ٹیسٹ کے ذریعے ایکس وائے کروموسومز کا تناسب جانا جاتا ہے۔ دو یا تین سرجریاں ہوتی ہیں، کچھ عرصہ ٹریٹ منٹ ہوتی ہے اور بالآخر اس بچے کی اصل جنس واضح ہو جاتی ہے، وہ بھی اس کے بعد نارمل زندگی گزارنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر انصر نے بتایا کہ اب تک ان کے رفاہی ادارے کے تحت ۱۷۱ ایسے افراد سرجری کے بعد واضح جنس کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ ہم اکثر لڑکا لڑکی بن گئی یا لڑکی لڑکا بن گیا قسم کی خبر سنتے ہیں، جبکہ ایسے تمام کیسز میں جنس تبدیل نہیں ہوتی، درست ہوتی ہے یا متعین ہوتی ہے۔ جتنا اس معاملے میں آگاہی پھیلے گی اور علاج کے ادارے موجود ہوں گے جو اس مہنگے علاج کو زکوٰۃ فنڈ سے ممکن بنا رہے ہیں، ایسے افراد صحت مند اور نارمل زندگی گزاریں گے اور معاشرے میں ان کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تناسب مزید کم ہوتا جائے گا۔ اس تفصیل کو جان لینے کے بعد، کہ ہیجڑا ہونا بہت سے پیدائشی نقائص کی طرح ایک نقص ہے اور زیادہ تر صورتوں میں قابل علاج ہے، اور جن کا علاج نہیں ہوتا (جن کی تعداد بہت ہی کم ہے) وہ بھی اپنی ایک صنف متعین کر کے معاشرے کا کارآمد حصہ بن سکتے ہیں۔ تیسری جنس کی اصطلاح بے کار معلوم ہوتی ہے اور فطری سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس وقت جو ساری دنیا کو ایل جی بی ٹی نام کا 'وختا' ڈال دیا گیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ بیرونی دنیا سے کسی بھی معاملے میں اپنا ڈیٹا بھرتے ہوئے جنس کے خانے میں مرد عورت کے ساتھ کوئی اور (other) یا غیر متعین (unspecified) کا آپشن کیوں آتا ہے؟ اور ہمارے ہاں کچھ لوگ اس معاملے میں بڑھ چڑھ کر کیوں بول رہے ہیں؟ اس کے لیے ہمیں ایک اور اصطلاح کے بخیے ادھیڑنے ہوں گے اور وہ ہے ٹرانس جینڈر یا مخنث۔

(۲)

یہ ٹرانس جینڈر یا خواجہ سرا وہی حضرت مخنث ہیں جو بقول اکبر "نہ بیبیوں میں ہیں نہ شیخیوں میں" فرق یہ کہ ہوتے مرد ہیں مگر عورتوں کی سی چال ڈھال اپناتے ہیں۔ یا عورت ہیں مگر مردانہ پن اختیار کیے ہوئے۔ نتیجہ یہ کہ جنسی تعلق کے لیے اپنی ہی صنف کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ کوئی جسمانی کمی نہیں بلکہ یہ امریکی نفسیات دانوں کے نزدیک جینڈر ڈس فوریا یعنی صنفی شناخت کی خرابی پر مبنی رویہ ہے۔ ایک ایسی نفسیاتی بیماری جس میں متاثرہ شخص خود کو اپنی پیدائشی جنس کے الٹ جنس میں محسوس کرتا ہے اور اپنی ہی صنف کے افراد میں جنسی کشش محسوس کرتا ہے۔ عموماً تین سے چار سال کی عمر کے بعد دماغ میں کوئی ایسی رطوبت خارج ہوتی ہے جو بچے میں یہ الجھن پیدا کر دیتی ہے کہ اس کی صنف وہ نہیں جس کے ساتھ وہ ہوا ہے بلکہ دوسری ہے۔ ایسے بچے کو کئی طرح سے چیلنج کا سامنا ہوتا ہے۔ وہ اپنے اندر اپنے ہی جسم کے خلاف ایک جنگ لڑ رہا ہے، اپنے گھر، خاندان، تعلیمی ادارے میں اس کو قبولیت نہیں مل رہی، نہ معاشرے میں۔ وہ ایسی شدید کشمکش کا شکار ہے جو اسے خودکشی تک لے جا سکتی ہے۔ وہ ہمدردی اور علاج کا مستحق ہے۔

ڈاکٹر انصر جاوید بتاتے ہیں کہ بارہ سال تک کی عمر میں ایسے مریضوں کا علاج بہت آسانی سے ہو جاتا ہے، اس کے بعد یہ مسئلہ سنگین ہو سکتا ہے۔ ٹرانس جینڈر میں سر فہرست یہی جینڈر ڈس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فوریا کے مریض ہیں جن میں ایک قسم وہ ہیں جو اس بیماری سے لڑتے ہیں، ٹھیک ہونا چاہتے ہیں، مسلسل اپنے اس غیر فطری نفسیاتی رجحان کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں اور نارمل زندگی جینا چاہتے ہیں۔مختلف تھیراپیز موجود ہیں جو ان کی مدد کرتی ہیں اور یہ مرض ٹھیک بھی ہو جاتا ہے۔امریکی ماہرین نفسیات نے اس کی تشخیص اور علاج پر تفصیلی رہنمائی مہیا کر رکھی ہے۔اسلام سمیت سب ابراہیمی مذاہب نے جو ہم جنس پرستی کو غیر فطری قرار دے کر شدت سے ممنوع کر رکھا ہے، تو یہ ممانعت بھی ایسے مریضوں کو صحت یاب ہونے میں مدد کرتی ہے۔اسلام نے تو اپنی پیدائشی صنف کو 'ٹرانس' کرنے کا تصور ہی یہ کہہ کر منع کر دیا ہے کہ وہ مرد جو عورتوں جیسی چال ڈھال اور وہ عورتیں جو مردوں جیسی وضع قطع اختیار کریں اللہ کے ہاں ملعون ہیں (بخاری)۔دوسرے وہ ہیں جو اتنی ہمت کرنے کے قائل نہیں یا خود پر کنٹرول نہیں کر سکتے اور اس کشمکش کے آگے ہتھیار ڈال کر خود کو علی الاعلان ظاہر کر دیتے ہیں اور صنفی شناخت کی خرابی کو ہی اپنا طرزِ زندگی بنا لیتے ہیں بلکہ اس کو قابلِ فخر ظاہر کرتے ہیں۔بعض کیسز میں یہ اپنی پیدائشی صنف سے اس قدر بیزار ہوتے ہیں کہ سرجری کے ذریعے اسے ختم کرنے اور دوسری صنف بننے پر تل جاتے ہیں نتیجہ یہ کہ بے جنس رہ جاتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جن کے بہانے زمانہ قدیم میں بھی اور آج بھی نئے نئے ناموں سے انسانیت گمراہی کے راستے پر چل پڑی ہے۔اس پر ہم آگے بات کریں گے۔

ان کے علاوہ ہمارے ہاں خود ساختہ ٹرانس جینڈر بھی ہیں جو خواجہ سرا ہیں ہی نہیں، نہ جسمانی نہ نفسیاتی، چنگے بھلے مرد ہیں مگر روزگار کی خاطر زنانہ روپ دھار کر گداگری یا ناچ گانے کا پیشہ اختیار کرتے ہیں۔ان کی وجہ سے خواجہ سرا کمیونٹی کا حجم خواہ مخواہ بڑا نظر آنے لگتا ہے۔پھر اس قسم میں وہ نارمل لوگ بھی آتے ہیں جنہیں ان کے ماں باپ اپنی کم علمی یا خواہش کی بنا پر بچپن ہی سے دوسری صنف کی طرح پرورش کرتے ہیں۔بیٹے کو بیٹیوں کی طرح پالنا اور بیٹی کو بیٹوں کی طرح۔ نوجوانی کی دہلیز پر آ کر ایسا بچہ اپنی جسمانی شناخت کے مطابق زندگی کے تقاضے نبھانے سے انکاری ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی conditioning دوسری صنف کے مطابق ہو جاتی ہے۔یوں والدین اپنے اچھے بھلے نارمل بچے کو نفسیاتی مریض بنا ڈالتے ہیں۔ہمارے ہاں ہیجڑا پن کو سنگین معاشرتی مسئلہ بھی بنا دیا گیا ہے۔حل یہ ہے کہ ایک تو صنف کے پیدائشی نقائص کے ساتھ پیدا ہونے والے بچوں کو ان کے گھروں میں دیگر پیدائشی نقائص والے بچوں کی طرح قبولیت دی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے،انہیں اس مظلوم کمیونٹی کے نیٹ ورک کا حصہ نہ بننے دیا جائے جہاں وہ سیکس ورکر کے طور پہ کام کرنے پر مجبور ہوں اور ایک اذیت بھری زندگی گزاریں۔ان کا علاج کرنے والے ادارے اور تنظیمیں قائم کی جائیں،جوان کی بہبود کے بارے میں معاشرتی آگاہی پھیلائیں۔وہ تعلیم اور روزگار حاصل کریں اور ایک نارمل زندگی جیئیں۔پاکستان میں اس کمیونٹی پر کی گئی تحقیق بتاتی ہے کہ ان کے گرو چیلا کے نظام میں اپنے تابع رکھنے کے لیے ہیجڑوں پر بہت ظلم کیا جاتا ہے۔اگر ان کے علاج اور بحالی کے ادارے فعال ہوں تو انہیں اس مافیا قسم کے نیٹ ورک کا حصہ نہ بننا پڑے۔اسلام آباد میں ان کے لیے ایک ہیجڑا رانی نے قرآن کی تعلیم اور ہنر سکھانے کے لیے مدرسہ بنایا ہے جو بہت اچھا قدم ہے۔چوکوں،چوراہوں پر مصنوعی یا اصلی ہیجڑوں کی ٹولیوں کو گداگری سے ہٹا کر کام پر لگایا جائے تاکہ اس طبقے کا مبالغہ آمیز تاثر قائم نہ ہو۔مناسب قانون سازی بہت اہم ہے تاکہ ان کے جنسی استحصال اور ان پر ظلم وتشدد کا راستہ بند ہو۔2011ء میں سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ نادرا میں ہیجڑوں کی شناخت ''تیسری جنس'' کے طور پر کی جائے نیز ووٹ کا حق، شناختی کارڈ ،حکومتی اداروں میں ملازمت کے مواقع دیے جائیں۔ اس کے بعد 2018ء میں اس طبقے کے لیے جو قانون بنایا گیا وہ تحفظ حقوق ٹرانس جینڈر افراد ایکٹ کہلاتا ہے۔اس میں اچھے نکات ہیں مگر اس قانون پر آگاہی کی بہت ضرورت ہے کیونکہ اس کا ایک اہم بین الاقوامی تناظر ہے۔

(۳)

پاکستان کا آئین کہتا ہے کہ قرآن وسنت سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں ہوسکتی جبکہ یہ ایکٹ صریحاً آئین سے متصادم ہے، بلکہ اصولی اور تکنیکی طور پر ٹرانس جینڈر کا نام ہی آئین سے متصادم ہے۔نون لیگ کی حکومت میں پیپلز پارٹی کے سید نوید قمر نے یہ بل پیش کیا اور سارے ہاؤس نے منظور کیا۔اس ایکٹ میں ٹرانس جینڈر کی تعریف میں تین اقسام درج ہیں:۱)انٹرسیکس یا ہیجڑا (جسمانی طور پر)،۲)یونک (حادثاتی یا رضا کارانہ نامرد)اور ۳)ٹرانس جینڈر یا خواجہ سرا کوئی بھی ایسا شخص جس کی صنفی شناخت یا صنفی اظہار معاشرتی اقدار اور کلچر کی توقعات کے برعکس ہو،اس بنا پر کہ اس کی پیدائشی صنف کوئی اور ہے۔اب ذرا دوسری اور تیسری قسم پر غور کریں!ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ قانون محض ہم جنس پرستی کے حامیوں کی خاطر بنایا گیا ہے ورنہ آئین پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلے ہی ہر شہری کو بلاتفریق تمام بنیادی انسانی اور شہری حقوق کی ضمانت دیتا ہے، اور 2011ء کی رولنگ خاص ہیجڑا کمیونٹی کے لیے حقوق کی مزید ضمانت دیتی ہے۔ تعزیرات پاکستان میں ہم جنس پرستی جرم ہے۔ سینیٹر مشتاق خان نے ترمیمی بل پیش کیا کہ جنس کی تبدیلی کے لیے طبی اور نفسیاتی ماہرین کے بورڈ سے سند لینا ضروری ہو، اور جینڈر ڈِس فوریا کے مریض جنس تبدیل نہ کرا سکیں، اس پر شیریں مزاری صاحبہ نے مخالفت کی۔ چار سال ہو گئے، عوام کو تو ابھی تک علم نہیں کہ ایک ایسا قانون پاس ہوا ہے جس پر نہ صرف خود پاکستان کے نام نہاد 'لبرل' طبقے حیران ہوئے کیونکہ یہ ان کی توقعات سے بھی بڑھ کر 'پروگریسو' تھا بلکہ بین الاقوامی میڈیا نے بھی اس کو ایک ''قدامت پسند'' معاشرے کے لیے حیران کن اور تاریخی قرار دیا۔ ایمنسٹی نے یہ کہہ کر بغلیں بجائیں کہ پاکستان ایشیا کا پہلا اور دنیا کے چند ممالک میں سے ہے جس نے خود ساختہ صنفی پہچان کو قانونی طور پر تسلیم کر لیا ہے۔

یہ ہے وہ رویہ جو ابھی مغربی ممالک کے باشندوں کو بھی ہضم نہیں ہو رہا اور کئی ادارے اور تنظیمیں اپنے طور پہ بے چینی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس کا بیج پاکستان سمیت دیگر اسلامی ممالک میں لگانے کی سر توڑ کوششیں جاری ہیں۔ انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس نے پاکستان میں اس ایکٹ کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ بین الاقوامی قانون کی پابندی کے لیے بنا۔ دراصل ایسی کوئی مجبوری نہیں تھی، یہ محض ایل جی بی ٹی پلس ہم جنس پرستی کی عالمی تحریک کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کے لیے بنایا گیا۔ اہلِ مغرب میڈیکل سائنس کی تمام تر ترقی کے باوجود جینڈر ڈِس فوریا کے مریضوں کے بہانے اس انتہا کو پہنچے۔ پہلے پیدائشی ابنارمل قسم کو نفسیاتی قسم کے ساتھ ملا کر ایک کلب بنا دیا اور پھر ان کے جنسی حقوق کی تحریک چلا دی۔ الہامی مذاہب کے اثرات کی بنا پر جدید دنیا میں بیسویں صدی کے آغاز تک ہم جنس پرستی کو ایک معاشرتی برائی سمجھا جاتا تھا اور یہ ایک قابلِ سزا عمل تھا۔ 1895ء میں مشہور ڈرامہ نگار آسکر وائلڈ کے مقدمے نے یورپ اور امریکہ میں بے حد شہرت پائی تھی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ پہلے اس کے لیے معاشرے میں قبولیت پیدا کی گئی، پھر ایک طویل جدوجہد کے بعد اس کو جرم قرار دینے والے قوانین سے چھٹکارا حاصل کیا گیا۔ امریکہ میں یہ سلسلہ 2003ء تک مکمل ہوا۔ اس کے باوجود ایسے لوگوں کو اسی کی دہائی کے آغاز تک جسمانی یا نفسیاتی مریض کے زمرے میں رکھا جاتا تھا بلکہ امریکی نفسیات دانوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نزدیک یہ آج بھی صنفی شناخت کی خرابی پر مبنی رویہ ہے۔ پھر اسی کی دہائی میں برطانیہ اور امریکہ میں ان پر ٹی وی soaps چلانے کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد شور مچنے کے باوجود اس سلسلے نے رکنے کا نام نہیں لیا یہاں تک کہ میڈیا کی برکات سے یہ مغرب میں نہ صرف لائف سٹائل بن گیا، بلکہ اس طرزِ زندگی کی حمایت کرنا آپ کے موڈرن اور روشن خیال ہونے کی علامت ٹھہرا۔ اب جب اپنی ہی جنس سے تعلق کو قانونی بنا دیا گیا تو پھر جینڈر ڈس فوریا ہی کے مریض کیوں، سب کو اس سے موقع دستیاب ہونے لگا۔ چنانچہ اس قبیح عمل کی خاطر ٹرانس جینڈر سے بڑھ کر مزید نام گھڑے گئے جو پچھلے دس برسوں میں دیکھتے ہی دیکھتے دو چار سے کوئی دس بارہ ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے، اس دروازے کو کھلا رکھنے کے لیے ان اقسام کو گنوانے کے بعد other یعنی کوئی اور کا بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے تاکہ یہ بھی تشنہ نہ رہ جائیں۔

پھر فطری طور پہ اگلا قدم خاندان کی نئی تعریف تھا۔ سروے میں آدھے امریکیوں نے یک صنفی ''شادی'' کو قانونی حیثیت دینے کی حمایت کی جبکہ مخالفت کرنے والوں کی اکثریت اسے مذہبی اور اخلاقی بنیادوں پر غلط اور خاندانی نظام کی جڑیں کاٹنے کے مترادف سمجھتی تھی۔ بہرحال امریکہ یورپ، اور آسٹریلیا کے تقریباً تمام ملکوں میں ایک صنفی شادی کو قانونی حیثیت دے دی گئی البتہ جاپان کے وزیر اعظم ابھی تک ڈٹے ہوئے ہیں، جس پر انہیں قدامت پرستی کا طعنہ ملتا ہے۔ قوانین بن گئے، کلچر ڈھال دیا گیا، ہر جگہ صنف کی ورائٹی کا اندراج کر دیا گیا، جینڈر دو نہیں بلکہ پورا سپیکٹرم ہو گیا یعنی قوسِ قزح، اور علامت بھی قوسِ قزح مقرر ہو گئی۔ دو پھیلے ہوئے پر آزادی بلکہ آزادروی کی علامت کے طور پہ ساتھ شامل ہو گئے۔ Heteronormativity اور ہوموفوبک جیسے الفاظ کا طعنہ بنا کر دنیا بھر کو ان مٹھی بھر افراد کی خاطر مجرم ڈکلیئر کر دیا گیا۔ ہم جنس پرستی کو ایک نارمل بلکہ پسندیدہ عمل سمجھنے کے اس رجحان نے جدید مغربی معاشرے کو تمام تر جدت پسندی کے باوجود قدیم عذاب یافتہ قوموں سے جوڑ دیا ہے۔ انسانی حقوق کے نام پر بننے والا معاشرہ انسانی ہوس کے ہاتھوں کس قعرِ مذلت میں گر سکتا ہے یہ اس کی بہترین مثال ہے اور اس آیت کی جیتی جاگتی تفسیر کہ ''ہم نے ان کے برے اعمال ان کے لیے خوشنما بنا دیے''۔ انسانی عقل کتنی بھی ترقی کر لے، الہامی ہدایت کی کمی پوری نہیں کر سکتی کیونکہ: ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں دعا کریں اور دوا بھی کہ ہم جو الہامی ہدایت سے سرفراز ہیں عذابِ الٰہی کی گرفت میں نہ آئیں، آمین۔ (92 نیوز، لاہور)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر شمس البصر [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ کے مختلف قوانین پر منفی اثرات

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ ٹرانس جینڈر یعنی تبدیلی جنس کے قانون کا خواجہ سراؤں اور خنثاؤں یا مخنثوں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ خواجہ سرا یا خنثیٰ یا مخنث یا خنثیٰ مشکل جنس کی تبدیلی کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ ان کے جسمانی پہلو جنس کے تعین کے محتاج ہوتے ہیں جو کہ نفسیاتی یا جسمانی علاج ہی سے متعین اور آشکارا ہو سکتے ہیں جبکہ اس کے برعکس پاکستان کے ۲۰۱۸ء میں بنے ہوئے اس زیر بحث قانون میں ٹرانس جینڈرز کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خود ادراکی Self-percived بنیادوں پر اپنے مردانہ پن اور زنانہ پن کا تعین کریں گے۔اس کے مقابلہ میں خواجہ سراؤں یا خنثاؤں (Hermaphrodites) کو نہ تو اس خود ادراکی یعنی Self-percived بنیادوں کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اس قسم کے تعین جنس پر قادر ہو سکتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ خواجہ سراؤں یا Self-percived بنیاوں پر ہوتا تو وہ خود اس کا تعین کر چکے ہوتے۔اس متذکرہ قانون کے بننے کے بعد بھی خواجہ سراؤں کے جنس کے تعین میں قانون کے اس متعلقہ شق کا ذرا برابر بھی فائدہ نہیں ہوگا۔اگر دیکھا جائے تو یہ قانون خواجہ سراؤں کے بجائے ہم جنس پرستوں کی نمائندگی کرتا ہے۔اس میں لفظ ٹرانس جینڈر یعنی تبدیلیٔ جنس اور جنس کا ادراکی (Self-percived) تعین دونوں کسی بھی اسلامی معاشرے کے لیے انتہائی خطرناک ہو سکتے ہیں۔

خواجہ سراؤں یا خنثاؤں (Hermaphrodites) کے جنس کے اِدھر اُدھر ہونے یا مردانہ یا زنانہ گروہ میں شمار ہونے سے نہ تو اسلام کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ہی اسلامی معاشرے کو۔اس کے برعکس ٹرانس جینڈرز کے حقوق کے زیر بحث قانون پاکستانی معاشرے پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ یہ قانون ۱۹۶۱ء کے فیملی لاز اور اس کے سیکشن 4 سے زیادہ نقصان دہ ہے تو غلط نہیں ہوگا۔اس قانون کے نفاذ سے اسلامی قوانین کے مختلف پہلوؤں کو ناقابل

---

[1] سابق ڈین علوم اسلامیہ، اسلامی یونیورسٹی بہاولپور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلافی نقصان پہنچنے کا خطرہ لاحق ہے ذیل میں ان میں سے چند کا مختصراً ذکر کیا جا رہا ہے۔ٹرنس جینڈر ایکٹ کے نفاذ سے اسلامی قانون وراثت کے ذوی الفروض Sharers عصبات Residuaries اور ذوی الارحام Distant kindred کے تحت مقرر شدہ حقوق پر بڑے بھیانک اثرات مرتب ہوں گے۔اسلامی قانون وراثت کی رو سے بہنیں اگر ذوی الفروض ہوں تو جنس کے ادراک کی Self-percived اعلان سے وہ عصبات میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔مثلاً دو بہنیں اگر کسی کی وارث ہوں تو وہ ذوی الفروض کی حیثیت سے دو تہائی حصہ کی حقدار ہوتی ہیں اور بقیہ ایک تہائی ان کو رڈ Retum کے ذریعے ملتا ہے یعنی دونوں نصف نصف کی حقدار ہوں گی۔لیکن موجودہ قانون کی رو سے اگر ان میں سے ایک اپنے آپ کو خود ادراکی یا شناختی کارڈ کی بنیاد پر لڑکا قرار دے تو دونوں بہنوں کی حیثیت تبدیل ہو جائے گی۔

راتوں رات لڑکا بننے والی عصبہ بن کر دو تہائی حصہ وصول کرے گی اور دوسری بہن ذی فرض سے عصبہ بن کر ایک تہائی وصول کرے گی۔اس قانون کے نتیجے میں ایک کا نصف سے بڑھ کر دو تہائی اور دوسری بہن کا حصہ نصف سے کم ہو کر ایک تہائی ہو جائے گا۔متوفیہ یا متوفی کی اگر ایک بیٹی اور ایک بھتیجی ہو تو اسلامی قانون کی رو سے بیٹی کو نصف ذی فرض (Sharer) کی حیثیت سے اور بقیہ نصف ردّ یعنی Retum کے ذریعے ملے گا جبکہ بھتیجی ذوی الارحام میں سے ہونے کی وجہ سے محروم رہے گی۔ایکٹ ہذا کی رو سے اگر بھتیجی جا کر Self-percived بنیاد پر اپنا مردانہ شناختی کارڈ بنوا کر لے آتی ہے تو بیٹی کو نصف اور اس کا بقیہ نصف خود ادراکی بھتیجی مرد قرار پا کر بحیثیت عصبہ وصول کرے گی حالانکہ بھتیجی کا تعلق ذوی الارحام Distant kindred سے ہوتا ہے۔نکاح میں حرمت مصاہرت یعنی حرمت بر بنائے ازدواج یا سسرالی رشتوں کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ساس اور بہو میں اور سسر اور بہو میں دائمی تحریم کا رشتہ بچوں کی رخصتی کے بغیر محض نکاح سے قائم ہو جاتا ہے یعنی بہو اور داماد دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے سسر اور ساس کے لیے حرام ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی بہو جنس کی تبدیلی کرائے تو وہ مرد ہو کر بہو تو نہیں قرار پا سکتی تو ایسے میں اس کا نکاح اپنی سابقہ ساس کے ساتھ ہو سکے گا۔غیر مرد ہونے کے ناطے قانون ان کے نکاح میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔اسی طرح اگر داماد جنس کی تبدیلی کرا کر خاتون بن جائے تو اس کے سابق سسر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ اس کے نکاح میں قانون رکاٹ نہیں بنے گا کیونکہ وہ دونوں بھی ایک دوسرے کے لیے تحریم کے رشتوں سے ہٹ کر مرد اور عورت ہوں گے۔ غیر مسلم معاشروں میں چونکہ حرمت مصاہرہ جیسے قوانین نہیں ہوتے اس وجہ سے ان کے ہاں اس قسم کی بے ڈھنگی تبدیلیوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بچوں کا باپ جو کہ گارڈین بھی ہوتا ہے اگر وہ خود ادرا کی (Self-percived) طور پر جنس تبدیل کرتا ہے تو وہ نہ تو گارڈین رہے گا اور نہ ہی بچوں کے نفقہ کا ذمہ دار ہو گا۔ نصب اقرار نسب اور جائز النسبی کے قوانین پر بھی تبدیلی جنس کے اثرات مرتب ہوں گے۔ اسلامی قانون کی رو سے کسی بچے کے نسب کے ثبوت کے لیے ایک ہی خاتون کی گواہی کو مردوں کی گواہی پر فوقیت حاصل ہوتی ہے اگر کوئی عورت سے مرد بن جائے تو اس کی گواہی مشکوک ٹھہرے گی۔

نکاح، طلاق اور خلع کے حوالے سے اگر کوئی منکوحہ عورت خود ادرا کی Self-percived کی بنیاد پر اپنے آپ کو مرد ظاہر کرے تو شوہر سے اس کا نکاح فوری طور فسخ ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں نہ تو طلاق کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی خلع کی اور نہ ہی اس پر حق زن آشوئی کا دعویٰ دائر کیا جاسکے گا۔ ایسے میں پدریت Paternity اور مادریت Maternity کے مسائل بھی پیدا ہوں گے۔ حرمت بربنائے رضاعت Fosterage کا قانون بھی بھیانک اثرات اور تغیرات و تعبیرات کی زد میں آئے گا۔ بچوں کی رضاعت میں ان ہر دو افراد کے دودھ کی شکل کے سفید سیال مادے یا حقیقی دودھ پلانے سے رضاعت کا اطلاق ہو گا یا کہ نہیں؟ یہ الجھاؤ بھی ممکن ہے۔ اگر کوئی عورت دینی تعلیم کی حامل ہو اور وہ خود ادرا کی (Self-percived) بنیاد پر اپنی جنس اور شناختی کارڈ تبدیل کرائے تو کیا مسجد میں اس کو امامت کی اجازت مل سکے گی؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ وہ تو ہارمونز کے ذریعے اپنا ظاہری حلیہ بھی تبدیل کرا سکتی ہے حالانکہ ہارمونز کے ذریعے مکمل مردانہ پن یا زنانہ پن بھی ابھی تک ثابت نہیں۔ پاکستان کے ایوان بالا اور ایوان زیریں میں جنس کو تبدیل کرنے والا مرد خاتون ہونے کے ناطے خواتین کی نمائندگی کر سکے گا؟

طوالت سے بچنے کے لیے یہ چند مثالیں مشتے از نمونہ خروارے سمجھ لی جائیں۔ اس قانون کے اطلاق کے کئی اور بھیانک پہلو بھی ہیں۔ ہمارے ملک کے قانون ساز ادارے یہ باتیں کیوں اور کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں؟ تاریخ سے ثابت ہے کہ خود ادرا کی یا Self-percived تصور نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبھی بھی معقول نتائج نہیں دیئے۔قانون بنانے والوں نے ان چند لوگوں کے لیے میڈیکل بورڈ تشکیل دینا کیوں گوارا نہیں کیا؟ کیا آرمڈ فورسز میں ان کو بغیر چیک اپ کے بھرتی کیا جاسکے گا؟ یا وہ کون سا حکومتی ادارہ ہوگا جہاں ان کی جنس کو چیک کیے بغیر جانے دیا جائے گا؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی جانب سے خود ادراکی بنیاد پر ہی کہا گیا تھا کہ کیا ہم جو ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہماری تخلیق جدید ہوگی؟ دنیا میں پیغمبران کرام اپنے ساتھ معجزات لائے خود ادراکیوں نے ان کو جھٹلایا۔کیونکہ ان کے ادراک میں وہ کچھ اور تھے۔غلام احمد قادیانی نے بھی خود ادراکی (Self-percived) بنیاد پر اپنے آپ کو پیغمبر قرار دیا تھا بلکہ خود ادراکی (Self-percived) بنیاد پر اس نے اپنے آپ کو حاملہ بھی قرار دیا تھا۔اگر دیکھا جائے تو یہ ذہنی طور پر وہی بیمار لوگ ہیں جو سمجھتے کچھ ہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔کس کو کہیں کہ ان مریضوں کے علاج کی ضرورت ہے؟ کیا قانون ساز ادارے چاہتے ہیں کہ ملک میں قتل غیرت (Honour Killing) کا ایک اور لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے؟ جن نفسیاتی مریضوں کے لیے یہ قانون بنایا گیا ہے معاشرتی تناظر میں ان ہی سے بڑے فساد کا خطرہ ہے۔اگر اصلاح مطلوب ہے تو صرف دو چھوٹی سی ترامیم شامل کی جائیں۔ایک قانون کے نام کی تبدیلی یعنی ٹرانس جینڈر کی جگہ خواجہ سرا یا خنثیٰ یا Hermaphrodites لکھوایا جائے اور خود ادارا کی Self-percived کی جگہ مرکزی سطح پر مستند اور کوالیفائیڈ اور ایماندار میڈیکل ڈاکٹروں پر مشتمل بورڈ تشکیل دیا جائے تاکہ جنس کی حقیقی تبدیلی کو غیر مشکوک اور معاشرے کے لیے قابل قبول بنایا جا سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شجاع الدین

ٹرانس جینڈر ازم پر ایک نظر

بات چیت یا تحریر میں جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں ان کے مطالب کو سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ اہم گفتگو یا تحریر بھی سامع اور قاری کے لیے بے اثر رہتی ہے۔ الفاظ مطالب و مفاہیم کے محتاج ہوتے ہیں ان کے بغیر کسی لفظ کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس تحریر میں موجود چند اہم اصطلاحات اور الفاظ (جن کا زیر بحث مسئلے سے خاص تعلق ہے) کا مطلب ذہن میں ہوگا تو مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

* خنثیٰ (Hermaphrodite) ایسا فرد جس میں پیدائشی طور پر مرد و عورت دونوں کے تناسلی آلات ہوں۔
* مخنث: (Effiminate) مرد جو گفتگو یا چال یا دیگر حرکتوں میں عورتوں کی مشابہت کرے۔
* مترجلہ: (Butch) مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت۔
* خصی: (Eunuch) مرد جس کے خصیے نکال دیے گئے ہوں۔
* خواجہ سرا: (Title for a slave eunuch) خصی غلام کے لیے اعزازی لقب۔
* ہیجڑا: پیدائشی مرد جو عورتوں کا لباس پہننے کے ساتھ گفتگو، چال اور حرکتوں میں عورتوں کی نقل کرے [بعض ان صفات کے ساتھ خصی بھی ہوتے ہیں]۔
* فرج: (Vagina) عورت کی شرم گاہ جہاں سے پیشاب جاری ہوتا ہے۔
* ذکر: (phallus) مرد کا عضو تناسل جہاں سے پیشاب جاری ہوتا ہے۔

ٹرانس جینڈر (Transgender) کا مطلب

Transgenderism کے سارے فلسفے کی بنیاد دو چیزوں پر ہے: (۱) الفاظ کے مفہوم کو بدلنا اور معاشرے میں غلط مفہوم کو رائج کرنا؛ بھلے وہ مفہوم مذہب، سائنس، لغت یا عقل کے خلاف ہو۔ (۲) بعض گمراہ Sociologists (ماہرین عمرانیات) کے گمراہ کن نظریات (Theories)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو دلیل بنانا۔

یہ بات مشہور ہے کہ اصطلاح Transgendar (ٹرانس جینڈر) Virginia prince سابق Amold Lowman نے وضع کی۔ Virginia نے Transvestia دو ماہی رسالہ جو اس کی ملکیت اور زیر ادارت جنوری ۱۹۲۰ء میں Los Angeles سے جاری ہوا تھا، اس کی اشاعت (دسمبر 1969ء) میں تحریراً پہلی دفعہ لفظ Transgenderal استعمال کیا جب کہ F oliven.john نے لفظ Transgenderism اپنی کتاب "Sexual Hygiene and Pathology" (طبع دوم 1965ء) میں استعمال کیا تھا۔ یہ کتاب پہلی دفعہ ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی، تو اس میں یہ لفظ موجود نہیں تھا البتہ طبع دوم (صفحہ ۵۱۴) میں یہ لفظ استعمال ہوا۔ اس سے یہ بات واضح ہے کہ اس اصطلاح کا موجد Oliven.John F ہے۔

"ٹرانس جینڈر" Transgender دراصل علم طب کی اصطلاح تھی۔ شروع میں یہ اصطلاح بعض کے نزدیک جنس باز تفویض (Sex reassingment) سے خاص تھی، وقت گزرنے کے ساتھ اس میں وسعت ہوتی گئی، ایک وقت آیا کہ اس نے معاشرتی شکل اختیار کر لی، اس کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ اس اصطلاح کے فلسفے میں یہ چیز شامل ہوگئی کہ بغیر Surgery (جراحت) Gender (جنس) میں تبدیلی بھی ہوسکتی ہے یعنی کوئی مرد ہے تو وہ بس عورتوں کا حلیہ کرلے یا عورت ہے تو وہ مردوں کا روپ اختیار کرلے۔ Transgenderism کو فروغ دینے والوں نے قول وعمل سے اس اصطلاح میں اضافوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ تقریباً ۱۹۹۰ء سے اس اصطلاح نے Umbrella term (وسیع تر اصطلاح) کی شکل اختیار کی ہوئی ہے۔ اب یہ Medical boundaries (حدود طب) سے نکل کر سیاسی لباس میں دکھائی دے رہی ہے۔

Transgenderism کو فروغ دینے والے مختلف معاشروں میں اس اصطلاح کو ایک خاص شکل میں داخل کرتے ہیں، جب اس اصطلاح کو کسی معاشرے میں جگہ مل جاتی ہے پھر اس اصطلاح کے مفہوم کو حسب ضرورت بڑھاتے رہتے ہیں۔ سیکولر ریاستوں میں مذہب کو سیاست اور سماج میں سے سرکاری سطح پر بے دخل کر دیا جاتا ہے اور عوام کو ذاتی طور پر کسی بھی مذہب پر عمل کرنے یا لامذہب رہنے کا مکمل اختیار ہوتا ہے، ایسی ریاستوں میں Transgenderism کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذراسی جگہ ملنے پر بہت آسانی سے پھیلنے کا موقع ملتا ہے اور آزادی اظہار رائے سے اسے خوب فائدہ پہنچتا ہے۔غیر سیکولر ریاستوں میں اسے اور شکل دے کر داخل کیا جاتا ہے۔سیاسی ایوانوں کے ذریعے اس کو فروغ دینے والے کبھی لحاف میں لپیٹ کر تو کبھی الگ لباس پہنا کر اس کی جگہ معاشرے میں بناتے ہیں۔

جب اس اصطلاح کو طب سے خاص رکھا جاتا ہے تو اس کا دائرہ بھی محدود ہوتا ہے لیکن جیسے ہی اس نے Sociology (عمرانیات) کے اصولوں کے سہارے ظاہر ہونا ہے تو اس کے مفہوم میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور جب یہ سیاسی لبادہ بھی اوڑھ لے تو اس میں مزید اضافے ہو جانے کے بعد اس کی کوئی متفقہ تعریف بھی نہیں رہتی؛ یعنی ایک معاشرے میں اس کا مطلب کچھ ہوگا تو دوسرے معاشرے میں اس کے معنی ہی اور ہوں گے ۔ اسی لیے آئی سی جے (International commission of jurists) کے مطابق: ”بین الاقوامی معیارات میں ٹرانس جینڈر فرد کی کوئی ایک (متفقہ) تعریف نہیں“

(Pakistan Transgender persons (Protection of rights) Act, 2018. page 7)

ہمارے ملک میں اس وقت Transgenderism کو سرکاری ایوانوں سے اس طرح قوم کے سامنے پیش کیا کہ سننے والا کہے کہ یہ ایک مظلوم طبقے کو حقوق دینے کی آواز ہے جو معاشرے میں افراد کے برے سلوک کی وجہ سے سخت اذیت میں مبتلا ہے۔اس تحریر میں اس طبقے کی حقیقت اور Transgenderism کے اصولوں کا جائزہ لیتے ہوئے موضوع سے متعلق مسائل کا حل پیش کیا جائے گا۔

وسیع تر اصطلاحات (Umbrella terms) میں ایک سے زائد چیزیں داخل ومخاطب ہو جاتی ہیں، اس لیے سلسلہ کلام واضح اور متعین ہونا ضروری ہے ورنہ ایسی کسی بھی اصطلاح پر گفتگو یا تحریر کا کبھی کلی تو کبھی جزوی لحاظ سے بے نتیجہ رہنے کا قوی امکان ہوتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے اس کے مفہوم کو سمجھا جائے۔

اس بحث میں ”ٹرانس“ Trans کا مطلب Beyond/ Across یعنی ”پار“ ہے۔ یہ لفظ اپنے استعمال کے لیے ایک حد کا محتاج ہے، جب حد سے چیز باہر نکل جائے تو اس کا اطلاق ہوتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ہم عام طور پر کہتے ہیں فلاں حد پار کر گیا۔ یہاں حد کوئی بھی چیز مثلاً سرحد، دریا، سڑک وغیرہ ہوسکتی ہے۔

”جینڈر“Gender کا اطلاق مرد (مذکر) Male یا عورت (مؤنث) Female یا (خنثیٰ)Hermaphrodite میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے۔

”ٹرانس جینڈر“Transgender کی ضد Cisgender (یک طرفہ جنس) ہے لیکن اس پر بعض حلقوں کی جانب سے کافی تنقیدیں بھی ہوئی ہیں، قطع نظر ان تنقیدی مباحث سے Transgender کی ضد Non transgender (غیر ٹرانس جینڈر) بھی ہے۔

معنوی طور پر Transgender کی تعریف یوں ہے: جس کی جنسی پہچان (Gender indentity) بوقت پیدائش تفویض شدہ جنس (/Sex assigned at birthGender) کے مطابق نہ ہو؛ یعنی ولادت کے وقت جنس (مذکر یا مؤنث) متعین ہو جانے کے بعد عمر کے کسی حصے میں فرد کو احساس ہو کہ اس کی حالیہ جنسی کیفیت پیدائش کے وقت تفویض شدہ جنس کے برعکس ہے اور اس خیال کو وہ ظاہر کرے تو ایسے فرد کو”ٹرانس جینڈر“Transgender کہتے ہیں۔

وسیع تر اصطلاح میں اس کا اطلاق کس کس فرد پر ہوتا ہے اس کو سمجھنے کے لیے مذکورہ بالا تعریف میں ان افراد کا اضافہ ہوتا ہے:(۱) خنثیٰ (۲) خصی (۳)”ٹرانس جینڈر ومن“Transgender woman [پیدائشی مرد جو خود کو عورتوں کی جنس میں داخل کر لے] (۴)”ٹرانس جینڈر مین“Transgender man [پیدائشی عورت جو خود کو مردوں کی جنس میں داخل کر لے] (۵) خواجہ سرا (۶) ہر وہ فرد جس کی جنسی شناخت اور اپنی جنس کے اظہار کا طریقہ (یا ان دونوں میں سے کوئی ایک) ان معاشرتی معمولات اور ثقافتی توقعات کے خلاف ہوں جن کی اصل فرد کی پیدائش کے وقت تفویض شدہ جنس پر ہوتی ہے۔“(ٹرانس جینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ء)۔

اس ایکٹ میں ”خنثیٰ“ کے لیے Intersex ”خصی“ کے لیے Eunuch اور ”خواجہ سرا“ کا انگریزی ترجمہ کرنے کے بجائے Khawaja Sira لکھا ہے۔ یہ ایکٹ دراصل ٹرانس جینڈروں کے لیے ہے لیکن عوام میں مشہور اس بات کو کیا کہ یہ تو ہیجڑوں کو حقوق دینے کے لیے بنایا گیا ہے جو ہمارے معاشرے کا نہایت مظلوم طبقہ ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ یہاں اس گروہ پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک نظر ڈالی جائے۔

ہیجڑا/ مخنث

عام طور پر ہیجڑا پیدائشی مرد ہوتا ہے جو کسی بھی سبب سے خود کو عورت بتاتا ہے اور اپنی آواز، چال، اٹھنا، بیٹھنا، پہننا وغیرہ سب عورتوں کی طرح کرتا ہے۔ اس کا رہن سہن معاشرے کے عام افراد سے مختلف ہوتا ہے۔ عموماً یہ ڈیروں میں رہتے ہیں، وہاں ان کا ایک سرپرست ہوتا ہے جسے گرو کہتے ہیں۔ ہیجڑے اپنے گرو کو معلم، مرشد، بزرگ مانتے ہیں اس لیے ان کے مطابق گرو ہونا ضروری ہے، گرو اپنے چیلوں کے تمام مسائل کی دیکھ بھال کرتا ہے اور چیلوں سے معاوضہ بھی لیتا ہے۔ ایسا ہیجڑا جو کسی کا چیلہ نہ ہو اسے ان کی دنیا میں گمراہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کا ذریعہ معاش جسم فروشی، بھیک مانگنا، شادی بیاہ اور کسی کی ولادت یا کسی اور خوشی کے موقعے پر ناچنے گانے پر منحصر ہے۔ وہ مرد جو اپنی خواہش سے اس گروہ میں داخل ہوتے ہیں دو میں سے ایک صورت میں رہتے ہیں: (۱) خصی ہو جاتے ہیں۔ (۲) خصی نہیں ہوتے۔

"گیاتری ریڈی" Gayatri Reddy کی کتاب With respect to sex سے بالاختصار چند باتیں نقل کی جاتی ہیں۔

ہیجڑے آپس میں اصلی اور نقلی کا فرق رکھتے ہیں۔ ان کے مطابق اصلی ہیجڑے وہ ہوتے ہیں جن کے جنسی اعضا بے جان ہوں اور ان میں ذہنی اور جسمانی طور پر ذرا بھی مردوں سے جنسی تعلقات کی خواہش نہیں ہوتی۔ بعض ہیجڑوں کے مطابق ہر ہیجڑے میں مردوں سے جنسی تعلق قائم رکھنے کی تمنا ہوتی ہے ورنہ اسے ہیجڑا ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ ہیجڑے جو اپنے خصیوں اور ذکر کو جراحت سے نکلوا دیتے ہیں وہ مرتبے میں ان ہیجڑوں سے بڑے ہوتے ہیں جو اس عمل سے نہیں گزرتے بلکہ یہ عمل ان کے مطابق اپنے گروہ سے باہر بھی باعث عزت ہوتا ہے تاکہ بغیر ہچکچاہٹ یہ اپنا ہیجڑا ہونا ثابت کر سکیں۔ کسی بھی مذہب کا فرد ان میں شامل ہو سکتا ہے۔

ان کا بچوں کے اغوا میں ملوث ہونا مشہور ہے، یہ بچوں کو اغوا کر کے ان کے جنسی اعضا کو ختم کر دیتے ہیں پھر اپنے گروہ میں شامل کر کے دھندے پر لگاتے ہیں، ایسے واقعات کتب واخبار بہت بار نشر ہوئے ہیں۔ یہاں مذکورہ بالا کتاب سے ایک واقعہ اختصار سے پیش کیا جاتا ہے۔ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چودہ سال کے مجبور لڑکے کو ہیجڑوں نے اپنے ساتھ ملایا اور اسے قائل کرنے کے بعد اس کی ناک اور کان کی لوؤں کو چھید دیا لیکن جب انہوں نے اس لڑکے کو کہا کہ اس چیر پھاڑ کے مرحلے سے گزرے جو اسے خصی اور مقطوع الذکر کر دے تو اس بچے نے ایسا کروانے سے بالکل انکار کر دیا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اس کاروائی سے وہ ہمیشہ کے لیے اپنی مردانگی کھودے گا، ہیجڑوں نے سوجی کے حلوے میں نشہ آور شے ملا کر بے ہوش کیا اور اس دوران اس کے تناسلی اعضا کاٹ دیے، اس لڑکے کو جب ہوش آیا تو اردگرد ہیجڑوں کا ہجوم، سخت تکلیف میں بھی مبتلا تھا، اس نے جب اپنے ہاتھ کو خاص اعضا کے مقام پر رکھا تو اسے معلوم ہوا وہ ان اعضا سے محروم ہو چکا ہے (صفحہ ۷۹، ۹۴_۹۵، ۱۰۰)

برعظیم پاک و ہند میں برطانوی حکومت کے مطابق یہ گروہ لواطت، بچوں کے اغوا، خصی کرنے اور انسانی خرید و فروخت میں ملوث تھا۔ان پر کئی مقدمات دائر ہوئے جن میں انہیں سزائیں ملیں۔یہاں چند مقدمات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔۱۸۶۰ء میں پانچ افراد کو نو سالہ کنہو نامی بچے کو اغوا اور خصی کرنے کے جرم میں سزا ہوئی۔اسی سال بوہیما نام کا ہیجڑا دو بچوں کو خصی کر کے فتح پور میں الگ الگ خریداروں کو فروخت کرنے کے جرم میں گرفتار ہوا۔شاہجہان پور کی عدالت (سیشن کورٹ) نے صرف ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۵ء میں اکتیس (۳۱) افراد کو اغوا اور انسانی خرید و فروخت میں سزا دی۔تفصیل کے لیے Preservation and Panic,Power : Colonialism and Modernity in North India,Eunuchs کی طرف رجوع کریں۔

''سیرینا نینڈا'' Serana Nanda نے اپنی کتاب Niether Man nor Woman میں بتایا ہیجڑوں کے اپنے علاقے ہوتے ہیں، ان حدود میں اگر باہر سے ایسا ہیجڑا جس کا کوئی گرو نہ ہو یا جسے اس علاقے میں دھندا کرنے کی اس علاقے کے گرو کی طرف سے اجازت نہ ہو آئے اور وہ پکڑا جائے تو اس پر جرمانہ عائد ہوتا ہے یا اسے پیٹا جاتا ہے یا وہ جرمانہ اور مار دونوں کا سامنا کرتا ہے۔

اسی کتاب میں ایک ہیجڑے سے واقعہ نقل ہوا کہ غیر علاقے میں داخل ہونے کی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیجڑوں کا جھگڑا ہوا جس کے نتیجے میں کسی کی ٹانگ ٹوٹی، کسی کا ہاتھ ٹوٹا، کسی کا سر پھٹا اور یہ سب انہوں نے اپنی حدود کی حفاظت کے لیے کیا تاکہ کوئی دوسرا اس جگہ دھندا نہ کر سکے (صفحہ ۴۴)۔

انڈیا ٹائمز کے ایک آرٹیکل کے مطابق دہلی میں ہر سال ۱۰۰۰ (ایک ہزار) افراد اس گروہ میں بھرتی ہوتے ہیں۔ خیراتی لال بھولا کے مطابق اکثر ہیجڑے پیدائشی طور پر نہ تو خنثی ہوتے ہیں اور نہ ہی شروع سے جنس مخالف کے کپڑے پہننے والے ہوتے ہیں۔ نوجوان اور نشے کے عادی لڑکوں کو اغوا کیا جاتا ہے اور ان کو ہم جنس پرستی میں لگایا جاتا ہے۔ ہیجڑا مافیا کی خفیہ منڈی ہوتی ہے جہاں نئے خصی کیے گئے لڑکوں کی قیمت لگتی ہے، اس بھیانک جرم کا نشانہ بننے والے لڑکوں کو ڈرایا جاتا ہے کہ اگر انہوں نے خاموشی توڑی تو ان کو قتل کر دیا جائے گا۔ خیراتی لال بھولا کہتا ہے کہ جن کو زبردستی خصی کیا جاتا ہے ان میں کئی صاحب اولاد بھی ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اکثر ہیجڑے پیدائشی طور پر مرد ہوتے ہیں، ہم جنس پرستی کی ہوس ان کو عورتوں کا روپ اختیار کرنے پر ابھارتی ہے لیکن ظاہر ہے ہم جنس پرستی سے پیٹ تو نہیں بھرتا اس لیے یہ جسم فروشی کے بدلے میں پیسے بھی وصول کرتے ہیں اور دوسرے جرائم کے مرتکب بھی ہوتے ہیں۔ وہ افعال جن کا ذکر ہوا ہر مہذب معاشرے میں جرم ہیں، اس لیے جب ہیجڑے ان جرائم کو اختیار کرتے ہیں تو انہیں تحفظ بھی درکار ہوتا ہے اور اکثر ہیجڑا بننے والوں کو ان کے گھر والے اپنی سوسائٹی سے بے دخل کر چکے ہوتے ہیں یا یہ خود ان کو چھوڑ چکے ہوتے ہیں اس لیے انہیں سر چھپانے کے لیے چھت کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کے دھندے کا نظام بغیر سرپرست نہیں چل سکتا اس لیے گرو کی بھی حاجت ہوتی ہے جو انہیں ہر جرم ادا کرنے کی تربیت دینے کے ساتھ ان کو تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔

اسلام کی نظر میں یہ جنس مخالف کی مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے دور ہوتے ہیں، مخنث ہونے کی وجہ سے حاکم کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ معاشرے کی بہتری کے لیے ان کو جلاوطن کر دے، اگر یہ خصی ہوں تو مزید اسلامی احکام کی مخالفت کرتے ہوئے ہم جنس پرستی میں بھی مبتلا ہوتے ہیں، صحیح قول کے مطابق اسلامی حکومت کے لیے ان کا قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

اس طبقے کو مظلوم سمجھنا سخت غلطی بلکہ مجرموں کا حوصلہ بڑھانا ہے۔ ان مجرموں کو مظلوم سمجھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا تو معاشرے میں بچے اور نوجوان ان کو بے ضرر سمجھیں گے اور اس برائی سے واقف نہیں ہو سکیں گے جب کہ ہمیں چاہیے کہ بچوں کو اچھے انداز اور مناسب الفاظ میں اس برائی سے آگاہ کریں تاکہ وہ ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان کو پہلے سمجھانے اور نہ سدھرنے پر سزا دے کر صحیح راہ پر لانے کے بجائے ان کو سرکاری و غیر سرکاری دفاتر میں بھرتی کرنے پر زور ہے۔ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہ جنسی درندے جن اداروں میں بھرتی ہوں گے وہاں کیسے کیسے فساد اٹھیں گے۔

ایکٹ میں لفظ Eunuch (خصی) اور Khawaja sira (خواجہ سرا) بھی ذکر ہے لہذا ایک نظر ان پر بھی ڈال لیتے ہیں۔

خصی (Eunuch)

مردوں اور بچوں کو خصی کرنے کا سلسلہ ہزاروں سال پرانا ہے۔ غلاموں کو خصی کر کے فروخت کیا جاتا تھا، ان کی تجارت بڑے پیمانے پر ہوتی تھی۔ بعض غلاموں کے صرف خصیے نکال دیے جاتے تھے، بعض کو خصی کرنے کے ساتھ مجبوب (مقطوع الذکر) بھی کر دیا جاتا تھا۔ غلام ہو یا آزاد کسی کو بطور سزا خصی کر دیا گیا ہو یا کوئی فرد کسی حادثے کے سبب خصی ہو گیا ہو سب پر خصی ہی کا اطلاق ہوتا ہے۔ ہزاروں سال سے اب تک ایسے افراد کو جنسی لحاظ سے مردوں ہی میں شامل رکھا گیا ہے اور خصی افراد بھی خود کو مرد ہی بتاتے آئے ہیں۔

خواجہ سرا

یہ اعزازی لقب ان خصی افراد کے لیے تھا جو محل میں بغیر حجاب و رکاوٹ آتے جاتے تھے۔ خواجہ سرا حرم سرا میں بحیثیت سربراہ بھی ہوتے تھے، اس منصب پر ان کو رکھنے کی وجہ ان پر اعتماد تھا۔ خصی ہونے کی وجہ سے ان میں جنسی شہوت نہیں ہوتی تھی اس لیے حرم میں موجود خواتین اس خطرے سے محفوظ سمجھی جاتی تھیں جو ایک اجنبی غیر خصی مرد سے لاحق ہو سکتا تھا۔

مختلف ریاستوں میں ان کو اہم عہدے ملنے کے علاوہ مختلف بادشاہوں کا خاص قرب بھی حاصل تھا، بادشاہ ان پر اعتماد اس لیے بھی کرتے تھے کہ یہ خانہ آبادی کے نظام سے آزاد ہوتے تھے یعنی ان کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہوتا تھا اس لیے یہ بادشاہ کے ساتھ مخلص ہوتے تھے۔ ایسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہوا کہ ان سے متعلق بادشاہوں کا خیال غلط ثابت ہوا، ان کی سازشوں کی وجہ سے ریاستوں کو بہت نقصان پہنچا لیکن عموماً خصی غلام وفادار ہوتے تھے۔

برعظیم پاک وہند کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو کئی خواجہ سرا نظر آتے ہیں جو سیاسی اعتبار سے اہم عہدوں پر فائز رہے؛ مثلاً بادشاہ علاؤالدین خلجی کا مقرب خاص ''ملک کافور'' خواجہ سرا تھا جس نے کئی اہم جنگی محاذوں میں سالاری کے فرائض انجام دیے اور کئے علاقے فتح کیا۔ اس کا انتقال ۱۳۱۶ء میں ہوا۔ اودھ میں خواجہ سرا ''الماس علی خان'' ایسی فوج کا کمانداز تھا جو وہاں کے نواب کو بھی میسر نہیں تھی، الماس علی خان اور ہندو راجہ بھوانی سنگھ اودھ کے آدھے سے زیادہ ذرائع آمدن پر قابض تھے۔ اس کا انتقال ۱۸۰۸ء میں ہوا۔ آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کا وزیر ''محبوب علی خان'' بھی خواجہ سرا تھا، یہ بادشاہ کے خاص معاملات حل کرتا تھا۔ اس کا انتقال ۱۸۵۷ء میں ہوا۔

ہیجڑے اور خواجہ سرا میں فرق ہے؟

تمام خواجہ سرا خصی ہوتے تھے لیکن ان کا لباس مردوں والا اور ان کی بول چال اور پہچان معاشرے میں مردوں کے موافق ہوتی تھی۔ بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ مدینہ میں خصی خادم (جن میں سے اب صرف تین باقی ہیں) مخنث ہیں۔ عرض ہے یہ ہرگز مخنث نہیں، یہ خصی ہوتے ہیں، ان کو سب مرد سمجھتے ہیں، ان کی زبان، آواز، چال ولباس کسی چیز میں خواتین سے مشابہت نہیں بلکہ ان کو دیکھنے والا یہ کہہ ہی نہیں سکتا کہ یہ خصی ہیں، ان کو سب مرد ہی مانتے ہیں اور یہ بھی خود کو مرد ہی بتاتے ہیں۔ یہ سلاطین ترک کے زمانے سے اس خدمت کے لیے چلے آرہے ہیں۔ پہلے یہ تعداد میں زیادہ تھے (اب صرف تین باقی ہیں) ان کا کام حرم میں صفائی، خواتین کے مسائل دیکھنا اور ان کی رہنمائی کرنا تھا۔ خصی ہونے کی وجہ سے ان میں شہوت نہیں ہوتی تھی اس لیے یہ خواتین کو حرم میں مسائل آسانی سے بتادیا کرتے تھے۔ اب ان کا سلسلہ بھی ختم ہونے والا ہے کیوں کہ نئے خصی افراد ان خدمات کے لیے موجود نہیں اور جو تین آدمی باقی ہیں وہ بہت بوڑھے ہو چکے نیز حرمین میں اب خواتین کی رہنمائی کے لیے خواتین ہی کو رکھا گیا ہے۔ ہیجڑوں کا معاملہ ان سے الٹ ہوتا ہے، عموماً مرد ہوتے ہیں لیکن خود کو عورت بتاتے ہیں اور خواتین کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

'خواجہ سرا' اور 'ہیجڑا' مترادف کیسے ہوئے؟

ہیجڑوں کو خواجہ سرا سمجھنے کی غلطی پاک و ہند میں فرنگی حکام کو لگی، اس غلط فہمی میں مزید اضافہ لفظ Eunuch نے کیا۔ فرنگی حکام نے جس وقت معاشرے کا امن ہیجڑوں کی بدکاریوں اور ان کی خلاف قانون و فطرت حرکتوں کی وجہ سے برباد ہوتے دیکھا تو ان کے خلاف قانون سازی کی، فرنگی حکام غلط فہمی کے سبب ہیجڑوں اور خواجہ سراؤں کو ایک سمجھ بیٹھے (یہاں سے ہیجڑوں کو خواجہ سرا سمجھنے کی غلطی نے پیر جمائے اور وقت گزرنے کے ساتھ اب یہ زمانہ ہے کہ خواجہ سرا ہیجڑے کے لیے اعزازی نام بن چکا ہے حالانکہ خواجہ سرا خصی غلاموں کا اعزازی نام تھا جو نہ مخنث تھے اور نہ ہی جنس مخالف کا لباس پہنتے تھے بلکہ یہ خود کو مرد سمجھتے اور معاشرے کے افراد بھی ان کو مرد ہی مانتے تھے) اس غلط فہمی پر اسی زمانے میں کئی حلقوں کی جانب سے ردعمل آیا کہ خواجہ سرا اور ہیجڑا دو الگ چیزیں ہیں ان کو ایک نہ سمجھا جائے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے میں سرسید احمد خان نے بھی فرنگی حکام کو ان دونوں میں جو فرق ہے اس سے آگاہ کیا تھا۔

حقیقت یہ ہے

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ خصیوں (Eunuchs) کو ٹرانس جینڈروں کی فہرست میں چڑھانا اور انہیں یہ حق دینا کہ وہ اپنی جنس بدل لیں سخت غلطی ہے، یہ مرد ہوتے ہیں لہذا ان کو کسی بھی صورت عورت کا درجہ دینا یا عورت کا روپ اختیار کرنے کی اجازت دینا غلط ہے۔ اسی طرح خواجہ سرا کو ہیجڑا سمجھنا بھی غلط فہمی ہے اور خواجہ سرا کو Transgender قرار دینا اس سے بھی زیادہ غلط۔ ہیجڑوں کو ٹرانس جینڈر Transgender بنانا بھی درست نہیں کیوں کہ ان میں سے اکثر پیدائشی طور پر مکمل مرد ہوتے ہیں لیکن عورتوں کا روپ اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ ہیجڑوں کو خناث (خنثیٰ کی جمع) سمجھنا اور ان کو مظلوم سمجھ کر حقوق دینے کی بات بھی درست نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی مجرم کو سزا کی جگہ انعام دیا جائے۔

Sex اور Gender میں تفریق

Transgenderism میں "جینڈر" Gender کا اظہار لباس، بالوں کی بناوٹ، حرکتوں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے میں خاص انداز سے ملنے جلنے وغیرہ پر منحصر ہے جب کہ Sex کا تعین Biological attributes (حیاتیاتی صفات) سے ہوتا ہے؛ یعنی مرد وعورت کے وہ خاص اندرونی و بیرونی اعضا جن سے کسی کا مرد یا عورت ہونا ثابت ہو۔اسی لیے ٹرانس جینڈروں کی جانب سے Gender expression (جنسی اظہار) یا Gender identity (جنسی شناخت) جیسی اصطلاحات (Terminologies) سننے پڑھنے میں آتی ہیں۔ Gender expression سے مراد جنس کے اظہار کا طریقہ جس سے دوسرے کچھ اخذ کریں۔ Gender indentity سے مراد فرد کی اپنی جنس سے متعلق عمیق سوچ جس سے وہ اپنا مذکر، مؤنث یا ان دونوں کا مرکب ہونا یا ان میں سے کچھ نہ ہونا طے کرے؛ بھلے یہ ذاتی خیال اس کی پیدائش کے وقت تفویض شدہ جنس کے مطابق ہو یا نہ ہو۔

اس فلسفے کی بنیاد صرف ایک خیال ''Gender اور Sex ''میں فرق کے تصور پر ہے۔اگر ان میں تفریق ثابت ہو تو مسئلہ کچھ اور دکھائی دے گا لیکن تفریق ہی باطل نکلے تو اس فلسفے اور اس کی بنیاد پر تعمیر شدہ ہر چیز باطل قرار پائے گی۔

کیا سیکس Sex اور جینڈر Gender میں فرق ہے؟

لفظ Sex قدیم ہے اس کے معنی میں کوئی اختلاف نہیں۔قدیم الایام سے بغیر اختلاف Sex اور Gender مذکر و مونث، نر و مادہ کی تعیین کے لیے ایک دوسرے کے قائم مقام مستعمل تھے اور اب تک اکثر افراد کا یہی نظریہ ہے۔

اردو میں Sex کا ترجمہ لفظ جنس اور Gender کیلئے تین لفظ آتے ہیں: (۱) جنس (۲) قسم (۳) صنف۔

انگریزی میں جنس کے لیے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں (1) Sex (2) Gender۔ مقدم الذکر کا تعلق خاص الخاص نر و مادہ، مذکر و مؤنث سے ہے۔مؤخر الذکر کا مطلب خاص سیاق و سباق میں بالکل مقدم الذکر کا ہے اور سلسلہ کلام میں تبدیلی کے ساتھ Gender کے دو اضافی معانی ہیں (۱) قسم (۲) صنف۔

راقم کے سامنے اس وقت Johnson's English Dictionary(Published

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

by Perkins and Marvin...) ہے،اس میں Gender کا مطلب Sex بھی درج ہے (صفحہ ۴۲۰)۔ Oxford Dictionary میں بھی Gender سے متعلق لکھا ہے: Usually: reffered to masculine, feminine and neuter . نیز ایک مطلب یہ بھی لکھا ہے: The member of one or other sex. یعنی عام نسبت مذکر، مونث یا بے جنس کی طرف۔ بلحاظ Sex [سیکس] کسی ایک (جنس) کا فرد۔ یاد رہے مقدم الذکر لغت ۱۸۳۰ء میں شائع ہوا۔

اردو لغت پر کام کرنے میں اہل یورپ کو سبقت حاصل ہے، انہیں اس کی ضرورت تھی، تجارت، حکومت یا قیام جس جگہ ہو تو وہاں کی زبان سیکھنی پڑتی ہے۔لہذا ایک نظر ان افراد پر بھی ڈال لیتے ہیں۔ John Shakespear (جان شیکسپیر) نے A Dictionary, Hindustani And English And...... میں Gender کا معنی ''جنس، قسم، نوع، تذکیر و تانیث'' کیا ہے۔ یہ لغت پہلی دفعہ ۱۸۱۷ء میں شائع ہوا (بعد کی اشاعتوں میں اضافے ہوتے رہے)۔ Dr S.W Fallon (ڈاکٹر فیلن) نے English-Hindustani Dictionary میں لفظ Gender کا مطلب Sex اور مزید وضاحت کے لیے ''تذکیر تانیث۔مذکر مؤنث'' لکھا۔ یہ مشہور زمانہ لغت ۱۸۸۳ء میں شائع ہوا۔

ان حوالوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ باعتبار لغت دونوں لفظ Sex اور Gender خاص سیاق وسباق میں ایک دوسرے کے قائم مقام ہیں۔

بالفرض [سیکس] Sex اور [جینڈر] Gender میں کیے گئے جدید فرق کو تسلیم کر لیں تو سوال ہے کہ اگر Gender محض سماجی ساخت ہے تو اس میں گڑبڑ ہونے پر کسی بھی قسم کے Medical treatment (طبی علاج) کی ضرورت پڑتی ہے؟ مثلاً اگر کسی عورت نے مرد ہونا ہو تو اسے Hormone replacement (استبدال ہارمون)، Mastectomy (پستان براری) Hysterectomy (رحم براری) Vaginectomy (مہبل تراشی) Phalloplasty (آلہ تناسل کی تشکیل) وغیرہ سے گزارنا پڑے گا۔ ان مراحل سے میڈیکل سائنس کی مدد سے گزرا جائے گا یا محض کپڑے بدلنے، بال عورتوں کی طرح بنانے، آواز بھاری

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کرنے سے Treatment (علاج) ہو جائے گا؟

اگر اس من گھڑت فرق کو درست مان لیں تو Gender dysporia (جنسی بے چینی) کا تعلق ٹرانس جینڈروں کے مطابق Biological sex (حیاتیاتی جنس) سے ہے، اگر Gender صرف معاشرے میں پہچان ہے تو اس کے لیے جراحت وغیرہ کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ Sex اور Gender ایک ہی چیز کے دو نام ہیں لہذا ان میں تفریق ایک لحاظ سے ٹرانس جینڈروں کے اصولوں سے بھی بے دلیل ہے۔

اس تناقض کی وجہ یا تو یہ ہے کہ Sex اور Gender میں فرق کو کسی خاص مقصد کے حصول کے لیے گھڑا گیا ہے یا کم از کم بغیر سوچے سمجھے ایک صحیح بات کو ختم کر کے دوسری کو رائج کرنے کی کوشش ہوئی ہے جسے ایک طبقہ آنکھیں بند کر کے قبول و مشہور کرنے میں مگن ہے، اس محنت کے نتیجے میں آج دنیا میں بسنے والے افراد کا ایک حصہ (ان میں یا تو Transgenderism کے داعی ملیں گے یا اس مسئلے سے ناواقف) Sex اور Gender میں فرق کر رہا ہے۔

ایک مدت سے ہمارے پاسپورٹ میں Sex کے آگے Male (مذکر) یا Female (مؤنث) درج ہوتا آرہا ہے لیکن ہم اپنے Identity cards پر نظر ڈالتے ہیں تو اس میں مذکر یا مؤنث کی شناخت و تفریق کے لیے Sex کی جگہ Gender لکھا ہوا ہے دراصل Transgenderism کے وجود اور اس کے من گھڑت و خلاف فطرت انکشاف سے پہلے یہ فرق تھا ہی نہیں۔

گزشتہ بحث کی روشنی میں ہم بلا جھجک کہتے ہیں کہ جس طرح Sex کا تعلق جسم کے ظاہری و اندرونی اعضا سے ہے ٹھیک اسی طرح خاص سیاق و سباق سے Gender کا تعلق بھی ہے لہذا Gender اور Sex میں فرق برتنا بے دلیل ہے۔ اس تفریق کی تائید نہ تو Transgenderism کے ایک خاص دور سے قبل کی تاریخ سے ہوتی ہے نہ از روئے طب اور نہ ہی عقل سلیم اس تفریق کو ماننے کے لیے تیار ہے۔

دماغی خلل یا شرارت جسے ذاتی احساس کا نام دے دیا

کسی بالغ شخص کو اچانک احساس ہو کہ میں فلاں کا نہیں بلکہ فلاں کا بیٹا ہوں تو ایسے شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اپنے دعوے کے ثبوت میں بہت قوی دلائل پیش کرنے کی ضرورت پڑے گی، اگر دعوی جھوٹ پر مبنی ہو تو ایسا شخص معاشرے میں فساد اور جس فرد کی طرف اس نے اولاد ہونے کی نسبت کی اس کے خاندان میں بگاڑ کا بہت بڑا ذریعہ ہوگا۔ اگر مدعی ثبوت پیش نہیں کرتا اور نہ ہی بحث کے ذریعے اپنا مدعا ثابت کرے لیکن تمنا یہ رکھتا ہو کہ جو یہ کہتا ہے اسے معاشرہ فوراً قبول کرلے تو ہر سمجھدار فرد اس حرکت کو پاگل پن سے تعبیر کرے گا۔ ٹرانس جینڈروں کا مسئلہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ عمر کا ایک حصہ مرد یا عورت کی حیثیت سے گزار لیا اب اچانک دعوی رکھا کہ میں اصلاً مخالف جنس سے ہوں بوقتِ پیدائش میری نسبت غلط جنس کی جانب کی گئی۔ ظاہر ہے ایسا دعوی کرنے سے معاشرے میں کئی مسائل میں اضافہ لازمی چیز ہے۔ ایسا دعوی آنکھیں بند کر کے کوئی قبول نہیں کرے گا خاص کر اس وقت جب مدعی کا دعوی دوسرے فرد پر اثر انداز ہو، لہذا مدعی ثبوت لائے گا، کسی بھی زندہ معاشرے میں اس پر یہ لازم بھی ہے اور فریق مخالف کو بھی اختلاف کرنے کا حق حاصل ہے۔

ٹرانس جینڈر رازم (Transgenderism) سے یہ فلسفہ بھی پیش ہوتا ہے کہ Trans man یا Trans woman ہونے کے لیے کسی Medical checkup (طبی معائنہ) کی ضرورت نہیں بلکہ اس مسئلے کو محض فرد کے ذاتی خیال کے مطابق ہونا چاہیے۔ مطلب یہ کہ اگر کسی مرد کو یہ احساس ہو کہ وہ عورت ہے اور پیدائش کے وقت جو اسے مرد بتایا گیا وہ ایک غلطی تھی تو اسے عورت کہلانے کا حق دیا جائے نیز Transgenders اس خیال واحساس کو سب پر مسلط کرنے کی خواہش رکھتے ہوئے معاشرے اور ہر متعلقہ ادارے کو اس کا پابند بھی کرنا چاہتے ہیں کہ یہ سب بھی ایسے شخص کو عورت مانیں۔

اہل عقل کے نزدیک یہ تحریک ومطالبہ بھی محض جہالت کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس کو یوں سمجھیں کہ کوئی عام شخص اچانک اس خیال کا اظہار کرے کہ میں فلاں سرکاری ادارے کا سربراہ ہوں اور مطالبہ کرے کہ اب اس ادارے سے متعلقہ تمام افراد مجھے اس عہدے کے مطابق عزت دیں نیز جو احکام میری طرف سے جاری ہوں وہ لاگو بھی ہوں اور ریاست اور معاشرہ مجھے فلاں سرکاری ادارے کا سربراہ بھی مانیں۔ یقیناً Transgenders اور ان کے سہولت کار اس حرکت کو ذہنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرض تعبیر کریں گے بھلے اس کے لیے اصطلاح Gender dysphoria (جنسی بے چینی) [جسے پہلے Gender indentity disorder (جنسی شناخت میں [عارضہ] بے نظمی) کہتے تھے] کو استعمال کرلیں یا کچھ اور چن لائیں۔ اس مسئلے سے یہ لوگ کیسے نمٹیں گے اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ اسی طرح اچانک کوئی جنسی لحاظ سے صحیح مرد یا عورت محض ذاتی احساس کو بنیاد بنائے اور مخالف جنس اختیار کرنے کا دعوی کرے تو ایسے فرد سے بھی اسی طرح نمٹا جانا چاہیے جس طرح مذکور بالا شخص سے پیش آنے کا حق ہے لیکن یہاں ٹرانس جینڈروں کا رویہ" آپ دھاپ اپنا منہ اپنا ہاتھ" والا ہے۔

سماجی ساخت (Social Construct)

ٹرانس جینڈروں (Transgenders) نے اپنے باطل فلسفے کو ثابت کرنے کے لیے Social construct (سماجی ساخت) [جس کا مفہوم یہ ہے کہ معاشرے میں رائج کوئی تصور جس کا حقیقی وجود نہ ہو (یعنی خیالی ہو) دراصل انسانوں کے تعامل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ لوگ اس تصور کو تسلیم کرتے ہیں اس لیے اسے مانا جاتا ہے۔ اگر لوگ اس تصور کو تسلیم کرنا چھوڑ دیں تو اس تصور نے بے حیثیت ہو جانا ہے] کو بکثرت استعمال کر رہے ہیں۔ یہ نظریہ بعض گمراہ ماہرین عمرانیات (Sociologists) کے خیالات میں سے ہے۔ ٹرانس جینڈرازم (Transgenderism) کو فروغ دینے والوں نے اسے اپنے مقصد کو عام کرنے کے لیے اہم جانا پھر اس کے ذریعے منزل مقصود تک پہنچنے کا سفر شروع کیا لیکن اس فلسفے میں موجود تناقضات سے دانستہ طور پر لا پرواہی برتتے رہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اس بات کا علم تھا کہ دنیا میں مسائل وحقائق سے بے وقوف رہ کر الٹے فلسفوں کو قبول کرنے والے افراد بھی اچھی تعداد میں موجود ہیں لہذا انہیں بھی اپنے حصے کے بے وقوف مل ہی جائیں گے اور ایسے ہوا بھی۔

سوشل کنسٹرکٹ کی بنیاد پر ان کا ماننا یہ ہے کہ Gender معاشرے کی عطا ہے۔ لیکن انہوں نے یہ بات نہیں سمجھی کہ اگر Gender سماج کی عنایت ہے تو کسی Transgender کو ذاتی طور پر یہ حق حاصل نہیں کہ وہ پیدائش کے وقت تفویض شدہ جنس سے انحراف کرے اور مخالف جنس سے خود کو متعارف کرائے۔ یہ عجیب تضاد ہے کہ ایک طرف کسی کا مرد یا عورت ہونا ان کے مطابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کی عطا ہے لیکن دوسری طرف Transgender کو معاشرے سے ہٹ کر ذاتی احساس کی بنیاد پر اپنی جنس تبدیل کرنے کا حق ہے؛ حالاں کہ ان کے فلسفے کے مطابق تو اس مسئلے کو معاشرے ہی نے طے کرنا ہوتا ہے لیکن یہاں ان کو معاشرے حتی کہ اس فلسفے کی بھی کوئی پروا نہیں اور محض ذاتی احساس کو دلیل بنا کر جنس بدلنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔

کوئی Transgender بوقت پیدائش Male (مذکر) متعین ہوا اور عمر کے کسی حصے میں اسے خیال آیا کہ میں تو Female (مؤنث) کہلانے کے لائق ہوں (یا اس کے برعکس) تو اس فرد کو Gender میں تبدیلی کے لیے کسی بھی Medical Doctor (طبی معالج) سے رجوع کیوں کرنا پڑتا ہے؟ اس کو تو فوراً لباس وغیرہ تبدیل کر کے اپنے احساس کے مطابق معاشرے میں روپ اختیار کرنا چاہیے لیکن یہ لوگ علاج کے لیے ایک طرف ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور دوسری طرف متضاد روش اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ Gender کا تعلق تو ہے ہی سماجی ساخت سے۔

کبھی کوئی فرد حجامت کروانے یا سنورنے کے لیے کسی ڈاکٹر سے ملاقات کا وقت (Appointment) نہیں لیتا نہ ہی کوئی ڈاکٹر ان امور کے لیے دنیا میں کہیں دستیاب ہے لیکن Gender کو محض معاشرے کی دین سمجھنے والے اپنی جنس میں تبدیلی کے لیے Medical treatment (طبی علاج) کے متلاشی ہو کر اس خاص شعبے کے ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہیں جب کہ دوسری طرف یہی لوگ جن چیزوں کے مرکب کو Gender کہتے ہیں اس کا تعلق ان ہی کے فلسفے (جو تناقضات سے بھرپور ہے) کے مطابق Medical science (علم طب) سے نہیں ہے۔

کسی مرد یا عورت کو (جسے معاشرہ ایک جنس میں رکھ کر پہچانتا ہو) محسوس ہو کہ میں مخالف جنس سے ہوں اور وہ بغیر طبی علاج اپنی پیدائشی جنس سے انحراف کر کے خود کو مخالف جنس میں سے ظاہر کس حیثیت سے کر سکتا/سکتی ہے؟ اس کا احساس تو باطنی چیز ہے جس کا سوسائٹی اور Sex سے کوئی تعلق ہی نہیں تو ایسے فاسد احساس کی بنیاد پر بغیر طبی علاج مرد سے عورت یا عورت سے مرد کہلانا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ جس شخص کی عقل سلامت ہو وہ اس حرکت کو کیا سمجھے گا؟۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام مشاہدہ ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں مختلف سوسائٹیاں بستی ہیں، ساری دنیا میں ایک سی سوسائٹی رائج نہیں تو کیسے Gender کو سوسائٹی کی تشریح کہا جا سکتا ہے؟ لہذا سوال ہے کہ جب Trans man یا Trans woman ہونے کی باری آتی ہے تو یہ لوگ اپنے فلسفے کے برعکس معاشرے کی مخالفت (ان کے مطابق تو معاشرہ ان کو کسی جنس میں رکھتا ہے) کرتے ہوئے ایک جنس ترک کر کے دوسری اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کی اس حرکت کے وقت کسی کا بوقت پیدائش لڑکا یا لڑکی ہونا کس دلیل سے معاشرے کی تعبیر نہیں رہتا؟

بغیر طبی علاج صرف منہ سے چند جملے نکال دینے سے (یعنی مرد سے عورت ہونے یا عورت سے مرد ہونے کا اعلان کر دیا جائے) یا شناختی کارڈ میں ترمیم کے لیے صرف ایک کاغذ میں خانہ پوری سے اس مرض سے کسی مریض کو کیسے نجات حاصل ہو سکتی ہے؟

جنسی شناخت (Gender Identity) کا مسئلہ معاشرے سے تعلق رکھے گا یا میڈیکل سائنس سے، ایک ہی وقت میں اسے دو مخالف سمتوں میں گھسیٹنا حماقت و تناقض ہے۔ اس قدر آسان بات آخر ٹرانس جینڈروں کی عقل میں کیوں نہیں آ رہی؟

جنس کی بنیاد پر نر و مادہ ہونا محض معاشرے کی عطا اس لیے نہیں کیوں کہ یہ چیزیں عملاً بھی دنیا میں کام کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ عام مشاہدہ ہے کہ بچوں کی پرورش و تربیت مادہ کے حوالے ہے۔ تحریک حقوق نسواں (Feminism) سے پہلے مرد خوراک کا انتظام کرتا تھا، عورت گھر کی بہتری میں مشغول اور بچوں کی نگہداشت وغیرہ میں وقت لگاتی تھی۔ جب سے دنیا بنی انسان اسی فطری تقسیم کے مطابق زندگی گزارتے رہے۔

مرد قدرتی طور پر عورت کے مقابلے میں محنت کش اور جسمانی طور پر مضبوط ہوتا ہے، اس میں یہ چیز بھی فطری ہے کہ وہ زوج و اولاد پر خرچ کرے اور انہیں تحفظ فراہم کرے۔ عورت کی فطرت میں ہے کہ وہ مرد کی غیر موجودگی میں گھر اور عزت کی حفاظت کرے۔ بچہ جننے کے بعد ماں کے پستان سے دودھ کا اترنا، نومولود کو بھی اس کا علم ہونا کہ اسے کس مقام سے غذا ملے گی۔ بچے کو کس معاشرے نے یہ سمجھ دی کہ وہ پستان سے غذا حاصل کرے تا کہ اس کی ضرورت پوری ہو؟ ظاہر ہے عورت کا حمل سے ہونا، پستان میں دودھ اترنا، بچے کا اس سے پیٹ بھرنا، مرد و عورت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درمیان باہمی رفاقت جس سے گھریلو زندگی چلتی رہے وغیرہ وغیرہ سب چیزیں بغیر شکل وجسم عقل میں آنے کے ساتھ عملی طور پر بھی موجود ہیں۔ بعض چیزیں تو اس قدر مستحکم ہیں کہ وہ انسانوں اور جانوروں میں بھی یکساں ہیں، مثلاً انسانوں کے دائرے سے باہر نکل کر دیکھیں تو بچوں کی پرورش پرندوں اور جانوروں میں بھی مادہ ہی کے حوالے ہے۔

کسی تہذیب کا مختلف علاقوں اور معاشروں پر اپنا اثر چھوڑنا اور ایک ہی سوسائٹی میں تہذیبوں کا ٹکراؤ تاریخی ہونے کے علاوہ مشاہداتی حقیقت بھی ہے؛ کوئی سمجھدار اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ Gender معاشرے کی دین نہیں کیوں کہ ہر سوسائٹی میں مرد وعورت کو Biologically (حیاتیاتی اعتبار سے) نر و مادہ مانا جاتا ہے اور یہ سلسلہ ہزاروں لاکھوں سال سے ہے حتی کہ جب کسی Society کا وجود بھی نہیں تھا اس سے پہلے بھی نر و مادہ کی تفریق کو مرد/لڑکا و عورت/لڑکی کے مخصوص جنسی آلات ہی کے ذریعے جنس مذکر (Gender:Male) یا جنس مؤنث (Gender:Female) سمجھا، بتایا اور مانا جاتا تھا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

سوسائٹیوں کا بننا، بگڑنا یا اجڑ جانا کسی صاحب بصیرت سے پوشیدہ نہیں بلکہ بڑے اور زرخیز ذہن تو ان امور کے اسباب کی نشان دہی کرتے ہیں اور جہاں وہ سوسائٹی سے کچھ لیتے ہیں تو دوسری طرف وہ اسے بہت کچھ دیتے بھی ہیں بلکہ کئی باریوں بھی ہوا کہ فرد واحد نے ساری سوسائٹی کو ہی بدل دیا لیکن بعض گمراہ لوگ ہر چیز کو معاشرے کی عنایت سمجھ کر معاشرے کو ایک Force کی شکل دے بیٹھے جو سراسر غیر منطقی رویہ ہے۔

بغیر طبی علاج Transgender کا اطلاق

یہ مسئلہ ثابت ہو چکا کہ خاص سیاق میں Sex اور Gender میں کوئی فرق نہیں تو اب Transgender اور Transsexual مترادف ہوئے اور یہ بات تو معلوم ہے کہ Transsexual کا اطلاق طبی عمل سے گزارے بغیر کسی فرد پر نہیں ہوسکتا۔ اب اگر کوئی پیدائشی نامکمل فرد Sexual disorder (جنسی عارضہ) سے نجات کے لیے طبی علاج سے گزر کر عورت کے دائرے میں داخل ہو جائے تو آئندہ اسے صرف عورت ہی کہنا چاہیے؛ اسے کوئی تیسرا نام دینا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درست نہیں اور اگر وہ مکمل طور سے عورت نہ بن سکے تو اسے پھر تیسری جنس میں داخل مان کر (خنثیٰ) Hermaphrodite کہا جائے گا[بشرط اس میں خنثیٰ کی خصوصیات موجود ہوں) ورنہ وہ پہلی حالت میں ہی رہے یعنی کسی طبی عمل سے گزرے بغیر پیدائشی جنس کے مطابق زندگی گزارے لیکن Medical process (طبی عمل) سے گزرے بغیر عورت بن جانا یا عورت کا مرد بن جانا کسی صورت درست نہیں۔ اگر کوئی فرد ایسا کرے تو اسے ذہنی علاج کے لیے کسی ہسپتال میں جمع کیا جانا چاہیے اور اگر اس کا دماغ ٹھیک ہو اور معلوم ہو جائے کہ یہ شرارتی ہے تو ملک کے قانون کے مطابق اس کو سزا دی جائے اگر کوئی قانون نہ ہو تو بنایا جائے۔ رہا ہیجڑوں کا معاملہ تو یہ مرد ہوتے ہیں لیکن پیسے کی خاطر یا جنسی لذت کے لیے یہ عورتوں کا روپ اختیار کر لیتے ہیں، ان کا کردار ہر سمجھدار شخص کے نزدیک مجرمانہ ہے، لہذا ان کو اپنی اصل کی طرف لوٹ آنا چاہیے۔

کسی فرد میں مرد کے خاص جنسی اعضا ہوں (جو مرد ہونے کی علامت ہمیشہ سے سمجھے جاتے ہیں) لیکن وہ خود کو بغیر طبی علاج عورت کہلائے یا کوئی عورت اپنے تمام جنسی اعضا کی موجودگی کے باوجود مرد کہلانا شروع کر دے جب کہ دونوں کو بوقت پیدائش ان کے مخصوص آلات کو سامنے رکھ کر ان کی جنس کا تعین ہو چکا تھا تو کیسے کوئی شخص کسی عورت کو مرد یا مرد کو عورت تسلیم کر سکتا ہے؟ یہ ایسے ہی ہے کہ بلی کو آئندہ کتا کہا جائے اور کتے کو بلا وجہ شیر اور شیر کو چوہا اور چوہے کو ہاتھی اور ہاتھی کو بندر پھر خواہش رکھی جائے کہ دوسرے بھی ایسے ہی مانیں۔

اگر کوئی عورت کسی مرد کی طرح آواز نکالے، مردوں کا لباس پہنے، گنجی ہو جائے نیز جیسے مرد آپس میں ملتے ہیں ویسے ہی ملنے لگے تو بھی یہ عورت "مؤنث" کے دائرے سے نکل کر مرد "مذکر" نہیں کہلا سکتی، اسی کو الٹ کر "مذکر" مرد پر لاگو کریں تو ایسا شخص جو عورتوں کا لباس و دیگر چیزیں اختیار کر لے تو بھی "مذکر" مرد ہی رہے گا؛ زیادہ سے زیادہ کہا جائے گا فلاں شخص عورت بنا ہوا ہے لیکن ہے مرد ہی، کسی عورت کے لیے بھی ایسے ہی تاثرات ہوں گے۔

ایک طرف Male or Female (مرد یا عورت) He or She بھی ٹرانس جینڈر ازم کے داعیوں کے مطابق Discrimination (امتیازی سلوک) کی علامت ہے اس لیے ان کا الفاظ کا استعمال بھی جائز نہیں؛ لیکن دوسری طرف محض ذاتی احساس پر کوئی Transgender

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کوئی Trans man تو کوئی Trans woman کوئی کچھ تو کوئی کچھ لیکن ٹرانس جینڈروں کو یہ فکری تضاد نظر ہی نہیں آتا۔ حیرت اس پر ہے کہ ان کی فضول، متضاد، خلاف عقل و مذہب سوچ کو دنیا بھر میں سرکاری بیساکھیوں اور کہیں سرکاری لاٹھی کے زور سے رواج بخشنے کی کوشش جاری ہے۔

خنثیٰ کے لیے بلا قید لفظ Intersex درست نہیں

کچھ عرصے سے " خنثیٰ " کے لیے لفظ Intersex بکثرت بولا جارہا ہے۔ طبی (Medically) لحاظ سے اس سے مراد وہ فرد ہوتا ہے جس کی جنس (Sex) پیدائش کے وقت مبہم ہونے کی وجہ سے متعین نہ ہوئی ہو یا جس میں مذکر و مؤنث دونوں کے جنسی آلات ہوں۔ ایسے فرد کو Non binary کہتے ہیں۔ Binary کا اطلاق "نر" و "مادہ" (مرد و عورت) کے جوڑے پر ہوتا ہے اور Non Binary اس کی ضد ہے؛ یعنی Intersex کے لیے جوڑا نہیں۔ یہ ایک حد تک معنوی طور پر خنثیٰ کی وضاحتی تعریف ہے (یہ بحث ذرا تفصیل سے آگے پڑھنے میں آئے گی)۔ اگر intersex سے مراد یہی ہو تو اس اصطلاح کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

لیکن عجیب بات یہ ہے کہ Transgenderism میں Intersex (درمیانی جنس) بھی ایک Umbrella term (وسیع تر اصطلاح) ہے۔ اس میں Gay (ہم جنس پرست مرد)، Lesbian (ہم جنس پرست عورت) وغیرہ کو بھی داخل کیا جاتا ہے، ایسے میں اصطلاح Intersex (درمیانی جنس) خنثیٰ سے خاص نہیں رہتی۔ Intersex کے مفہوم کا تعین سیاق و سباق سے یا اس لفظ کو ادا کرنے والے شخص سے اس کی مراد پوچھ کر ہوتا ہے۔ اگر اس لفظ سے مراد خنثیٰ ہی ہو تو ٹھیک لیکن جب اس میں دوسری چیزوں کو داخل کیا جائے تو ایسی صورت میں خنثیٰ کے لیے Intersex کی جگہ لفظ Hermaphrodite (جس میں نر و مادہ دونوں کے آلات ہوں) استعمال کیا جائے تاکہ خنثیٰ اور غیر خنثیٰ میں تفریق ہو سکے۔ Intersex سے پہلے ایسے فرد (خنثیٰ) کے لیے لفظ Hermaphrodite بکثرت استعمال ہوتا تھا (آج بھی مستعمل ہے) لیکن Transgenderism سے غیر شعوری طور پر متاثر ہونے والے بعض افراد اس لفظ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متروک باور کراتے ہیں۔ اس حرکت کی وجہ یہ ہے کہ Hermaphrodite اپنے مطلب میں صاف ہے اور یہ وسیع تر اصطلاح (Umbrella term) بھی نہیں (اس کا غیر خنثی پر اطلاق نہیں ہوتا) لہٰذا Transgenderism کے مقاصد میں یہ اصطلاح رکاوٹ تھی اور یہ لوگ Intersex (درمیانی جنس) میں غیر خنثی بھی داخل کرتے ہیں اس لیے انہوں نے اس بات کو شہرت دی کہ Hermaphrodite متروک ہے۔

یہ اصطلاح (Intersex) رچرڈ گولڈ اسمتھ (Richard Goldsmith) نے ۱۹۱۷ء میں وضع کی۔ جنسی بیمار، فحاشی کو عام کرنے والے افراد کی تیس پینتیس سال کی محنت سے یہ اصطلاح اب طبی دائرے سے باہر نکل کر کئی ممالک میں سیاسی شکل اختیار کر چکی ہے بلکہ کچھ عرصے سے یہ لوگ اس اصطلاح کو بھی اپنے مقاصد کے حصول کے لیے DSD(Disorder of Sex Development) (جنسی ترقی کی گڑبڑ) سے بدلنے کے لیے کوشاں ہیں (لوگوں کو مطمئن رکھنے کے لیے بہانہ بناتے ہیں کہ اصطلاح Intersex یا Hermaphrodite افراد کے لیے باعث شرم ہے) اور DSD کو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ خنثی کے لیے سب سے موزوں اصطلاح Hermaphrodite ہی ہے اور Intersex سے مراد خنثی ہی لیں اور اس میں کوئی اضافہ نہ ہو تو ٹھیک ورنہ غلط۔

مغالطہ

یہ بات Medically (طبی نقطہ نظر) اور Socially (معاشرتی لحاظ سے) ثابت ہے کہ بعض بچے پیدائشی خنثی ہوتے ہیں جنہیں Transgenders آج کل Intersex کہتے ہیں لیکن ٹرانس جینڈروں سے جب ان کے تسلسل پر سوال پوچھا جاتا ہے تو یہ اپنی تاریخ بیان کرنے کے بجائے خواجہ سراؤں کی تاریخ سنا کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں (گزشتہ سطور سے یہ ثابت ہو چکا کہ خواجہ سراؤں کا ٹرانس جینڈروں سے کوئی واسطہ نہیں) حالاں کہ ان کے نزدیک تو Transgender کا اطلاق ہوتا ہی اس فرد پر ہے جس کو عمر کے کسی حصے میں یہ احساس ہو کہ اس کی پیدائش کے وقت تفویض شدہ جنس غلط تھی۔ جب کہ خوجے تو ہوتے ہی اور چیز ہیں۔ کیا خنثی یہ دعوی کر سکتا ہے کہ اسے بوقت پیدائش جو خنثی بتایا وہ اس کے علاوہ مرد یا عورت ہے؟ جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یقیناً نفی میں آئے گا تو کسی مرد کو عورت یا عورت کو مرد کہنے کا حق کس اصول سے کسی کو حاصل ہو سکتا ہے؟

معلوم ہوا یہاں بھی ٹرانس جینڈر ازم (Transgenderism) کو فروغ دینے والے یا تو خود مغالطے میں مبتلا ہیں یا دانستہ طور پر دوسروں کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی بھی وجہ ہو لیکن یہ بات تو واضح ہے کہ ان کا فلسفہ حد درجہ بے وقعت ہے۔

دھوکے بازی

ہیجڑوں کو خناث (Hermaphrodites) باور کرانا ٹرانس جینڈر ازم Transgenderism کی چال ہے، آگے چل کر Transgenders کہتے ہیں کہ حکومت خناث کو نوکریاں نہیں دیتی اور نہ ان کی شناخت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ خناث کی تعداد دنیا بھر میں اس قدر قلیل ہے کہ حکومتوں کی معمولی توجہ سے ان کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ان کی شناخت کا حل تو بہت آسان ہے، یہ خود کو خنثی مان لیں اور اپنے لیے شناختی کارڈ بنا لیں پھر اپنے حقوق کے لیے سب سے پہلے اپنے حلقوں سے جعلی خناث جو دراصل مرد ہیں اور مخنث بنے ہوئے ہیں ان کو باہر کریں تاکہ کوئی دوسرا ان کا حق نہ مار سکے۔

جس پر الزام ہو جعلی خنثی ہونے کا اس کا طبی معائنہ کیا جائے اور جو حقیقی خنثی ہونے کا دعوی کرے اسے بھی اس عمل سے گزارا جائے۔ یوں کھرے کھوٹے میں فرق واضح ہو جانے کے بعد خناث کو ان کے حقوق حاصل کرنے میں آسانی ہوگی اور حق تلفی کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا لیکن اگر یہ ہیجڑوں اور ٹرانس جینڈروں کا روپ اختیار کر کے معاشرے میں فحاشی کو فروغ دیں گے تو اس صورت میں نہ خناث کو حقوق ملتے ہیں اور نہ ہی معاشرے میں بہتری آتی ہے۔

دراصل یہ شیطانی مرض ہے

''کیٹلن جینر'' Caitlyn Jenner سابق ''ولیم بروس جینر'' William Bruce Jenner ۱۹۴۹ء میں پیدا ہوا، اس نے تین شادیاں کیں، پہلی بیوی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی، دوسری بیوی سے دو بیٹے اور تیسری بیوی سے دو بیٹیاں ہوئیں۔ چھ بچوں کا باپ Hormone replacement therapy اور Cosmetic surgery کروا کر ۲۰۱۷ء میں عورت بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ یہ کوئی عام آدمی نہیں؛ اس نے امریکہ کے لیے اولمپک گیمز میں گولڈ میڈل لیا تھا۔ آج کل یہ امریکہ میں ری پبلکن پارٹی کا رکن ہے۔

مَیری ایلزبتھ کلارک (Mary Elizabeth Clark) سابق مکھل کلارک (Michelle Clark) کا سال پیدائش ۱۹۳۸ء ہے۔ US Navy میں ملازمت اختیار کی۔ شادی ہوئی اور ایک بچے کا باپ بنا۔ شادی کے گیارہ سال بعد اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ پھر دوسری شادی کی اور کچھ عرصے بعد اسے جنسی بے چینی (Gender dysphoria) کی شکایت ہوئی، ۱۹۷۰ء میں Transsexual کے حقوق کے لیے کافی حرکت میں رہا۔ ۱۹۷۵ء میں یہ شخص sex reassignment surgery کے مرحلے سے گزر کر عورت بن گیا۔ ایک بچے کا باپ یعنی مکمل مرد اپنی جنس بدل بیٹھا۔

ورجینیا پرنس (Virginia Prince) سابق آرنلڈ لومین (Arnold Lowman) کو کئی لوگ اصطلاح Transgender وضع کرنے والا سمجھتے ہیں۔ عدالتی بیان (جو اس وقت کے اخبار میں شائع ہوا) کے مطابق چودہ پندرہ سال کی عمر سے یہ شخص موقع پاتے ہی عورتوں کے کپڑے پہن لیتا۔ اس فعل سے اسے راحت حاصل ہوتی تھی۔ اس کی شادی ہوئی تو اس کی بیوی اس شوق سے ناواقف تھی۔ اس کا ایک بیٹا بھی ہو گیا لیکن اس میں مخالف جنس کے کپڑے پہننے کا مرض زیادہ بڑھا تو اس کی بیوی نے کورٹ سے رجوع کر کے طلاق مانگی۔ عدالت نے علیحدگی کا حکم جاری کرنے کے ساتھ ہر ماہ بیوی کے لیے ۵۰ ڈالر اور اس کے بیٹے کے لیے الگ سے اتنی ہی رقم ادا کرنے کا پابند کیا۔ چند سال بعد اس نے دوسری شادی کی۔ اس دور میں اس نے ہر وقت جنس مخالف کے لباس میں رہنا شروع کر دیا حتی کہ اپنی بیوی کے ساتھ بھی جب گھر سے باہر نکلتا حتی کسی دوسرے شہر بھی جاتا تو دونوں عورتوں کے حلیے میں جاتے۔ Transgenders کی دنیا میں یہ بہت بڑا نام ہے، اس نے ساری زندگی ایک خاص نظریے کی خدمت میں گزار دی اور اسے عام کرنے کے لیے بہت سی کتابیں بھی لکھیں اور اس کے فروغ کے لیے ان تھک محنت کی۔

ایک بچے کا باپ ہونے سے یہ مسئلہ واضح ہے کہ جنس (Sex) کے لحاظ سے یہ شخص مکمل مرد تھا لیکن اس کے دماغ میں خود کو عورت بنانا سوار تھا۔ یہ خود کو Sex کے لحاظ سے مرد اور کردار کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتبار سے عورت ظاہر کرتا اور کہتا تھا کہ یہ بالکل ممکن ہے بلکہ ہر شخص اس پٹری پر چل سکتا ہے۔اس کا مشہور قول Gender is between two ears not the legs (یعنی جینڈر (جنس) کا تعلق کانوں کے درمیان (دماغ) سے ہے ٹانگوں کے درمیان (شرم گاہ) سے نہیں)۔اندازہ لگائیں یہاں جوش آرہا ہے ہیجڑوں کو تحفظ اور حقوق دینے پر اور یہ خدمت Transgenderism کی چھتری تلے ہو رہی ہے جس کا خناث سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔دوسری طرف مکمل مرد اور مکمل خواتین جنہیں biologically (حیاتیاتی اعتبار سے) کوئی مرض لاحق نہیں جنس بدلنے میں مصروف ہیں۔

دنیا بھر میں ایسے واقعات ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔کئی گھروں کا سکون برباد اور بہت سے خاندان بری طرح متاثر ہوئے،معاشرے میں سخت خرابیوں نے جنم لیا،بچوں کی تربیت میں شدید خرابیاں واقع ہوئیں اور نوجوان بچوں کے والدین بھی سخت اذیت سے گزرے۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ (۲۰۱۸ء) پر ایک نظر

یہ ایکٹ ہیجڑوں کے تحفظ،امداد اور بھلائی کے نام پر بنایا گیا لیکن اسے نام ٹرنس جینڈر ایکٹ کا دے کر ٹرانس جینڈروں میں خنثی،مخنث،ٹرانس جینڈر مرد،ٹرانس جینڈر عورت،خواجہ سرا کے علاوہ Gender اور Sex میں فرق کی بنیاد پر Gender identity اور Gender expression جیسی اصطلاحات کی مدد سے مکمل مرد و عورت کو بھی جنس بدلنے کا موقع دے کر ٹرانس جینڈروں میں داخل کر دیا،یہ بہت افسوس ناک ہے۔ لفظ Transgender مغربی ممالک میں جس طرح استعمال ہوتا ہے ویسے ہی یہاں بھی اسے Umbrella trem (وسیع تر اصطلاح) کے طور پر استعمال کیا نیز اس میں کہیں Gender اور Sex میں فرق کیا گیا ہے تو کہیں ان دونوں لفظوں کو ایک دوسرے کے مترادف بنایا گیا جو بذات خود تناقض ہے (اس پر پہلے بحث ہو چکی)۔

ایکٹ ۲۰۱۸ء کے مطابق تو ہر فرد کو یہ اختیار دے دیا کہ وہ اپنے تصور کے مطابق اپنی جنس بدل لے (مرد سے عورت یا عورت سے مرد ہو جائے) اور سرکاری محکموں کو اس فرد کے تصور کے مطابق اس سے رویہ اختیار کرنے اور اس کی بتائی ہوئی جنس کے مطابق پیش آنے کا پابند بھی کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(یعنی دوران مخاطبت مذکر ومؤنث کے صیغوں کا استعمال اس فرد کے تصور کے مطابق ہو جو وہ اپنے لیے رکھتا اور دوسروں کو بتاتا ہے) لیکن Rules 2020 کے مطابق شناختی کاغذات (شناختی کارڈ (CNIC)، گاڑی واسلحہ وغیرہ کے لائسنس، کسی ادارے میں تعلیم یا ملازمت کی سند وغیرہ) میں جنس ونام کی تبدیلی کو معقول وجہ سے مشروط رکھا ہے (یہ شرط نادرا (Nadra) سے خاص ہے کیوں کہ باقی تمام کاغذات میں تبدیلی شناختی کارڈ (CNIC) میں ترمیم سے مشروط ہے)۔اس مطالبے پر کیسی معقولیت درکار ہے اس پر بہت حد تک پیچھے بحث ہو چکی ہے؛ مزید بحث اسلامی تناظر میں آگے بھی آئے گی جس سے اس مسئلے کا حل نکالنا کوئی مشکل نہیں۔

Rules 2020 میں جنس کے لیے مذکر ومؤنث کے علاوہ Gender:X کا اضافہ بھی ہے (جو ہیجڑوں کی جنس سے خاص [شناختی] علامت تھی)۔Rules 2020 میں ٹرانس جینڈر کو وسیع تر اصطلاح کی حیثیت سے لائے ہیں یعنی اسے ہیجڑوں سے خاص نہیں کیا۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ Gender:X میں اصلی مرد وعورت کے علاوہ ہیجڑوں کے ساتھ دوسرے افراد بھی خود بخود داخل ہو جائیں گے جو معاشرے میں مسائل کے اضافے کے علاوہ کچھ نہیں۔اس کی دلیل یہ ہے کہ Rules 2020 میں کسی ملزم یا مجرم ٹرانس جینڈر کو تفتیش یا سزا کے لیے ہم جنس افراد گرفتار کریں گے۔تمام اداروں سے قطع نظر صرف پولیس پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے پولیس میں ہیجڑے ہیں ہی نہیں۔اگر خنثیٰ کو حراست میں لینا ہو تو پولیس میں خنثیٰ ملتا ہی نہیں۔اب اس کام کے لیے پولیس میں خناث کو بھرتی کریں؟ (خنثیٰ پر بحث پہلے گزر چکی مزید بحث آگے آتی ہے)۔مزید یہ کہ ان کے مطابق تو ہیجڑا Gender:X میں آتا ہے، اب کسی ہیجڑے کو گرفتار کرنا ہوگا تو ہیجڑا پولیس افسر یا سپاہی کہاں سے لایا جاسکتا ہے۔(ہیجڑا کون ہوتا ہے اور اس کا حکم کیا ہے اس پر بحث ہو چکی۔مزید آگے آئے گی)۔

ٹرانس جینڈر کو جب لائے ہی Umbrella term (وسیع تر اصطلاح) کی حیثیت سے (جو بلاشبہ بے دلیل ہے جس پر پہلے بحث ہو چکی، کچھ حصہ آگے آتا ہے) اس میں ہم جنس پرست مرد وعورت اور بے جنس (Lesbian and Asexua,Gay) سب شامل ہیں۔اب پولیس میں ان کی بھی بھرتی ہوگی؟ ان کے لیے حراست خانوں، جیل خانوں، طہارت خانوں کا ذکر تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Act و Rules میں آ گیا لیکن بات پھر وہیں ہے کہ وسیع تر اصطلاح میں صرف ٹرانس مرد (Trans man)، ٹرانس عورت (Trans woman) اور خصی (Eunuch) ہی نہیں اس میں تو ہم جنس پرست مرد (Gay)، عورتیں (Lesbian) اور بے جنس (ASexual) وغیرہ بھی شامل ہیں۔ مسائل یوں ہی چلے تو یقینا چند دنوں بعد قوانین و سہولیات میں اضافوں کے لیے وطن عزیز کے قانون ساز سر جوڑ کر بیٹھے ہوں گے۔

اپنے ہاتھوں سے قوم کے لیے نئے مسائل گھڑنا

مسئلہ جیسے چل رہا ہے اس سے الجھنوں میں اضافہ ہوگا اور حالات آئندہ بہت گھمبیر صورت اختیار کریں گے۔ یہاں چند مسائل کی طرف اشارہ ضروری ہے۔

* کوئی مرد عمیق سوچ پر مبنی اپنے ذاتی خیال و احساس کے سبب عورت ہو گیا، اب وہ کسی مرد سے شادی کر لے تو معاشرے میں ہم جنسیت کا مسئلہ اٹھ جائے گا جو اسلام میں ممنوع اور پاکستان کے قانون دفعہ 377 کے مطابق اس جرم کی سزا کم از کم ۲ سال اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ سال ہے۔

* کھیلوں (Sports) میں جب کوئی فرد مردوں کے خانے میں یا خواتین کے دائرے میں داخل ہوگا تو قوانین میں سخت تصادم واقع ہونا ہے۔ پھر نئے قوانین کے لیے مغز پر دباؤ بڑھے گا لیکن مسائل بڑھنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

کوئی عورت مرد ہو گئی ہو اور وہ مردوں کے ساتھ بحیثیت مرد مقابلے میں اترے تو مردوں کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی کیوں کہ ان کے homoglobin, hormones,Muscels وغیرہ میں پیدائشی فرق ہوتا ہے اور مرد خواتین کے مقابلے میں زیادہ وقت والے ہوتے ہیں۔ لیکن عورتوں کے مقابلے میں کسی مرد نے عورت کا روپ اختیار کر کے آنا ہے تو خواتین کو سخت پریشانی ہوگی۔ اس کا حل اس کے علاوہ کوئی نہیں نکلے گا کہ خواتین کا مقابلہ کسی Trans gender woman (ٹرانس جینڈر عورت) سے ہو ہی نہیں اور ٹرانس جینڈروں کو خواتین کے کھیلوں سے بالکل باہر رکھا جائے لیکن ایسے ہوا تو ٹرانس جینڈر اپنے حقوق کا رونا رو کر آنسوؤں کا سیلاب لے آئیں گے۔ یہ کوئی نئی باتیں نہیں بلکہ یہ مسائل International Olympics وغیرہ میں اٹھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چکے ہیں اور وہ لوگ قانون سازی پر قانون سازی کرنے میں مصروف ہیں لیکن کوئی ایسا حل ان کے ہاتھ نہیں آتا جس سے مسائل ختم ہوں۔

* اسکول، کالج، یونیورسٹی، کوچنگ سینٹر وغیرہ میں سیٹوں، شناختوں حتی کہ Toilets میں مسئلے ہوں گے۔

* جائیداد کی تقسیم میں مسائل اٹھیں گے، عورت مرد ہو جائے تو اس کا شرعی حصہ بڑھ جائے گا۔ ہمارے معاشرے میں تو ایسے فرد کو جسمانی تشدد سے ہی صحیح یا موقف سے دستبردار ہونے پر مجبور کیا جائے گا۔ جب یہ ہوگا تو تھانوں اور عدالتوں میں نئے مقدمات میں ٹرانس جینڈروں کی تعداد کے حساب سے اضافہ ہوگا اور پریشانیاں بڑھیں گی۔

* تعلیمی نشستوں اور سرکاری ملازمتوں میں حق تلفی ہوگی اور کوٹا سسٹم بری طرح متاثر ہوگا۔ اس کے علاوہ سرکاری محکموں اور اسکول، کالج وغیرہ میں زنانے کیسے بڑھنا ہے وہ تو بتانے کی ضرورت ہی نہیں۔ قوم کی تربیت بھی سب کے سامنے ہے اور مغربی ممالک میں جو ہوا اس سے بھی سبق مل سکتا ہے۔

کوئی آدمی چوری یا قتل کرے ایسا شخص مجرم ہوتا ہے، اس کو قانون کے مطابق سزا دی جاتی ہے لیکن کوئی شخص جرم کر کے نادرا کے دفتر جائے اور خود کو مرد سے عورت کر لے؛ نام بھی بدل کر عورتوں والا رکھ لے، جب پولیس اس کو مجرم کی حیثیت سے گرفتار کرنے آئے تو یہ کہے مجرم تو کوئی اور ہوگا میری شناخت تو یہ ہے۔ اب ایسے شخص سے پولیس کیسے پیش آئے اور عدالت اسے کس حساب سے سزا دے گی؟ اس سب کے لیے قانون ساز سر جوڑ کر بیٹھے ہوں گے لیکن مسائل بڑھنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

* کسی آدمی کو مردوں کی جیل میں احساس ہوا کہ پیدائش کے وقت اسے جو جنس تفویض ہوئی وہ غلط تھی اور وہ اپنی جنس بدل کر عورت ہو جائے تو ایسے شخص کو مردوں کی جیل کے بجائے عورتوں کی جیل میں ڈالا جائے؟ اگر اس طرح ہوا تو وہاں ایسا شخص جو خرابیاں پیدا کرے گا وہ تو بتانے کی ضرورت ہی نہیں۔ مغربی ممالک میں ایسے ہوا ہے بلکہ ایسے افراد نے جیل خانوں میں خواتین کو زنا کے ذریعے حاملہ کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* جنس کی تبدیلی کا مسئلہ بطور فیشن بھی اختیار کیا جائے گا جیسے امریکہ، کینیڈا، برطانیہ وغیرہ میں ہوا اور معاشرے کے مسائل میں بہت تیزی سے اضافہ ہوگا، جیسے ان ممالک میں ہو چکا ہے۔ ایسے ممالک جن میں مردوں اور عورتوں نے Hormones Therapy و دیگر طبی طریقوں سے بطور فیشن یا لاعلمی یا معاشرے کے برے افراد کے وسوسوں میں آ کر جنس میں تبدیلی کی کوشش کی انہوں نے اپنی زندگیاں برباد کر ڈالیں اور اب ان کے پاس پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں، ان کی داستان سن کر روح کانپ اٹھتی ہے۔ جن افراد سے یہ غلطی سرزد ہوئی ان میں سے بہت سارے اس قبیح فعل سے سختی سے دوسروں کو روکتے ہیں۔

* بچوں کو بہت آسانی سے کسی برائی میں دھکیل دیا جاتا ہے اور وہ ناسمجھ ہونے کی وجہ سے اچھائی و برائی میں فرق نہیں کرتے۔ کئی ممالک میں بچوں نے Sex (جنس) میں تبدیلی کی جس سے ان کے والدین اور خاندان والے سخت پریشانیوں میں مبتلا ہوئے اور اس غلط و خلاف فطرت قانون کی وجہ سے سب کی زندگیاں بری طرح متاثر ہوئیں۔ ایسے قانون کو یہاں لاگو کرنے سے مذہب کی مخالفت ہوگی اور ساتھ ہی دوسروں کی تباہی کی وجہ جان کر بھی سبق حاصل نہ کر کے جہالت کا مظاہرہ بھی ہوگا۔

* کچھ لوگ معاشرے میں جنس بدلیں گے تو دوسرے کم علم افراد ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوں گے اور اس پریشانی میں مبتلا ہونے والوں کی بڑی تعداد کم عمر نوجوان لڑکوں/لڑکیوں کی ہوگی جیسا کہ مغربی ممالک میں یہ ہوا اور آج وہ لوگ سخت پریشانی میں مبتلا ہیں۔

* ایسے بے شمار مسائل جنم لیں گے اور معاشرہ ناقابل تلافی نقصان اٹھائے گا جیسا کہ دوسرے ممالک میں ہوا اور آج سوسائٹی کو بہتر کرنے کے معاملات ان ممالک کے ہاتھوں سے نکل چکے ہیں۔ کوئی تدبیر ان کی سوسائٹی کو تباہی و بربادی سے نہیں بچا رہی۔

یہاں مسائل کی فہرست دینا مقصود نہیں بلکہ صرف پیغام دینا ضروری ہے کہ صرف ایک غلطی سے اپنے کمزور معاشرے کو کس طرح مزید خراب کر دیا جائے گا۔

نوٹ: جو لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ Transgenders کے نام پر ہیجڑوں کو حقوق دیے جائیں گے وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ Trasngenderism کی چھتری تلے (Gay ہم جنس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرست مرد)، Lesbian (ہم جنس پرست عورتیں) اور Asexual (بے جنس) وغیرہ بھی آتے ہیں۔ ٹرانس جینڈروں کے حقوق میں یہ امر بھی پوشیدہ ہے جو آنے والے وقت میں اسی طرح ظاہر ہوگا (جیسے مغربی ممالک میں ہوا) کہ ہم جنس پرست عورت ہو یا ہم جنس پرست مرد؛ انہیں معاشرے میں ان کی پسند کے مطابق جسمانی لذت حاصل کرنے کا اختیار حاصل ہو۔

زیر بحث مسئلہ اور اسلام

جنس کی تبدیلی دراصل شیطانی ہتھکنڈا ہے، قرآن مجید میں ہے:

﴿وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿١١٩﴾﴾ [سورۃ النساء ۴:۱۱۹]

”(شیطان نے کہا) اور ضرور ان کو گمراہ کروں گا اور امیدیں دلاؤں گا اور سکھاؤں گا جانوروں کے کان کاٹنا اور حکم کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو بدل دیں۔ جو کوئی اللہ کے علاوہ شیطان کو دوست بنائے گا وہ بلاشبہ واضح نقصان میں ہوگا۔“

اللہ کی تخلیق کو بدلنا قرآنی تعلیمات کے مطابق شیطانی فعل ہے۔ خصی یا مخنث وغیرہ ہونا بھی اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے:

رد رسول الله صلي الله عليه وسلم على عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن له لا ختصينا.(1)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے الگ رہنے کی زندگی سے منع کیا اور (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو) اجازت مل جاتی تو یقیناً ہم خصی ہو جاتے۔“

دراصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوچا تھا کہ خانہ داری ایک بڑی ذمے داری ہے جس کی ادائیگی سے اللہ کی عبادت میں کمی آتی ہے اس لیے اگر عورتوں سے الگ رہنے کی اجازت مل جائے تو ہمیں نہ خواتین سے کسی قسم کی رغبت رہے گی نہ خانہ آبادی تک معاملہ پہنچے گا اور ہم اس بڑی ذمے داری

---

(1) صحیح بخاری۔ کتاب النکاح، باب ما یکرہ من التبتل و الخصاء: ۵۰۷۳۔ سنن ترمذی، کتاب النکاح عن رسول صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ماجاء فی النھی عن التبتل: ۱۰۸۳

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے بے پرواہ ہو کر اپنے رب کی عبادت و رضا میں مشغول ہو جائیں گے لیکن یہ معاملہ خلاف فطرت و مقصد تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیت صاف اور مقصد زیادہ سے زیادہ عبادت میں مشغول رہنا تھا لیکن شریعت نے پھر بھی اس فعل سے منع کر دیا، اجازت تو صرف عورتوں سے الگ رہنے کی مانگی تھی جس سے منع کر دیا گیا تو غلط نیت یا شیطان کے بہکاوے میں آ کر جنس میں تبدیلی کا عمل کس قدر غلط ہوگا۔

سوشل کنسٹرکٹ اور اسلام

* ﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾ [الدھر ٧٦:٢]

”یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا (عورت و مرد کے) ملے ہوئے نطفے سے آزمائش کے لیے بنایا اس (انسان) کو دیکھنے اور سننے والا بنایا۔“

* ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ [البقرہ ٢:٣١]

”اور آگاہ کیا آدم کو تمام اشیا کے ناموں سے پھر ان اشیا کو فرشتوں کے سامنے رکھا اور کہا بتاؤ مجھے ان چیزوں کے نام اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔“

* ﴿وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [البقرہ ٢:٣٥]

”اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمھاری بیوی جنت میں رہو اور اس (جنت) میں جہاں سے چاہو خوب کھاؤ اور نہ پھٹکنا اس درخت کے نزدیک بھی ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔“

* ﴿فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ [الاعراف ٧:٢٢]

”گرا دیا (شیطان نے) دونوں (آدم و حوا) کو دھوکے سے پھر جیسے ہی (انہوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے) درخت سے چکھا تو دونوں کے ستر ظاہر ہو گئے اور انہوں نے اپنے ستر جنت کے پتوں سے ڈھانکنے شروع کیے۔ ایسے میں ان سے مخاطب ہوا ان کا رب اور فرمایا کیا میں نے تمھیں اس درخت سے نہیں روکا تھا اور نہیں بتایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

* ﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ [البقرہ ۲:۳۸]

"ہم نے کہا تم سب اتر جاؤ (جنت سے دنیا میں) پھر جب آئے گی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت تو جو اس ہدایت کی تابع داری کریں گے وہ نہ تو خوف میں مبتلا ہوں گے اور نہ غمگین ہوں گے۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام بتائے، کسی چیز کا نام جاننا پہلا مرحلہ ہے؛ معرفت اس کے بعد کی چیز ہے نیز اسم کے ساتھ مسمی کا علم بھی ضروری ہے، آدم اس سے بھی واقف تھے۔ اللہ تعالی نے انسان کو دیکھنے اور سننے والا بنایا، انسان کو اچھائی و برائی کا علم بھی عطا کیا اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ علم کا تعلق دیکھنے اور سننے کے ساتھ ہے۔ آدم کو اشیا کا علم تھا اسی لیے ان کو درخت کے پاس جانے سے منع کیا گیا تھا۔ جسم کو چھپانا اسلامی تعلیم سے تھا اور حیا انسانوں میں فطری ہے اسی لیے ستر کھلتے ہی آدم و حوا علیہما السلام انہیں ڈھانکنے لگے۔ جنت سے جب دنیا میں بھیجا تو بتا دیا کہ آسمانی ہدایت آئے گی اسی کی پیروی میں انسانوں کی دنیا اور آخرت میں فلاح ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی میزان میں اس سماجی ساخت کی کوئی حیثیت نہیں جو بعض گمراہ لوگ چند ماہرین عمرانیات سے آنکھیں بند کر کے وصول کر رہے ہیں اور معاشرے میں اس گمراہی کو ایسی اہم چیز بنا کر پیش کرتے ہیں کہ کہ اس کے بغیر انسانوں کا گزارا ناممکن ہے۔

مسلمانوں کا تو صاف ماننا ہے کہ جس دن سے انسان دنیا میں بسنا شروع ہوئے ہیں اسی وقت سے آسمان سے ہدایت پہنچنے کا سلسلہ قائم ہو چکا تھا اور ہر نبی کو اللہ کی طرف سے ہدایات بذریعہ وحی ملتی رہیں حتی کہ یہ سلسلہ خاتم النبیین جناب محمد ﷺ تک ایسے ہی چلا۔ اللہ تعالی نے جناب محمد ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* ﴿ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ﴾ [النساء۴:
۱۶۳]

''اور بلا شبہ ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی جیسے نوح؈ اور ان کے بعد آنے والے تمام بنیوں کی طرف وحی کی''۔

اب انسانوں کے لیے ہر قسم کی رہنمائی قیامت تک کے لیے کتاب وسنت میں محفوظ وموجود ہے۔ اسلامی تعلیمات میں سے ہے کہ سوسائٹی کی بنیادیں حضرت محمد ﷺ کی سیرت سے لیں اور سوسائٹی اللہ کے پیغمبر کے طریقے کے مطابق بنائیں اور چلائیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلام کا اپنا معاشرتی نظام ہے جس میں سوسائٹی بنانے اور چلانے کے اصول موجود ہیں۔

سوسائٹی سے قبل نر و مؤنث اور مذکر و مادہ کا متعین ہونا

اللہ تعالی نے آدم؈ کو پیدا کیا پھر ان کے سکون کے لیے ان ہی کی پسلی سے حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ آدم؈ کو مرد بنایا اور حوا علیہا السلام کو عورت۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب سوسائٹی کا عملی وجود تو دور اس کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا آباد ہونے سے پہلے ہی مذکر و مونث کی تقسیم موجود تھی اور یہ مِن جانب اللہ تعالی تھی۔ آج کل Transgenderism نے Socail construction of reality کے سہارے باطل فلسفے کو پروان چڑھانے کے لیے جو کوشش جاری رکھی ہوئی ہے وہ سراسر اسلام سے متصادم ہے۔

جنس کا مسئلہ مقدر کی بات ہے

کسی کا مرد ہونا اور کسی کا عورت ہونا دراصل قسمت ہے۔ یہ مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے جن میں انسانوں کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ مثلاً کوئی سوچے مَیں اب کیوں پیدا ہوا؛ پہلے کیوں نہیں پیدا ہوا یا بعد میں کیوں دنیا میں نہیں آیا؟، میرے والدین یہی کیوں ہیں؛ فلاں فلاں کیوں نہیں؟ میں اس علاقے ہی میں کیوں پیدا ہوا فلاں علاقے میں کیوں نہیں پیدا ہوا؟ میری عمر اگر تریسٹھ سال تقدیر میں لکھی ہے تو وہ اس سے زیادہ کیوں نہیں؟ میرے والدین کے بھائی بہن فلاں فلاں کیوں ہیں، فلاں فلاں کیوں نہیں؟ میرے دادا اور پردادا وغیرہ یہی کیوں ہیں، وہ کیوں نہیں؟۔۔۔ان باتوں کے علاوہ بہت سی باتیں انسانوں کے اختیار سے باہر ہیں۔ یہ سمجھنا کہ جنس کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ معاشرے اور انسانوں کی عقل وقبولیت واثر کا نتیجہ ہے اسی لیے کوئی مذکر اور کسی کو مونث ٹھہرایا جاتا ہے تو یہ فلسفہ مذہب سے صریح لاعلمی پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ عقل سلیم کے بھی خلاف ہے۔ آج کل لادین افراد جو خدا، آخرت و مذہب میں یقین نہیں رکھتے انہیں یہ فلسفہ بہت اچھا لگتا ہے۔

جسم مذکر اور روح مؤنث

ہیجڑوں کا ماننا ہے کہ ان کا جسم مذکر (مرد) کا ہوتا ہے لیکن ان میں روح مؤنث (عورت) کی ہوتی ہے اس لیے انہوں نے اپنے جسم کو اپنی روح کے مطابق کر لیا۔ ان کی اس بات سے پہلی چیز تو یہ واضح ہوئی کہ ارواح میں بھی مذکر و مؤنث کی تقسیم ہے۔ مزید یہ کہ ہم کوئی برا کام کرتے ہیں تو اس میں روح کو دست اندازی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا، ہمارے ہاتھ پیر و دیگر اعضا ہی حرکت میں ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی کسی کو بلا وجہ تھپڑ مارے یا کسی کو نقصان پہنچائے یا کوئی بھی جرم صادر ہو، جب مواخذہ ہو تو کہا جائے جسم نے کچھ نہیں کیا جو کیا روح نے کیا ہے پھر اس پر خواہش یہ ہو کہ جسم کو بے قصور سمجھتے ہوئے سزا نہ دی جائے؛ ظاہر ہے ایسے کسی فلسفے کو کوئی سمجھدار شخص تسلیم نہیں کرتا نہ کرے گا۔ روح تو یہاں دراصل جسم کے تابع ہے، دنیوی قوانین میں جزا و سزا کے لیے روح کی کوئی جگہ نہیں ان کا تعلق جسم سے ہے۔ کسی نے کسی کے جسم کو نقصان پہنچایا تو انتقاماً جسم ہی کو یکساں نقصان پہنچایا جاتا ہے یا بدلے میں قانون کے مطابق کوئی اور جرمانہ عائد ہوتا ہے؛ یہ نہیں ہوتا کہ کوئی کسی جسم کو نقصان پہنچائے تو اس کے عوض نقصان پہنچانے والے کی روح کو پکڑا جائے یا روح سے جرمانہ وصول کرنے کا مطالبہ رکھا جائے۔ اگر کوئی کسی کی ہڈی توڑ دے اور قانون کی زد میں آنے سے قبل مر جائے تو بدلے میں کسی دوسرے شخص کی ہڈی نہیں توڑی جاتی، نہ اس فعل پر جرمانہ کسی دوسرے سے وصول کیا جاتا ہے اور نہ ہی مرنے والے کی روح کو تلاش کرنے میں وقت برباد کیا جاتا ہے۔

ہیجڑوں کے اس فلسفے سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ان کے مطابق روح باشعور ہے اسی لیے انہوں نے اپنے جسم کو روح کے مطابق کر لیا۔ ان کو کرنا تو یہ چاہیے تھا کہ اپنی روح کو جسم کے مطابق ڈھالتے۔ اگر یہ ویسے کر سکتے ہیں تو یہ ایسے بھی کر سکتے ہیں اور ایسے کرنا ہر طرح سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسان بھی ہے۔

کیسے احساس ہوا کہ آپ کے اندر عورت کی روح ہے؟ تو جوابا کہتے ہیں بچپن میں گڑیا سے کھیلنا، کپڑے سینے کا شوق، مزید وہ معاملات جن کا تعلق خواتین سے ہوتا ہے، ہم میں پائے جاتے تھے۔ غور کریں ان کے اس جواب میں کوئی تسکین نہیں۔ ان چیزوں کا تعلق روح سے بالکل نہیں، مختلف وجوہ سے یوں ہوتا ہے۔ مثلاً معمول کے مطابق بچوں کا چھوٹی عمر میں زیادہ وقت ماں کے ساتھ گزرتا ہے اور اگر بچہ ایک ہی ہو تو وہ ماں سے زیادہ اثر لیتا ہے، چھوٹے بچوں میں دیکھ کر سیکھنے کی عادت ہوتی ہے اسی لیے وہ دوسروں کو کچھ بھی جس طریقے سے کچھ کرتے دیکھتے ہیں تو وہی کرنے لگتے ہیں۔ ماں کے ساتھ زیادہ وقت گزرتا ہے تو ماں کی حرکات وعادات اپناتے ہیں۔

کسی گھر میں مرد زیادہ ہوں اور ایک ہی عورت ہو تو اس گھر میں چھوٹی بچی اپنے لیے مذکر کے صیغے استعمال کرتی ہے۔ بڑے بچوں کا اثر چھوٹے بچے فوراً قبول کرتے ہیں۔ لڑکا بڑا ہو اور لڑکی چھوٹی ہو تو لڑکی مذکر کے صیغوں کے علاوہ لڑکے کے کپڑوں میں بھی دلچسپی رکھتی ہے اور عادتیں بھی وہی اختیار کرتی ہے جو لڑکے سے ظاہر ہوتی ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ جیسے جیسے شعور بڑھتا ہے یہ چیزیں بچی سے نکل جاتی ہیں۔

گھر میں مرد کم ہوں اور لڑکے کو مرد سے وقت کم یا ملتا ہی نہ ہو اور لڑکے کے وقت کا اکثر حصہ خواتین کے درمیان گزرتا ہو تو وہ خواتین کی طرح بولنا اور اشارے کرنا شروع کر دیتا ہے، پھر لڑکوں کے درمیان رہنے سے یہ چیزیں اس سے بہت جلد ختم ہو جاتی ہیں۔ کبھی ایسے ہوتا ہے کہ گھر والے توجہ نہیں دیتے اور لڑکے کو دوسرے لڑکوں میں وقت گزارنے کے مواقع بھی میسر نہیں آتے اور بچے کی عادتیں ذرا پکی ہو چکی ہوتی ہیں پھر ایسی چیزیں ذرا دیر سے چھوٹتی ہیں، مختلف طریقوں سے ان چیزوں کو بچے میں سے نکال دیا جاتا ہے۔ اس سب کے باوجود لڑکے کو لڑکی نہیں کہا جاتا۔

القصہ یہ مسئلہ دراصل کم عقلی اور کبھی ماحول کے اثر سے ہوتا ہے جو عقل میں اضافے اور ماحول صحیح ہونے یا بدلنے سے حل ہو جاتا ہے۔ اس کا عورت کی روح اور مرد کا جسم ہونے والے فلسفے سے کوئی تعلق نہیں۔

ایسے بھی ہوتا ہے کہ گھر میں لڑکیوں پر کم اور لڑکوں پر زیادہ توجہ ہوتی ہے جس کے نتیجے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لڑکیوں میں احساس کمتری کو جگہ ملتی ہے پھر حسد یا کسی اور خیال سے لڑکی لڑکا بننے کی کوشش کرتی ہے۔ اس صورت میں والدین قصوروار اور سخت غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں، ایسی صورت میں والدین کو حد درجہ محتاط ہونا چاہیے۔ مغربی ممالک میں جن لڑکیوں نے Sex reassingment surgery (جنس باز تفویض جراحت) کی طرف قدم اٹھا کر اپنی زندگیاں تباہ کیں ان سے جب اس عمل کی وجہ پوچھی گئی تو مختلف وجوہ کے علاوہ (بعض لڑکیوں کے مطابق) والدین کا لڑکوں کی طرف زیادہ متوجہ رہنا اور لڑکیوں پر کم توجہ بھی اہم وجہ تھی۔

اس بحث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہیجڑوں کو حیاتیاتی طور سے (Biologically) اپنا مرد ہوتا معلوم ہے۔

خنثی و مخنث

خنثی "خنث" سے ہے جس کا مطلب نرمی ہے۔ اصطلاح میں:

اذا کان للمولود فرج و ذکر فھو خنثی.[1]

"کسی بچے میں فرج و ذکر (دونوں ہوں) تو وہ خنثی ہے۔"

دوسرے الفاظ میں مزید تفصیل ہے:

من لہ ذکر کالرجل و فرج کالنساء او لا یکون لہ ذکر و لا فرج و یکون لہ ثقب یبول منہ۔[2]

"جس کا ذکر ہو (جس سے پیشاب نکلتا ہے) جیسے مرد کا ہوتا ہے اور ساتھ شرم گاہ بھی ہو جس طرح عورت کی ہوتی ہے یا یہ (ذکر و فرج) دونوں نہ ہوں صرف ایک سوراخ ہو جس سے پیشاب نکلے۔"

مخنث اسی (خنث) سے اسم مفعول ہے۔ اصطلاح میں مخنث سے مراد جو گفتگو یا چال یا دیگر حرکتوں میں عورتوں کی مشابہت کرے۔

مخنث دو طرح کا ہوتا ہے (۱) پیدائشی (۲) بناوٹی۔

---

[1] مختصر القدوری، کتاب الخنثی ص ۱۳۷۔ شرح فتح القدیر علی الھدایۃ ۱۰/ ۵۳۹

[2] الحاوی الکبیر فی فقہ مذھب امام شافعی، باب میراث الخنثی: ۸/ ۱۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیدائشی مخنث گناہ گار نہیں لیکن جو بالتکلف ایسا ہوا وہ شرعا مجرم ہے۔

خنثیٰ تیسری جنس ہے؟

خنثیٰ کی تعریف (باعتبار لغت، فقہا و ائمہ) پر نظر ڈالنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خنثیٰ نہ مرد (مذکر) ہے نہ عورت (مؤنث)۔ علم طب اور تاریخ سے اس جنس کا وجود ثابت ہے۔ ان چیزوں پر غور کرنے سے جب یقین حاصل ہو جائے تو خنثیٰ کو تیسری جنس ماننے میں کوئی پریشانی نہیں؛ البتہ اسلامی احکام کے اعتبار سے خنثیٰ کی تفتیش کے بعد اس پر مذکر یا مؤنث ہی کے احکام لاگو ہوتے ہیں کیوں کہ ہر انسان کا طبیعی رجحان مذکر یا مؤنث میں سے کسی ایک جنس کی جانب ہی ہوتا ہے۔ خنثیٰ سے متعلق چند اسلامی احکام استثنائی صورت اختیار کرتے ہیں باقی تمام احکام مرد و عورت کے دائرے ہی میں رہتے ہیں۔

ایک جماعت کا کہنا ہے کہ خنثیٰ تیسری جنس نہیں، جنس کی صرف دو ہی صورتیں ہیں: مذکر اور مؤنث۔ اس موقف کی تائید میں قرآن مجید سے یہ آیت بھی پیش ہوتی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً﴾ [النساء ۴:۱]

"اے لوگو! تقویٰ اختیار کرتے رہو اپنے اس رب کا جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا (پہلے) اس نے اسی ایک جان (آدم) میں سے اس کا جوڑا (حوا کو) پیدا کیا پھر ان دونوں سے پھیلائے بہت سے مرد اور عورتیں)۔"

ان کا کہنا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف مذکر و مؤنث ہی کا ذکر کیا ہے اگر کوئی تیسری جنس ہوتی تو اللہ اس کا ذکر بھی کرتا۔

مختصراً عرض ہے کہ بوقت پیدائش کسی کا مذکر یا مؤنث ہونا عام ضابطے کے مطابق شرم گاہ کو دیکھ کر ہی طے ہوتا ہے۔ نومولود میں مرد و عورت دونوں کے تناسلی آلات ہوں تو اس کو ایک نظر میں نہ لڑکا کہا جاتا ہے نہ لڑکی۔ فقہا ایسے معاملے میں دیکھتے تھے کہ اس فرد کا پیشاب کس مقام سے نکلتا ہے (ذکر سے یا فرج سے)، جس مقام سے پیشاب کا اخراج ہوتا ہے اسی حساب سے مذکر یا مؤنث تصور کرتے۔ اگر دونوں جگہ سے پیشاب نکلتا تو دیکھتے کہ پہلے کہاں سے خارج ہوا، اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں جگہ سے ایک ساتھ پیشاب نکلتا تو مزید انتظار کرتے اور آئندہ ظاہر ہونے والی علامات کو دیکھ کر مسئلہ حل کرتے مثلاً داڑھی آجائے، مردوں جیسی بہادری ہو وغیرہ تو ایسے فرد کو مذکر کے درجے میں رکھتے، اگر پستان ابھر آتے یا حیض آتا وغیرہ تو مؤنث کے درجے میں رکھتے)۔ دونوں جنس (مذکر و مؤنث) کی علامتیں پائی جاتیں تو معاملہ اٹکا رہتا (اس صورت میں ایسے فرد کو فقہا خنثی مشکل کہتے ہیں۔

یہ سب فرد پر حکماً مذکر یا مؤنث کے اسلامی احکام لاگو کرنے کے لیے ہوتا ہے نہ اس لیے کہ ایسے فرد کو حقیقی مذکر یا مؤنث ہی مانا جائے (ورنہ احکام میں کسی استثنا کی ضرورت ہی نہیں رہتی)۔ ظاہر ہے کسی فرد میں مذکر و مؤنث دونوں کے تناسلی آلات ہوں تو ایسے فرد کو کیسے مذکر یا صرف مؤنث قرار دیا جاسکتا ہے؟

رہا اس آیت سے استدلال تو پہلی بات یہ ہے کہ اس آیت میں تیسری جنس کی نفی نہیں۔

﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝﴾ [الدھر ۷۶:۲]

''یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا (عورت و مرد کے) ملے ہوئے نطفے سے آزمائش کے لیے اور اس (انسان) کو دیکھنے اور سننے والا بنایا۔''

اس آیت کے مطابق انسان کو دیکھنے اور سننے والا بنایا۔ سوال یہ ہے کیا انسانوں میں اندھے اور بہرے نہیں ہوتے؟ کوئی یہ نہیں کہتا انسانوں میں اندھے اور بہرے نہیں ہوتے، اگر ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا ذکر بھی اس آیت میں کر دیتا۔ دراصل انسانوں میں اکثر دیکھنے اور سننے والے ہیں اس لیے شمار میں جو زیادہ ہیں آیت میں ان ہی کی بات ہوئی۔ یہی معاملہ اس آیت کا بھی ہے یعنی اکثر انسان مذکر یا مؤنث ہی ہوتے ہیں اس لیے آیت میں جنس مذکر و جنس مؤنث کی بات ہوئی اور تیسری جنس کی کوئی نفی نہیں۔

جب عام بات ہوتی ہے تو معمول سے ہٹی ہوئی بات کو بیان نہیں کیا جاتا۔ مزید یہ کہ اس آیت میں غور کریں تو یہاں بات نفس واحد (آدمؑ) سے پیدا ہونے پھر اسی سے اس کے زوج (حوا) کا نکلنا پھر ان دونوں (آدم و حوا علیہما السلام) سے نسل کے جاری ہونے کا بیان ہے۔ یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ نسل کا بڑھنا عموماً مذکر و مؤنث سے ہے صرف مذکر مذکر یا مؤنث مؤنث یا مذکر خنثی یا مؤنث خنثی سے نسل نہیں بڑھ سکتی۔ آیت میں "بث منھما" سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ یہ تو معلوم ہی ہے کہ خنثی لاکھوں کروڑوں میں ایک ہوتا ہے۔

احکام مذکر یا مؤنث: مخنث کا معاملہ مردوں والا ہوگا اور خنثی میں علامات و رجحان وغیرہ کو دیکھا جائے گا پھر ایک جنس کے احکام لاگو ہوں گے۔

وراثت: خنثیٰ کی وراثت میں اس کے غالب رجحان کو دیکھ کر مسئلہ طے ہوگا۔ اگر ورثا میں اختلاف ہو جائے تو خنثی کی ماضی میں گزاری ہوئی زندگی پر نظر ڈالیں گے، اس کی بول چال، اوڑھنا پہننا وغیرہ بھی پیش نظر رکھیں گے۔ خوب تفتیش کے بعد مسئلہ طے ہوگا۔

رہا مخنث کی وراثت کا مسئلہ تو یہ ہوتا ہی مرد ہے لہذا اس کا مردوں کے برابر حصہ ہوگا۔

نماز میں امامت: خنثی کے پیچھے مردوں کی نماز درست نہیں اور خنثی عورتوں کا امام بنے تو بعض کے نزدیک بلا کراہیت اور بعض کے نزدیک مکروہ لیکن نماز درست ہے۔ مخنث کے پیچھے جمہور کے مطابق نماز جائز نہیں۔ وہ علما جو ان کے پیچھے مردوں کی نماز کو درست سمجھتے ہیں ان کے مطابق بھی صرف ضرورت کے تحت ہی جائز ہے۔ مخنث کے لیے جائز نہیں کہ وہ عورتوں کی امامت اس حال میں کرے کہ درمیان میں بحیثیت امام کھڑا ہو اور خواتین صف بندی میں اس کے دائیں و بائیں ہوں۔

پردہ: خواتین پر لازم ہے جیسے وہ مردوں سے پردہ کرتی ہیں اسی اہتمام سے خنثیٰ و مخنث دونوں سے پردہ کریں۔ خنثیٰ کا مذکر و مؤنث ہونا واضح نہیں، مذکر و مؤنث دونوں میں ایک ہونے میں احتمال ہوتا ہے لہٰذا احتیاطاً پردہ ضروری ہے اور مخنث تو ہوتا ہی مرد ہے تو اس سے پردہ کرنا اسی طرح فرض ہے جیسے غیر محرم مرد سے۔

نکاح: خنثیٰ کا نکاح ایک صورت میں درست ہے اور دوسری میں نہیں۔ خنثیٰ کی دو صورتیں ہوتی ہے:

(۱) مرد و عورت دونوں کے آلات ہوں (۲) مرد و عورت دونوں کے آلات نہ ہوں بس ایک سوراخ ہو جہاں سے پیشاب جاری ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی صورت: وہ خنثیٰ جس میں مرد و عورت دونوں کے آلات ہوں اگر طبی علاج سے وہ ایک جنس میں منقلب ہو سکے اور دوسری جنس کے اثرات اس میں سے ختم ہو جائیں۔ مثلاً اگر اس میں Uterus(رحم)،Ovary(تخم دان)،Fallopian tubes(بنیض نالیاں/رحم کی نالیاں) موجود ہوں تو ذکر (مرد کا آلہ تناسل) وغیرہ کو جراحت سے ختم کر کے Hormones میں مطابقت و ترمیم وغیرہ کے بعد اس کی شادی مرد سے بالکل درست ہے۔ اس کے برعکس اگر علاج کے ذریعے مردانہ جنس اختیار ہو سکے (جس کے امکانات پہلی صورت کے مقابلے میں بہت کم ہوتے ہیں) تو اس کی شادی عورت سے درست ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ ایسی عورت یا ایسا مرد بانجھ ہو تو ایسے میں شریعت رغبت دلاتی ہے کہ بانجھ کی جگہ ایسے فرد سے شادی ہو جو بانجھ نہ ہو لیکن بانجھ سے شادی حرام نہیں۔ بانجھ سے نکاح نہ کرنے کے حوالے سے جو حدیثیں ہیں وہ صحیح قول کے مطابق کراہت سے متعلق ہیں۔

دوسری صورت: وہ خنثیٰ جو پہلی صورت سے خارج ہو اس کی شادی عورت یا مرد سے درست نہیں، کیوں کہ جنسی طور پر یہ نہ مرد ہے نہ عورت [خنثیٰ کی تعریف پر ایک نظر ڈال لیں]۔ اسے شہوت آتی ہو تو یہ صبر کرے اور اس کے حصول کے لیے روزے بھی رکھے۔ دراصل یہ مقدر کا مسئلہ ہے جیسے کسی شخص کا پیدائشی اندھا یا لنگڑا یا بہرا وغیرہ ہونا۔ ایسے تمام افراد جو پیدائشی طور پر کسی نعمت سے محروم ہوں انہیں اللہ کے فیصلوں سے راضی رہنا چاہیے۔ ایسی مثبت سوچ کے ساتھ زندگی گزاریں جس سے انہیں اللہ کا قرب ملے۔ یہ سوچیں کہ جس صلاحیت سے وہ قدرتی طور پر محروم ہیں وہ ان کے حق میں بہتر ہے کیوں کہ ان صلاحیتوں کا وہ غلط استعمال کر سکتے تھے۔ ظاہر ہے یہ کام مشکل ہے اور انسان کی فطری بے صبری بھی ہے۔ دنیا دار العمل اور آزمائش کی جگہ ہے، ہر شخص کی آزمائش اس کی ایمانی و جسمانی طاقت کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ مقدر ہی وہ چیز ہے جس پر ایمان لا کر انسان کسی بھی نقصان یا تکلیف پر فوراً صبر کر سکتا ہے نیز صابر یہ سوچ رکھتا ہے کہ یہی میرے لیے بہتر تھا۔ اس سوچ کے ساتھ وہ اپنے رب سے راضی بھی رہتا ہے اور اپنے رب کو راضی رکھنے کی کوشش اس امید سے کرتا ہے کہ اس کا رب اسے ہمیشہ کی زندگی میں صبر کی وجہ سے بہترین بدلہ دے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا مخنث کی شادی کا مسئلہ تو اس کا مذکر ہونا واضح ہے البتہ یہ دو میں سے کسی ایک حال میں ہوتا ہے:

(۱) مردانہ صلاحیت موجود (۲) خصی

مقدم الذکر صورت میں توبہ کے بعد ایسے شخص کا نکاح عورت سے درست ہے۔ مخنث کے ساتھ یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ وہ ایک مدت عورتوں سے مشابہت میں گزار چکا ہوتا ہے ، اس لیے ان کی چال وگفتار میں عورتوں کا اثر رہتا ہے، اس اثر سے فوراً باہر نہیں نکلا جا سکتا لہٰذا مخنث ان عادات کو بدلنے کی نیت کرے اور اللہ سے دعا بھی کرے۔ معاشرے کے افراد بھی اس کی مدد پیار و محبت وخلوص سے کریں۔ معاشرے کے افراد خاص کر اس کے گھر والوں کو اچھے بااخلاق روحانی و جسمانی طبیب کی طرح مخنث کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ دوران گفتگو مخنث اپنے لیے مؤنث کا صیغہ استعمال کرے یا عورتوں کی مخصوص اشیا استعمال کرنے کی طرف قدم بڑھائے یا خواتین میں داخل ہونے کی کوشش کرے وغیرہ وغیرہ تو اسے اچھے طریقے سے یاد کرائیں کہ وہ مرد ہے۔

مؤخر الذکر (خصی) صورت میں اس کی شادی درست نہیں کیوں کہ انسانی زندگی میں کھانا پینا، تن ڈھانکنا، تحفظ اور نسل بڑھانا ضروری ہے۔ کھانے پینے کا بندوبست تو ایسا شخص کر سکتا ہے لیکن آگے نسل کا جاری ہونا ایسے شخص کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ اگر ایسے شخص کی کسی لڑکی سے شادی ہو جائے تو وہ لڑکی اپنی جسمانی ضرورت کو اس سے پورا نہیں کر سکتی، ایسے میں جو خرابیاں ہوں گی ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ نیز کوئی دین دار لڑکی جو نکاح کے اسلامی فلسفے سے واقف ہو ایسے شخص سے شادی کے لیے کبھی خوشی سے تیار نہیں ہو سکتی۔ مردانہ صلاحیت سے محروم شخص جو انسانی ضروریات کو سمجھتا ہو، خوشی اور غم کو محسوس کرتا ہو وہ خود بھی کسی لڑکی کی زندگی خراب کرنے کے لیے کبھی تیار نہیں ہوگا۔ ہاں ایسے شخص کی شادی اس عورت سے ہو سکتی ہے جو عمر کی وجہ سے جنسی خواہش نہ رکھتی ہو، اس صورت میں یہ دونوں بذریعہ نکاح ایک دوسرے کا سہارا بن کر نظام خانہ داری بڑھا سکتے ہیں۔ ایسا شخص اس عورت کے حق میں عنین (جو آلہ تناسل ہونے کے باوجود صحبت کرنے کے قابل نہ ہو) [ایسے شخص کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے میں عورت کو اختیار ہوتا ہے] کے حکم میں ہوگا۔ یہ جواز ان باتوں سے مشروط ہے جن کا ذکر اوپر ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: ایسا شخص (مؤخر الذکر صورت) بعد تو یہ اپنی اصل پر لوٹ کر مخنث نہیں کہلائے گا (بلکہ یہ خصی کے حکم میں ہوگا)۔مزید یہ کہ ایسا شخص تخنث سے باہر نکل کر اگر کسی کو دھوکے میں رکھ کر نکاح کر لے تو اس لڑکی کو خلع لینے کا مکمل حق ہے۔جیسے مجبوب (جس کا ذکر کٹا ہوا ہو) سے کسی عورت کی مرضی کے خلاف شادی ناجائز ہے ایسے ہی کسی خصی شخص سے بھی زبردستی یا دھوکے سے شادی جائز نہیں۔

حج وعمرہ: وہ مخنث جو لباس میں بھی عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہو اس مخنث پر لازم ہے کہ وہ اپنی اصل پر لوٹ آئے اور عوتوں کی مشابہت ہر چیز میں ترک کر دے، اسے ارکان حج وعمرہ میں مردوں کے طریقے پر عمل کرنا ہوگا۔خنثیٰ کا غالب رجحان اگر مردوں کی جانب ہے تو مردوں کے طریقے سے حج کرے کیوں کہ اس صورت میں اس سے اکثر افعال مردوں کی طرح سرزد ہوتے ہیں اور اگر اس کا غالب رجحان عورتوں کی جانب ہے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ بغیر محرم حج کے لیے جائے۔محرم کی موجودگی میں یہ عورتوں کے طریقے پر ارکان حج وعمرہ ادا کرے۔

حراست وجیل خانے: خنثیٰ تعداد میں نہایت قلیل ہوتے ہیں، ان کے لیے تمام تھانوں میں علیحدہ حراست خانوں کا اہتمام یقیناً تکلف ہے۔کسی شہر، گاؤں کے ایک تھانے میں ہی ان کے لیے حراست خانہ بنا دیا جائے تو کافی رہے گا، تفتیش کے لیے اسی جگہ منتقل کر دیا جائے۔جیل خانوں میں بھی ان کی تعداد نہایت قلیل ہونے کی وجہ سے علیحدہ جیل خانے بنانے کی ضرورت نہیں۔ سینٹرل جیل میں ایک جگہ سزا کاٹنے کے لیے مختص ہو جائے تو کافی ہے۔مخنث تو ہوتا ہی مرد ہے لہذا کسی جرم میں پکڑا جائے تو دوران سزا مناسب طریقے سے اسے اس کی اصل کی طرف لوٹایا جائے، اس دوران اس سے مردوں والا سلوک ہی ہوگا۔

شناختی کارڈ: مخنث کے شناختی کارڈ میں جنس کے لیے مرد ہی کا اندراج ہوگا کیوں کہ یا تو اس نے اپنی اصل کی طرف بعد تربیت یا تحذیر لوٹ آنا ہے یا اس کے لیے جلاوطنی ہے اور اصلاً یہ ہوتا ہی مرد ہے بھلے یہ تخنث کے ساتھ خصی بھی ہو۔خنثیٰ شناخت کے اعتبار سے تیسری جنس ہے لہذا یہی اندراج ہو۔

وہ مخنث جو ہیجڑا بنا ہوا ہو اس کے لیے شناختی کارڈ میں والد کے خانے میں گرو کے اندراج کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ختم کرنا چاہیے اور اس جگہ اس کے والد ہی کا نام درج ہونا چاہیے۔

مخنث اور سوسائٹی

مخنث عموماً تین میں سے کسی ایک حال میں ہوتا ہے: (۱) جو اپنی خواہش سے خصیوں کو نکلوا چکا ہو (۲) جسے زبردستی خصی کیا ہو (۳) بغیر خصی ہوئے عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہو۔

پہلا شخص جو اپنی خواہش سے خصیوں کو نکلوا دے اور عورتوں کا روپ اختیار کر لے پھر اس فعل کو پیسے کمانے کا ذریعہ بنائے اور فحاشی پھیلائے یا کوئی اور خلاف شرع کام کرے، اول تا آخر سب حرام ہے۔ ایسے خصی شخص کی مردانگی واپس بحال نہیں ہوگی۔ اس کے باوجود اس پر لازم ہے کہ وہ عورتوں کی وضع قطع ترک کر کے مردوں کی شکل وصورت و عادات اختیار کرے، اس گناہ پر نادم ہو اور اس خلافِ شرع فعل سے توبہ کرے۔ اگر توبہ نہیں کرتا تو حکومت پر لازم ہے کہ جب کوئی تدبیر کام نہ آئے تو ایسے شخص کو جلاوطن کر دیا جائے۔

جس شخص کو جبراً خصی کیا گیا ہو (بھلے فاعل کوئی بھی ہو) ایسے شخص کو بھی بہر حال مردوں کی عادات اور لباس ہی اختیار کرنا ہے اور جس نے اس پر یہ ظلم کیا ہو حکومت وقت پر لازم ہے کہ وہ اسے سخت سزا دے تا کہ آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے۔ ہیجڑوں کے گرو بھی یہ ظلم کرتے ہیں اور پھر اپنے ہاتھوں سے خصی کیے ہوئے لوگوں کو اپنے حلقے میں داخل کر کے بھیک منگواتے ہیں اور ان کے جسموں کو جنسی درندوں کے آگے کر کے پیسہ لیتے ہیں۔ صحیح قول کے مطابق خصی کرنے والے کو بدلے میں خصی کرنا یا اس پر دیت واجب ہے۔

مکمل مرد جس نے شیطانی وسوسوں میں پھنس کر عورتوں کا روپ اختیار کر لیا ہو۔ اس شخص پر اسلامی احکام و ہدایات کو پیش کیا جائے گا اور اسے سمجھایا جائے کہ وہ خلاف شرع حرکتیں ترک کر دے۔ اسے بتایا جائے کہ نبی ﷺ نے اس فعل پر لعنت کی ہے جو اس نے اپنایا ہوا ہے۔ اگر یہ توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ حکومت بزور اس کو صحیح راستے پر لائے، آخری صورت میں ایسے تمام افراد کو جلاوطن کر دیا جائے گا جیسا کہ حضرت محمد ﷺ اور حضرت عمر نے کیا۔

ٹرانس جینڈروں اور ہیجڑوں کا حال رسول ﷺ کی عدالت میں

* لعن النبی ﷺ المخنثین من الرجال و المترجلات من النساء و قال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخرجوھم من بیوتکم.(۱)

"نبی ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی اور فرمایا انہیں (مخنثین اور مترجلات) کو اپنے گھروں سے نکال دو۔"

مترجلہ اس عورت کو کہتے ہیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے۔وہ عورتیں جو پیدائشی طور پر مؤنث ہیں اگر وہ مردوں کا روپ اختیار کریں بھلے خود کو ٹرانس جینڈر عورت (Trans gender woman) کہیں یا اپنے لیے کوئی اور نام تجویز کریں لعنت میں ہیجڑوں اور مخنثین کے ساتھ برابر شریک ہیں۔

* لعن رسول اللہ ﷺ الرجل یلبس لبسۃ المراۃ و المراۃ تلبس لبسۃ الرجل۔(۲)

"رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی لعنت کی جو مردوں کا لباس پہنے۔"

اس حدیث میں Cross dressers جنہیں Transvesties (جنس مخالف کا لباس پہننے والے) بھی کہا جاتا ہے ان پر لعنت ہے۔

* ان رسول اللہ ﷺ لعن الواصلۃ و الموصولۃ و المتشبھین من الرجال بالنساء و المتشبھات من النساء بالرجال.(۳)

"رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی مصنوعی بال لگانے اور لگوانے والی پر اور ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔"

اس حدیث کے مطابق لعنت کی زد میں وہ تمام طبیب بھی آتے ہیں جو کسی مرد یا عورت کی جنس بدلنے میں معاون ہوتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے:

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبھین باالنساء من البیوت:۵۸۸۶

(۲) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبھین باالنساء من البیوت:۵۸۸۶

(۳) مسند احمد، حدیث ۳۰۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّاءِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا بَالُ هَذَا؟» فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ، فَأَمَرَ بِهِ فَنُفِيَ إِلَى النَّقِيعِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا نَقْتُلُهُ؟ فَقَالَ: «إِنِّي نُهِيتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّينَ» قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: «وَالنَّقِيعُ نَاحِيَةٌ عَنِ الْمَدِينَةِ وَلَيْسَ بِالْبَقِيعِ۔ (1)

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک مخنث لایا گیا جس کے ہاتھ اور پیر مہندی سے رنگے ہوئے تھے، اسے دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے (مدینہ سے جلاوطن کر کے) نقیع (2) کی طرف بھیجنے کا حکم دیا، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم اسے قتل کر دیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے نمازیوں کو قتل کرنے سے روکا گیا ہے۔ “

اس حدیث میں وہ افراد جو خود کو ٹرانس جینڈر کہہ کر مرد سے عورت یا عورت سے مرد ہونا باور کرائیں یا بھلے خود کو کسی دوسرے نام سے متعارف کرائیں سب واپس اپنی اصل پر نہ لوٹیں تو حکومت پر لازم ہے کہ ان کو جلاوطن کیا جائے اور معاشرے کو ان کے شر سے محفوظ رکھا جائے۔

نابالغ بچوں کی سرجری

بعض بچے پیدا ہوتے ہیں تو ان کی جنس مبہم ہوتی ہے اور کبھی کسی بچے میں مرد وعورت دونوں کے خاص اعضا ہوتے ہیں، ڈاکٹر کے مشورے سے بذریعہ ادویات اور ضرورت پڑنے پر جراحت (Surgery) سے انہیں مکمل طور سے ایک جنس کی جانب پھیرا جاتا ہے۔ شرعاً اس عمل میں کوئی قباحت نہیں۔

مخنث اور قوم لوط؟

مخنث کی قوم لوط سے مشابہت اس اعتبار سے ہے کہ اصلاً یہ مرد (مذکر) ہوتا ہے لیکن عورت (مؤنث) کی مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ عورت کی طرح بولنا، چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا،

(1) ابوداود، کتاب الادب، باب فی الحکم فی المخنثین: 4928

(2) یہ مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، اس سے بقیع قبرستان نہ سمجھا جائے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کپڑے پہننا وغیرہ وغیرہ اور خود کو عورت باور کراتا ہے۔مسئلہ یہاں تک ہی رہے تو اس پر قوم لوط والا حکم جاری نہیں ہوگا لیکن جب یہ کسی مرد سے بدفعلی کرے گا تو بلا شبہ یہ (ہم جنس پرست) قوم لوط والے عمل کا مرتکب ہوتا ہے۔اس عمل بد کا مرتکب قرآن مجید کے مطابق ''مسرف'' (حد سے بڑھ جانے والا) ہے اور نبی ﷺ نے ایسے شخص پر ایک حدیث میں لعنت کی اور دوسری حدیث میں فرمایا:

من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل و المفعول به ۔ [1]

''جسے تم قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو اس عمل میں ملوث دونوں افراد (فاعل ومفعول) کو قتل کر دو۔''

یہ ہم جنس پرست مرد کی سزا ہے؛ اسے نافذ کرنا حکومت کا کام ہے، کسی عام فرد کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں۔

تشکیل معاشرہ اور اسلام

اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے مسلمانوں کے پاس حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے، ارشاد باری تعالیٰ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الاحزاب ۳۳:۲۱]

'' بلاشبہ تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول (محمد ﷺ) کی ذات بہترین نمونہ ہے)۔

محمد ﷺ نے معاشرے کو ریاست مدینہ کی صورت میں قائم کر کے دکھایا اور مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تاریخ انسانی میں جو معاشرہ محمد ﷺ نے بنایا اس کی کوئی مثال نہیں لہذا ہر حال میں محمد ﷺ کی پیروی ضروری اور اسی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك.

(ماہنامہ محدث، لاہور)

---

[1] ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی حد اللوطی: ۱۴۵۶۔ ابو داود، کتاب الحدود، باب فیمن عمل عمل قوم لوط: ۴۴۶۲

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فکری مضامین

ڈاکٹر ابصار احمد [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ

مغرب کی مسلمانوں کے خلاف تہذیبی و معاشرتی جنگ

جو مسلمانوں میں سے اسلامیت خصوصاً حیاء کو ختم کرنا چاہتی ہے

عالم اسلام میں بالعموم اور ہمارے وطن عزیز پاکستان میں بالخصوص آبادی کے بڑے حصے کے دینی شعور اور اسلام کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے کا گراف مسلسل تیزی سے نیچے آرہا ہے، جس کے شواہد ہم اپنے گھروں، گلیوں، بازاروں، تعلیمی اداروں اور حکومتی اداروں غرض ہر جگہ دیکھ سکتے ہیں۔ سائبر سپیس کی آمد اور ڈیجیٹل انقلاب کے بعد ہماری ذہنی محکومی اور مغلوبیت میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ ایک معروف اسلامی دانشور کے تجزیہ و تحلیل کے مطابق عصر حاضر کے مسلمانوں کا مسئلہ ''حالت انکار'' میں ہونا ہے جس کی وضاحت اور تنقیدی جائزہ راقم آثم نے جریدہ ہذا کے شمارہ بابت اکتوبر۔دسمبر ۲۰۲۱ء میں کیا تھا۔ ان کے برخلاف راقم کے خیال میں ہمارے دینی و اخلاقی زوال و بحران کا اصل سبب یورپی و امریکی الحاد اور لبرل افکار سے سحرزدہ اور ان کا محکوم بن جانا ہے۔ اس حالت محکومی و بے بسی میں ہماری آنکھیں اور کان بھی، اِلا ماشاء اللہ، جاہلیت کے فراہم کردہ سمعی و بصری مواد سے ہمہ وقت مسموم رہتے ہیں۔ نفاق، کفر اور ارتداد کے لشکر ہماری دانش گاہوں، ثقافتی اداروں اور حکومتی ایوانوں میں دندناتے دیکھے جا رہے ہیں۔ عالم کفر کی اہل اسلام کے خلاف جنگ کا ایک اہم محور 'مسلمان' کو ایک تہذیبی و معاشرتی واقعے اور حقیقت کے طور پر ختم کر دینا ہے۔

مغرب کی تہذیبی و ثقافتی جارحیت کا تازہ ثبوت ٹرانس جینڈر لاء ہے جو ۲۰۱۸ء میں پیپلز

---

[1] سابق صدر شعبہ فلسفہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پارٹی کی حکومت نے پیش کیا اور تمام سیاسی جماعتوں نے اس کے حق میں ووٹ دے کر اس بل کو انتہائی سرعت اور چابکدستی سے پارلیمنٹ اور سینٹ دونوں سے پاس کروا لیا۔ یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ ہمارے ارکان پارلیمنٹ کی غالب اکثریت عمومی طور پر قانون سازی کے وقت ماسوائے انگوٹھا لگانے کے اور کچھ نہیں کرتی۔ ورنہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کے نام پر جس طرز کا قانون اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ساری سیاسی جماعتوں نے مل کر پاس کیا[1] اور پھر تحریک انصاف نے اسے نافذ کرنے کی کوشش کی اور موجودہ پی ڈی ایم حکومت بھی اسے نافذ کر رہی ہے حالانکہ اس کی کچھ شقیں غیر اخلاقی عواقب کے ساتھ انتہائی خطرناک اور غیر قرآنی ہیں جو معاشرے میں بے راہ روی، ہم جنس پرستی اور دوسری متعدد خلافِ اسلام خرابیوں کا باعث بن سکتی ہیں۔

ہماری مقننہ کی طرف سے اس ایکٹ کا پاس ہونا ارکانِ پارلیمنٹ کے غیر سنجیدہ ہونے اور ساتھ ہی اپنے دین وشریعت کے بنیادی علم سے بھی قطعی نابلد ہونے کا واضح اور ناقابل تردید ثبوت ہے جس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ برطانوی نوآبادیاتی دور کے احساسِ کمتری کے آسیب نے ہمارے سماج اور بالخصوص جتھہ بند اشرافیہ (cartelised elite) کی فکری تشکیل میں خود شکستگی کا عنصر داخل کر رکھا ہے اور ہم حقیقت میں نقالوں کی بے روح قوم بن کر رہ گئے ہیں۔ سیاسی خود مختاری اور خود ارادیت کے لیے ضروری ہے کہ ہم سیکولر/لبرل جدیدیت کی فکری تنگنائے سے باہر نکلیں اور قرآن وسنت کی صورت میں جو راہ ہدایت ہمیں بتائی گئی ہے اسے مضبوطی سے تھام کر دنیا اور آخرت دونوں میں سرشاری اور کامرانی سے ہمکنار ہوں۔ جدیدیت کے فکری اور عملی رویے پر پوسٹ ماڈرن ازم نے مزید خرابی اس طرح کی کہ اس نے ہر چیز یا تصور (حقیقت، خیر وشر، علم، انسانی صنفی وجود وغیرہ) کی مستقل نوعی صورت کو ختم کر کے قابل تحول (fluid/liquid) قرار دیا۔ چنانچہ نومولود بچے/بچی کی خداداد صنفی حیثیت کو چیلنج کر کے مرد/عورت کی جنسی حیثیت کو سوشل کنسٹرکٹ کہا گیا اور اس کی آڑ میں مرد وزن کی کامل مساوات کا نعرہ لگایا گیا۔ مغرب کی ذہنی غلامی کے زیر اثر ہمارے ملک کی یونیورسٹیز میں بھی جینڈر سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ قائم کیے گئے ہیں جن میں پڑھائے جانے والے کورسز کا پورا محتوی ہماری اسلامی تہذیب وتمدن کی اقدار سے متصادم ہے۔

---

[1] بدقسمتی یہ کہ دینی جماعتیں بھی سوئی رہیں حالانکہ اس وقت سراج الحق صاحب سینٹ کے اور مولانا فضل الرحمن قومی اسمبلی کے رکن تھے اور ان کے ایک درجن سے زیادہ ارکان اسمبلی میں بھی موجود تھے۔ مدیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ اللہ کا بڑا کرم ہے کہ ہمارے ہاں دینی شعور وحمیت رکھنے والے ایسے خواتین و حضرات بھی موجود ہیں جو ٹرانس جینڈر لاء کی خباثتوں پر علمی انداز میں مدلل تحریریں قلمبند کر رہے ہیں۔ ان میں شعور میڈیا نیٹ ورک کے ڈائریکٹر جناب شعیب مدنی کی ویڈیوز بہت مفید اور ازحد معلوماتی ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر صائمہ اسماء کے تین اقساط میں اخباری کالم بعنوان 'کیا تیسری جنس ایک حقیقت ہے' اور جناب انصار عباسی صاحب کے کالم بھی اس مسئلے پر قرآن وحدیث کی روشنی میں ناظرین اور قارئین کو علمی مواد اور آگہی دیتے ہیں۔ پاکستان کا آئین کہتا ہے کہ قرآن وسنت سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں ہوسکتی جبکہ یہ ایکٹ صریحاً آئین سے متصادم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اصولی اور تکنیکی طور پر ٹرانس جینڈر کی اصطلاح ہی قرآن وسنت کی رو سے غیر حقیقی اور شیطانی ہے۔ اس میں خود ساختہ صنفی پہچان 'self-perceived gender identity' میلانِ طبع (inclination)' اندرونی احساسات وجذبات اور ذاتی تصور میں آئی ہوئی شناخت کو قانونی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے اور یہ شرعی طور پر سراسر حرام اور قابل سزا جرم ہے۔ ایک لاکھ میں معدودے چند بچے پیدائش کے وقت ہی سے خنثیٰ (intersex persons) ہو سکتے ہیں جن کی سرجری اور ہارمون تھراپی علاج کے ذریعے خلقی صنف واضح کی جا سکتی ہے۔ انہیں تیسری جنس کہنا ان کے ساتھ زیادتی اور ظلم ہے۔ اگر کسی کو اپنی صنفی شناخت تبدیل کرنے کا شوق ہے جو دراصل ایک قابلِ علاج نفسیاتی بیماری ہے جسے جینڈر ڈس فوریا کہا جاتا ہے۔ اس نفسیاتی مرض میں وہ اصلاً اللہ کی تخلیق کے قانون کو ٹھکراتا ہے اور اس کا یہ رویہ نیکی اور پاکدامنی کے پورے تصور کو تار تار کر دیتا ہے۔ یہ ایکٹ مغربی دنیا کے دباؤ کے تحت محض ہم جنس پرستی (LGBTQ+) کے حامیوں کی خاطر بنایا گیا ہے جبکہ تعزیرات پاکستان میں ہم جنس پرستی (Homosexuality) جرم ہے۔ خود ساختہ صنفی پہچان کو قانونی تحفظ دے کر معاشرے میں جنسی بے راہ روی اور ہمارے عائلی نظام کی بربادی کا سامان کیا جا رہا ہے۔ جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان صاحب نے اس شیطانی ایجنڈے کے انسداد کے لیے ترمیمی بل پیش کیا ہے کہ جنس کی تبدیلی کے لیے طبی اور نفسیاتی ماہرین کے بورڈ کی مثبت رپورٹ اور دو سال تک ان کی نگرانی ضروری ہوگی تاکہ جینڈر ڈس فوریا کے مریض جنس تبدیل نہ کرا سکیں۔ اعداد وشمار کے مطابق اب تک تیس ہزار کے لگ بھگ لوگ نادرا سے اپنی صنف تبدیل کروا کر ہمارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کی روایتی اسلامی اقدار اور قوانین کے ساتھ کھلواڑ کرنے کے لیے میدان میں آ گئے ہیں۔ دعا ہے کہ ہم مسلمان جو الہامی ہدایت سے سرفراز ہیں عذابِ الٰہی کی گرفت میں نہ آئیں اور ہمارے حکمران بھی اللہ کو ناراض کرنے والی پالیسیاں بنانے سے باز آ جائیں۔

جدید مغربی فلسفہ وفکر کا گہرا تنقیدی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں اخلاق و تہذیبی اقدار کی مابعد الطبیعی بنیاد (anchoring) کا اب کوئی تصور نہیں رہا ہے۔ پولینڈ کے فلسفی زگمنٹ باؤمین کی کتاب ''ٹکڑوں میں بٹی زندگی'' (Life in Fragments) بتاتی ہے کہ یورپ اور امریکہ میں پڑھے لکھے لوگ ذہنی طور پر ایک خلا (void) اور انکارِ کُل (Nihilism) میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور راگ رنگ اور فری سیکس کے پاپولر کلچر نے عوام وخواص سب کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔ گریکورومن فکر اور عیسائیت کے وجود اور کائنات کے حوالے سے بنیادی روحانی تعبیر کو ترک اور anti-essentialist پوزیشن لینے نے ان کے پورے اسلوبِ ہستی اور بین الانسانی اندازِ تعلق کو یکسر تبدیل کر دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اب وہاں انسان ہونا خود معرضِ خطر میں ہے۔ اور بہت سے نام نہاد علمی مقالے اور کتابیں پوسٹ ہیومن سیناریو سے متعلق شائع ہو رہی ہیں۔ آزادی، ڈویلپمنٹ، پروگریس اور لامتناہی سائنسی/ ٹیکنالوجیکل ترقی کے ساتھ اب دعویٰ موت کو بھی شکست دینے کا ہے، اگرچہ اس میں یہ یقیناً کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ بہر حال دوسری جانب مغرب ہی میں بعض ایسے سنجیدہ فکر اور علمی تجزیہ و تحلیل کرنے والے مفکرین بھی ہیں جنہوں نے متعدد اہم تصانیف میں مغرب کی ٹیکنالوجیکل اور ڈیجیٹل ترقی پر نہ صرف سخت تنقید کی ہے بلکہ اسے انسانیت کے لیے انتہائی منفی قرار دیا ہے۔ ان میں متعدد دوسرے تہذیبِ حاضر کے نقاد مصنّفین کے ساتھ کارل آرٹرومین اور جان گرے کے رشحاتِ قلم مغربی تہذیب و کلچر سے ازالۂ سحر (Disillusionment) کا کھل کر اظہار کرتے ہیں۔ اور 'ہیومن کنڈیشن' کی کلچرل اور نفسیاتی ناہمواریوں کے بارے میں سخت ذہنی کرب اور تشویش کے ساتھ بنیادی سوالات اٹھاتے ہیں۔

راقم کا خیال ہے کہ اب مغرب میں اکیڈیمیا کے کچھ اعلیٰ حلقوں میں بنیادی علمی سوالات کو وجودی اور روحانی پرسپکٹو میں دیکھنے کا رجحان بھی پیدا ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں یورپ اور امریکہ کے مقامی اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کا بالخصوص حلقہ بگوشِ اسلام ہونا اور دینی علوم کا انتہائی محنت سے اسلامی ممالک میں طویل عرصہ قیام پذیر رہ کر حاصل کرنا اور پھر اسلام کی حقانیت کو نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف اپنے آبائی خطوں بلکہ بین الاقوامی سطح پر پیش کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں قرآن و سُنّت کی تعلیمات کو اعلیٰ علمی سطح پر پیش کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ہمارا زمانہ دورِ زوال اور غربتِ اسلام کا دَور ہے۔ بانی انجمن خدام القرآن و تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے قرآن وسنت کی تعلیمات اپنے فہم کے مطابق نصف صدی سے زیادہ عرصہ پاکستان اور کئی غیر ممالک میں انتہائی پُرجوش اور انقلاب آفریں انداز میں پھیلائیں۔ دوسری جانب بعض اسلامی دعوتی و سیاسی جماعتیں جدیدیت کی تہذیبی مرادات (پروگریس اور اقتصادی فلاح) کو مذہبی اصطلاحات کی آڑ میں آگے بڑھانے کے عمل تک محدود ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس نوع کی پیوندکاری سے اب کام نہیں چلے گا۔ ضرورت سطحی باتوں اور نعروں سے باہر نکل کر دین متین کے ثوابت ومحکمات کو صحیح عقیدے کی روشنی میں اس طرح پیش کرنے کی ہے کہ وہ مفہومات سے اوپر اُٹھ کر وجودی وایمانی احوال کے طور پر محسوس ہوں۔ عصری سماجیات کے دقائق ومعارف پر گہری نظر رکھنے والے جناب حامد کمال الدین رقمطراز ہیں:

''.....نظام سے تو شریعت خداوندی یہاں بہت پہلے فارغ کرائی جا چکی۔ اب تو وہ ذہنوں سے کھرچ دی جانے لگی ہے۔ ''معاشرے'' سے بے دخل ٹھہرائی جانے لگی ہے۔ ''نظام'' کی بحثیں اٹھانے والے خدارا معاملے کی صحیح پوزیشن کو سمجھیں۔ اس جنگ کا محاذ فی الوقع ''سماج'' ہے نظام نہیں ہے۔ یعنی صحیح معنوں میں ایک غربت اسلام جو ہمیں درپیش ہے۔ یہاں آپ کو ''تعلیم عقیدہ'' کی سطح پر آنا اور جاہلیت کے ساتھ ایک گہرا اختلاف اٹھانا ہوگا۔ ایک ''سماجی محاذ'' اٹھانے تک جانا ہوگا۔ اسے ''ملتوں'' اور تہذیبوں کی آویزش بنانا ہوگا۔ مسئلے کو ''شرک اور توحید'' کی بنیاد پر لینا ہوگا: کیونکہ ہیومن ازم کے ساتھ فی الواقع ہمارا اسی نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اس سے کم سطح کا کوئی بھی علاج مرض کو اور بھی تقویت دے گا۔'' [1]

مندرجہ بالا سطور کے مطابق ہمارے اسلامی سیکٹر کو ایکٹوازم کے غیر موثر افعال کو کم کرکے موثر اور نتیجہ خیز مشاغل کی طرف جانا چاہیے۔ معاملے کو کسی ایک عدد ''سیاسی سکیم' یا سالوں پر محیط 'تعلیمی وتربیتی پروگرام' میں محصور جاننا نتائج کے اعتبار سے سخت مایوس کن رہا ہے۔ ہمیں سیکولرازم،

[1] مصنف کی فکر انگیز کتاب 'انسان دیوتا کے حق میں پاپ' (www.eaqaz.org) سے اقتباس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیومن ازم اور جدیدیت یا بالفاظِ دیگر ''ایمان بمقابلہ کفر'' کے مباحث کو فرد سے افراد اور سماج تک پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اول الذکر سیاسی ایکٹوازم اور موخر الذکر دعوتی، علمی و تعلیمی فعالیت میں جوہری تنوع ہے۔ پُرجوش تقاریر کی بجائے علمی واصلاحی مجالس اور حلقات کا اہتمام اُمّت کی روایت میں افراد میں پائیدار ذہنی وقلبی تبدیلی لانے اور سماج میں دین اور دینی شعائر کے لیے ایک غلغلہ پیدا کرنے کا کارگر منہج رہا ہے۔ چنانچہ یہ برادر محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس قرآنی ہی کا پھیلاؤ (proliferation) ہے کہ مرکزی انجمن خدام القرآن کی قرآن اکیڈمی اور قرآن کالج کے فارغ التحصیل طلبا دینی روایت کے وارثین کا رول ادا کرتے ہوئے دعوت واشاعت قرآنی کا کام اپنے اپنے علاقوں اور حلقوں میں کر رہے ہیں۔ فللّٰہ الحمد والشکر!

کراچی میں گزشتہ سال کے اواخر میں عزیزم ڈاکٹر رشید ارشد صاحب مدرس رجوع الی القرآن کورس کا ایک اصلاحی وعظ راقم کو از حد پسند آیا اور مؤثر لگا۔ چنانچہ اس کی ویڈیو ریکارڈنگ بہت سے احباب سے شیئر کی۔ زیر نظر تحریر کے مندرجات راقم سطور نے اسی سے لیے ہیں۔

تنزیل ربانی میں بندۂ مؤمن کے اپنے خالق ومالک حقیقی سے تعلق کی نسبتیں عام طور پر دو ہی بیان کی گئی ہیں: اولاً خوف اور ڈر جو دراصل بعث بعد الموت اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہی کا ڈر اور خوف ہے۔ اسی خوف کا اظہار 'تقویٰ' پر مبنی پوری زندگی کا رخ اور تمام افعال کی تہہ میں کارفرما جذبہ اور احساس ہے۔ ثانیاً اللہ تعالیٰ سے ایک بندۂ مؤمن کا محبوب ومطلوب حقیقی کے ساتھ شدید محبت والا تعلق: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۶۵) یعنی اللہ سے محبّت اور وفاداری کے رشتے کو مستحکم سے مستحکم تر کرنا دراصل اہل اللہ کی صفت ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ احادیث رسول ﷺ بھی ہمارے لیے خزینہ علم وحکمت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک روایت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ سے اس درجے اور اس کیفیت سے حیا کرنے کا حکم دیا ہے جو اس کا حق ہے۔ اور پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے نہایت بلیغ انداز اختیار کیا۔ زیر مطالعہ حدیث کا متن درج ذیل ہے جو جامع ترمذی' مسند احمد بن حنبل اور مستدرک حاکم میں الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ راقم کے محدود علم کی حد تک اس حدیث میں اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان تعلق ونسبت کی ایک تیسری جہت سامنے آتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وہ ہے حیا کے حوالے سے۔سیّدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنے اصحاب سے فرمایا:

«اسْتَحْيُوا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ»قَالَ : قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّا نَسْتَحْيِيْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، قَالَ:«لَيْسَ ذَاكَ، وَلٰكِنَّ الْاِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعٰى، وَالْبَطْنَ وَمَا حَوٰى، وَلْتَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى، وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ»[1]

اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ یا صحیح تر الفاظ میں ترجمانی اس طرح کی گئی ہے:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے حیا کرو جیسا کہ اور جتنا کہ اس سے حیا کا حق ہے۔صحابہ کرام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں اور اس پر اللہ کا شکر کرتے ہیں اور اسی کی حمد ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات ایسی نہیں ہے' اتنی سادہ نہیں ہے جتنی تم سمجھ رہے ہو۔بلکہ اللہ سے حیا کرنا اور اس میں اس کا حق ادا کرنا ایک تفصیل رکھتا ہے۔اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے سر کی حفاظت کرو اور جو کچھ سر اپنے اندر رکھتا ہے، جو کچھ اپنے اندر contain کرتا ہے۔اور تم حفاظت کرو پیٹ کی اور جو محتویات ہیں پیٹ کی' جو کچھ پیٹ میں ہوتا ہے۔اور تم موت کو یاد رکھو، موت کو یاد کرو اور جو موت کے بعد انسان کے جسم پر بوسیدگی اور خستہ حالی طاری ہوتی ہے، جیسے وہ گل سڑ جاتا اور decompose ہوتا ہے، اس پر غور کرو۔اور فرمایا جو آدمی آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ تو دنیا کی بہت زیادہ زیب و زینت کو چھوڑ دیتا ہے۔جو آدمی یہ سب کچھ کرے گا تو وہ شخص اللہ سے ایسے انداز میں حیا کرتا ہے جیسا کہ اس کا حق ہے۔''

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسولِ مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک دین اسلام کے بنیادی ایمانیات اور اخلاقی اقدار یکساں رہے ہیں چنانچہ ان کی حیثیت ثوابت و مسلمات کی ہے۔جبکہ مراسم عبودیت کے اوضاع' بیع و شراء اور کچھ دوسرے معاملات میں شرائع کا کچھ فرق ہوتا رہا ہے۔لیکن بعثت محمدیؐ کے بعد قرآن و سُنّت کے تمام قوانین ابدی اور حتمی ہیں اور تا قیامِ قیامت ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔اخلاق ایک بندہ مؤمن کی شخصیت کے بلڈنگ بلاکس ہیں۔دین اسلام

---

[1] اخرجہ الامام احمد والترمذی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا مخصوص اور امتیازی خلق حیا وشرم ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں حیا کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ یہ بنیادی طور پر کسی مثبت طلب یا اقبال کی بجائے ترک' روک' ادبار اور حد بندی کا مفہوم رکھتا ہے، یعنی رکنا، تھامنا اور restraint۔ کتاب ریاض الصالحین کے مرتّب امام نوویؒ نے اس موضوع کے باب میں وضاحت کی ہے کہ حیا کا فطری جذبہ دو افعال پر ابھارتا ہے:

(i) ترک القبیح: ہر ناروا، غیر اخلاقی، ناپسندیدہ اور حرام و شنیع فعل کو چھوڑ دینا۔

(ii) حق والے کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی سے روکنا: چنانچہ حیا ایسا خلق یا باعث ہے کہ وہ ہمیں حق والے کو حق دینے پر تیار کرتا ہے۔ ہمارا اولین حق اپنے خالق حقیقی اور منعم رب کے حوالے سے ہے جس نے ہمیں پیدا کیا اور جسم وجان کی صلاحیتوں سے نوازا۔ چنانچہ اس ذات حق تعالیٰ کے احکام اور مرضیات کو توڑتے ہوئے ہمیں واقعتاً حیا آنی چاہیے۔ انسانی نظامِ احساسات میں حیا وشرم کا تعلق جنسی بے راہ روی کے حوالے سے بھی یقیناً ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس کے اصیل اور وسیع ترین پرسپیکٹو تک پھیلا دیا۔

عصر حاضر کے مغربی لادین اور سیکولر فلسفہ وکلچر نے مسلم دنیا کی آبادی کو بڑے پیمانے پر لبرل ازم اور' آزادی' کے نعرے کے سحر میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ اپنے آپ کو اپنے رویے اور طرزِ زندگی کے انتخاب میں خود مختار سمجھنے لگتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 'عقل' جو انسان کا سب سے بڑا شرف ہے، اس کے لغوی معنی ہی روکنے، تھامنے اور محدود کرنے یا باندھنے کے ہیں جبکہ اس وقت حالت یہ ہے کہ سمارٹ فون کی سکرین پر ہر وقت مادیت اور نفس پرستی پر مبنی تصاویر اور شیطانی کلچر کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ مادہ پرستی اور فحش مظاہر ومناظر لوگوں کے مزاج کا حصہ بن گئے ہیں۔ ان مناظر سے بے شمار نفسیاتی بیماریاں اور ہماری عائلی زندگی میں تلخیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دین کے خلق میں حیا وشرم کو مرکزیت دی گئی ہے۔ چنانچہ عاقل وہوش مند مسلمان قرآن وسُنّت کے مطابق حدود آشنا زندگی بسر کرتا ہے۔ اپنے آپ کو وہ قطعاً خود مختار نہیں جانتا کہ بے لگام زندگی گزارے۔ خالق کائنات نے اسے جو تھوڑا سا اختیار دیا ہے اس کو استعمال کر کے وہ اپنے لیے شر یا خیر میں سے ایک کا انتخاب اور عمل کرتا ہے جس کے عذاب یا انعام کو وہ آخرت میں اپنے سامنے پائے گا۔ خدا پرستی اور اتباعِ سُنّتِ رسول ﷺ پر مبنی دینی وروحانی کلچر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ سے کما حقہ حیا کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مسلمان کے جسم کے دو اہم حصوں سر اور بطن کا تذکرہ کر کے انسان کے پورے فزیکل وجود کا احاطہ کر لیا۔ چونکہ ایمان کی رو سے انسان عبداللہ (اللہ کا غلام) ہے، اس لیے اسے اپنے مکمل وجود کو اللہ کی اطاعت اور بندگی میں ڈھالنا ہے۔ سر انسان کی شخصیت کا اہم ترین عضو ہے جس میں اس کے حسی علم کے ذرائع آنکھیں، کان، ناک، بولنے کا عضو زبان، گلا اور ہونٹ اور سب سے اوپر کے حصے میں دماغ ہے جو حسیّات کو پروسس کر کے نتائج اور مدرکات کا استنتاج کرتا ہے۔ کمپیوٹر کی زبان میں ہم اسے انسان کے حسی علم وادراک کا CPU بھی کہہ سکتے ہیں۔ سر کے سامنے کا پورا حصہ یعنی چہرہ انسان کی پوری شخصیت اور داخلی احساسات واحوال کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ آنکھوں اور کانوں کا گناہ آلود استعمال عصر حاضر کا خطرناک ترین فتنہ ہے۔ سائبر سپیس تو خاص طور پر شہوت انگیز images سے مملو ہے، جس کا ذکر سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔ بڑے بڑے بل بورڈز LCD سکرینوں پر متحرک تصاویر اور بازاروں میں بے حجاب اور کم لباس کے ساتھ خواتین پر نظر پڑنے سے بدنظری کا فتنہ اور قلب وذہن میں ہمہ گیر معصیت کے جذبات اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح کان کے غلط استعمال سے ہمارے گناہوں میں بے تحاشا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ جو خاموش رہا، اس نے نجات پائی۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق اسلام کا حسن یہ ہے کہ تمام غیر ضروری باتوں اور مشاغل کو چھوڑ دیا جائے۔ خاموشی سے تفکر وجود میں آتا ہے اور اس سے توجہ الی اللہ کا ملکہ پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے جبکہ ہر وقت کی مزاح اور تفریح کی باتیں اور فحش مناظر سے پیدا ہونے والے منفی خیالات اور افکار ہمارے ذہن کو غلاظتوں سے بھر دیتے ہیں۔

جسم کا دوسرا حصہ جس کے محتویات کی بابت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفاظت کی تاکید کی وہ پیٹ ہے۔ اس میں سب سے نمایاں چیز اکل حلال ہے، جس کی شدید تاکید ہمارے دین میں آئی ہے، لیکن جس طرح images کی کثرت نے ہمارے لیے بدنظری سے بچنا مشکل بنا دیا ہے، اسی طرح ہماری معیشت اور فنانس کے سودی نظام نے ہماری غذا کے ہر لقمے کو غیر حلال عنصر کے سبب مشتبہ بنا دیا ہے۔ پیٹ ہی کے بالائی حصے میں دل ہوتا ہے۔ اسی دل یا قلب کی اہمیت اس اعتبار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہے کہ یہ ہمارے جذبات، ارادوں اور عزائم کا مرکز ہے چنانچہ اس کی صالحیت اور روحانی تقویت کے لیے ذکر اور کلام پاک کی تلاوت کا مسلسل اہتمام ضروری ہے۔ کچھ علمائے حدیث کی رائے کے مطابق بطن سے ملحق بازو اور ٹانگیں بھی اس میں آجاتی ہیں اور اسی طرح بطن کے نچلے حصے میں واقع جنسی اعضاء کا بھی بطن کے ذیل میں شمار ہوگا۔ ہم اپنے کسب اعمال میں ہاتھوں اور پاؤں/ ٹانگوں کا استعمال کرتے ہیں، چنانچہ ان کا استعمال بھی صرف جائز کاموں میں ہونا مطلوب ہے۔ ایک مشہور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دے تو میں اُسے جنّت کی خوشخبری دیتا ہوں۔ چونکہ ہمارا جسم اور اس کی صحت و توانائی ہمارے پاس اللہ کی طرف سے نعمت اور امانت کے طور پر ہے اس لیے ہم اس کے سُوء استعمال پر مجرم ٹھہرائے جائیں گے اور سزا کے مستحق ہوں گے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے انسانی زندگی کے اختتام پر موت کے تجربے کا ذکر کیا کہ کس طرح ہر شخص دنیا کی مقدر فانی زندگی گزار کر مٹی میں دفن کردیا جاتا ہے۔ جیسے ہی وہ آخری ہچکی لے کر اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے اس کا جسم بوسیدہ اور خراب ہونا شروع ہوجاتا ہے اور لواحقین اسے تاخیر کے بغیر قبر میں اُتارنا چاہتے ہیں۔ اس جسم کو بالخصوص جوانی میں مال و دولت کے خرچ کے ساتھ وہ کتنا خوشنما لباس اور خوشبو میں بسا کر فخر کیا کرتا تھا، لیکن موت کے ساتھ ہی وہ دوسروں کا تجہیز و تکفین کے لیے محتاج ہوجاتا ہے۔ موت زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے، لیکن بے خدا تہذیب میں لوگوں کو مکروہات ولغویات میں ایسا مشغول رکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے لیے ہمیشگی کا گمان کرنے لگتے ہیں اور موت کا ذکر کرنے سے بھی کتراتے ہیں۔ تنزیل ربانی موت کے حوالے سے انسان کی بے بسی اور لاچارگی کا جس طرح بیان کرتی ہے اس سے ہیومن ازم کے پرستاروں کا سارا زعم اور تمرد ختم ہوجانا چاہیے:

﴿فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ۝ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۝ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝﴾ [الواقعہ ۵۶: ۸۳ تا ۸۷]

”پس جب روح نرخرے تک پہنچ جائے، اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے ہو (یعنی روح

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نکلتے ہوئے دیکھتے ہو لیکن اسے ٹال سکنے کی یا اسے کوئی فائدہ پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے)۔ ہم اس سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں، لیکن تم دیکھ نہیں سکتے۔ پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں، اور اس قول میں سچے ہو تو (ذرا) اس روح کو تو لوٹاؤ۔"

آخر میں نبی کریم ﷺ نے وحی ربانی کی صراحت ﴿مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ﴾ (آلِ عمران: ۱۵۲) کے مطابق فرمایا کہ جو آدمی آخرت کا ارادہ کرتا ہے، یعنی آخرت کی فلاح و کامرانی کو مطمح نظر اور مقصد بناتا ہے وہ دنیا کی زیب و زینت کے پیچھے نہیں دوڑتا۔ قرآنی و نبوی نصوص دنیا کو آخرت کا زینہ قرار دیتی ہیں۔ حضرت سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں: دنیا کو متاع الغرور کہا گیا ہے، یعنی 'سامان فریب' کیونکہ یہ انسان کو طلب آخرت سے غافل کرتی ہے۔ ہاں اس کی جو چیز تمہیں آخرت سے غافل نہیں کرتی وہ سامان فریب نہیں بلکہ وہ تو زادِ راہ یعنی 'سامانِ سفر' ہے جس سے کام لے کر تم وہاں پہنچ جاتے ہو جو کہ اس سے بھی بڑھیا جہان ہے۔" امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں: "دنیا کا جہان کیا ہی خوب ہے، مگر مؤمن کے لیے۔ یعنی تھوڑا سا عمل کیا اور اس کو اپنا زادِ راہ بنا کر جنت جا پہنچا! اور یہ کیا ہی برا جہان ہے کافر اور منافق کے لیے، یعنی کچھ راتوں کی رنگ رلیاں اور اس کے بدلے ہمیشہ ہمیشہ کا جہنم۔"

خدا، آخرت اور ہدایتِ وحی سے محجوب اور غافل ہو کر فی زمانہ انسانی معاشرے کی تشکیل میں جنس، جبلی اور حیوانی نوعیت کے اجزاء غالب ہیں جس کے تحت انسان کی ساری سرگرمیاں دنیاوی مادی خواہشات اور لذت کے حصول میں صَرف ہو رہی ہیں۔ ہم پاکستانی قوم بھی چونکہ مغرب کے خدانا شناس افکار اور استعماری سرمایہ دارانہ نظام کے زیر اثر ہیں اس لیے ہمارا معاشرہ بھی مادیت پرستی کے جملہ منفی عناصر سے بری طرح متاثر ہے۔ اسلامیانِ پاکستان کو بڑے پیمانے پر قرآن و سنت کے مطالعے سے اپنا ایمانی علم و فہم دین، ذوق اور فکر آخرت کو بڑھا کر معاشرے میں ہر دستیاب پلیٹ فارم سے قرآن و سنت کی بے آمیز تعلیمات کی نشر و اشاعت سے سماج میں اسلامی افکار و اقدار کی تعمیل و تنفیذ کی کوشش کرنی چاہیے۔ دعا ہے کہ رب کریم ہمیں اس کی توفیق ارزانی کرے۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکرم محمود [1]

جینڈر ڈسکورس

جدیدیت کے آدرشوں میں سے ایک بڑا آدرش انسانی ارادہ اور اختیار پر عائد حد بندیوں اور رکاوٹوں کو دور کرنا ہے یعنی آزادی کے دائرہ کو مستقل بڑھاتے رہنا ہے اور یہ بڑھوتری انفسی بھی ہونی چاہیے اور آفاقی بھی، یعنی انسانی جسم و نفس اور کائنات دونوں کو انسانی آزادی کے دائرے میں لانا مقصود ہے۔ اسی کو اگر ایک اور انداز میں دیکھا جائے تو جدیدیت اولاً وجود وشعور کی ثنویت ہے اور ثانیاً وجود کو شعور کے تابع کرنے کا عنوان ہے یعنی مادہ کو ذہن کے تابع کر دیا جائے۔ وہ اصلاً حقیقت کی تخلیق کرنا چاہتی ہے۔ حقیقت کا ادراک اور تفہیم ثانوی اور ضمنی ہے اور تخلیق کے عمل کو ہی اعلیٰ سطح پر انجام دینے کے کام آتی ہے۔ وجود آفاقی سطح پر کائنات طبیعی ہے اور انسانی سطح پر جسم ہے۔ طبیعی فطرت اور جسم دونوں کو تابعِ شعور یعنی ارادہ واختیار کے تابع کرنا جدیدیت کا مطلوب ہے۔

جدید سائنس اور ٹیکنو سائنس نے آفاقی طبیعی فطرت پر انسانی اختیار اور ارادہ کی کارفرمائی کو حیرت انگیز حدود تک پہنچا دیا ہے۔ جدید سائنس کی اساس اور مقصد انسانی آزادی کی ہی بڑھوتری ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر چیز انسان کے زیر اختیار آسکتی ہے اور نہ آئی ہے لیکن روایتی انسان کے مقابلے پر جدید انسان کی آزادی کا دائرہ سائنس کی مدد سے بہت وسیع ضرور ہو گیا ہے۔ فطری آفاقی رکاوٹوں اور حد بندیوں کو دور کرنے کے لیے جدید سائنس وجود میں آئی ہے۔ معاشرتی حد بندیوں کو ایک حد پر رکھنے کے لیے سول سوسائٹی (ایسا معاشرہ جہاں انسانی باہمی تعلقات کی بناء مفاد کے اصول پر ہو) اور سیاسی حد بندیوں کو انسانی حقوق اور آزادی کی حفاظت میں ہی صَرف کرنے کے لیے جمہوریت، جدید جینڈر ڈسکورس (اور LGBTQ+ کی پوری تحریک) کو بھی آزادی کے دائرے کے پھیلاؤ کے ضمن میں سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ جسم اور جسمانی اظہار پر انسانی اختیار وارادہ کی حاکمیت کا اعلان ہے اور انسانی جسم اور انسانی نفسیات کے مابین تعلق کی تشکیلِ نو ہے۔ ایک

---

[1] ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کے نواسے، مدرس قرآن اکیڈمی لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ جسم کی شعور کے خلاف بغاوت ہے جس میں ردِّ انسانیت (Dehumanization) کا عمل انسان کی حیوانی تعبیر کے زیر سایہ اپنی کرشمہ سازیاں دکھا رہا ہے۔انسان کی حیوانی تعبیر کا خصوصی ظہور مابعد جدید عہد میں ہوا ہے اس سے پہلے انسان کی مشینی تعبیر کی کارفرمائی تھی جو سرمایہ داری کے لیے تو یقیناً مفید مطلب تھی (انسان سسٹم کی مشین میں ایک چلتے پرزے کے طور پر کام کرتا رہتا تھا مزاحمت کی آواز پیدا کیے بغیر) مگر انسانی اظہار پر کچھ قدغنیں عائد کرتی تھی۔دوسرے لفظوں میں کچھ بنیادوں اور حدود کی بہرحال قائل تھی۔انسان کی حیوانی تعبیر ہر قسم کی حدود اور بنیادوں کی نفی پر قائم ہے (سرمایہ داری نے اس سے کچھ اور مفادی جہات ڈھونڈھ نکالی ہیں)۔تقریباً تمام روایتوں میں جنڈر کو Binary ہی سمجھا جاتا رہا ہے۔جینڈر کو Binary قرار دینا امکانات کو بہت محدود کردیتا ہے اور اسے Spectrum سمجھنا لامحدود امکانات کا دروا کردیتا ہے۔Binary کا مطلب ہے Male/ Female متعین تشخصات ہیں اور جس کے بارے میں ان میں سے ایک کی تعیین ممکن نہ ہو وہ ابنارمل ہے جس کو نارمل بنانے کے لیے طبی اور نفسیاتی طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔سپیکٹرم سمجھنے سے مراد یہ ہے کہ مرد اور عورت کوئی قطعی اور متعین تشخصات نہیں ہیں بلکہ ان کے بیچ میں بھی بہت سے تشخصات ممکن ہیں اور وہ سب نارمل کے دائرے میں آتے ہیں۔

اس ڈسکورس کے مطابق انسان کا مرد اور عورت کے تشخص کا حامل ہونا اس پر جبر ہے۔انسانی آزادی کے دائرہ کو بڑھانے اور جبر کو محدود کرنے کے لیے لازمی ہے کہ اس مردانہ وزنانہ تشخص اور بیچ میں تمام ممکنہ تشخصات کو بھی انسانی اختیار و ارادہ کے تحت لایا جائے اور انسان کیا ہے باعتبار جینڈر اس کے تعین کا اختیار ایک فرد کو دیا جائے۔اور ایسے افراد کو جو اپنے پیدائشی دیے گئے جینڈر پر راضی نہ ہوں اور اپنے تشخص کو اپنے ارادہ سے متعین کرنا چاہیں یا اپنے تشخص کے غیر متعین رہنے پر ہی اصرار کریں ان کو قانونی،طبی اور نفسیاتی مدد فراہم کی جائے اور ایسے لوگوں کے انسانی حقوق کے لیے آواز بلند کی جائے اور جو لوگ اس پر اعتراض کریں ان پر مختلف طرح Phobias کا الزام لگایا جائے (مثلاً Trans Phobia)۔اس وقت جینڈر کی جو بحث جاری ہے اس میں ٹرانس جینڈر قانون اور انسان کو دیے جانے والے اس اختیار کے خلاف بات کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والوں پر اس کے حامیوں کی طرف سے Trans Phobic ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔اور انہیں بنیادی انسانی حقوق کا انکاری قرار دیا جائے۔جدید جینڈر ڈسکورس کی یلغار کے پیچھے وہی انسانی آزادی کا فلسفہ ہے جو آزادی کو ہی بنیادی انسانی اعلیٰ قدر قرار دیتا ہے اور آزادی میں لامتناہی اضافہ کو ہر انسانی انفرادی اور اجتماعی عمل کا مقصد وحید گردانتا ہے۔

جدید جینڈر ڈسکورس کا ایک قریبی تعلق آزادیٔ اظہار سے بھی ہے۔اظہار صرف زبان سے نہیں ہوتا بلکہ Gender and Body Expression بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔انسان کا اپنی صنف اور جسم کا کسی بھی طرح کا اظہار انسان کا بنیادی حق ہے اور اس کے دائرہ اختیار کے تحت آتا ہے۔کسی ایک طرح کے اظہار پر انسان کو مجبور کر دینا چاہے وہ مجبور کر دینے والا کوئی بھی ہو، جبر ہے اور آزادی کے جبر کے علاوہ کوئی جبر قابل قبول نہیں ہے۔ہمارے معاشروں کے لیے جدید جینڈر کے مباحث قطعی اجنبی ہیں اور ان پر ہم جب اپنے روایتی فقہی مباحث کی روشنی میں نظر ڈالتے ہیں تو خلط مبحث پیدا ہوتا ہے کیونکہ یہ سارا ڈسکورس مکمل طور پر جدید ہے کیونکہ یہ جنس (Sex) اور صِنف (Gender) کے لازمی اور خِلقی رشتے کو اور صِنف کی واضح حدود اور امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا اور جنڈر کو مکمل طور پر ایک سماجی تشکیل قرار دیتا ہے جس کا انسانی جسم کی طبیعی ساخت سے کوئی تعلق نہیں۔اس کے علاوہ روایتی فقہی بحوث اس مسئلہ پر صرف طبی اور جسمانی دائرہ تک محدود تھیں مثلاً خنثیٰ مشکل کی بحث۔جبکہ جدید مبحث کا زیادہ تر حصہ نفسیاتی مسائل پر مشتمل ہے۔مثلاً وہ نفسیاتی دباؤ جو آدمی اپنی پیدائشی جنس اور صِنف میں عدم مطابقت کی صورت میں محسوس کرتا ہے۔یہ بحث ہمارے لیے نئی ہے اور اس کو ''دی گئی صورت حال'' اور نظریاتی سیاق وسباق میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔فیمنزم کی طرح اس ڈسکورس کی بھی ہمارے ہاں ''درآمد'' ہوئی ہے اور ہورہی ہے اور اس کے بہت خطرناک اور دور رَس نتائج ہیں جن کا فوری ادراک ضروری ہے۔یہ پورا ڈسکورس انفسی فطرت میں فساد کا مظہر ہے۔آفاقی فطرت میں فساد کا تذکرہ تو ماحولیاتی تبدیلیوں اور بحران کی صورت میں عام ہونے لگا ہے۔Envoirnmental Crisis کے ساتھ ساتھ انسانیت ایک Human Psychological Crisis کا بھی شکار ہے۔اس مبحث کی صحیح تفہیم کسی مزاحمت اور ردّ عمل سے قبل لازمی ہے اور اس کی کمی محسوس ہوتی ہے۔(البرہان نومبر ۲۰۲۲ء)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سید خالد جامعی[۱]

ٹرانس جینڈر ایکٹ اور اسلامی حلقوں کا ردِّ عمل
ایک فکری جائزہ

اس وقت ملک میں ٹرانس جینڈر ایکٹ کا مسئلہ اسلامی تحریکوں کی جانب سے انتہائی زور وشور کے ساتھ اٹھایا جارہا ہے۔ حالانکہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کا مسئلہ کئی حوالوں سے اسلامی تحریکوں کے تضادات اور ذہنی خلفشار کی نشان دہی کرتا ہے۔ اسلامی تحریکیں ابھی بھی مسائل کی جڑ سے نہیں بلکہ صرف شاخوں سے الجھ رہی ہیں۔ ہم نے کچھ سوالات تیار کیے ہیں جن پر ہفتہ وار نشست میں طویل گفتگو بھی ہوئی۔ ان سوالات کا مقصد علماء اور اسلامی تحریکوں کی جانب سے جدید ریاست کی اساس، مابعدالطبیعیات اور ثقافتی تناظر کو ایک سنجیدہ مسئلہ کے طور پر پیش کرنا ہے اور یہ واضح کرنا ہے کہ جدید ریاست نے عالم اسلام میں صرف شرع اسلامی کو کالونائز نہیں کیا بلکہ اسلامی تاریخ وعلمیت کے ان موضوعات کو جو اسلامی تاریخ میں نان ایشوز تھے ان سب کو چورا ہے پر لا کھڑا کیا ہے۔ یہ ایکٹ اور اس پر اسلامی تحریکوں کا ردِّ عمل اس کی ایک عمدہ مثال ہے۔

جہاں تک جدید ریاست کا تعلق ہے یہ اہم ترین موضوع ہے۔ اس ریاست کو جانے بغیر ہماری جدوجہد نتیجہ خیز نہیں ہوسکتی۔ جدید ریاست کے موضوع پر ہم نے کراچی، لاہور، بہاولپور میں ۲۲ گھنٹوں پر مشتمل گفتگو کی ہے جو آڈیو کی صورت میں موجود ہے۔ اس موضوع پر ڈاکٹر امین صاحب نے بہت عمدہ اور اہم سوالات اٹھائے جن کا تفصیلی جواب ان شاء اللہ دیا جائے گا۔ یہ سوالات اس مضمون کے آخر میں درج ہیں۔ جدید ریاست کے بارے میں علماء کو شبہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ اسی لیے علماء نے جہاد کا حق تو ریاست کو دے دیا لیکن زکوٰۃ کا شعبہ ریاست کے حوالے نہیں کیا لہٰذا جدید ریاست کو اگر گہرائی سے سمجھ لیا جائے تو جمہوریت پر بحث خود بخود بے معنی ہوجاتی ہے اور صورت یہ نکلتی ہے کہ اصل تنقید تو جدید ریاست پر ہونی چاہیے۔

---

[۱] معروف دانشور وسابق ڈائریکٹر شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ، کراچی یونیورسٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوالات

* پاکستان میں ٹرانس جینڈر کے مسئلے پر اسلامی تحریکوں اور علماء کرام کا ردّ عمل کن فکری تضادات کی نشاندہی کرتا ہے؟

* ٹرانس جینڈر ایکٹ سے اسلامی تحریکوں اور علماء کا اصل اختلاف کیا ہے؟

* کیا اس وقت اسلامی تحریکیں ایکٹ کی مخالفت سازشی تھیوری کی بنیاد پر کر رہی ہیں؟ یا بیس پچیس سال بعد آنے والے ممکنہ نتائج کی بنیاد پر کر رہی ہیں یا ان کا بل سے کوئی جوہری اختلاف ہے؟ اسلامی تحریکوں کا اصل اختلاف تو صنف اور جنس کی تقسیم پر ہونا چاہیے اور اسی پر اصل گفتگو ہونی چاہیے۔اس کا تعلق صرف ٹرانس جینڈر سے نہیں تحریک نسواں سے بھی ہونا چاہیے اسلامی تحریکیں سب سے کم اظہار اسی نکتے پر کیوں کر رہی ہیں؟

* کیا اسلامی تحریکوں کا اختلاف محض ٹرانس جینڈر کی اصطلاح کے استعمال پر ہے یا ان کا اختلاف اس حوالے سے کسی اور مسئلے پر بھی ہے؟

کہا یہ جا رہا ہے کہ ٹرانس جینڈر کی اصطلاح ختم کر کے انٹرسیکس (Inter Sex) کی اصطلاح قبول کر لی جائے اور ان کی شناخت کے لیے میڈیکل بورڈ قائم کیا جائے؟ کیا اسلامی تحریکوں کو اس بات کا یقین ہے کہ انٹرسیکس کی صرف ایک ہی قسم ہوتی ہے اور کیا یہ وہی خنثیٰ مشکل کی قسم ہے جس کا ذکر فقہاء کے ہاں موجود ہے جب کہ Gender Studies کے ماہرین انٹرسیکس کی کئی قسمیں بیان کرتے ہیں اور اس حوالے سے آنے والی مزید تعبیرات انٹرسیکس اور ٹرانس جینڈر کے درمیان کئی قسمیں بیان کر رہی ہیں۔سوال یہ ہے کہ کیا انٹرسیکس کی سیاسی شناخت کو مان لینے کے بعد اسلامی تحریکیں غلطی کے اس دائرے میں داخل ہونا چاہتی ہیں جس کی وہ مخالفت کر رہی ہیں۔

* کیا ٹرانس جینڈر بل کا قضیہ اسلامی تحریکوں اور علماء کا فرد اور ریاست پر حد سے زیادہ اعتماد ظاہر نہیں کرتا؟

* کیا اس مسئلے کا اصل سبب State Monoplization of Identity ہے؟

کیا ٹرانس جینڈر کا قضیہ اسلامی تحریکوں کا مسلم معاشرے پر حد سے زیادہ عدم اعتماد ظاہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتا؟ شریعت میں جنس کے تعین کا مسئلہ معاشرہ اور روایتی تعلقات طے کرتے ہیں اور یہ تعین کسی سیاسی شناختی دستاویز کی بنیاد پر نہیں بلکہ خالص مشاہدے کی بنیاد پر ہے تو کیا اس مسئلے کا اعلاج یہ نہیں کہ جنس کے سیاسی تعین کا خاتمہ کیا جائے اور اس مسئلے کو خالصتاً معاشرتی بنیاد پر حل کیا جائے؟ کیا پاکستانی معاشرہ اس وقت ریاست اور فرد سے زیادہ جنس کے بارے میں باشعور نہیں؟

سینیٹر مشتاق احمد اور دیگر کا مؤقف یہ ہے کہ اس قانون کے ذریعے کوئی بھی مرد عورت کی شناخت حاصل کرسکتا ہے یعنی اگر وہ نادرا سے کہے کہ میں عورت محسوس کرر ہا ہوں تو نادرا اس کے محض اس بیان پر عورت کا کارڈ دے دے گا اور پھر یہ مرد عورت کا کارڈ لے کر خواتین کے باتھ روم اور سوئمنگ پول میں گھس جائے گا اور خواتین بھی اسے کچھ نہیں کہہ سکیں گی حتیٰ کہ کسی مرد سے عورت بن کر نکاح بھی کرلے گا۔ مولوی صاحب اور عدالت بھی اس نکاح کو قبول کرلیں گے کیونکہ کارڈ پر عورت لکھا ہے۔ اس طرح اسے قانونی تحفظ حاصل ہوگا کہ ایک مرد عورت بن کر مرد سے نکاح کرلے اور معاشرہ بھی اسے قبول کرلے۔ کیا یہ نقطہ نظر درست ہے؟

سینیٹر مشتاق احمد اور ان کے حامیوں کا یہ بھی مؤقف ہے کہ اس قانون کے ذریعے ہم جنسوں کی شادیاں عام ہو جائیں گی۔ ان کا خیال ہے کہ پاکستان کے کئی ہم جنس پرست اس قانون کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ یہ قانون پاس ہو اور مرد مرد سے اور عورت عورت سے نکاح کرسکے کیونکہ پاکستانی ہم جنس پرست انتہائی دین دار ہیں کہ نکاح کے بغیر کسی دوسرے ہم جنس مرد و عورت کو ہاتھ لگانا غلط سمجھتے ہیں اور ہم جنس پرستی کے جواز کے لیے نکاح کو ضروری سمجھتے ہیں۔ کیا یہ خیال درست ہے؟ جو حل اس وقت سینیٹر مشتاق احمد پیش کررہے ہیں اگر ان کی تجویز کے مطابق میڈیکل بورڈ تشکیل دیا جاتا ہے (جس کے آثار بھی نہیں) تو کیا اس کے نتیجے میں انٹرسیکس کا صحیح تعین ہوسکتا ہے؟ خنثیٰ مشکل کا صحیح تعین ہوسکتا ہے؟ سوال یہ ہے کہ کیا میڈیکل بورڈ کا فیصلہ محض جنس کی ظاہری فزیالوجی کی بنیاد پر کرے گا یا کروموسوم کی بنیاد پر کرے گا؟ اگر میڈیکل بورڈ کسی مرد یا عورت کے بارے میں جس کے اعضاء مکمل ہیں یہ کہے کہ اس عورت میں مرد کے کروموسوم زیادہ ہیں یا مرد میں عورت کے کروموسوم زیادہ ہیں لہٰذا یہ بھی انٹرسیکس کی کسی ایک قسم میں آتے ہیں تو اس موقع پر علماء اور اسلامی تحریکوں کا کیا ردّعمل ہوگا؟

کیا اصل پیچیدگی کی وجہ ریاست پر حد سے زیادہ اعتماد اور معاشرے پر کم اعتماد ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستانی معاشرہ اس وقت بھی اس قدر باشعور ہے کہ یہاں میک اپ کیا ہوا ہیجڑا بس میں عورتوں کے حصے میں بیٹھنے کی بجائے مردوں کے حصے میں بیٹھتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسے معاشرے میں جنس کو سیاسی طور پر ہی کیوں متعین کیا جارہا ہے؟ کیا اسلامی تاریخ میں جنس کا تعین سیاسی بنیادوں پر متعین ہوتا تھا۔

کیا اسلامی تحریکوں نے غلطی سے عوام تک Gender Studies کے وہ مباحث بھی پہنچا دیئے جن کو پہنچانے کی ضرورت نہ تھی؟ نہ انہیں عوامی موضوع بنانے کی حاجت تھی؟ کیا جینڈر کا موضوع جو ایک سیاسی مسئلہ بن چکا ہے اور اس کا آخری حل اسلامی مفکرین یہ پیش کر رہے ہیں کہ اسے ڈاکٹروں کے سپرد کر دیا جائے یعنی یہ مسئلہ علماء، فقہاء، اسلامی علمیت اور معاشرت کی دسترس سے نکل کر میڈیکل اسٹیبلشمنٹ اور ریاست کا مسئلہ بنا دیا جائے جس میں آخری فتح سیکولر لبرل ریاست کی ہو؟

کیا اس مسئلے کو ختم کرنے کا طریقہ یہ نہیں ہوسکتا کہ شناختی کارڈ وغیرہ سے Sex اور Gender کا خانہ ہی ختم کر دیا جائے اور کسی کی شناخت کے مسئلے کو معاشرت اور معاشرے پر چھوڑ دیا جائے؟ کیا اسلامی تحریکوں کے علم میں یہ بات نہیں کہ ۱۹۷۳ء سے پہلے شناختی کارڈ ہی نہیں ہوتا تھا۔ اس وقت جنس کا تعین کیسے ہوتا تھا؟ تب یہ معاشرتی مسئلہ تھا آج سیاسی مسئلہ ریاست کی وجہ سے ہے؟

ان سوالات پر مدیر البرہان کا تبصرہ

* آپ نے علماء کو یہ تو بتایا ہے کہ وہ جدید ریاست کو نہیں سمجھتے لیکن اس مسئلے کا حل نہیں بتایا۔ یعنی فرض کیجیے کہ وہ جدید ریاست کو اُسی طرح سمجھ لیں جس طرح آپ سمجھتے ہیں تو وہ کیا کریں؟ جدید ریاست کے بارے میں ان کا ردّعمل اور منہج کیا ہونا چاہیے؟
* ریاست کے جس تصور کو آپ ''صحیح اسلامی ریاست'' سمجھتے ہیں وہ تصور کیا ہے؟ کیا آپ کا تصورِ اسلامی ریاست اور علماء کرام کا تصورِ اسلامی ریاست ایک ہی ہے؟ عصر حاضر میں وہ اسلامی ریاست کیسے قائم ہوگی؟ علماء کرام اس کے لیے کیا منہج اختیار کریں؟
* آپ کی رائے میں اب علماء کرام کو ٹرانس جینڈر ایکٹ کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے کیا موقف اختیار کرنا چاہیے؟ (البرہان نومبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

ایکٹ کے بارے میں علماء کرام کی رائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفتی منیب الرحمٰن [1]

تحفظِ حقوق ماورائے صنف قانون اور اس کے مضمرات

نوٹ: ہم نے 2019ء میں تحفظِ حقوقِ خواجہ سرا ایکٹ'' پر تین کالم لکھے تھے، آج کل اسے منسوخ کرنے یا اس میں ترمیم کرنے کے لیے سینیٹ میں پرائیویٹ ممبران کے ذریعے مسودۂ قانون پیش کیا جا رہا ہے، ہم ارکانِ پارلیمنٹ اور قانون سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ان کا خلاصہ دو اقساط میں پیش کر رہے ہیں۔

7 مارچ 2018ء کو سینیٹ آف پاکستان سے خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کا ایکٹ پاس ہوا اور پھر 8 مئی 2018ء کو قومی اسمبلی سے پاس ہو کر ملک کا رائج الوقت قانون بنا۔ نہایت قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ اُس وقت قومی اسمبلی اور سینیٹ میں جمعیت علمائے اسلام اور جماعتِ اسلامی کی نمائندگی موجود تھی لیکن یا تو وہ اس سے بے خبر رہیں اور یا اسے روکنے میں ناکام رہیں، یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ یہ تو ہم سب جانتے ہیں کہ بعض این جی اوز بیرونی وسائل سے مالا مال ہیں اور وہ اُن کے ایجنڈے پر کام کرتی ہیں اُن کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں موجود خواتین ممبران کے ذریعے وہ اچانک کوئی مسوّدۂ قانون ''پرائیویٹ ممبرز ڈے'' پر پیش کر دیتی ہیں اور سینیٹ و قومی اسمبلی کے ممبران کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاس کرا دیتی ہیں۔ خود ہمیں بھی اس واردات کا پتا اُس وقت چلا، جب ہم امریکہ کے دورے پر گئے اور وہاں چند اہلِ نظر نے اس طرف متوجہ کیا اور پھر ہم نے اس پر کام کرنا شروع کیا۔ ورجینیا سٹیٹ امریکہ میں پاکستان کے مایۂ ناز آئی ٹی سپیشلسٹ جناب ڈاکٹر خالد اعوان صاحبِ علم ہیں، وسیع المطالعہ ہیں، ان کا دین کا بڑا گہرا مطالعہ ہے، تفاسیر و شروح الحدیث ہمیشہ اُن کے مطالعے میں رہتی ہیں اور اُن کے ہاں ہر ہفتے مجلسِ درس منعقد ہوتی ہے، اس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ڈاکٹرز، پروفیسرز، آئی ٹی سپیشلسٹس اور مختلف شعبوں کے ماہرین شریکِ درس ہوتے ہیں۔ یہ ایک سنجیدہ علمی مجلس ہوتی ہے، وہ قرآن وحدیث کی عہدِ حاضر پر تطبیق (Application) کا بھی ملکہ رکھتے ہیں؛ چنانچہ میں نے اس

[1] صدر وفاق تنظیم المدارس و سابق چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنوان سے متعلق اُن سے تمام معلومات حاصل کیں۔امریکہ میں پہلے LGBT گروپ تھا، اب LGBT+ ہو گیا ہے، L سے مراد Lesbian یعنی ہم جنس پرست عورتیں، G سے مراد Gays یعنی ہم جنس پرست مرد، B سے مراد Bisexual یعنی جو دونوں طرح کی خباثتوں میں مبتلا ہوں اور T سے مراد Transgander یعنی مُخنّث ہے اب اس میں Plus کی قید بڑھا دی گئی ہے اور یہ خباثت حیوانات سے جنسی تعلق تک متعدی ہو سکتی ہے۔

پس من جملہ امور میں Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018) کے عنوان سے پارلیمنٹ کا 2018ء میں منظور کردہ ایکٹ زیرِ بحث آیا۔ ہمارے ہاں تو یہ کام اپنے آپ کو ماڈرن اور لبرل ثابت کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں جبکہ امریکہ میں رہنے والے تعلیم یافتہ مسلمان ان کے تباہ کُن اثرات کا شعوری طور پر مشاہدہ کر رہے ہیں، اُن کی اسلام سے محبت اور وابستگی بھی ہم سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہے، نیز اُن کا مغربی اقدار کا تقابلی مطالعہ محض نظری (Theoretical) نہیں ہے، بلکہ عملی اور مشاہداتی ہے اور فارسی کا مقولہ ہے: کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

اس ایکٹ کی محرک تین خواتین سینیٹرز روبینہ خالد (پیپلز پارٹی خیبر پختونخوا)، روبینہ عرفان (مسلم لیگ ق، بلوچستان)، کلثوم پروین (مسلم لیگ ن، بلوچستان) اور سینیٹر کریم احمد خواجہ (پیپلز پارٹی، سندھ) ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ان سیاسی جماعتوں میں آپس میں رقابت ہے، ایک دوسرے کی حریف ہیں، لیکن چونکہ لبرل ازم ان سب جماعتوں میں قدرِ مشترک ہے، اس لیے ظہیر دہلوی کا یہ شعر ان کی ترجمانی کے لیے کافی ہے:

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
اور دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

یہاں شعر میں تھوڑی سی تحریف کر کے ''دونوں طرف'' کی جگہ ''ہر طرف'' پڑھیں تو حسبِ حال ہوگا۔ ہر قانون کی طرح بظاہر یہ قانون بھی تحفظِ حقوق کے نام پر پیش کیا گیا ہے، لیکن اس کے پیچھے عالمی ایجنڈے کی حامل تنظیم ''LGBT+'' ہے۔

اس دوران اس قانون کی حمایت میں بعض علماء کا فتویٰ بھی اخبارات کی زینت بنا۔ ہم اُن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہیں اور ان کو معذور سمجھتے ہیں کیونکہ انھوں نے اس قانون کے انگریزی متن کو نہ پوری طرح سمجھا اور نہ پوری گہرائی اور گیرائی کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا۔ سرسری معلومات کی بنا پر اس کی حمایت کردی اور یہ نہ جانا کہ اس کے عواقب ہمارے اسلامی معاشرے اور ہمارے خطے کی تہذیبی اقدار کے لیے تباہ کن ثابت ہوں گے۔ ان علماء نے کہا: کہ ایسے خواجہ سراؤں کے ساتھ، جن میں مردانہ علامات پائی جاتی ہیں، عام عورتیں اور ایسے خواجہ سراؤں کے ساتھ، جن میں نسوانی علامات پائی جاتی ہیں، عام مرد نکاح کر سکتے ہیں، تو سوال یہ ہے کہ جس میں مردانہ علامتیں پائی جاتی ہیں، وہ مرد ہے اور جس میں نسوانی علامتیں پائی جاتی ہیں، وہ عورت ہے، تو اُس پر خواجہ سرا کا اطلاق کیسے درست ہوگا۔

امریکہ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات نے ہمیں بتایا کہ ہم جنس پرستوں کے گروپ LGBT نے بعض عالمی ذرائع ابلاغ میں اسے اپنی فتح سے تعبیر کیا اور کہا: مسلم علماء نے Transgender کے حقوق تسلیم کر لیے ہیں۔ دی ٹیلی گراف" نے لکھا: پاکستان میں Transgender لوگوں کا اب تک آپس میں شادی کرنا ناممکن تھا، کیونکہ وہاں قومِ لوط کا عمل کرنے والے لوگوں کی شادی پر عمر قید کی سزا دی جاتی ہے۔ یعنی انھوں نے ہیجڑا کا ترجمہ Transgender کر کے فتویٰ کو قومِ لوط کے ہر قسم کے عمل کے جواز پر محمول کر دیا، کیونکہ LGBT ان کی تنظیم کا نام ہے۔ عوام کے نزدیک LGBT سے ہم جنس پرست مراد لیے جاتے ہیں، جبکہ خاص طور پر ہیجڑا یا خُنثیٰ مشکل کے لیے انگریزی میں خاص اصطلاح Hermaphrodite آتی ہے، ان کے جنسی اعضا میں مردانہ خصوصیات غالب ہوں تو مرد اور نسوانی خصوصیات غالب ہوں تو عورت کہلاتے ہیں، جبکہ سینیٹ نے Transgender کے حقوق کے بارے میں جو بل پاس کیا ہے، اسے مغرب میں LGBT گروپ اپنے من پسند معنی میں استعمال کرتا ہے، جس میں ہر قسم کی بے راہ روی شامل ہے۔ ایک Transgender وہ ہے جو دو جنسوں کے درمیان ہے اس کے جنسی اعضا مرد اور عورت کا مرکب ہیں، یعنی غیر متعیّن ہیں، اسے ہیجڑا کہتے ہیں۔ ایک "زنخا" ہے اسے انگریزی میں Eunuch کہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مردانہ جنسی اعضا کے ساتھ پیدا ہوئے، مگر بلوغت سے پہلے جنسی اعضا کو خصی کر دیا یا کاٹ دیا گیا۔ قدیم زمانے میں پوپ اپنے مذہبی گیت گانے والوں سے یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلوک کرتے تھے تاکہ اُن کی مترنّم اور پُرکشش آواز برقرار رہے۔ LGBT گروپ میں ایسے لوگ شامل ہیں کہ ایک امریکی فوجی افسر نے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ میں عورت ہوں اور پھر اس نے اپنی عادات واطوار تبدیل کرنا شروع کر دیں اور ظاہر ہے کہ اس میں ڈاکٹروں اور پلاسٹک سرجن کی مدد بھی لی جاتی ہے۔ سوشل میڈیا پر یہ بھی موجود ہے کہ ایک شخص نے کہا: مجھے لگتا ہے کہ میں بلی ہوں پھر اس نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنا چہرہ بلی جیسا بنوایا، اپنے ہاتھ پاؤں میں بلی جیسے ناخن لگوائے اور دُم بھی لگوالی، سوشل میڈیا پر اس کی تصاویر موجود ہیں، اسے ''کیٹ مین'' کہا جاتا ہے۔

اس میں فن کاری یہ ہے کہ ہیجڑا (Hermaphrodite) پیدائشی طور پر جنسی اعتبار سے جدا صفات کا حامل ہوتا ہے، جبکہ Transgender کا مطلب ہے: وہ افراد جو پیدائشی طور پر جنسی اعضا یا علامات کے اعتبار سے مرد یا عورت کی مکمل صفات رکھتے ہوں، مگر بعد میں کسی مرحلے پر مرد اپنے آپ کو عورت اور عورت اپنے آپ کو مرد بنانے کی خواہش میں اس جیسی عادات واطوار اور لباس اختیار کر لیتے ہیں، اس کے لیے ڈاکٹر سے رجوع کرتے ہیں اور ڈاکٹر مرد کو عورت کے اور عورت کو مرد کے ہارمونز کچھ عرصے کے لیے استعمال کراتے ہیں۔ اس طرح مرد کے جسم کے بال جھڑنے لگتے ہیں، پٹھے نرم وملائم ہونے لگتے ہیں اور مرد کے مخصوص اعضا کو پلاسٹک سرجری سے نکال کر نسوانی ساخت بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح مردانہ ہارمونز کے ذریعے عورت کی جسمانی ساخت وخصوصیات میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور بعض صورتوں میں بعد از مرگ اپنے تمام اعضا ہبہ کرنے والے کسی مرد کے اعضا بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعے ٹرانسپلانٹ کر دیتے ہیں۔ اس سے نہ تو مرد میں عورت کی پوری استعداد پیدا ہوتی ہے کہ حمل قرار پائے اور بچے پیدا ہونے لگیں اور نہ عورت میں مرد کی پوری استعداد پیدا ہوتی ہے کہ اس میں توالد وتناسل کی صلاحیت پیدا ہو جائے، مگر یہ شغل وہاں رواج پا رہا ہے۔ اسی کو قرآن کریم نے تغیرِ خَلق سے تعبیر کیا ہے۔

جب تکبر واستکبار اور حسد کے سبب ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے راندۂ درگاہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ تو جنت سے نکل جا، بے شک تو راندۂ درگاہ ہے اور بے شک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے'' (الحجر:34، 35)۔ شیطان نے قسم کھاتے ہوئے کہا: میں تیرے بندوں میں سے ایک معیّن حصہ ضرور لوں گا، ان کو لازماً گمراہ کروں گا، ان کو ضرور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جھوٹی) آرزوؤں کے جال میں پھنساؤں گا، انہیں ضرور حکم دوں گا تو وہ چوپایوں کے کان کاٹیں گے اور انہیں لازماً حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بگاڑ دیں گے'' (النسآء: 118، 119)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے لوگو!) اپنے آپ کو اللہ کی بنائی ہوئی اُس خِلقت پر قائم رکھو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی'' (الروم: 30)، اسی بات کو حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ ''ہر بچہ دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے'' (بخاری: 1358)۔

قدرتی طور پر کسی کا مُخَنَّث یا ہیجڑا پیدا ہونا اُس کا ذاتی عیب نہیں ہے، اس بنا پر نہ اُسے حقیر سمجھنا چاہیے اور نہ اُسے ملامت کرنا چاہیے، کیونکہ ملامت کرنے کا جواز اس ناروا فعل پر ہوتا ہے، جس کا ارتکاب کوئی انسان اپنے اختیار سے کرے اور جسے ترک کرنے پر اُسے پوری قدرت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کسی شخص کو اُس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، اُس کے لیے اپنے کیے ہوئے ہر (نیک) عمل کی جزا ہے اور ہر (برے) عمل کی سزا ہے'' (البقرہ: 286) لیکن جیسا کہ سطورِ بالا میں بیان ہوا کہ مغرب میں Transgender اپنی مرضی سے جنس تبدیل کرتے ہیں، جس جنس پر اُن کی تخلیق ہوئی ہے، مصنوعی طریقوں سے اُسے بدل دیتے ہیں، ہم جنس پرستی کے ذریعے لذت حاصل کرتے ہیں، جبکہ اس کے بارے میں بڑی وعید آئی ہے۔

(۲)

قومِ لوط کے بارے میں قرآنِ کریم میں فرمایا: ''اور لوط کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کی تھی، بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس نفسانی خواہش کے لیے آتے ہو، بلکہ تم (اللہ کی مقرر کردہ) حدود سے تجاوز کرنے والی قوم ہو'' (الاعراف: 80، 81)۔ آگے چل کر فرمایا (1): اور ہم نے اُن پر پتھر برسائے، سو دیکھو مجرموں کا کیسا انجام ہوا'' (الاعراف: 84)۔ (2) پس جب ہمارا عذاب آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو تہہ و بالا کر دیا اور ہم نے ان کے اوپر لگاتار پتھر کے کنکر برسائے جو آپ کے رب کی طرف سے (اپنے ہدف کے لیے) نشان زدہ تھے اور یہ سزا ظالموں سے کچھ دور نہ تھی'' (ہود: 82، 83)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''مجھے اپنی امت کی بربادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا جس چیز سے زیادہ خوف ہے، وہ قومِ لوط کا عمل ہے" (سنن ترمذی: 1457)۔

سو ہمارے پُرجوش مفتیانِ کرام کو چاہیے کہ کسی جدید مسئلے پر فتویٰ جاری کرنے سے پہلے اس کے عواقب پر ضرور غور فرمائیں یا اپنے اکابر سے مشاورت کر لیا کریں۔ جن باتوں کے فروغ کے پسِ پردہ این جی اوز کارفرما ہوں اور وہ اتنی مؤثر ہوں کہ ارکانِ پارلیمنٹ کے تساہل اور شہرت پسندی کے سبب پارلیمنٹ کو بھی اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر سکتی ہوں، تو یقیناً اُن کے پیچھے عالمی ایجنڈا اور دور رس و دیرپا مقاصد ہوتے ہیں، پھر وہ معاملات کی تشریح اپنے مقاصد کے تحت کرتے ہیں اور کسی قسم کی لفظی ہیر پھیر سے گریز نہیں کرتے۔ نیز جب ایک لفظ یا اصطلاح متعدد یا متضاد معانی کی حامل ہو تو اس کے بارے میں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

سینیٹ میں پاس کردہ "تحفظِ حقوقِ خواجہ سرا بل" میں بھی یہ شرارت شامل ہے: بل کی دفعہ 3 میں کہا گیا ہے: (1) ایک Transgender Person کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس کے اپنے خیال یا گمان کے مطابق (Self Perceived) اُسے خواجہ سرا تسلیم کیا جائے"، یعنی اس سے قطع نظر کہ وہ پیدائشی طور پر مردانہ خصوصیات کا حامل تھا یا زنانہ، وہ اپنے بارے میں جیسا گمان کرے یا وہ جیسا بننا چاہے، اس کے اس دعوے کو تسلیم کرنا پڑے گا اور ذیلی سیکشن 2 میں کہا گیا ہے کہ نادرا سمیت تمام سرکاری محکموں کو اس کے اپنے دعوے کے مطابق اُسے مرد یا عورت تسلیم کرنا ہوگا اور اپنی طے کردہ جنس کے مطابق اُسے نادرا سے قومی شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس، چلڈرن رجسٹریشن سرٹیفکیٹ وغیرہ کے اجرا میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔

اس بل میں یہی وہ شق ہے جو مغرب میں LGBT+ گروپ کے مقاصد کی تکمیل کا سبب بنتی ہے۔ تحفظِ حقوقِ خواجہ سرا ایکٹ کے نام پر یہی وہ روزن ہے، جہاں سے نقب لگایا جا سکتا ہے۔ ہمیں غالب یقین ہے کہ جن چار سینیٹرز کی طرف سے یہ بل سینیٹ میں پیش کیا گیا ہے، انہیں بھی اس کے عواقب اور اس کی بنیادوں میں نصب کردہ بارود (Dynamite) کا علم نہیں ہوگا۔ عالَم غیب سے ان کے ہاتھ میں ایک چیز تھما دی گئی اور انہوں نے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں قانون سازی کے لیے تحریک پیش کر دی۔ پارلیمنٹ میں پاس شدہ "چائلڈ میرج ایکٹ" میں ترمیمی بل تو سرِ دست بے اثر ہو گیا، کیونکہ اُسے کسی نے اسمبلی میں پیش نہیں کیا، لیکن "خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ ایکٹ" پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے پاس ہونے کے بعد ایکٹ یعنی ملک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا قانون بن چکا ہے۔ ملاحظہ ہو: دی گزٹ آف پاکستان، اشاعت: 24 مئی 2018ء۔

اصولی طور پر تو کسی شخص کی پیدائش کے وقت جنسی اعتبار سے جو علامات ظاہر ہوں، انھی کے مطابق اس کا جنسی تشخص مقرر کیا جانا چاہیے، لیکن اگر کسی کا دعویٰ ہو کہ بعد میں فطری ارتقا کے طور پر کسی کی جنس میں تغیر آ گیا ہے، تو اس کا فیصلہ میڈیکل ایگزامینشن یعنی اس شعبے کے سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو کرنا ہوگا، نہ کہ اسے کسی شخص کے ذاتی خیال یا گمان یا خواہش پر چھوڑ دیا جائے، جیسا کہ اس قانون میں کہا گیا ہے، کیونکہ یہی عالمی سطح پر LGBT+ گروپ کا ایجنڈا ہے اور اسے مغرب میں پذیرائی مل رہی ہے۔ دینی تعلیمات اور دینی اقدار حتیٰ کہ ہماری تہذیبی روایات اور معاشرتی اقدار میں بھی اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ تو زرخیز زمین میں ببول کا کانٹے دار درخت اگانے کی مذموم کوشش ہے۔ اس کا راستہ پُرامن طریقے سے روکنا ہر مسلمان اور پاکستانی کی ذمہ داری ہے، خاص طور پر ارکانِ پارلیمنٹ پر اس کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور انھوں نے اس قانون کے پاس ہونے میں جو غفلت یا دانستہ سرکشی کا مظاہرہ کیا ہے، اس کے لیے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اور عوام کے سامنے جواب دہ ہیں، کیونکہ ہمارا آئین پارلیمنٹ کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ قانون سازی قرآن وسنت کے مطابق کی جائے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ بیشتر ارکانِ پارلیمنٹ یا تو اپنی پارٹی کی ہدایات کے پابند ہوتے ہیں اور یا وہ اس طرح کے قانونی مسوّدوں کے اسرار و رموز کو جاننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے یا زحمت نہیں فرماتے۔ یہ بات ناگوار ضرور ہے، لیکن حقیقت یہی ہے۔ اسی لیے پارلیمانی کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں تاکہ ہر مسوّدۂ قانون کا گہرا جائزہ لیا جائے۔ ماضی، حال اور مستقبل کے حوالے سے اس پر مرتب ہونے والے اثرات کے بارے میں تحقیق کی جائے اور اگر کوئی مسودۂ قانون فنی امور سے متعلق ہے، تو پارلیمانی کمیٹی کو چاہیے کہ زیرِ غور مسودۂ قانون کے بارے میں اُس شعبے کے متخصصین (Specialists) اور فنی ماہرین (Technocrates) کو بلا کر رہنمائی حاصل کرے۔

اس بل میں ایک اور تضاد بھی ہے: اس بل کی دفعہ 4 ذیلی دفعہ E میں کہا گیا ہے: ہر طرح کے سامان، رہائش گاہ، خدمات، سہولتوں، فوائد، استحقاق یا مواقع' جو عام پبلک کے لیے وقف ہوتے ہیں یا رواجی طور پر عوام کو دستیاب ہوتے ہیں، خواجہ سراؤں کے لیے اُن سے استفادے یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راحت حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی'' جبکہ دفعہ 6 کی ذیلی دفعہ E میں کہا گیا ہے: خواجہ سراؤں کے لیے خصوصی جیل خانے، حفاظتی تحویل میں لیے جانے کے مقامات وغیرہ الگ بنائے جائیں''۔آپ نے غور فرمایا: جیل خانے یا Confinement Cells تو خواجہ سراؤں کے لیے الگ ہونے چاہئیں، لیکن عام پبلک مقامات تک اُن کی رسائی کسی رکاوٹ کے بغیر ہونی چاہیے، مثلاً کوئی مردانہ خصوصیات کا حامل خواجہ سرا ہے تو وہ بلاتردد زنانہ ٹوائلٹ اور واش روم میں بھی جا سکتا ہے، وغیرہ۔ الغرض ایک طرف مرد وزن کی تمیز کے بغیر عوامی مقامات پر کسی رکاوٹ کے بغیر رسائی کا مطالبہ ہے اور دوسری طرف خصوصی جیل اور حفاظت خانوں کا مطالبہ ہے۔اس تضاد کے پیچھے کیا مقاصد کارفرما ہیں، غور کا مقام ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ اگر کوئی مسلمان لڑکی کسی کے ساتھ چلی جاتی ہے اور اس کے سرپرست رسائی اور تحویل میں لینے کے لیے عدالت سے رجوع کرتے ہیں تو عدالت اُسے دارالامان'' بھیج دیتی ہے، لیکن اسلام آباد ہائیکورٹ نے دو نومسلم ہندو لڑکیوں کو اُن کے ہندو ماں باپ کی تحویل میں دیا۔ایسے تضادات ناقابلِ فہم ہیں۔

خواجہ سرا کے لیے وراثت میں حصہ: بل کی دفعہ 7 کی ذیلی دفعہ (3(III میں کہا گیا ہے (a): اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچنے پر وراثت میں مرد خواجہ سرا کے لیے مرد کے برابر حصہ ہوگا''، (b) میں کہا گیا ہے: زنانہ خواجہ سرا کے لیے عورت کے برابر حصہ ہوگا''، (c) میں کہا گیا ہے: وہ خواجہ سرا جو مذکر اور مونث دونوں خصوصیات کا حامل ہو یا اس کی جنس واضح نہ ہو، تو اُسے مرد اور عورت دونوں کی اوسط کے برابر حصہ ملے گا'' (d) میں کہا گیا ہے: اٹھارہ سال سے کم عمر ہونے کی صورت میں اس کی جنس کا تعین میڈیکل آفیسر کرے گا''، لیکن اس بل میں کہا گیا ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد وہ شخص اپنی جنس کا تعین خود کرے گا۔ یہ کھلا تضاد ہے۔

اسلام میں اٹھارہ سال یا اس سے زیادہ عمر یا کم از کم عمر کے وارث کا وراثت میں حصہ ایک ہی ہے۔اس میں عمر کے لحاظ سے کوئی تفاوت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر مُورِث کی وفات کے وقت کسی وارث کی عمر ایک دن یا چند دن تھی، تو وہ بھی اپنی صِنف کے اعتبار سے برابر کا حصے دار ہو گا۔ نیز صنف کا تعیُّن پیدائش کے وقت سے ہی ہوجاتا ہے، اس کا تعلق کسی کے اپنے گمان وخیال یا خواہش سے نہیں ہے اور اگر اس بارے میں کوئی ابہام ہے اور طبی معائنے سے طے کرنا ہے، تو بھی اس میں اٹھارہ سال یا اس سے کم عمر میں کوئی تفریق روا نہیں رکھی جا سکتی۔ Self

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Perception یعنی کسی کی اپنی خواہش پر جنس کے تعیُّن کے معنی یہ ہیں کہ وہ عورت ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مرد قرار دے دے، تو اس کا حصہ عورت کے مقابلے میں دگنا ہو جائے گا، شریعت میں اس کی گنجائش نہیں ہے، سو شریعت کی رُو سے اس بل میں یہ بہت بڑا تضاد اور ابہام ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں نسوانی وضع اختیار کرنے والے مردوں اور مردانہ وضع اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے:

1۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی وضع اختیار کرتے ہیں اور اُن عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی وضع اختیار کرتی ہیں اور فرمایا: انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔ انہوں نے کہا: حضرت عمرؓ نے بھی ایسے ایک شخص کو گھر سے نکال دیا'' (بخاری:5886)۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے زنانہ صورت اختیار کرنے والے مردوں اور مردانہ صورت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے'' (مسند احمد:3151)۔

3۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک مُخَنَّث لایا گیا جس کے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا: یہ عورتوں سے مشابہت کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے مدینہ منورہ سے نکالنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اسے قتل نہ کر دیں؟، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے مسلمانوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (ابو داؤد:4928)۔

4۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک خواجہ سرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر آیا کرتا تھا، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے ایک عورت کی جسمانی ساخت پر گفتگو کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: اسے گھروں سے نکال دو'' (ابو داؤد:4929)۔

5۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زنانہ لباس پہننے والے مردوں پر اور مردانہ لباس پہننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے'' (ابو داؤد:4098)۔

(روزنامہ 'دنیا نیوز' ۲۲ و ۲۴ ستمبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا فداء اللہ (1)

تغیر جنس کا مسئلہ ۔طبی اور شرعی پہلو

[مفتی تقی عثمانی صاحب کی تائید وتصویب مضمون کے آخر میں ہے]

موضوع کا تعارف

بعض افراد ایسے ہوتے ہیں، جن کی جنسی شناخت ''Gender Identity'' ان کی اصل جنس کے خلاف ہوتی ہے، یعنی پیدائش کے وقت ظاہری اعضائے تناسل کے پیش نظر، ان کی جو جنس بتائی جاتی ہے، بعد میں داخلی احساسات کی وجہ سے وہ اپنی اس جنس کو قبول نہیں کرتے، اور اپنی جنس اس کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ اس کیفیت سے دو چار لوگ ٹرانس جینڈر (Transgender) کہلاتے ہیں۔بعض ٹرانس جینڈر کسی وجہ سے نفسیاتی عارضے کا شکار ہوکر اس کیفیت میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور وہ کسی بھی طرح اپنی جنس قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، طبّی اصطلاح میں ٹرانس جینڈر کی اس نفسیاتی عارضے کو ''Gender horia'' یا (Gender Identity Disorder GID کہا جاتا ہے۔

اس سلسلے معروف امریکی ادارے American Psychiatric Association APA کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"The term "Transgender" refers to a person whose sex assigned at birth(i.e. the sex assigned at birth, usually based on external genitalia (does not align their gender identity (i.e., one's psychological sense of their gender). Some people who are transgender will experience "gender dysphoria",which refers to psychological distress that results from an incongruence between one's sex assigned at birth and one's gender identity. Though gender dysphoria often begins in childhood, some people may not

(1) رفیق دارالتصنیف، جامعہ دارالعلوم کورنگی، کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

experience it until after puberty or much later[1].

آگے بڑھنے سے قبل یہاں ''ٹرانس جینڈر'' اور چند دیگر متعلقہ اصطلاحات اور مفردات کی وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے کیونکہ بہت سے لوگ ان میں غلط فہمی کا شکار نظر آتے ہیں، لہٰذا ذیل میں ان اصطلاحات اور مفردات پر مختصر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

ٹرانس جینڈر اور خنثیٰ

ان میں بالخصوص ٹرانس جینڈر ''Transgender'' اور ''خنثیٰ'' (Intersex/ Hermaphrodite) کے بارے میں زبردست غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ٹرانس جینڈر خنثیٰ ہی کو کہتے ہیں اور اسی وجہ سے خنثیٰ کے حقوق کے تحفظ کے نام پر ٹرانس جینڈر کی اصطلاح استعمال کر رہے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف بعض حضرات اس کی تردید میں یہ کہتے ہیں کہ خنثیٰ اور ٹرانس جینڈر بالکل دو مختلف چیزیں ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ''ٹرانس جینڈر'' اور ''خنثیٰ'' نہ تو ایک دوسرے کے مترادف ہیں اور نہ ہی باہم متبائن یا متضاد، بلکہ ''ٹرانس جینڈر'' عام ہے اور ''خنثیٰ'' خاص ہے، بالفاظ دیگر خنثیٰ، ٹرانس جینڈر کا ایک فرد ہے۔ کیونکہ دراصل ''ٹرانس جینڈر'' ایک جامع اصطلاح (Umbrella term) ہے، جس کے تحت خنثیٰ اور غیر خنثیٰ دونوں طرح کے افراد داخل ہیں۔

''خنثیٰ'' کی حقیقت پر تفصیلی کلام آگے آرہا ہے، یہاں صرف اتنا ذکر کر دینا کافی ہے کہ خنثیٰ وہ افراد کہلاتے ہیں جو پیدائشی طور پر ناقص جنس رکھتے ہیں اور مردانہ اور زنانہ دونوں طرح کے جنسی اعضاء اور علامات کے حامل ہوتے ہیں، جبکہ ٹرانس جینڈر کی تعریف ابھی گزر چکی کہ یہ وہ افراد ہوتے ہیں جن کی جنسی شناخت ان کی ظاہری جنس کے خلاف ہوتی ہے۔ اس تعریف سے ظاہر ہے کہ ناقص جنس والے افراد یعنی خنثیٰ اور کامل جنس والے افراد دونوں کو یہ حالت پیش آسکتی ہے۔ چنانچہ بعض افراد داخلی نظام تولید کے اعتبار سے مکمل طور پر مرد یا عورت ہوتے ہیں، تاہم ان کے ظاہری اعضاء مشتبہ ہوتے ہیں، ایسی صورت میں بسا اوقات ایسے افراد ظاہری اعضاء سے معلوم ہونے والی جنس کو اپنی جنس خیال کرتے ہیں، جبکہ حقیقت میں ان کی جنس اس کے خلاف

---

[1] Psychiatry.org What is Gender Dysphoria?

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے، چنانچہ بعد میں طبّی معائنے سے ان کو معلوم ہوجاتا ہے کہ ان کی اصل جنس وہ نہیں ہے جو وہ سمجھ بیٹھے تھے۔ اب یہ صورت ہے تو خنثیٰ کی، لیکن ساتھ میں ٹرانس جینڈر بھی ہے، کیونکہ یہاں جنس کی شناخت اصل جنس کے خلاف ہے۔

حاصل یہ ہے کہ خنثیٰ اور ٹرانس جینڈر نہ تو ایک دوسرے کے مترادف ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کی ضد ہیں، بلکہ ٹرانس جینڈر عام ہے اور خنثیٰ خاص ہے۔ اس وجہ سے ''امریکی سائیکیٹرک ایسوسی ایشن'' نے بھی ٹرانس جینڈر کی اقسام پر کلام کرتے ہوئے خنثیٰ کو ان کے افراد میں شامل کیا ہے:

"Other categories of transgender people include androgynous, multigendered, gender nonconforming, third gender, and two-spirit people. Exact definitions of these terms vary from person to person and may change over time, but often include a sense of blending or alternating genders"

اس کی مزید تائید کے لیے اقوام متحدہ کی درج ذیل تصریح بھی ملاحظہ فرمائیے:

"Gender identity refers to a person's experience of their own gender. Transgender people have a gender identity that is different from the sex that they were assigned at birth. A transgender or trans person may identify as a man, woman, transman, transwoman, as a nonbinary person, and with other terms such as hijra, third gender, two-spirit, travesti, fa'afafine, genderqueer, transpinoy, muxe, waria and meti[1].

مخنث اور خواجہ سرا

بعض حضرات نے ٹرانس جینڈر کا ترجمہ ''مخنث'' سے کیا ہے، جبکہ بعض دیگر حضرات نے اس کا ترجمہ ''خواجہ سرا'' سے کیا ہے۔ حالانکہ خنثیٰ کی طرح خواجہ سرا اور مخنث بھی ٹرانس جینڈر کے کلی مصداق نہیں ہیں، بلکہ دونوں اس کے دو الگ افراد ہیں۔ یعنی ٹرانس جینڈر عام ہے اور مخنث اور

---

[1] https//:www.unfe.org/wp-content/uploads/2017/05/UNFE – Transgender .pdf

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواجہ سرا خاص ہیں۔ مخنث عربی لفظ ہے جبکہ خواجہ سرا اُردو لفظ ہے۔ عربی میں مخنث ایسے مرد کو کہا جاتا ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اور بتکلف زنانہ پن کا مظاہرہ کرتا ہے۔ چنانچہ جو مرد چال ڈھال میں زنانہ پن کا مظاہرہ کرتا ہے اور اپنی آواز عورتوں کی طرح لوچ دار بناتا ہے تو عربی میں کہا جاتا ہے خنث الرجل وتخنث فی کلامہ۔ (۱)

جبکہ خواجہ سرا جس کو عربی میں خصی اور نگریزی میں eunuch کہا جاتا ہے، اس سے مراد وہ مرد ہے جس کے خصیے اور اعضائے تناسل کاٹ ڈالے گئے ہوں، اردو میں اسے ''ہیجڑا'' اور ''زنخا'' بھی کہا جاتا ہے۔ (۲) بہر حال اس سے واضح ہوا کہ ٹرانس جینڈر ایک جامع اصطلاح ہے اور خنثیٰ خواجہ سرا اور مخنث وغیرہ اس کے مختلف افراد ہیں۔

تغیر جنس کی شرعی حیثیت پر کلام سے پہلے یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہاں ٹرانس جینڈر کے افراد کو خنثیٰ اور غیر خنثیٰ میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ اس کی باقی اقسام اور افراد پر گفتگو یہاں غیر متعلق ہے۔ اس حوالے سے یہ واضح رہے کہ جنس کی تغییر کے عنوان سے رائج آپریشن دو طرح کے ٹرانس جینڈر کرواسکتے ہیں، ایک خنثیٰ جو ناقص جنس رکھتے ہیں، جس کی مزید تفصیل آگے آرہی ہے، جبکہ دوسرے وہ افراد جو کامل جنس رکھتے ہیں، یعنی مکمل نر یا مکمل مادہ ہیں، تاہم کسی وجہ سے وہ جنس بدلنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے تغیر جنس کے عنوان سے رائج طبی عمل سے خود کو گزارنا چاہتے ہیں۔

خنثیٰ کی صورت میں تغیر جنس کے آپریشن کا مطالبہ چونکہ فی الواقع ایک حقیقی مرض کے علاج کے زمرے میں آتا ہے، اس لیے اس کی مختلف صورتوں کا شرعی حکم الگ الگ ہے۔ البتہ ایک کامل جنس والے انسان کی طرف سے اس آپریشن کا مطالبہ زیادہ سے زیادہ نفسیاتی عارضے کی وجہ سے ہوسکتا ہے، جیسا کہ ''جینڈر ڈسفوریا'' کے مریض اس کا مطالبہ کرتے ہیں کہ فی الوقع وہ کامل طور پر مرد یا عورت ہوتے ہیں، تاہم نفسیاتی الجھن کی وجہ سے وہ اپنی جنس بدلنے کے خواہاں ہوتے ہیں اور اس کے لیے تغیر جنس کا آپریشن کروانا چاہتے ہیں، اس صورت کا شرعی حکم بھی ظاہر ہے کہ مختلف

---

(۱) وقد خنث الرجل کفرح خنثا، فهو خنث، وتخنث فی کلامه وتخنث الرجل: فعل فعل المخنث، تاج العروس، ۵/ ۲۴۰

(۲) فیروز اللغات، ص: ۱۴۶۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ان دونوں صورتوں میں تغیر جنس کے آپریشن کا شرعی حکم آگے بیان کیا جائے گا۔

تغیر جنس کا آپریشن

اس سے قبل تغیر جنس کے عنوان سے رائج آپریشن کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔تغیر جنس کے نام پر آج کل دو طرح کے طبّی عمل معروف ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ ہارمونز تھراپی (Hormones Therapy)

۲۔ تغیر جنس کی سرجری (Sex Reassignment sSurgery)

ہارمونز تھراپی میں ہارمونز کا انجکشن لگوایا جاتا ہے، جو جسمانی علامات اور خصوصیات مثلاً آواز، بال اور سینے کے ابھار وغیرہ کو مطلوبہ جنس کے موافق بدل دیتے ہیں۔دراصل مرد اور عورت ،ہر جنس کے خاص ہارمونز ہوتے ہیں، یہ ہارمونز جنس کی تعیین اور جنسی و تولیدی اعضاء کی بناوٹ اور متعلقہ سرگرمیوں کی انجام دہی میں بنیادی اور کلیدی کردار ادا کرتے ہیں، مذکورہ ہارمونز ''جنسی ہارمونز'' کہلاتے ہیں۔مرد کے جنسی ہامونز ''Testosterone''اور عورت کے جنسی ہامونز ''Estrogen'' کہلاتے ہیں۔انہی ہارمونز میں خلل کی وجہ سے انسان کی جنس بھی خلل کا شکار ہوجاتی ہے، اس کے جنسی اور تولیدی اعضاء اور جنسی رجحانات بھی خلط ملط ہو سکتے ہیں۔ایسی صورت میں اس کو ایک ہی کامل جنس پر لانے کے لیے مطلوبہ جنس کے ہارمونز اس میں انجیکٹ کیے جاتے ہیں۔ساتھ میں تغیر جنس کی سرجری کے ذریعے آپریشن کے عمل سے مطلوبہ جنس کے جنسی اعضاء بدل دیے جاتے ہیں۔

یہاں یہ واضح رہے کہ یہ آپریشن پیدائشی طور پر ناقص جنس والے انسان یعنی خنثیٰ بھی کرواتے ہیں، جس کے بعد وہ ایک کامل جنس والے انسان کی طرح جنسی سرگرمیاں سرانجام دینے کے قابل ہو سکتے ہیں۔چنانچہ آج کل اس آپریشن کے بعد خنثیٰ کے کامل مرد یا کامل عورت بننے کے واقعات بکثرت پیش آرہے ہیں۔اسی طرح خنثیٰ کے علاوہ کامل جنس والے افراد، جو خود کو داخلی احساس کی بناء پر ان کی اصل جنس کے خلاف محسوس کرتے ہیں وہ بھی خود کو اس مخالف جنس کے موافق ڈھالنے کے لیے یہ آپریشن کرواتے ہیں۔اس دوسری صورت میں آپریشن کے ذریعے انسان کی جنس حقیقت میں نہیں بدلتی، بایں طور کہ ایک کامل مرد آپریشن کے ذریعے کامل عورت بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے اور اب حمل اور ولادت وغیرہ کی صلاحیت حاصل کر سکے بلکہ محض ظاہری علامات اور جنسی اعضاء وغیرہ بدل دیے جاتے ہیں۔

تعیین جنس کا مسئلہ

شرعی نقطۂ نظر سے ان صورتوں میں تغیر جنس کے نام سے رائج آپریشن اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ آئندہ صفحات میں اس مسئلے کے شرعی حل پر گفتگو کی جائے گی، لیکن اس سے پہلے ایک اور مسئلہ حل طلب ہے اور وہ ہے ''تعیین جنس کا مسئلہ''۔ چونکہ تبدیلی جنس کے عنوان سے رائج آپریشن کے جواز اور عدم جواز میں، تعیین جنس کے مسئلے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اس لیے پہلے اس مسئلے پر گفتگو کی جاتی ہے اور بعد ازاں اصل مسئلے کا شرعی حکم ذکر کیا جائے گا۔ اس مسئلے کی دو صورتیں ہیں۔ دونوں کو الگ الگ دیکھنا اور ان میں جنس کی تعیین پر کلام کرنا ضروری ہے۔

پہلی صورت

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر ایک انسان داخلی تولیدی اعضا اور خارجی جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کے اعتبار سے کامل طور پر ایک ہی جنس کا ہو، مثلاً: کامل طور پر نر یا کامل طور پر مادہ ہو، تاہم وہ کسی وجہ سے داخلی احساسات کی بناء پر خود کو اس کے خلاف تصور کرتا ہو، یعنی جسمانی طور پر وہ کامل مرد ہے، لیکن داخلی احساسات کی وجہ سے وہ خود کو عورت سمجھتا ہے۔ یا جسمانی اعتبار سے وہ کامل عورت ہے، لیکن داخلی احساسات کی وجہ سے وہ خود کو مرد خیال کرتی ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ اس صورت میں اس کی جنس یعنی اس کے نر یا مادہ ہونے کا تعین کس بنیاد پر کیا جائے گا، اس کی جسمانی حالت کی بنیاد پر یا اس کے داخلی احساسات کی بنیاد پر؟ چونکہ آج کل اوّل الذکر کو سیکس ''sex'' اور ثانی الذکر کو جینڈر ''gender'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس لیے یوں کہیے کہ مذکورہ صورت میں جنس کی تعیین سیکس کی بنیاد پر کی جائے گی یا جینڈر کی بنیاد پر؟

شرعی، عقلی اور طبّی تینوں نقطہ ہائے نظر کی رو سے مذکورہ صورت میں انسان کی جنس اس کی ظاہری اور جسمانی اعضاء اور علامات کی بنیاد پر متعین کی جائے گی، نہ کہ اس کے داخلی احساسات کی بنیاد پر۔ اور ان تینوں نقطہ ہائے نظر سے یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہے۔ جبکہ دوسری طرف افسوس ہے کہ مغربی دنیا خود ساختہ ''حقوق انسانیت'' کی بنیاد پر یہاں بھی یہ قرار دیتی ہے کہ انسان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا اپنی جنس کے بارے میں فیصلہ اس کا ذاتی حق ہے، لہٰذا اگر وہ عورت ہے، لیکن ذاتی احساس پر وہ خود کو مرد تصور کرتی ہے، یا اس کا عکس ہے، تو یہ اس کا حق ہے، کسی دوسرے کو اس کی جنس کی تعیین میں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور بات صرف یہاں تک محدود نہیں ہے، آگے یہ بھی ضروری ہے کہ اس اندرونی احساس کی بنیاد پر اختیار کردہ جنس کو تسلیم بھی کیا جائے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ سوسائٹی میں اسے اسی جنس کے ساتھ قبول کیا جائے گا جو وہ محسوس کر رہا ہے۔ اسی طرح ہر سطح پر اس کو اسی جنس کے مطابق حقوق دیے جائیں گے۔ مغرب کے خود ساختہ ''فلسفہ حقوق'' کی رو سے اس کو یوں بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنس کی بنیاد پر اس کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جائے گا۔ چنانچہ اس کی بدولت ایک حقیقی اور کامل مرد خود کو ذاتی احساس پر عورت قرار دے کر کسی مرد سے نکاح کا حق دار ہے، اسی طرح میراث اور دیگر معاملات میں اس کو عورت قرار دیا جائے گا اور اس کے مطابق اس کو حقوق دیے جائیں گے۔

عقلی اعتبار سے اس نامعقول جنسیت کا بطلان اتنا واضح ہے کہ اس پر عقلی دلائل قائم کرنا خود ایک غیر معقول اور غیر سنجیدہ کام ہے۔ اس نامعقول فلسفے کی رو سے ایک عام آدمی کو بیٹھے بٹھائے کسی وجہ سے یہ خیال آئے کہ میں اپنے ملک کا صدر یا وزیر اعظم ہوں، تو ظاہر ہے اسے ذہنی مریض یا نفسیاتی بیمار قرار دیا جائے گا نہ کہ اس نامعقولیت کو اس کا ذاتی حق سمجھا جائے گا۔ اس کے جواب میں یہ کہنا کافی نہیں ہوگا کہ ذاتی احساس پر مبنی جنس کی تعیین فرد کا ذاتی مسئلہ ہے، یہ جواب اس لیے کافی نہیں کہ یہ مسئلہ اس کی ذات تک محدود نہیں ہے بلکہ آگے سوسائٹی اور ریاست پر لازم کر دیا گیا ہے کہ اسے فرد کی اس خود ساختہ جنس کو تسلیم کیا جائے گا اور اس کے ساتھ اسی کو پیش نظر رکھ کر برتاؤ کیا جائے گا۔ بہر حال ذاتی احساس کی بنیاد پر جنس کی تعیین کا مسئلہ جن سماجی، اخلاقی اور عقلی مفاسد پر مشتمل ہے، اس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے، یہاں اس کی طرف محض اشارہ مقصود ہے۔

شریعت مطہرہ کی نظر میں ذاتی احساس کی بنیاد پر جنس تبدیل کرنا یا خود کو دوسری جنس کی طرف منسوب کرنا تو در کنار، محض مخالف جنس کی ظاہری مشابہت کو بھی موجب لعنت قرار دیا گیا ہے اور مرد اور عورت کے تشخصات کو برقرار رکھنے کا سختی سے حکم دیا گیا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: لعن رسول اللهﷺ المخنثين من الرجال[ص:٣٢٠] والمترجلات من النساء، قال: فقلت: ماالمترجلات من النساء؟ قال:المتشبهات من النساء بالرجال۔ [1]

اس مسئلے کا شرعی اور طبّی پہلو دوسری صورت میں مزید واضح ہو جائے گا۔

دوسری صورت

تعیین جنس کے مسئلے کی دوسری صورت یہ ہے کہ داخلی نظام تولید اور ظاہری جنسی اعضاء کے درمیان اشتباہ کی صورت میں انسان کی جنس کی تعیین کیسے کی جائے گی؟ یعنی اگر ایک انسان طبّی معائنے کے نتیجے میں اپنے داخلی نظام کے اعتبار سے مرد ہے لیکن ظاہری جنسی اعضاء اور علامات کے اعتبار سے عورت کے مشابہ ہے یا ظاہری علامات میں اشتباہ ہے تو ایسی صورت میں اس کی جنس کا فیصلہ کس بنیاد پر کیا جائے گا؟ اس میں طبّی رپورٹ کے مطابق داخلی نظام تولید، کروموسومز اور ہارمونز کا اعتبار کیا جائے گا۔ یا ظاہری جنسی اعضاء کی بنیاد پر اس کی جنس متعین کی جائے گی؟

اس کے لیے ایک معیار اور طریقہ کار وہ ہے جو حضرات فقہائے کرام نے فقہ کی کتابوں میں ذکر فرمایا ہے، جس کی تفصیل ابھی ذکر کی جائے گی۔ اور دوسرا معیار وہ ہے جو آج کل جدید طبّی تحقیقات کی بنیاد پر اطباء نے اختیار کیا ہے۔ موجودہ دور میں ان دونوں میں سے کون سا معیار اور طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے؟ اس کے لیے مذکورہ دونوں معیارات کی حقیقت میں غور کی ضرورت ہے۔

سابقہ معیار

تعیین جنس کے سابقہ معیار سے مراد وہ معیار ہے جو پرانے زمانے میں اختیار کیا جاتا تھا، اور حضرات فقہائے کرام نے بھی کتابوں میں اس کو ذکر فرمایا ہے، جس کے مطابق انسان کی جنس (یعنی نر یا مادہ ہونے) کی تعیین اس کے ظاہری جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کے ذریعے ہوتی ہے، نر اور مادہ دونوں کے جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کے جمع ہونے کی صورت میں غالب جنسی

---

[1] مسند احمد، مخرجا، ۴/ ۱۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعضاء اور جسمانی علامات کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس حالت کو ''خنثیٰ غیر مشکل'' کہا جاتا ہے۔ اور اگر کسی صورت میں نر اور مادہ دونوں کے جنسی اعضاء اور جسمانی علامات بالکل یکساں ہوں اور کسی ایک جانب کو غالب قرار دینا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت کو ''خنثیٰ مشکل'' کہا جاتا ہے، جس کے احکام الگ ہیں۔

يجب أن يعلم بأن الخنثى من يكون له مخرجان قال البقالي - رحمه الله تعالى - أو لا يكون له واحد منهما ويُرج البول من ثقبة ويعتبر المبال في حقه، كذا في الذخيَّة فإن كان يبول من الذكر فهو غلام، وإن كان يبول من الفرج فهو أنثى، وإن بال منهما فالحكم للأسبق، كذا في الهداية وإن استويا في السبق فهو خنثى مشكل عند أبي حنيفة - رحمه الله تعالى -؛ لأن الشيء لا يترجح بالكثرة من جنسه، وقالا: ينسب إلى أكثرهما بولا وإن كان يُرج منهما على السواء فهو مشكل بالاتفاق، كذا في الكافي قالوا: وإنما يتحقق هذا الإشكال قبل البلوغ، فأما بعد البلوغ والإدراك يزول الإشكال فإن بلغ وجامع بذكره فهو رجل، وكذا إذا لم يجامع بذكره ولكن خرجت لحيته فهو رجل، كذا في الذخيَّة وكذا إذا احتلم كما يحتلم الرجل أو كان له ثدي مستو، ولو ظهر له ثدي كثدي المرأة أو نزل له لبن في ثدييه أو حاض أو حبل أو أمكن الوصول إليه من الفرج فهو امرأة، وإن لم تظهر إحدى هذه العلامات فهو خنثى مشكل، وكذا إذا تعاوضت هذه المعالم، كذا في الهداية۔ [1]

جدید معیار

تعیین جنس کے جدید معیار سے مراد وہ معیار ہے جو جدید طبّی تحقیقات کی بنیاد پر اختیار کیا گیا ہے۔ جدید طبّی تحقیق کی رو سے انسان کی جنس کا تعلق اس کے کروموسومز، ہارمونز اور اس کے تولیدی اعضاء یعنی بیضہ دانی اور خصیہ (Ovaries and testes) سے ہے۔ نر کے خلیات میں پائے جانے والے جنسی کروموسومز ''XY'' ہوتے ہیں، جبکہ مادہ کے خلیات میں پائے جانے

[1] الفتاوی الهندية، ٦/ ٤٣٧

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے جنسی کروموسومز ''XX'' ہوتے ہیں۔اسی طرح بیضہ دانیاں اور رحم، مادہ کے تولیدی اعضاء ہیں، جبکہ خصیہ نر کا تولیدی عضو ہے۔بعض دفعہ کسی انسان کے مذکورہ تولیدی اعضاء (رحم اور خصیہ) اور اس کے ظاہری جنسی اعضاء اور جسمانی علامات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یا ظاہری اعضاء مشتبہ ہوتے ہیں، مثلاً: اس کے تولیدی اعضاء تو متعین جنس (نر یا مادہ) کے ہوتے ہیں، تاہم اس کے جنسی اعضاء اور جسمانی علامات مشتبہ ہوتی ہیں۔اس حالت کو ''خنثیٰ کاذب'' (Pseudo Hermaphrodite) کہا جاتا ہے۔اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اگر داخلی تولیدی اعضاء نر کے ہوں اور خارجی جنسی اعضاء مادہ کے مشابہ ہوں تو اسے نر خنثیٰ کاذب (Male Pseudo Hermaphrodite) کہا جاتا ہے، اس صورت میں داخلی تولیدی اعضاء اور کروموسومز نر کے ہونے کی وجہ سے، طبّی تحقیق کے مطابق اس کی اصل جنس نر کی ہوتی ہے لیکن ہارمونز میں خلل کی وجہ سے ظاہری اعضاء، بادی النظر میں مادہ کے جنسی اعضاء کے مشابہ ہوتے ہیں۔اس صورت میں خارجی جنسی اعضاء کے آپریشن کے بعد خنثیٰ، کامل طور پر مرد بن سکتا ہے، اور اس کے بعد مردانہ جنسی سرگرمیاں سرانجام دے سکتا ہے۔

۲۔ اور اگر داخلی تولیدی اعضاء مادہ کے ہوں، تاہم خارجی جنسی اعضاء نر کے مشابہ ہوں تو اسے مادہ خنثیٰ کاذب (Female Pseudo Hermaphrodite) کہا جاتا ہے۔اس صورت میں داخلی تولیدی اعضاء اور کروموسومز، مادہ کے ہونے کی وجہ سے طبّی اعتبار سے اصل جنس مادہ کی ہوتی ہے، البتہ ہارمونز میں خلل کی وجہ سے ظاہری جنسی اعضاء بظاہر نر کے مشابہ ہوتے ہیں۔اس صورت میں بھی ظاہری جنسی اعضاء کے آپریشن کے بعد خنثیٰ، کامل عورت بن سکتی ہے اور بعدازاں تمام تر سرگرمیاں مثلاً: حمل اور ولادت وغیرہ سرانجام دے سکتی ہے۔

بعض نادر حالات میں داخلی تولیدی اعضاء یعنی بیضہ دانی اور خصیہ دونوں جمع ہوجاتے ہیں، اس حالت کو ''خنثیٰ حقیقی'' (True Hermaphrodite) کہا جاتا ہے۔

اختلاف تعريف الفقهاء عن تعريف الأطباء للخنثى: ينظر الطبيب الى الغدة التناسلية اولا فان وجدها تحمل المبيض والخصية معا فهذه هي حالة الخنثى الحقيقية التي هي نادرة الحدوث جدا. اما إن وجد أن الغدة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

التناسلية مبيض والاعضاء الظاهرة ذكرية فإن تلك لحالة حالة الخنثى الكاذبة التى أصلها انثى وظاهرها ذكر، وان كانت الغدة التناسلية خصية والاعضاء الظاهرة تشبه الانثى فإن ذلك هو الخنثى الذكر الكاذب ـ أي الذي أصله ذكر وظاهره الانثى. ويحتاج الطبيب للوصول لمعرفة جنس المولود او البالغ فى الحالات المشتبه فيها الى معرفة :) أ (الجنس على مستوى الصبغيات) الكروموسومات (ويمكن تحديده بأخذ خلايا من خلايا الدم البيضاء اوخلايا مبطنة للفم لفحصه ا ـ ب ـ معرفة الغدة التناسلية وذلك بأخذ خزعة ،عينة ، منها وفحصها نسيجيا . ج ـ فحص الاعضاء التناسلية الظاهرة والباطنة وفحص العلامات الثانوية للذكورة أو الانوثة وخاصة فى حالة البلوغ ـ د ـ فحص عام للجسم لمعرفة وجود الاورام مثل تلك الموجودة فى الغدة التناسلية او الغدة الكظرية ـ[1]

دونوں معیارات کا تقابلی جائزہ

فقہائے کرام نے جنس کی تعین کے لیے جو طریقہ کار ذکر فرمایا ہے، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قدیم زمانے کی طبّی تحقیقات کو سامنے رکھ کر استقراء کر کے مقرر کیا گیا ہے۔ اس وقت چونکہ جدید طبّی تحقیقات سامنے نہ تھیں، اس لیے تعیینِ جنس کے لیے یہی طریقہ ہی اختیار کیا جا سکتا تھا۔ اس لیے تعیینِ جنس کا مسئلہ ایک طبعی امر کی تحقیق ہے، یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے، اگرچہ بعض حضرات نے سابقہ طریقے سے تعیینِ جنس پر، ایک روایت سے استدلال کیا ہے تاہم حضرات محدثین نے اس روایت کو ضعیف اور بعض نے موضوع قرار دیا ہے۔

اس کے مقابلے میں صحیح نصوص میں تعیینِ جنس کے جدید طبّی معیار کی طرف اشارہ سمجھا جا سکتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ نصوص جن میں تخلیقِ جنین کے مراحل مذکور ہیں، ان میں جنین کی جنس کی تکوین ۴۲ دن بعد یعنی ساتویں ہفتے میں بتائی گئی ہے اور جدید طبّی تحقیقات کے مطابق ساتویں ہفتے میں جنین کے تولیدی اعضاء خصیہ اور بیضہ دانی، الگ ظاہر ہو جاتے ہیں اور اس کی بنیاد پر جنین

---

[1] مجلۃ المجمع الفقہی الاسلامی، المجلد السادس، ص: ۳۵۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جنس کا عمل ہو جاتا ہے جبکہ خارجی جنسی اعضاء کا ظہور بارہویں ہفتے میں ہوتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نصوص میں جنین کو تولیدی اعضاء سے متعلق مانا گیا ہے، نہ کہ جنسی اعضاء سے۔مسلم شریف کی درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیں:

إذا مر بالنطفة ثنتان وأربعون ليلة، بعث الله إليها ملكا، فصورها وخلق سمعها وبصرها وجلدها ولحمها وعظامها، ثم قال: يا رب أذكر أم أنثى؟ فيقضي ربك ما شاء۔(۱)

اس روایت میں اس طرف واضح اشارہ ہے کہ جنین کی جنس بیالیس دن بعد متعین کی جاتی ہے، جدید طب کی علم الجنین (Emryology) بھی اپنی تحقیق میں اسی نتیجے پر پہنچی ہے، چنانچہ ڈاکٹر محمد علی البار لکھتے ہیں:

ويتحدد جنس الجنين على مستوى الصبغيات) الكروموسومات (فی لحظة التلقيح فاذا مالقح البويضة حيوان منوي يحمل شارة الذكورة كان الجنين ذكراً باذن الله وإذا ما لقحها حيوان منوي يحمل شارة الأنوثة كان الجنين أنثى باذن الله أما على مستوى الأنسجة فلا يتحدد جنس الجنين الا فی الأسبوع السابع بعد دخول الملك حينما تعلم الغدة التناسلية هل هي مبيض أو خصية ثم تحدد بعدذلك الأعضاء التناسلية الخارجية فی الأسبوع الثانی عشر..وقدلا يتطابق التكوين الجنسى الظاهري للأعضاء التناسلية مع التكوين الجنسى للغدة التناسلية فقد يكون جنس المولود ذكراً فی الحقيقة بينما أعضاؤه التناسلية توحی بأنه أنثى .. وقد يكون العكس.(۲)

راجح مؤقف

تعیین جنس کے حوالے سے فقہی اور طبی معیارات کے تقابل پر مشتمل مذکورہ بالا گفتگو اس

(۱) صحیح مسلم، ۴/ ۲۰۳۷

(۲) خلق الانسان بین الطب والقرآن للدکتور محمد علی البار: ۳۰۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقدیر پر تھی کہ فقہی اور طبی معیار کے درمیان تعارض قرار دے کر ان کو دو مختلف معیار قرار دیا جائے، جیسا کہ ڈاکٹر محمد علی البار صاحب نے اپنے رسالے "مشكلة الخنثى بين الطب والفقه" میں یہ مؤقف اختیار فرمایا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

ويعتمد الفقيه فی تحديد الخنثى على المبال فإن بال من موضع الذكر فهو ذكر وان بال من الفرج او اسفل البظر فهو انثى. وكانوا يوقفون الخنثى من الاطفال ويطلبون منه ان يتبول الى حائط فإن سال منه البول ورشه رشا فهو انثى وان قذف البول فهو ذكر. وان لم يتبين مباله فهو الخنثى المشكل لديهم. ولا شك ان هذا الفحص قد يؤدى الى الخطأ فقد يكون الخنثى ذكر فی غدته التناسلية وكروموسوماته الجنسية الا ان المبال (فتحة صماخ مجرى البول) أسفل القضيب وان كيس الصفن مشقوق حتى يبدو مثل الفرج فيتأكد لدى الفقيه آنذاك انه انثى ويحكم بانه انثى قطعا. والواقع انه ذكر ويمكن اعادته لوضعه الطبيعي باجراء عملية جراحية. ويفقد المصاب بذلك كثيًا من حقوقه فی الميّاث (حيث يعطى نصيب الانثى) (وفی الفیء اذا اشترك فی الجهاد حيث لا يقسم له مثلما يقسم للمقاتلين بل يحذى ويعطى من الغنيمة كما تعطى المرأة عندما تشترك فی الجهاد.. ولا يسمح له بالامامة فی الصلاة ولا القضاء ولا الامامة العامة.. الخ من الامور التي يُتص بها الذكور. ولا شك ان تشخيص الفقهاء للخنثى فی هذه الحالات خاطیء، ولا نلومهم على ذلك فتلك هي معلومات زمنهم.

اما اليوم فالقول فی موضوع الخنثى يعود لاهل الذكر واهل الذكر هاهنا هم الاطباء لا الفقهاء والله سبحانه وتعالى يقول: ﴿فأسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون﴾.

وكل ماورد فی كتب الفقه عن الخناث فينبغی ارجاع الحكم فيه اولا الى الاطباء فإن حكموا بان هذا الشخص ذكر فی تركيبه الكروموسومي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والغددي فهو كما حكموا، وعلى الفقهاء ان يبنوا احكامهم بعد ذاك على ما يقرره الاطباء.(١)

ڈاکٹر محمد علی البار صاحب حفظہ اللہ کی رائے گرامی کے علاوہ تعیین جنس کے مذکورہ فقہی اور طبّی معیار کے ظاہر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مستقل اور مختلف معیار ہیں، کیونکہ حضرات فقہائے کرام نے اپنی عبارات میں بول اور ظاہری علامات کا ذکر فرمایا ہے اور بنیاد اسی پر رکھی ہے کہ اگر بول، ذکر سے خارج ہوتا ہو تو خنثیٰ کو مرد قرار دیا جائے گا اور اگر بول، فرج سے خارج ہو تو اسے عورت قرار دیا جائے گا اور ظاہر ہے کہ ذکر اور فرج اور اس سے بول کے خروج پر کلام جنسی اعضاء کی بحث ہے، جبکہ اطباء حضرات نے تولیدی اعضاء پر بنیاد رکھی ہے۔ اس لیے دونوں معیارات کے ظاہر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ مؤقف ہیں۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں معیارات میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ دونوں ایک ہی ہیں۔

رفع تعارض کی تفصیل یہ ہے کہ دراصل فقہائے کرام نے قبل البلوغ بول کا اعتبار ضرور کیا ہے، لیکن بعد البلوغ خود فقہائے کرام نے بھی حیض، احتلام، حمل اور ولادت وغیرہ کا اعتبار کیا ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ یہ سب نظام تولید سے متعلق علامات اور سرگرمیاں ہیں۔ چنانچہ حضرات فقہائے کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے:

(وهو ذو فرج وذكر أو من عري عن الاثنين جميعا، فإن بال من الذكر فغلام، وإن بال من الفرج فأنثى، وإن بال منهما فالحكم للاسبق، وإن استويا فمشكل ولا تعتبر الكثرة) خلافا لهما، هذا قبل البلوغ (فإن بلغ وخرجت لحيته أو وصل إلى امرأة أو احتلم) كما يحتلم الرجل (فرجل، وإن ظهر له ثدي أو لبن أو حاض أو حبل أو أمكن وطؤه فامرأة، وإن لم تظهر له علامة أصلا أو تعارضت العلامات فمشكل) لعدم المرجح۔(٢)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ میں اس کی یوں صراحت

---

(١) مجلۃ المجمع الفقہی الاسلامی، المجلد السادس، ۳۵۵

(٢) الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، ص: ۷۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائی ہے:

سوال: میرا ایک بھائی ہے اس میں چند علامات پیدا ہوگئی ہیں جن کے سبب سے اس کے مرد اور عورت ہونے کا پہچاننا مشکل ہوگیا ہے۔

ا۔ پہلی علامت یہ ہے کہ ذکر نہیں ہے اور ذکر کی جگہ چھنگلی انگلی کے سر کے برابر ایک ٹکڑا گوشت کا ہے وہ گوشت عورتوں کے شرمگاہ کی طرح بھی نہیں ہے اور اس سے پیشاب نکلتا ہے۔

۲۔ دوسری علامت یہ ہے کہ خصیتین بھی نہیں ہیں۔

۳۔ تیسری علامت یہ ہے کہ ہر مہینے میں عورتوں کی مانند حیض آتا ہے۔

۴۔ چوتھی علامت یہ ہے کہ دو پستان بھی عورتوں کے پستان کے مانند بھر آئے ہیں۔

۵۔ پانچویں شہوت بھی ہے کہ اگر مرد کے ساتھ لیٹے تو اس کی طرف خیال جاتا ہے اور اگر عورت کے پاس لیٹے تو عورت کی طرف بھی خیال جاتا ہے۔

۶۔ یہ کہ کبھی منی نہیں نکلتی ہے گویا کہ بند ہے۔

آپ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا جواب دیجیے کہ وہ شخص حکم عورت میں ہے یا حکم مرد میں اور نماز روزہ پڑھتے وقت کیسا پڑھنے کا حکم ہوگا؟

الجواب: چونکہ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بالغ ہوگیا ہے اس لیے بول کے احتمالات کو تو علامت نہ بنایا جائے گا۔

كما في العالم كيرية: بعد ذكر هذه الاحتمالات، قالوا: وإنما يتحقق هذا الإشكال قبل البلوغ فاما بعد البلوغ والإدراك يزول الإشكال، فإن بلغ وجامع بذكره فهو رجل وكذا إذا لم يجامع بذكره، ولكن خرجت لحيته فهو رجل كذا في الذخيّة: وكذا إذا احتلم كما يحتلم الرجل أو كان له ثدي مستورو لو ظهر له ثدي كثدي المراة أو نزل له لبن في ثدييه أو حاض أو حبل أو امكن الوصول إليه من الفرج فهو امرأة وإن إحدى هذه العلامات فهو خنثى مشكل وكذا إذا تعارضت هذه المعالم كذا في الهداية، وأما خروج المني فلا اعتبار له لأنه قد يُرج من المرأة كما يُرج من الرجل كذا في

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجوهرة النيّة قال وليس الخنثى يكون مشكلا بعد الإدراك على حال من الحالات،لأنه اما ان يحبل أو يحيض أو يُرج له لحية أو يكون له ثديان كثدى المرأة وبهذا يتبين حاله وإن لم يكن له شيء من ذلك فهو رجل لأن عدم نبات الثديين كما يكون للنساء دليل شرعى على انه رجل كذا فى المبسوط لشمس الائمه السرخسى جلد:۷،ص:۲۸۵)

''اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر سے جماع کرنا اور ڈاڑھی نکلنا اور مردوں کی طرح احتلام ہونا اور پستان کا نہ ابھرنا علامات ذکورت کی ہیں اور پستان ابھر آنا یا پستان میں دودھ اتر آنا یا حیض آنا یا مرد کا اس سے فرج میں صحبت کرسکنا علامات انوثت کی ہیں اور سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو حیض آتا ہے اور پستان بھی ابھر آئی ہیں اور یہ علامتیں عورت ہونے کی ہیں۔اب دیکھنا چاہیے کہ ذکورت کی مذکورہ علامات میں سے بھی اس میں کوئی علامت ہے یا نہیں اگر ہے تو خنثیٰ مشکل ہے ورنہ عورت ہے۔عورت کے احکام مشہور ہیں اور خنثیٰ کے احکام بھی کتب میں مذکور ہیں۔ اگر پھر بھی ضرورت استفسار کی ہو پوچھ لیا جائے۔امداد الفتاویٰ جلد ۲،ص ۲۸۶۔''

اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بعد البلوغ فقہائے کرام نے بول کا اعتبار نہیں کیا ہے، جیسا کہ حضرت حکیم الامتؒ کے مذکورہ بالا عبارت کے درج ذیل الفاظ سے یہ بات بالکل واضح ہے:

''چونکہ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بالغ ہوگیا ہے اس لیے بول کے احتمالات کو تو علامت نہ بنایا جائے گا۔''

نیز حضرات فقہائے کرام نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ حمل اور ولادت کو تمام علامات معارضہ پر ترجیح دی جائے گی، یعنی اگر حمل اور ولادت ظاہر ہوں اور ساتھ میں بول ذکر سے آتا ہو تو اس صورت میں ترجیح حمل اور ولادت کو دی جائے گی اور خنثیٰ کو عورت قرار دیا جائے گا اور ذکر سے بول، جسے قبل البلوغ مرد ہونے کی علامت قرار دیا گیا تھا اب اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

الثاني، والثالث: خروج المني والحيض في وقت الإمكان. فإن أمنى بالذكر، فرجل أو الفرج أو حاض، فامرأة. بشرط أن يتكرر خروجه ليتأكد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الظن به، ولا يتوهم كونه اتفاقيا. كذا جزم به الشيخان. قال الإسنوي: وسكوتهما عن ذلك في البول يقتضي عدم اشتراطه فيه. والمتجه: استواء الجميع في ذلك قال: وأما العدد المعتبر في التكرار. فالمتجه: إلحاقه بما قيل في كلب الصيد: بأن يصيَّ عادة له. فإن أمنى بهما، فالأصح أنه يستدل به، فإن أمنى نصفه مني الرجال فرجل، أو نصفه مني النساء، فامرأة، فإن أمنى من فرج الرجال نصفه منيهم. ومن فرج النساء نصفه منيهن، أو من فرج النساء نصفه مني الرجال، أو عكسه، فلا دلالة، وكذا إذا تعارض بول وحيض، أو مني. بأن بال بفرج الرجال، وحاض أو أمنى بفرج النساء. وكذا إذا تعارض المني والحيض في الأصح. الرابع: الولادة. وهي تفيد القطع بأنوثته، وتقدم على جميع العلامات المعارضة لها. قال في شرح المهذب: ولو ألقى مضغة. وقال القوابل: إنه مبدأ خلق آدمي: حكم به. وإن شككن دام الإشكال. قال: ولو انتفخ بطنه، وظهرت أمارة حمل: لم يحكم بأنه امرأة، حتى يتحقق الحمل. لموافق، الجاري على القواعد المذكورة في الرد بالعيب، وتحريم الطلاق، واستحقاق المطلقة النفقة، وغيَّ ذلك۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ بعد البلوغ خود فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق بول کا اعتبار نہیں، بلکہ بول کے مقابلے میں حمل اور ولادت جو تولیدی سرگرمیاں ہیں، ان کو ترجیح دی جائے گی۔ اس لیے بعد البلوغ والی صورت میں فقہی اور طبّی معیار میں کوئی جوہری تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ اطباء بیضہ دانی، بچہ دانی اور خصیتین وغیرہ کا اعتبار کرتے ہیں اور فقہائے کرام ان اعضاء کی سرگرمیوں یعنی حیض، احتلام اور حمل وولادت کا اعتبار کرتے ہیں، لہٰذا یہ بالکل واضح ہے کہ دونوں میں کوئی جوہری تعارض نہیں ہے۔

البتہ یہاں یہ سوال باقی رہے گا کہ قبل البلوغ تو بہرحال فقہائے کرام نے بول ہی کا اعتبار کیا ہے، جبکہ طبّی معیار قبل البلوغ بھی تولیدی نظام کا اعتبار کرتا ہے، لہٰذا کم از کم قبل البلوغ دونوں

[1] الاشباہ والنظائر للسیوطی،ص: ۲۴۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معیارات میں تعارض پایا جائے گا۔ اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ فقہائے کرام نے بعد البلوغ حمل اور ولادت وغیرہ کا اعتبار کیا ہے اور ان کو بول پر ترجیح دی ہے، تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک بول کوئی اصل اور بنیادی معیار نہیں ہے، ان حضرات کے نزدیک اصل معیار ذکورت اور انوثت کی علامات کی بنیاد پر ان کے درمیان تمیز اور اس بناء پر ان دونوں میں سے ایک کی تعیین ہے، جو قبل البلوغ بول کے ذریعے ممکن ہے، اور بعد البلوغ دیگر علامات سے بھی متحقق ہوتی ہے، اس لیے انہوں نے ان علامات کا ذکر بعد البلوغ کیا ہے۔ لیکن قبل البلوغ ان علامات کے ذکر نہ کرنے سے ان حضرات کا مطلب یہ نہیں کہ تب یہ علامات معتبر ہی نہیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ عادتاً حمل اور ولادت وغیرہ کا ظہور بلوغت کے بعد ہی ہوتا ہے، اس لیے ان حضرات نے ان علامات اور تعیین جنس میں ان کے اعتبار کو بلوغت کے بعد ذکر فرمایا ہے۔ لیکن آج کل چونکہ طبّی معائنے کے ذریعے قبل البلوغ بھی ان علامات کا ادراک ممکن ہے، اس لیے اب قبل البلوغ طبّی معائنے کے ذریعے ان علامات کو معلوم کر کے ان کو بول کے مقابلے میں راجح قرار دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ بعد البلوغ خود حضرات فقہائے کرام نے ان کو بول پر ترجیح دی ہے۔

اس لیے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبل البلوغ بھی فقہی اور طبّی معیار میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ دونوں معیار ایک ہی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ فقہی معیار میں حمل اور ولادت وغیرہ کو بعد البلوغ ہی ذکر کیا گیا ہے، جس کی وجہ عرض کر دی گئی کہ سابقہ ادوار میں چونکہ قبل البلوغ تولیدی نظام کا ادراک ممکن نہ تھا، اس لیے اس سے تعرض بھی نہیں کیا گیا۔ اور آج کل چونکہ قبل البلوغ بھی طبّی جانچوں کے ذریعے اس کا ادراک ممکن ہے، اس لیے تعیین جنس کے جدید طبّی معیار میں قبل البلوغ اور بعد البلوغ دونوں حالتوں میں حمل اور ولادت اور نظام تولید کی دیگر سرگرمیوں اور خصوصیات کا اعتبار کیا جاتا ہے، جو تولیدی اعضاء، جنسی کروموسومز اور جنسی ہارمونز کے طبّی معائنے سے معلوم ہو جاتی ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ دونوں معیارات میں کوئی تعارض نہیں ہے دونوں کا اصل مطمح نظر اعضاء اور علامات کے ذریعے ذکورت اور انوثت کا ادراک ہے، جس میں حضرات فقہائے کرام اور اطباء سبھی نے تولیدی نظام اور تولیدی سرگرمیوں جیسے حمل اور ولادت وغیرہ کو ترجیح دی ہے اور آج چونکہ قبل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البلوغ بھی طبّی جانچوں کے ذریعے اس کا ادراک ممکن ہے اس لیے اب قبل البلوغ اور بعد البلوغ دونوں حالتوں میں طبّی معائنے کے ذریعے تولیدی اعضاء، جنسی کروموسومز اور جنسی ہارمونز کی بنیاد پر جنس کی تعیین کی جائے گی، اور اس بنیاد پر متعین شدہ جنس کے احکام جاری ہوں گے۔

تبدیلیٔ جنس کا حکم

تعیین جنس کی مذکورہ تفصیل کے بعد اب سابق ذکر کردہ مرض ''Gender Dysphoria'' اور بعض دیگر وجوہات کی بناء پر تبدیلیٔ جنس کا شرعی حکم ذکر کیا جاتا ہے۔

گزشتہ صفحات میں یہ بتایا جاچکا ہے کہ جو افراد جنس کی تبدیلی کے خواہاں ہوتے ہیں، بنیادی طور پر ان کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ایک قسم ان افراد کی ہے جو نفسیاتی مرض یا ذاتی شوق کی وجہ سے اپنی جنس بدلنا چاہتے ہیں۔

۲۔ دوسری قسم ان افراد کی ہے جو حقیقی جسمانی مرض کی وجہ سے جنس بدلنا چاہتے ہیں۔ جس کی مزید تفصیل اور شرعی حکم یہ ہے کہ:

۱۔ اگر ایک انسان اپنے داخلی تولیدی اعضاء اور خارجی جنسی اعضاء کے اعتبار سے کامل طور پر ایک جنس کا ہو، مثلاً مکمل نر یا مکمل مادہ ہو، تاہم وہ کسی وجہ سے ذہنی طور پر اپنی جنس قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہو تو یہ ایک نفسیاتی مرض ہے، کوئی حقیقی جسمانی مرض نہیں ہے۔ اسی طرح محض ذاتی شوق اور نفسانی خواہش کی وجہ سے اپنی جنس تبدیل کرنے کی طلب بھی شرعی حکم کے پہلو سے اسی سم کے تحت آتی ہے۔

اس صورت میں ایک کامل جنس والا انسان تبدیلیٔ جنس کے لیے جو طبّی عمل اختیار کرتا ہے، حقیقت میں اس عمل سے جنس نہیں بدلتی، بایں طور کہ کامل مرد عورت بن جائے یا کامل مرد عورت بن جائے۔ چنانچہ اس عمل کے بعد انسان کروموسومز کی سطح پر سابق جنس پر برقرار رہتا ہے، اور اسی طرح دیگر خصوصیات مثلاً مرد کے اندر حمل، ماہواری وغیرہ کی صلاحیتیں پیدا نہیں ہوتیں، بلکہ صرف ظاہری اعضاء اور علامات بدل جاتے ہیں۔ اس لیے اس صورت کا حکم یہ ہے کہ یہ تغیر لخلق اللہ ہے، جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَّلَاُضِلَّنَّهُمۡ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمۡ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَّخِذِ الشَّيۡطٰنَ وَلِيًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِيۡنًا﴾(۱)

نیز یہ معلوم امر ہے کہ شرعاً خصی ہونا ناجائز ہے، جو ایک وصف کا ضیاع ہے، تو جنسی اعضاء کا ضیاع بطریق اولیٰ ناجائز ہوگا۔

"كنا نغزو مع رسول الله ﷺ ليس لنا نساء، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذلك."(۲)

اسی طرح حدیث شریف میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی گئی ہے، جب صرف مشابہت پر لعنت فرمائی گئی تو باقاعدہ آپریشن کر کے دوسری جنس سے مشابہت کی شناعت اور حرمت بطریق اولیٰ ثابت ہوگی۔

"عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: لعن النبي ﷺ المخنثين وأخرج أخرجوهم من بيوتكم : من الرجال، والمترجلات من النساء، وقال فلانا، وأخرج عمر فلان."(۳)

۲۔ البتہ جہاں تک دوسری صورت کا تعلق ہے، جس میں کسی انسان کے داخلی تولیدی اعضاء، ہامونز اور کروموسومز طبّی تحقیق کی رو سے ایک جنس کے ہوں اور اس کے خارجی جنسی اعضاء مشتبہ ہوں اور اس حالت میں وہ اس ظاہری حالت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہو بلکہ اپنے داخلی تولیدی اعضاء کے موافق تصور کرتا ہو اور ظاہری جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کو آپریشن کے ذریعہ داخلی تولیدی اعضاء کے موافق بدلنا چاہتا ہو تو چونکہ اس صورت میں ظاہری جنسی اعضاء سے معلوم ہونے والی جنس قبول نہ کرنا ایک حقیقی جسمانی مرض ہے، اس لیے اس صورت میں تبدیلی

---

(۱) النساء۴: ۱۱۹

(۲) صحیح مسلم، ۲/ ۱۰۲۲

(۳) صحیح البخاری، ۸/ ۱۷۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنس کے عنوان سے رائج آپریشن کے ذریعے ظاہری جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کو داخلی تولیدی اعضاء کے موافق تبدیل کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے کیونکہ تعیین جنس کے مسئلے کے تحت یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ انسان کی جنس کی تعیین طبّی رپورٹ کے مطابق داخلی تولیدی اعضاء کی بنیاد پر ہو گی۔

تو ایسی صورت میں اس کے لیے ظاہری جنسی اعضاء اور جسمانی علامات کو آپریشن کے ذریعہ داخلی تولیدی اعضاء کے موافق درست کرنا جائز ہے۔ کیونکہ سابق میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اس کی جنس طبّی رپورٹ کی بنیاد پر متعین کی جائے گی اور چونکہ طبّی رپورٹ میں داخلی اعضاء اور ہارمونز کا اعتبار کیا جاتا ہے، اس لیے اس کی جنس داخلی تولیدی اعضاء اور ہامونز کے مطابق متعین ہو گی۔ لہٰذا ظاہری جنسی اعضاء اور علامات میں جو اعضاء اور علامات طبّی رپورٹ سے ثابت شدہ جنس کے خلاف ہوں وہ زائد عضو کے حکم میں ہوں گے اور اصل جنس میں اشتباہ پیدا کرنے کی وجہ سے ایک عیب شمار ہوں گے، اس لیے ایسے اعضاء اور علامات کو آپریشن کے ذریعے زائل کرنا بلکہ درست کرنا جائز ہو گا۔ نیز اس صورت میں مذکورہ جنسی اعضاء اور علامات کا ازالہ اور اصل جنس کے موافق اعضاء کی درستگی کا عمل تبدیلیٔ جنس نہیں کہلائے گا بلکہ اسے ''تبیین جنس'' یا ''تصحیح جنس'' کہا جائے گا۔ کیونکہ اس طرح کے طبّی عمل سے درحقیقت اصل جنس کی تصحیح اور تبیین ہوتی ہے، چنانچہ مادہ کے اندر حمل اور ماہواری وغیرہ کی صلاحیت ظاہر ہو جاتی ہے اور نر کے اندر مردانہ خصوصیات ظاہر ہو جاتی ہیں۔

متعدد معاصر علمائے کرام اور دور الافتاء نے اس صورت کے جواز کا موقف اختیار کیا ہے، خاص طور سے ڈاکٹر شیخ محمد علی البار نے اپنے تحقیقی مقالہ "مشكلة الخنثى بين الطب والفقه" میں تعیین جنس کے لیے جدید طبّی طریقہ کار کو ترجیح دیتے ہوئے احکام کے لیے اس کو بنیاد بنایا ہے اور اس کے مطابق تصحیح جنس کے عمل کو درست قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ سعودی عرب "اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء" اور "هيئة كبار العلماء باللجنة الدائمة" نے اس صورت میں تصحیح جنس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور اس کے لیے "المجمع الفقهي الاسلامي" کے فیصلہ کو بھی تائید میں نقل کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1۔ فإن مجلس المجمع الفقهي الإسلامي لرابطة العالم الإسلامي فی دورته الحادية عشرة المنعقدة بمكة المكرمة فی الفترة من يوم الأحد 13 رجب 1409 ھ الموافق 19 فبراير 1989 م إلى يوم الأحد 20 رجب 1409 ھ الموافق 26 فبراير 1989 م قد نظر فی موضوع تحويل الذكر إلى أنثى وبالعكس.

وبعد البحث والمناقشة بين أعضائه قرر ما يلي:

أولا: الذكر الذي كملت أعضاء ذكورته، والأنثى التی كملت أعضاء أنوثتها، لا يحل تحويل أحدهما إلى النوع الآخر، ومحاولة التحويل جريمة يستحق فاعلها العقوبة؛ لأنه تغييٌّ لخلق الله، وقد حرم الله سبحانه هذا التغييّ بقوله تعالى مخبرا عن قول الشيطان ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ فقد جاء فی لعن الله الواشمات والمستوشمات»: صحيح مسلم عن ابن مسعود أنه قال والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيَّات خلق الله عز وجل(ثم قال:)ألا ألعن من لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو فی كتاب الله عز وجل يعنی قوله: وما)

ثانيا: أما من اجتمع فی أعضائه علامات النساء.) والرجال فينظر فيه إلى الغالب من حاله؛ فإن غلبت عليه الذكورة جاز علاجه طبيا بما يزيل الاشتباه فی ذكورته، ومن غلبت عليه علامات الأنوثة جاز علاجه طبيا بما يزيل الاشتباه فی أنوثته، سواء أكان العلاج بالجراحة أو بالهرمونات؛ لأن هذا مرض والعلاج يقصد به الشفاء منه، وليس تغييًا لخلق الله عز وجل۔

وصلى الله على سيدنا محمد. وعلى آله وصحبه وسلم تسلي ما كثيًا والحمد الله رب العالمين۔

2۔ هل يجوز لي فی الإسلام أن أجري عملية تغيَّ جنس أتحول فيها من رجل إلى امرأة؟ لقد ولدت ذكرا، وحتى الآن أنا ذكر من الناحية

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفيزيولوجية، لقد نشأت في مجتمع غربي يتمتع بقيم أكرهها أنا تماما وأشمئز منها، وقبل حوالي أربع سنوات بدأت أسأل الله في صلواتي اليومية، والآن فقط وصلت المرحلة التي يمكنني بها أن أسأل عالما مثلكم عن هذا الأمر، عسى أن يوفقني الله بحكمتكم وعلمكم إلى إجابة لهذا السؤال، إن سؤالي هذا ينبع من المشاعر الغريبة التي تنتابني منذ طفولتي وأنا أكره أن أقوم بدور شخص ذكر، وإنما أعتبر نفسي أنثى، أما الآن فمشاعري أكثر تعقيدا، وبالرغم من أنني من الناحية الطبيعية رجل، ويمكنني أن أقوم بدور الذكر بكفاءة تامة، إلا أنني من الناحية الفيزيولوجية أحمل صفات أنثوية، إنني أجد في نفسي ميلا وانجذابا نحو الأولاد الذكور عاطفيا وجنسيا بالرغم من أني لم أمارس الجنس مع أي إنسان- وعلى نحو ما أحس بأنني ينبغي أن أكون بنتا، ولكنني لا أستطيع أن أعبر عن أنوثتي؛ لأن جسدي جسد ذكر، لهذا السبب فإنني أعتقد أن إجراء عملية جراحية جنسية ستساعدني في علاج حالتي، ولكنني لن أقوم بهذه العملية إذا لم تكن جائزة في الإسلام، ولهذا فإنني أسألكم لتجيبوني.

لا أعتقد أن أحدا سألكم مثل هذا السؤال من قبل، ولكن أرجو منكم أن تجيبوني وتوجهوني رغم تعقيد المسألة، إني مسلم سواء كنت ذكرا أم أنثى، وأرجو من الله أن يحفظني مسلما إلى الأبد، وأختتم رسالتي بأمل أن أتلقى ردكم وأرجو من الله أن يثيبكم على ما تقدموه من عمل. والسلام عليكم.

الجواب:

أولا: قال الله تعالى: ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿49﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿50﴾﴾[1] فعلي المسلم ان يرضي بخلق الله

[1] الشوریٰ ۴۲: ۴۹، ۵۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وتقديره.

فإذا كانت حالتك كما ذكرت من أنك متحقق من رجولتك، وأنك يمكن أن تأتي بدور الذكر بكفاءة تامة وإن كنت لم تمارس الحالة الجنسية بالفعل مع أي إنسان، فعليك أن تحتفظ بذكورتك وترضى بما اختاره الله لك من الميزة والفضل، وتحمده أن خلقك رجلا، فالرجل خيّ من المرأة، وأعلى منزلة، وأقدر على خدمة الدين والإنسانية من المرأة، كما دل على ذلك قوله تعالى: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ﴾[1]

وما ذكره تعالى في قصة امرأة عمران من نذرها ما في بطنها لله محررا لخدمة دينه والقيام بشؤون بيت الله إلى غيَّ ذلك من النصوص، وفي شهادة واقع الحياة في البلاد التي لم تمسخ فطرتها دليل كوني عملي إلى جانب ما جاء في كتاب الله وسنة نبيه-صلى الله عليه وسلم-من الأدلة على تفضيل الرجال على النساء.

ثانياً: إذا ثبتت ذكورتك وتحققت فإجراؤك عملية لتتحول بها إلى أنثى-فيما تظن-تغيَّ لخلق الله وسخط منك على ما اختاره الله لك، على تقدير نجاح العملية وإفضائها إلى ما تريد من الأنوثة وهيهات هيهات أن يتم ذلك، فإن لكل من الذكورة والأنوثة أجهزتها الفطرية الخلقية التي لا يقدر على إنشائها وإكسابها خواصها إلا الله تعالى، وليست مجرد ذكر للرجل وفتحة فرج للمرأة، بل هناك للرجل جهاز متكامل متناسق ومترابط مركب من الخصيتين وغيّهما، ولكل من أجزائه وظيفة وخاصية من إحساس وإفراز خاص ونحوهما، وكذا المرأة لها رحم وتوابع تتناسق معها، ولكل خاصية من إحساس وإفراز خاص ونحوهما، وبين الجميع ترابط وتجاوب، وليس تقدير

[1] النساء ۴: ۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شيء من ذلك وإيجاده وتدبيّه وتصريفه والإبقاء عليه إلى أحد من الخلق، بل ذلك إلى الله العليم الحكيم، العلي القدير، اللطيف الخبيّ.

وبإذن فالعملية التي تريد إجراءها ضرب من العبث، وسعى فيما لا جدوى وراءه، بل قد يكون فيه خطر إن لم يفض إلى القضاء على حياتك، فلا أقل من أن يذهب بما آتاك الله دون أن يكسبك ما تريد، ويبقى ملازما لك ما ذكرت من العقد النفسية التي أردت الخلاص منها بهذه العملية الفاشلة.

ثالثاً: إن كانت ذكورتك غيَّ محققة، وإنما تظن ظنا أنك رجل، لما تراه في بدنك من مظاهر الذكورة إلى جانب ما تجده في نفسك من أنك تحمل صفات أنثوية وتميل نحو الذكور عاطفيا وتنجذب إليهم جنسيا فتريث في أمرك، ولا تقدم على ما ذكرت من العملية، واعرض نفسك على أهل الخبرة من الدكاترة الأخصائيين، فإذا تحققوا أنك ذكر في مظهرك وأنثى في واقع أمرك فسلم نفسك إليهم ليكشفوا حقيقة أنوثتك بإجراء العملية، وليس ذلك تحويلا لك من ذكر إلى أنثى، فهذا ليس إليهم، وإنما هو إظهار لحقيقة أمرك، وإزالة لما كان ببدنك وكوامن نفسك من لبس وغموض، وإن لم يتبين لأهل الخبرة شيء فلا تغامر بإجراء العملية، وارض بقضاء الله، واصبر على ما أصابك إرضاء لربك، واتقاء لمايُشى من عواقب عملية على غيَّ هدى وبصيَّة بحقيقة حالك، وافزع إلى الله واضرع إليه ليكشف ما بك، ويحل عقدك النفسية؛ فإنه سبحانه بيده ملكوت كل شيء وهو على كل شيء قدير. وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم۔ [1]

خنثیٰ مشکل کی بحث

یہاں تک ایک کامل جنس والے انسان اور ''خنثیٰ غیر مشکل'' کے لیے تغیر جنس کے نام سے رائج آپریشن کروانے کا شرعی حکم واضح ہو گیا۔ آگے ''خنثیٰ مشکل'' کے لیے اس آپریشن کے جواز

---

[1] اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء، ۲۵/ ۴۴

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور عدم جواز پر کلام کیا جائے گا،لیکن اس سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ شرعاً خنثیٰ مشکل مرد ہے، عورت ہے، یا کوئی تیسری جنس ہے؟ اسی کے ضمن میں یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا کہ شریعت کی نظر میں مرد اور عورت کے علاوہ تیسری جنس کا کوئی تصور موجود ہے یا نہیں؟

اس پر گفتگو اس لیے بھی ضروری ہے کہ آج کل مغربی دنیا نے مرد اور عورت کے علاوہ ٹرانس جینڈر، یونی سیکس، مرد خصی، عورت خصی، بائی سیکچول، ملٹی سیکچول، جینڈر بلائنڈنس اور اس طرح کی متعدد دیگر اجناس متعارف کرائی ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے یہاں بھی ان کو تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے یہ دیکھا جائے کہ شرعاً مرد اور عورت کے علاوہ تیسری جنس کا تصور ہے یا نہیں؟

اسلام کا تصورِ جنس

اسلام میں انسان کی جنس کے تصور کے بارے میں متعلقہ نصوص کی مراجعت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں احادیث طیبہ میں صراحتاً اس سے متعلق ہدایات موجود نہیں ہیں کہ انسان کی جنس نر اور مادہ میں منحصر ہے یا اس کے علاوہ کوئی تیسری جنس بھی ہے۔ البتہ متعدد نصوص کی روشنی میں حضرات مفسرین نے اس کی صراحت فرمائی ہے کہ انسان کی جنس صرف نر اور مادہ میں منحصر ہے، اس کے علاوہ کوئی تیسری جنس شرعاً ثابت نہیں ہے۔ ان میں سے چند آیات کریمہ درج ذیل ہیں:

سورۃ النبا میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے تمہیں مرد اور عورت کے جوڑوں کی صورت میں پیدا کیا ہے:

﴿وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا﴾ [النبا ۷۸:۸]

''اور تمہیں (مرد وعورت) کے جوڑوں کی شکل میں ہم نے پیدا کیا۔''

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝﴾ [الشوریٰ ۴۲:۴۹،۵۰]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے اور لڑکیاں بھی اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ یقیناً وہ علم کا بھی مالک ہے قدرت کا بھی مالک۔“

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمایا ہے، بعض کو نر اور بعض کو مادہ پیدا فرمایا ہے۔ نر اور مادہ کے علاوہ کوئی تیسری جنس اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں فرمائی، جیسا کہ حضرات مفسرین نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ حضرات فقہائے کرام نے خنثیٰ، جو نر اور مادہ دونوں کے جنسی اعضاء اور علامات پر مشتمل ہوتا ہے، اس کو بھی غالب علامات کے پیش نظر، نر یا مادہ قرار دے کر، اس پر متعلقہ جنس کے احکام جاری کیے ہیں۔ بلکہ خنثیٰ مشکل، جو مرد اور زنانہ دونوں طرح کی جنسی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے، اور کسی ایک جانب کو ترجیح دینے کی ظاہری وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی، اس کے بارے میں بھی حضرات علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ خنثیٰ مشکل اگرچہ ہمارے لیے مشکل ہے تاہم فی الواقع وہ نر یا مادہ ہی ہوتا ہے، اس لیے شریعت مطہرہ میں نر اور مادہ کے علاوہ تیسری جنس کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔

یہ جان کر خوشگوار حیرت ہوتی ہے کہ حضرات مفسرین کرام کے اس دعویٰ کو آج سائنس درست ثابت کر چکی ہے، چنانچہ اگرچہ سابقہ ادوار میں جسمانی اعضاء اور علامات میں تعارض کی صورت میں خنثیٰ کو کسی بنیاد پر مرد یا عورت کی جنس میں ڈالنا ممکن نہ تھا، تاہم آج کل اگر ظاہری اعضاء اور علامات سے فیصلہ نہ ہو سکے تو الٹرا ساؤنڈ اور ایم آر آئی کے ذریعے داخلی تولیدی اعضاء کو جانچا جاتا ہے، اور اس کی بنیاد پر خنثیٰ کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ وہ مرد ہے یا عورت، تاہم اگر اس صورت میں بھی ابہام رہے تو پھر Karyotyping کے ذریعے انسان کے جنسی کروموسومز کو جانچا جاتا ہے، جس سے خنثیٰ کی جنس متعین ہو جاتی ہے۔

بہر حال شرعاً مرد اور عورت کے علاوہ کسی تیسری جنس کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ طرح عقلی اور طبّی طور پر بھی واضح ہوا کہ انسان کی جنس مرد اور عورت میں منحصر ہے، ان دونوں کے علاوہ کوئی تیسری جنس نہیں ہے، لہٰذا مغرب کا مرد اور عورت کے علاوہ دیگر اجناس متعارف کرانا اسلام سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

متصادم تو ہے ہی اس کے علاوہ عقل اور میڈیکل سائنس کی رو سے بھی یہ سب باطل ہیں۔اس سلسلے میں حضرات مفسرین اور فقہائے کرام کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

1۔ وقوله تعالى وأنه خلق الزوجين الذكر والأنثى من نطفة إذا تمنى قال أبو بكر لما كان قوله الذكر والأنثى اسم للجنس استوعب الجميع وهذا يدل على أنه لا يُلوا من أن يكون ذكرا أو أنثى وأن الخنثى وإن اشتبه علينا أمره لا يُلو من أحدهما وقد قال محمد بن الحسن إن الخنثى المشكل إنما يكون ما دام صغيًا فإذا بلغ فلا بد من أن تظهر فيه علامة ذكر أو أنثى وهذه الآية تدل على صحة قوله آخر سورة النجم۔ (۱)

2۔ المسألة الثالثة: القسم بالذكر والأنثى يتناول القسم بجميع ذوي الأرواح الذين هم أشرف المخلوقات، لأن كل حيوان فهو إما ذكر أو أنثى والخنثى فهو فى نفسه لا بد وأن يكون إما ذكرا أو أنثى، بدليل أنه لو حلف بالطلاق، أنه لم يلق فى هذا اليوم لا ذكرا ولا أنثى، وكان قد لقى خنثى فإنه يُنث فى يمينه۔ (۲)

3۔ والخنثى، وإن أشكل أمره عندنا فهو عند الله غَنيّ مشكل، معلوم بالذكورة أو الأنوثة، فلو حلف بالطلاق أنه لم يلق يومه ذكرا ولا أنثى، ولقد لقى خنثى مشكلا: كان حانثا، لأنه فى الحقيقة إمّا ذكرا أو أنثى، وإن كان مشكلا عندنا۔ (۳)

4 ۔ فالخنثى من له آلة الرجال والنساء، والشخص الواحد لا يكون ذكرا وأنثى حقيقة، فإما أن يكون ذكرا، وإما أن يكون أنثى۔ (۴)

عن ابن عباس، قال: لعن رسول اللهﷺ المخنثين من الرجال

---

(۱) احکام القرآن للجصاص ت قمحاوی، ۵/ ۲۹۸

(۲) تفسیر الرازی، مفاتیح الغیب او التفسیر الکبیر، ۳۱/ ۱۸۲

(۳) تفسیر الزمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۴/ ۷۶۲

(۴) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۷/ ۳۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والمترجلات من النساء، قال: فقلت: ما المترجلات من النساء؟ قال: المتشبهات من النساء بالرجال۔[1]

خنثیٰ مشکل کے لیے تغیرِ جنس کا مسئلہ

یہاں تک یہ بات واضح ہو چکی کہ خنثیٰ مشکل بھی خنثیٰ غیر مشکل کی طرح کوئی تیسری جنس نہیں ہے، بلکہ وہ بھی فی الواقع مرد یا عورت ہوتا ہے۔ البتہ یہاں سوال یہ ہے کہ خنثیٰ مشکل کے لیے تغیر جنس کے عنوان سے رائج آپریشن کروانا اور کسی ایک جنس کو اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں دو پہلوؤں پر غور کرنے کی ضرورت ہے، ایک یہ کہ خنثیٰ کی جنس کیا ہے؟ یعنی وہ مرد ہے، عورت ہے یا تیسری جنس ہے؟ اگر وہ تیسری جنس ہے تو ظاہر ہے ایسی صورت میں اس کے لیے اس تیسری جنس کو تبدیل کروانا تغیر جنس کے زمرے میں آئے گا، جو ظاہر ہے کہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے، لیکن ابھی تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت کی نظر میں اور فی الواقع خنثیٰ تیسری جنس نہیں ہے، بلکہ مرد یا عورت میں سے ایک ہی ہے۔

اس لیے اب یہ پہلو باقی رہا ہے کہ خنثیٰ مشکل کوئی تیسری جنس تو ہے نہیں، وہ بھی خنثیٰ غیر مشکل کی طرح مرد یا عورت ہی ہے۔ تو اس صورت میں خنثیٰ مشکل کے لیے کوئی ایک جنس اختیار کرنے کے لیے تغیر جنس کے نام رائج آپریشن کروانے کا حکم وہی ہے جو خنثیٰ غیر مشکل کا ہے۔ اور ابھی بتفصیل یہ عرض کیا جا چکا ہے ک آج کل متعدد طبّی جانچوں کے ذریعے یہ معلوم کرنا ممکن ہو گیا ہے کہ خنثیٰ مشکل کے اندر غالب جنس کی علامات کا ادراک ہو سکتا ہے، لہٰذا اگر طبّی جانچوں کے ذریعے خنثیٰ مشکل کو کسی ایک جنس کے تابع قرار دیا جاتا ہے، تب تو اس کا حکم واضح ہے کہ خنثیٰ غیر مشکل کی طرح اس کے لیے بھی اسی جنس کو اختیار کرنا جائز ہے، اور اس کے لیے اس ساری تفصیل کو سامنے رکھا جائے گا جو خنثیٰ غیر مشکل کی صورت سابق میں عرض کی جا چکی ہے۔

تاہم اگر بالفرض طبّی جانچوں کے نتیجے میں خنثیٰ مشکل، مشکل ہی رہے اور کسی ایک جانب کو ترجیح دینا ممکن نہ ہو، تو ایسی صورت میں سوال باقی رہے گا کہ خنثیٰ مشکل کے لیے ایک جنس اختیار

---

[1] مسند احمد مخرجا، ۴/ ۱۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا اور اس کے لیے آپریشن کروانا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟ اس کے جواب میں بنیادی طور پر تغیر خلق اللہ والا حکم لاگو ہوگا، جس کی رو سے اسے بظاہر ناجائز کہا جائے گا، اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے تغیر خلق اللہ کے حکم کو قدرے تفصیل سے دیکھا جائے۔

تغیر خلق اللہ کا مطلب

تغیر خلق اللہ کا حکم دراصل قرآن کریم کی درج ذیل آیت کریمہ سے ماخوذ ہے:

﴿وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿١١٩﴾﴾ [النساء ۴:۱۱۹]

اس آیت کریمہ میں جانور کے کان کاٹنے کو تغیر خلق اللہ کہا گیا ہے اور اسے ممنوع قرار دیا ہے لیکن حضرات فقہائے کرام نے اس کا حکم صرف جانور کے کان کاٹنے تک محدود نہیں قرار دیا ہے بلکہ اس کا مصداق عام قرار دیا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ تغیر خلق اللہ کا اصل مورد اور مصداق سمجھا جائے تاکہ اس کی روشنی میں خنثیٰ مشکل کا زیر بحث مسئلہ حل ہو سکے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے جسم میں ہر طرح کی تبدیلی تغیر خلق اللہ کے تحت داخل نہیں ہے، کیونکہ خود فقہائے کرام نے حج کے لیے ساتھ لینے والے بدنہ کے جسم کے کسی حصہ کو کاٹنے کا ذکر کیا ہے، جس سے لوگ اسے حج کا بدنہ سمجھ کر ہاتھ نہیں لگاتے۔ تو ظاہر ہے ایسا کرنا جائز ہے اور یہ تغیر خلق اللہ میں نہیں آتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے جسم میں مطلق تبدیلی ممنوع نہیں ہے۔ اور نہ ہی مطلق تبدیلی تغیر خلق اللہ کے زمرے میں آتی ہے تو اب سوال یہ ہے کہ پھر وہ کون سی تبدیلی ہے جو تغیر خلق اللہ کے تحت آتی ہے؟

اس کے لیے مفسرین کرام کی طرف مراجعت کی ضرورت ہے کہ انہوں نے اس کی کیا تفصیل بیان فرمائی ہے، امام طبریؒ نے اپنی تفسیر میں تغیر خلق اللہ کی تفسیر میں کافی تفصیل فرمائی ہے، چنانچہ انہوں نے درج ذیل اقوال ذکر کیے ہیں:

القول في تاويل قوله: وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ

قال أبو جعفر: اختلف أهل التأويل في معنى قوله: "فليغيّن خلق الله".

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقال بعضهم: معنى ذلك: ولآمرنّهم فليغيرنّ خلق الله من البهائم، بإخصائهم إياها۔

ذكر من قال ذلك:

10448حدثنا محمد بن بشار قال، حدثنا عبد الرحمن قال، حدثنا حماد بن سلمة، عن عمار بن أبي عمار، عن ابن عباس: أنه كره الإخصاء وقال: فيه نزلت:"ولآمرنّهم فليغيرنّ خلقَ الله".

10449حدثنا ابن بشار قال، حدثنا عبد الله بن داود قال: حدثنا أبو جعفر الرازي، عن الربيع بن أنس، عن أنس: أنه كره الإخصاء وقال: فيه نزلت:"ولآمرنّهم فليغيرنّ خلق الله".

10450حدثنا ابن وكيع قال، حدثنا أبي، عن أبي جعفر، عن الربيع بن أنس، عن أنس بن مالك قال: هو الإخصاء، يعني قول الله:"ولآمرنّهم فليغيرن خلق الله"

10453حدثنا الحسن بن يحيي قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، أخبرنا جعفر بن سليمان قال، أخبرني شبيل: أنه سمع شهر بن حوشب قرأ هذه الآية: "فليغيرنّ خلق الله"، قال الخِصَاء، قال: فأمرت أبا التَّيَّاح فسأل الحسن عن خِصَاء الغنم، فقال: لا بأس به.)

10454حدثنا الحسن قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، حدثنا عمي وهب بن نافع، عن القاسم بن أبي بزة قال: أمرني مجاهد أن أسأل عكرمة عن قوله:"فليغيِّرن خلق الله"، فسألته، فقال: هو الخصاء.

10455حدثنا ابن وكيع قال، حدثني أبي، عن عبد الجبار بن ورد، عن القاسم بن أبي بزة قال، قال لي مجاهد: سل عنها عكرمة:"ولآمرنّهم فليغيِّرن خلق الله"، فسألته فقال: الإخصاء= قال مجاهد: ما له، لعنة الله! فوالله لقد علم أنه غيَّ الإخصاء= ثم قال: سله، فسألته فقال عكرمة: ألم تسمع إلى قولي الله تبارك

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وتعالي:﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ ①

یعنی بعض حضرات نے اس کا مصداق ''اختصار'' یعنی خصی ہونے کو قرار دیا ہے اور اس پر مندرجہ بالا روایات سے استدلال کیا ہے جس میں آیت کریمہ کا شان نزول اسی کو قرار دیا گیا ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ تغیر خلق اللہ کا مصداق ''دین اللہ'' کی تبدیلی ہے، ان حضرات نے ان روایات سے استدلال کیا ہے:

وقال آخرون: معنى ذلك: ولآمرنَّهم فليغيرنّ دينَ الله.

*ذكر من قال ذلك:

10463 - حدثني المثنى قال، حدثنا عبد الله بن صالح قال، حدثني معاوية، عن علي، عن ابن عباس قوله: "ولآمرنَّهم فليغيرنّ خلق الله"، قال: دين الله.

10464 - حدثنا ابن بشار قال، حدثنا عبد الرحمن وأبو أحمد قالا حدثنا سفيان، عن قيس بن مسلم، عن إبراهيم: "ولآمرنَّهم فليغيرنّ خلق الله"، قال: دين الله.

10465 - حدثنا ابن بشار قال، حدثنا يحيي بن سعيد قال، حدثنا سفيان قال، حدثني قيس بن مسلم، عن إبراهيم، مثله.

10466 - حدثنا أبو كريب قال، حدثنا أبو نعيم، عن سفيان، عن قيس بن مسلم، عن إبراهيم، مثله.

10467 - حدثنا ابن حميد قال، حدثنا جرير، عن مغيَّة، عن إبراهيم، مثله.

10468 - حدثنا الحسن بن يحيي قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، حدثنا عمي، عن القاسم بن أبي بزة قال، أخبرت مجاهدًا بقول عكرمة في قوله: "فليغيرنّ خلق الله"، قال: دين الله.

① تفسیر الطبری، جامع البیان شاکر، ۹/ ۲۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

10469 - حدثني المثنى قال، حدثنا مسلم بن إبراهيم قال، حدثنا هارون النحوي قال، حدثنا مطر الوراق قال: ذكرت لمجاهد قول عكرمة في قوله: "فليغيرنّ خلق الله"، فقال: كذب العبد! "﴿وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾"، قال: دين الله.(1)

10470 - حدثنا ابن وكيع وعمرو بن على قالا حدثنا أبو معاوية، عن ابن جريج، عن القاسم بن أبي بزة، عن مجاهد وعكرمة قالا دين الله.

10471 - حدثنا ابن وكيع قال، حدثنا المحاربي وحفص، عن ليث، عن مجاهد قال: دين الله. ثم قرأ: ﴿ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾ [سورة الروم: 30.]

10472 - حدثنا محمد بن عمرو وعمرو بن على قالا حدثنا أبو عاصم، عن عيسى، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد في قوله:

"فليغيرنّ خلق الله"، قال: الفطرة دين الله.

10473 - حدثني المثنى قال، حدثنا أبو حذيفة قال، حدثنا شبل، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد: "فليغيرنّ خلق الله"، قال: الفطرة، الدين.

10474 - حدثنا القاسم قال، حدثنا الحسين قال، حدثني حجاج قال، قال ابن جريج، أخبرني عبد الله بن كثيّ: أنه سمع مجاهدًا يقول: ﴿وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ قال: دين الله.

10475 - حدثنا بشر بن معاذ قال، حدثنا يزيد قال، حدثنا سعيد، عن قتادة: "ولآمرنّهم فليغيرنّ خلق الله"، أي: دين الله، في قول الحسن وقتادة.

10476 - حدثنا الحسن بن يحيي قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، أخبرنا معمر، عن قتادة في قوله: "فليغيرنّ خلق الله"، قال: دين الله.

10477 - حدثني المثنى قال، حدثنا إسحاق قال، حدثنا إسماعيل بن عبد الملك، عن عثمان بن الأسود، عن القاسم بن أبي بزة في قوله: "فليغيرن خلق الله"، قال: دين الله.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا قول یہ ہے کہ تغیر خلق اللہ سے مراد ''وشم'' ہے، اس قول کے دلائل درج ذیل ہیں:

وقال آخرون: معنى ذلك: ﴿وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ﴾ بالوشم.

*ذكر من قال ذلك:

10483 - حدثنا عمرو بن علي قال، حدثنا عبد الرحمن بن مهدي قال، تفسير الطبري = جامع البيان ت شاكر (221/9)

حدثنا حماد بن سلمة، عن يونس، عن الحسن في قوله: ﴿وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ﴾ قال: الوشم.

10484 - حدثنا ابن وكيع قال، حدثنا يزيد، عن نوح بن قيس، عن خالد بن قيس، عن الحسن: "فليغيرن خلق الله"، قال: الوشم. (1)

10485 - حدثنا القاسم قال، حدثنا الحسين قال، حدثني هشيم قال، أخبرنا يونس بن عبيد أو غيّه، عن الحسن: "فليغيرن خلق الله"، قال: الوشم.

10486 - حدثنا أحمد بن حازم قال، حدثنا أبو نعيم قال، حدثنا أبو هلال الراسبي قال: سأل رجل الحسنَ: ما تقول في امرأة قَشَرت وجهها؟ قال: ما لها، لعنها الله! غَيّرت خلقَ الله! (2)

10487 - حدثني أبو السائب قال، حدثنا أبو معاوية، عن الأعمش، عن إبراهيم قال: قال عبد الله: لعن الله المختَفَلِّجات والمختَنَمِّصات والمخسُتَوْشِمَات المغَيِّات خلق الله.

10488 - حدثنا محمد بن بشار قال، حدثنا عبد الرحمن قال، حدثنا سفيان، عن منصور، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبد الله قال: لعن الله الوَاشِرَات والمخسُتَوْشِمَات والمختَنَمِّصات والمختَفَلِّجات للحسن المغَيِّات خلق الله. ①

آگے جا کر امام طبریؒ فرماتے ہیں کہ ان سب میں ''دین اللہ'' والے قول کو ترجیح حاصل ہے اور فرماتے ہیں کہ باقی تمام اقوال اس معنی کو شامل ہیں کیونکہ وہ سب گناہ کے معنی میں ہیں جو دین

---

① تفسیر الطبری، جامع البیان، ت شاکر، ۹/ ۲۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مناہی کے تحت آتے ہیں:

قال أبو جعفر: وأولى الأقوال بالصواب فى تأويل ذلك، قول من قال: معناه: ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾، قال: دين الله. وذلك لدلالة الآية الأخرى على أن ذلك معناه، وهي قوله: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾[الروم:٣٠]

وإذا كان ذلك معناه، دخل فى ذلك فعل كل ما نهي الله عنه: من خِصَاء مالا يجوز خصاؤه، ووشم ما نُهِيَ عن وشمه وَوشْرِه، وغَيَّ ذلك من المعاصي ودخل فيه ترك كلِّ ما أمر الله به. لأن الشيطان لا شك أنه يدعو إلى جميع معاصي الله وينهى عن جميع طاعته. فذلك معنى أمره نصيبَه المفروضَ من عباد الله، بتغييَّ ما خلق الله من دينه.①

امام بغویؒ نے تغیر خلق اللہ کی تفسیر میں درج ذیل اقوال ذکر کیے ہیں:

﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ قالَ ابن عباس رضي الله عنهما والحسن ومجاهد وقتادة وسعيد بن المسيب والضحاك: يعني دين الله، نظيره قوله تعالى:

﴿لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾[الروم:٣٠]اى: لدين الله، يدير الله وضع الله فى الدين بتحليل الحرام وتحريم الحلال، وقال عكرمة وجماعة من المفسرين : فليغيرن خلق الله بالخصاء والواشم وقطع الآذان حتى حرم بعضهم الخصاء وجوزه بعضهم فى البهائم، لان فيه غرضا ظاهرا، وقيل: تغير خلق الله هو ان الله تعالي خلق الانعام للركوب والاكل فحرموها، وخلق الشمس والقمر والاحجار لمنفعة العباد فعبدوها من دون الله، ومن يتخذ الشيطان واليا من دون الله اى: ربّا يطيعه، فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا۔②

---

① تفسیر الطبری، جامع البیان، ت شاکر، ۹/ ۲۲۰

② تفسیر البغوی، احیاء التراث، ۱/ ۷۰۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریباً یہی اقوال متعدد دیگر حضرات مفسرین نے بھی ذکر کیے ہیں۔ امام ابن عطیہؒ نے بھی یہی تمام اقوال اور روایات ذکر کرنے کے بعد بڑی اہم بات فرمائی ہے جو تغیر خلق اللہ کے مفہوم کے لیے ایک ضابطہ کلی کی حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

وملاك تفسيَّ هذه الآية: أن كل تغييَّ ضار فهو في الآية، وكل تغييَّ نافع فهو مباح۔ (1)

یعنی ہر وہ تغیر جو ضرر رساں ہو اور کسی منفعت کا ذریعہ نہ ہو تو وہ خلق اللہ میں داخل ہے اور ناجائز ہے، جبکہ ہر وہ تغیر جو نافع ہو وہ اس میں داخل نہیں۔ اس توجیہ پر سارے اقوال میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے اور اس توجیہ پر آیت کا ایک کلی مصداق بھی متعین ہو جاتا ہے جس سے احکام کی تعیین میں آسانی ہو جاتی ہے۔

اس توجیہ پر دیکھا جائے تو ہمارا زیر بحث مسئلہ بآسانی حل ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کی رو سے کوئی مفید اور نافع تبدیلی جائز ہے، اور ظاہر ہے کہ خنثیٰ مشکل کے لیے ایک جنس اختیار کرنا نافع ہی ہے، کیونکہ اس کے بعد وہ ایک کامل جنس والے انسان کی طرح عزت کی زندگی گزار سکتا ہے، اور متعدد سماجی مشکلات سے بچ کر عزت کی زندگی گزار سکتا ہے۔ اس لیے اس تفصیل کی روشنی میں خنثیٰ مشکل کے لیے کوئی ایک جنس اختیار کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلم۔

واللہ تعالیٰ هو الموفق والمعين

(1) تفسیر ابن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، ۲/ ۱۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصویب مفتی تقی عثمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد:

ملک میں ٹرانس جینڈر ایکٹ کے نفاذ کے بعد اس موضوع پر مختلف اطراف سے بحث
ہو رہی ہے اور بہت سی غلط فہمیاں عام ہیں۔ بندہ کی خواہش پر مولانا عطاء اللہ صاحب
سلمہٗ رفیق دار التصنیف نے جو خود دار العلوم میں متخصص فی الافتاء بھی ہیں،
اور میڈیکل سائنس بھی پڑھے ہوئے ہیں، یہ تحقیقی مقالہ لکھا ہے جس میں
اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور ٹرانس جینڈر اور اس سے
ملتی جلتی اصطلاحات کا فرق بھی واضح کیا ہے، اور جس اصطلاح میں
تبدیلیٔ جنس کا آپریشن کیا جاتا ہے، اس کی مختلف قسموں کا حکم
شرعی بھی دلائل کے ساتھ لکھا ہے۔ بندہ کو ان کی اس
تحریر سے اتفاق ہے۔ البتہ دوسرے اہل علم و فتویٰ سے
درخواست ہے کہ اس کو بنظر تعمق مطالعہ فرما کر اپنی رائے سے
بھی مطلع فرمائیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

بندہ

۳۰-۳-۴۴ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا زاہد الراشدی [1]

ٹرانس جینڈر قانون خلافِ شریعت ہے

ٹرانس جینڈر پرسن کے حوالے سے ایک قانون پر کچھ دنوں سے دینی حلقوں میں بحث چل رہی ہے۔ یہ قانون ۲۰۱۸ء میں سینیٹ اور قومی اسمبلی سے پاس ہوا تھا جس کا عنوان تھا "خواجہ سرا اور اس قسم کے دیگر افراد کے حقوق کا تحفظ"۔ خواجہ سرا ملک میں بہت کم تعداد میں موجود ہیں، کچھ اوریجنل ہیں، کچھ تکلف کے ساتھ ہیں اور کچھ کو اب مزید تکلف کے ساتھ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اللہ رب العزت نے مرد اور عورت دو جنسیں پیدا کی ہیں، تیسری جنس اللہ تعالی نے نہیں بنائی۔ خواجہ سرا یا خنثیٰ وغیرہ کوئی الگ جنس نہیں ہے، بلکہ دراصل یہ معذور افراد ہیں۔ جیسے نابینا معذور ہے، کوئی الگ جنس نہیں ہے، پیدائشی بہرہ معذور ہے، کوئی الگ جنس نہیں ہے، اسی طرح پیدائشی گونگا الگ جنس نہیں ہے، بلکہ معذور ہے۔ بالکل اسی طرح خواجہ سرا بھی معذور افراد ہیں کہ وہ ایک صلاحیت سے محروم ہیں اور معذور کے درجے میں ہیں، یہ الگ جنس نہیں ہے کہ ان کو الگ جنس کے طور پر متعارف کروایا جائے۔ ان کے حقوق ہیں، شریعت ان کے حقوق کا تحفظ کرتی ہے، اور ان کے معاملات کا فیصلہ پوری توجہ سے کرتی ہے۔ مگر ہوا یہ کہ ۲۰۱۸ء میں مستقل عنوان دے کر ان کو ایک الگ جنس کے طور پر پیش کیا گیا اور ان کے حقوق کے تحفظ کے نام سے قانون سازی کی گئی۔ اس میں اصولی غلطی یہی تھی، کیونکہ خواجہ سرا کوئی الگ جنس نہیں ہے بلکہ یہ معذور افراد کا ٹائٹل ہے، جیسے گونگے، بہرے، نابینا اور لنگڑے ہیں۔ ان کے حقوق کا تحفظ ان کا حق ہے۔

دوسری بات یہ ہوئی کہ اس عنوان سے جو قانون سازی کی گئی، اسی عنوان کے مغالطے کی وجہ سے اصل بات کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں ہوئی۔ حالانکہ قومی اسمبلی میں جب یہ قانون پیش ہوا تو قائمہ کمیٹی میں دو خواتین ممبران جمعیۃ علماء اسلام کی نعیمہ کشور صاحبہ اور جماعت اسلامی کی عائشہ سید صاحبہ نے تفصیل کے ساتھ اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ یہ قانون شریعت کے خلاف ہے، اس بارے میں علماء سے پوچھا جائے، اسلامی نظریاتی کونسل سے بات کی جائے۔ لیکن اسمبلی کے

---

[1] ڈائریکٹر شریعہ اکیڈمی و شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری سیشن، جس کے بعد اسمبلی تحلیل ہوگئی اور الیکشن کا ہنگامہ شروع ہو گیا، اس میں اس بل کو پاس کر دیا گیا، اس لیے لوگوں کی توجہ نہیں ہوئی۔ مگر جب لوگوں نے اس کو پڑھا اور اس کی طرف توجہ ہوئی تو اعتراض ہوا کہ یہ تو شریعت کے خلاف ہے اور جب شریعت کے خلاف ہے تو ملک کے دستور کے بھی خلاف ہے۔

اس پر کچھ دنوں سے بات چل رہی ہے، کئی علماء نے اس پر لکھا ہے، لیکن ابتدائی موقع پر توجہ اس لیے نہیں ہوئی کہ ایک تو اسمبلی تحلیل ہوگئی تھی، اسمبلی میں اس کے بعد اس پر تفصیل سے بحث نہیں ہوئی۔ اور دوسرا یہ کہ اس کا ٹائٹل معذوروں کے حقوق کے تحفظ کا تھا۔ اس ٹائٹل کی ہمدردی کے نیچے سب کچھ چھپ گیا۔ اب ظاہر ہو رہا ہے تو اس پر احتجاج ہو رہا ہے۔ مختلف دینی حلقے اس پر احتجاج کر رہے ہیں کہ یہ قانون شریعت کے خلاف ہے۔

مثلاً اس میں ہر شخص کو یہ حق دیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص بالغ ہو، وہ نادرا میں درخواست دے جس میں ہر شخص اپنی جنس خود طے کرے گا کہ میں مرد ہوں یا عورت۔ اور وہ جو جنس طے کر دے گا، نادرا پابند ہے کہ اس کے مطابق اس کو شناختی کارڈ جاری کرے۔ مثلاً ایک شخص نادرا میں حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میں عورت ہوں، تو نادرا تحقیق نہیں کرے گا، بلکہ اس کے حلفیہ بیان پر اس کو عورت کا شناختی کارڈ جاری کرے گا۔ یا اگر کوئی عورت حلف نامہ داخل کرتی ہے کہ میں مرد ہوں تو نادرا کے ذمے تحقیق نہیں ہے، بلکہ اس کے حلفیہ بیان دینے پر اس کو مرد کا شناختی کارڈ جاری کرے گا۔

بہت سے دیگر ملکوں میں بھی یہ قانون ہے، لیکن وہاں میڈیکل چیک اپ شرط ہے۔ اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میں عورت ہوں تو اس کا میڈیکل چیک اپ ہوتا ہے۔ یہ بات تو سمجھ آتی ہے، لیکن مذکورہ قانون کے مطابق صرف دعویٰ اور حلفیہ بیان دینے پر نادرا پابند ہے کہ اس کے مطابق اس کو شناختی کارڈ جاری کرے اور پھر تمام قوانین اس شناختی کارڈ کے مطابق اس پر جاری ہوں۔

اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نادرا میں خود کو عورت رجسٹر کروا لیتا ہے جو کہ مشکل نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے حلفیہ بیان ہی کافی ہے اور پھر وہ کسی مرد سے شادی کرتا ہے تو یہ شادی قانوناً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درست شمار ہوگی۔ یہ مرد کی مرد سے شادی صرف ریکارڈ کے فرق کے ساتھ قانوناً درست ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی عورت خود کو نادرا میں مرد لکھوا لیتی ہے تو وہ مرد کی طرح وراثت کی برابر حقدار شرعاً تو نہیں ہے مگر قانوناً ہوگی۔ اس قانون کے بہت سے مفاسد سامنے آ رہے ہیں، جوں جوں اس کا ایک ایک پرت کھل رہا ہے اس کی خرابیاں واضح ہو رہی ہیں۔

اس پر سترہ ستمبر کو لاہور میں تمام مذہبی مکاتب فکر کے مشترکہ فورم ''ملی مجلس شرعی پاکستان'' کا اجلاس ہوا۔ ملی مجلس شرعی میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، جماعت اسلامی اور شیعہ سب شریک ہیں۔ جب اس طرح کے مسائل سامنے آتے ہیں تو اس فورم کے تحت ہم مل کر ایک اجتماعی رائے قائم کرتے ہیں، اس سے متعلقہ لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں، اس پر کچھ لابنگ کرتے ہیں۔ ملی مجلس شرعی کے مشترکہ فورم کے صدر کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کچھ تھوڑی بہت خدمت کی توفیق دے دیتے ہیں الحمد للہ۔ جوہر ٹاؤن لاہور میں ہماری مشترکہ میٹنگ ہوئی جس میں متفقہ طور پر اس قانون کو مسترد کیا گیا اور اسے شریعت اور دستور کے خلاف قرار دیا۔

اس حوالے سے دو مطالبے چل رہے ہیں: اس وقت سینیٹ میں جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد صاحب نے ترمیمی بل پیش کر رکھا ہے کہ اس قانون میں چند ترامیم کر دی جائیں تو یہ کسی درجے میں قابل قبول ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میں عورت ہوں تو اس کے دعوے پر اس کو شناختی کارڈ جاری نہ کیا جائے بلکہ میڈیکل چیک اپ کروایا جائے۔ سینیٹر مشتاق احمد نے اس طرح کی کچھ ترامیم پیش کر رکھی ہیں۔ جبکہ جمعیۃ علماء اسلام کے سینیٹر عطاء الرحمٰن جو مولانا فضل الرحمٰن کے بھائی ہیں، انہوں نے قرارداد پیش کی ہے کہ اس قانون کو منسوخ کیا جائے اور اس کے متبادل قانون لایا جائے۔

مشترکہ اجلاس میں ان دونوں سینیٹر حضرات کے موقف کی تائید اور اس قانون کے غیر شرعی اور غیر دستوری ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور ملک بھر میں اس کے خلاف رائے عامہ کی بیداری کی مہم چلانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ہماری تمام مکاتب فکر کے علماء، وکلاء، ڈاکٹر صاحبان اور تمام طبقات سے تعاون کی درخواست ہے آج میں نے کچھ ڈاکٹر صاحبان سے رابطہ کیا ہے کہ میڈیکل فورم سے بھی بات آنی چاہیے کہ وہ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ یہ قانون کہ جو مرد بھی اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کو عورت کہہ دے وہ عورت ہے، اور جو عورت اپنے آپ کو مرد کہہ دے وہ مرد ہے، یہ کیسا قانون ہے؟

مشترکہ اجلاس نے فیصلہ کیا ہے اس کے مطابق ملک میں رابطہ عوام مہم کا آغاز کیا جارہا ہے۔ میری سب حضرات، علماء، وکلاء، ڈاکٹر حضرات، تاجر برادری اور جو بھی قوم اور ملت سے تعلق رکھتا ہے، اور جس کا بھی قرآن وسنت اور شریعت کے احکام پر یقین ہے، ان سب سے درخواست ہے کہ وہ اس میں شریک ہوں اور تعاون کریں۔ اللہ تعالی ہم سب کو مل جل کر اپنے ملک کے قوانین کو مغرب کی تہذیب کے منحوس اثرات سے بچا لینے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد الیاس گھمن [1]

ٹرانس جینڈر، ہم جنس پرستی اور اسلامی تعلیمات

اللہ تعالیٰ ہمارے اسلامی ملک پاکستان پر رحم فرمائے۔

ٹرانس جینڈر میں ہم جنس پرستی کا چور دروازہ

۲۰۱۸ء میں خواجہ سراؤں کے حقوق کی آڑ میں اسمبلی/سینٹ میں ایک قانون پاس کیا گیا جسے ٹرانس جینڈر ایکٹ کہا جاتا ہے لیکن اس میں بڑی ہوشیاری سے ہم جنس پرستی کو دیگر ممالک برطانیہ، برازیل، کینیڈا، امریکہ کی طرح قانونی شکل دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

ایکٹ سے ملنے والا غلط تحفظ

اس ایکٹ میں مرد اور عورت کو اپنے احساسات کی بنیاد پر اپنی مرضی سے شناختی کاغذات میں اپنی جنس تبدیل کرنے کا حق دیا گیا ہے اور نادرا کو اس تبدیلی کا قانونی طور پر پابند بنایا گیا ہے۔ اگر کوئی مرد یا عورت جو پیدائشی طور پر مکمل مرد یا عورت کی جنس کے ساتھ پیدا ہوئے مگر بڑے ہو کر کسی نفسیاتی الجھن یا پیچیدگی، معاشرتی دباؤ، ذاتی پسند یا ناپسند کی بنیاد پر اپنی جنس سے ناخوش ہیں۔ ایک مرد کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ میڈیکل ٹیسٹ/سرٹیفکیٹ کے بغیر نہ صرف نادرا بلکہ کسی بھی حکومتی ادارے میں خود کو بحیثیت عورت رجسٹر کروا سکتا ہے۔ اسی طرح کا حق ایک عورت کو بھی حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے خود کو مرد رجسٹر کروا سکتی ہے۔

ایکٹ کی خامیاں

اس کی بنیاد پر وہ مرد جو حکومتی کاغذات میں اب عورت رجسٹر ہے کسی دوسرے مرد سے شادی بھی کر سکتا ہے۔ خواتین کے لیے مختص تمام پبلک مقامات پر جا سکتا ہے۔ اب اس پر عورتوں والے تمام قوانین لاگو ہوں گے۔ اسی طرح ایک عورت جو پیدائشی طور پر عورت ہے وہ خود کو مرد رجسٹر کروا کر وراثت میں اپنا حصہ دگنا کرا سکتی ہے۔

---

[1] شیخ الحدیث و ناظم مرکز اہل سنت والجماعت سرگودھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایکٹ سے متعلق حکومتی اعداد و شمار

اس ایکٹ سے خواجہ سراؤں کو تو فائدہ ہو یا نہ ہو جعلی مرد اور عورت ضرور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔حکومتی ریکارڈ کے مطابق ۲۰۱۸ء سے جون ۲۰۲۱ء تک تین سالوں میں ۲۸۷۲۳ افراد نے اپنی طبعی میلان اور احساسات و جذبات کی بنیاد پر تبدیلیٔ جنس اور علیحدہ شناخت کے لیے درخواستیں دے کر شناختی کاغذات میں اپنی جنس تبدیل کروا چکے ہیں۔ان میں سے مردوں کی تعداد ۱۶۵۳۰ ہے جو خود کو عورت رجسٹر کروا چکے ہیں جبکہ خواتین کی تعداد ۱۲۱۵۴ ہے۔۹ مرد ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اصل میں خواجہ سرا ہیں مگر ہمیں غلطی سے مردوں کے کھاتے میں ڈال دیا گیا۔۲۱ خواجہ سرا ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مکمل طور پر مرد ہیں اب ہمیں مرد کہا جائے جبکہ ۹ خواجہ سراؤں نے خود کو عورت کہلوانے کی درخواست دی ہے۔

پاکستان کی اسلامی شناخت ختم کرنے کی سازش

اگر مذکورہ تمام معلومات واقعتاً درست ہیں تو موجودہ صورتِ حال کے پیشِ نظر ہمیں اس کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ یہ ایکٹ پاکستان میں ہم جنس پرستی کو فروغ دینے اور پاکستان کی اسلامی شناخت کو ختم کرنے کے لیے پیش کیا گیا ہے۔

عالم دین ہونے کے ناتے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس گناہ کی قباحت کو شریعت کی روشنی میں لوگوں کے سامنے واضح کریں۔اس لیے درج ذیل سطور لکھی جا رہی ہیں۔

جنسی خواہشات پر کنٹرول اور اسے پورا کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اس میں طبعی خواہشات بھی رکھی ہیں۔ان طبعی خواہشات میں سے ایک جنسی خواہش بھی ہے۔بعض مواقع پر اس کو کنٹرول کرنے اور بعض مواقع پر اس کو پورا کرنے کا حکم ہے۔اس لیے تمام اقوام میں نکاح کا ایک تصور موجود ہے۔یہ الگ بات ہے کہ غیر مسلم اقوام کے ہاں نکاح کی ایک دنیاوی رسم سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں اور اس کا مقصد عیاشی کے سوا کچھ بھی نہیں جبکہ اہل اسلام کے ہاں نکاح کی حیثیت دینی حکم کی ہے جو ایک مستقل عبادت ہے۔اس کا مقصد معاشرے سے زنا، بدکاری اور جنسی بے راہ روی جیسی برائیوں کو ختم کرنا اور اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ مزید یہ کہ اس کے مقاصد میں جائز جنسی تسکین کے حصول کے ساتھ ساتھ بقائے نسل اور زوجین کے خاندانوں میں باہمی محبت بھی ہے۔

جنسی تسکین کا جائز طریقہ...نکاح

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾[الروم ۳۰:۲۱]

''اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان کے پاس جا کر سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں۔''

عورتوں سے نکاح کرو

قرآن کریم میں ہے:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ﴾[النساء ۴:۳]

''جو عورتیں تمہیں پسند ہیں ان سے نکاح کرو۔''

جنسی تسکین کی شرعی حدود

قرآن کریم میں ہے:

﴿نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾[البقرہ ۲:۲۲۳]

''تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں لہٰذا اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو جاؤ اور اپنے لیے اچھے عمل آگے بھیجو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ تم اس سے جا کر ملنے والے ہو اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو۔''

آیات مذکورہ کے چند اہم نتائج

غور فرمائیں کہ مذکورہ آیات میں کتنی وضاحت کے ساتھ درج ذیل امور واضح کیے جارہے ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں:

۱۔ نکاح.... جنسی تسکین کا جائز طریقہ ہے۔

۲۔ نکاح.... مخالف جنس میں (مرد کا عورت کے ساتھ) ضروری ہے۔

۳۔ نکاح.... میں جنسی تسکین کی حدود بھی اللہ کی طرف سے متعین ہیں۔

۴۔ ایک مرد کا دوسرے مرد سے جبکہ ایک عورت کا دوسری عورت سے جنسی طور پر لطف اندوز ہونا کسی صورت بھی جائز نہیں۔

بدفعلی کی تعریف

اگر مرد، مرد سے جنسی لطف اندوزی حاصل کرے اسے فقہی اصطلاح میں ''بدفعلی'' کہتے ہیں۔

سحاق کی تعریف

عورت؛ عورت سے جنسی لطف اندوزی حاصل کرے تو اسے فقہی اصطلاح میں ''سحاق'' کہتے ہیں۔

بدفعلی (غیر فطری عمل) کی ابتداء

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۝﴾ [الاعراف ۷:۸۰،۸۱]

''اور ہم نے لوط کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: کیا تم اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہان کے کسی شخص نے نہیں کی۔ تم جنسی ہوس پوری کرنے کے لیے عورتوں کی بجائے مردوں کے پاس جاتے ہو۔ تم ایسے لوگ ہو جو شرافت کی تمام حدیں پھلانگ چکے ہو۔''

فائدہ: آیت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بدفعلی (غیر فطری عمل) کا آغاز حضرت لوط علیہ السلام کی قوم سے ہوا۔ اس سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا تھا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قومِ لوط کی سخت ترین سزا

قرآن کریم میں ہے:

﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝﴾ [ھود ۱۱: ۸۲، ۸۳]

’’پھر جب قومِ لوط پر ہمارا عذاب آیا تو ہم نے اس زمین کے اوپر والے حصے کو نیچے والے حصے میں تبدیل کر دیا اور ان پر سخت مٹی کے تہہ بہ تہہ پتھر برسائے جن پر آپ کے ربّ کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے اور یہ بستی ظالموں سے دور نہیں۔‘‘

بدفعلی کرنے والوں کو دیگر سزائیں

قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ قومِ لوط جن کا جرم بدفعلی اور بدکاری تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی سزائیں دیں جو دنیا میں کسی اور قوم کو نہیں دیں۔ ان کو ہلاک کرنے کے لیے مختلف عذابوں کو جمع کر دیا گیا۔

۱۔ زمین میں دھنسا دیا گیا۔

۲۔ آسمان سے ان پر پتھر برسائے گئے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھروں کو جڑ سے اکھاڑ کر آسمان کی طرف اتنا اونچا اٹھایا کہ فرشتوں کو ان کے کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے ہینگنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہاں سے انہیں پٹخ کر زمین پر دے مارا۔

۴۔ پانی میں غرق کر دیے گئے۔

اردن میں بحرِ مردار (Dead Sea)

قومِ لوط کے وہ لوگ جو بدفعلی کرنے والے تھے آج اردن کے ایک شہر میں نشانِ عبرت بنے ہوئے ہیں۔ بحرِ مردار کے نام سے ایک سمندر ہے اسی میں ان کی بستیاں ڈوب گئی تھیں۔ یہاں پہلے سے سمندر موجود نہیں تھا جب اس قوم پر ان کے اس جرم کی وجہ سے عذاب آیا ان کی اصل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

زمین سطح سمندر سے چار سو میٹر نیچے چلی گئی اور پانی اوپر اُبھر آیا۔اب اس میں کوئی جاندار چیز حتیٰ کہ مچھلی وغیرہ بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔

بدفعلی کرنے والے دونوں کو سخت سزا

﴿وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴾ [النساء۴:۱۶]

''اور تم میں سے جو مرد آپس میں بدکاری کا ارتکاب کریں تو انہیں سخت سزا دو۔ہاں اگر وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے درگزر کرو۔بے شک اللہ توبہ کو بہت قبول فرمانے والے بڑے مہربان ہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی ہم جنس پرستی کی آڑ میں بدفعلی کرے تو قرآن کریم نے اسے سزا کا مستحق قرار دیا ہے۔ہاں اگر وہ (سزا کے بعد) توبہ کرلے تو اس سے درگزر کرو دوبارہ ان باتوں کے طعنے نہ دو۔

مجھے اپنی امت کے بارے خوف ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ ۔ (۱)

''حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ یہ قوم لوط والا عمل شروع کردے گی۔''

بدفعلی اور سحاق باعث ہلاکت کام ہیں

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَعْمَلَتْ اُمَّتِيْ خَمْسًا فَعَلَيْهِمُ الدَّمَارُ اِذَا ظَهَرَ فِيْهِمُ التَّلَاعُنُ وَلُبْسُ الْحَرِيْرِ وَاتَّخَذُوا

---

(۱) جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۱۴۵۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْقَيْنَاتِ وَشَرِبُوا الْخُمُورَ وَاكْتَفَى الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ۔ (1)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب میری امت پانچ چیزوں کے استعمال کو حلال سمجھنے لگے گی تو ہلاک ہوجائے گی۔ جب ان کی طرف سے ایک دوسرے پر لعنت کرنا ظاہر ہوجائے، ریشم پہننے لگے، گانے والیاں رکھنے لگے، شراب نوشی میں لگ جائے اور (شہوت کو غیر فطری طریقے سے پورا کرتے ہوئے) مرد، مرد پر اکتفاء کرے اور عورت، عورت پر۔''

بدفعلی اور سحاق علامات قیامت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَسَافَدَ النَّاسُ فِي الطُّرُقِ كَمَا يَتَسَافَدُ الدَّوَابُّ يَسْتَغْنِيَ الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ۔ (2)

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب تم (اسلامی ریاست کے حکمرانوں کو خطاب ہے) لوگوں کو قوم لوط والے عمل کا مرتکب پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو (اپنے صوابدیدی اختیار کے مطابق تعزیراً) قتل کر سکتے ہو۔''

بدفعلی کے مجرمین کو اسلامی حکومت سنگسار کرسکتی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، قَالَ: ارْجُمُوا الْأَعْلَى وَالْأَسْفَلَ ارْجُمُوهُمَا جَمِيعًا۔ (3)

''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے قوم لوط جیسا عمل کرنے والے کے بارے میں (اسلامی ریاست کے اسلامی حکمرانوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا: اوپر والے (فاعل) اور نیچے والے (مفعول) دونوں کو پتھر مار مار کر مار ڈالو۔''

بدفعلی اور سحاق زنا کی ایک شکل ہے

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ

---

(1) شعب الایمان، رقم الحدیث: ۵۰۸۴

(2) سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۵۶۱

(3) سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۵۶۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَهُمَا زَانِيَانِ وَإِذَا أَتَتِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَهُمَا زَانِيَتَانِ. (1)

”حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مرد، مرد کے ساتھ جنسی شہوت کو پورا کرے تو وہ (ایک طرح کے) زانی شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب عورت، عورت سے جنسی شہوت پوری کرے تو وہ زانیہ شمار ہوگی۔“

فائدہ: حدیث مبارکہ میں بدفعلی اور سحاق کی قباحت سمجھانے کے لیے آسان الفاظ اختیار کیے گئے کیونکہ زنا ایسی چیز ہے جس کی قباحت سب کو معلوم ہے اس لیے ان جرائم کو حکماً زنا کہہ دیا گیا ہے۔

بدفعلی اور سحاق سے بچنے کی چند تدابیر

ان جرائم کا سبب بننے والی باتوں سے دور رہا جائے۔ وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ بدنظری: غیر محرموں کو دیکھنا اور اسی طرح خوبصورت جوان بچوں اور بچیوں کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنا۔

۲۔ مرد وعورت کے مخلوط اجتماعات سے دور رہا جائے۔

۳۔ مرد، مرد کے ساتھ اور عورت، عورت کے ساتھ اکٹھے لیٹنے سے اجتناب کرے۔

۴۔ جب بچوں (بہن بھائیوں) کی عمر دس سال ہو جائے تو ان کے بستر الگ الگ کر دیے جائیں۔

۵۔ غیر اخلاقی مناظر (ویڈیوز، تصاویر وغیرہ) دیکھنے سے بچا جائے۔

۶۔ اپنے ایمان اور اعمال کی حفاظت کی دعائیں مانگی جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ عافیت والا معاملہ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

---

(1) سنن البیہقی، رقم الحدیث: ۱۷۴۹۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ شفیق الرحمٰن زاہد (1)

ٹرانس جینڈر قانون اور اسلام

ہم جنس پرستی اور اُس کے اسباب ونتائج

اہم نکات

1۔ تبدیلی جنس کے اسباب
2۔ ہم جنس پرستی قانون کی شقیں
3۔ ہم جنس پرستی کے خوفناک نتائج
4۔ تبدیلی جنس کے مفاسد
5۔ جنس کی تبدیلی، عذابِ الٰہی
6۔ فعل قومِ لوط اور مغربی تہذیب کا انجام
7۔ گناہوں کے زندگی پر اثرات

تمہید

بے حیائی اور برائی پر تنقید کرنا بھی نیکی اور اصلاح کا ایک پہلو ہے۔ ناقد اگر مصلح ہو تو خیر غالب آتی اور لوگوں کے دل اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر شیطان برائی کی دعوت دینے سے نہیں رکتا تو ہم نیکی کی دعوت دینے اور تمام برے کاموں سے منع کی دعوت دینے سے کیوں شرماتے اور خاموش رہتے ہیں؟

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جس میں اسلام پسند طبقہ کتاب وسنت کا قیام اور حدود اللہ کا نفاذ چاہتا ہے لیکن لبرل طبقہ چاہتا ہے کہ وطن عزیز میں مادر پدر آزادی اور ہم جنسی پرستی کو رواج دیا جائے، خاندانی نظام اور اس کی اسلامی واخلاقی بنیادوں کو توڑ دیا جائے جس کے نتیجہ میں جنسی عیاشی، ہم جنس پرستی اور بے حیائی عام ہو جائے۔

تبدیلئ جنس، رحمت الٰہی سے دوری اور لعنت کا موجب عمل ہے، شرم وحیا اور فطرت انسانی کے منافی ہے۔ مرد وزن میں سے کسی کو بھی زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی بھی وجہ یا لالچ سے اس بدترین فعل کا ارادہ کرے۔

---

(1) ڈائریکٹر الحکمہ انٹرنیشنل، مدرس جامعہ رحمانیہ لاہور و لیکچرر علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مغربی عدالتوں میں ایک ہی جنس کے لوگوں کا آپس میں نکاح قانون کا حصہ اور ہم جنس سے جنسی تعلقات کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ انسانی تاریخ کی بدترین یہ قومِ مغرب ہے جس میں عریانی وفحاشی کی سرِ عام اجازت ہے۔

کھلے عام بدکاری کا ارتکاب اور جنس پرستی کا مرض قوم لوط میں بھی عام تھا، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انھیں زمین سے اٹھا کر آسمان سے الٹا پٹخ دیا تھا۔ حیوانیت، جنس پرستی، خواہش پرستی اور اللہ کے قانون سے بغاوت ہی سابقہ اقوام کی تباہی کا باعث بنے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۳﴾﴾ [هود:83،82]

''پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس کے اوپر والے حصے کو اس کا نیچا کر دیا اور ان پر تہ بہ تہ کھنگر کے پتھر برسائے جو تیرے رب کے ہاں سے نشان لگائے ہوئے تھے اور وہ ان ظالموں سے ہرگز کچھ دور نہیں۔''

تبدیلیٔ جنس کے اسباب

مغربی تہذیب سے متاثر کچھ نام نہاد مفکرین نے جنسی تسکین اور نفسیانی خواہشات کی تکمیل کے لیے تبدیلیٔ جنس اور مرد وزن کی مشابہت اختیار کرنے کے بھی کئی اسباب ذکر کیے ہیں۔ مثلاً: لبرل مفکرین کا یہ کہنا کہ بعض انسانوں کا اندرونی احساس اپنی پیدائشی شناخت سے مطمئن نہیں ہوتا، وہ نفسیاتی طور پر اس سے تسکین نہیں پاتے، لہٰذا وہ اپنی میلان طبع کے مطابق جنس کو تبدیل کر کے تسکین پاتے ہیں۔

دراصل یہ کہنا ایک دھوکہ اور فریب ہے، دنیا میں بے حیائی کو عام کرنا ان کا مقصد ہے۔ مغربی تہذیب سے متاثر طبقہ کا اس سبب کو قوی کہنا، غیر فطری اور شیطانی سوچ پر مبنی ہے، جس کی تصدیق کوئی سلیم الفطرت انسان نہیں کر سکتا۔

تبدیلیٔ جنس کا حقیقی سبب فطرت سے بغاوت، ماحول کا فساد، جنسی خواہش کو بھڑکانے کے لیے میڈیا کی صورت میں فحش مواد، دنیاوی لالچ، مغربی ممالک میں اقامت، ویزہ کا حصول اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حدود اللہ سے تجاوز ہی وہ اسباب ہیں، جس نے انسان کو حیوان بنا دیا اور تبدیلی جنس پر آمادہ کیا ہے۔

☆ جنسی تسکین کے حوالے سے انسان جب حد سے تجاوز کرتا ہے اور فطری طریقہ کو چھوڑ کر دوسرے طریقے اختیار کرتا ہے تو اس کی نوبت ہم جنس پرستی تک نہیں رہتی بلکہ انسان، حیوانیت کی ساری حدوں کو پامال کرتے ہوئے جانوروں سے بھی اپنی جنسی خواہش پوری کرنے لگتا ہے۔ آج مغربی ممالک میں قانونی طور پر جنس کی تسکین کے لیے چاہے مردوں کا مردوں سے یا عورتوں کا عورتوں سے تعلق ہو یا آپس میں نکاح کا مسئلہ ہو، یا جانوروں سے نفسانی خواہش ہو، یا تبدیلی جنس کا مسئلہ ہو اسے جائز ہی نہیں بلکہ قانونی سطح پر منظوری اور تحفظ بھی حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝﴾ [التين:05]

”پھر ہم نے اسے لوٹا کر نیچوں سے سب سے نیچا کر دیا۔“

ہم جنس پرستی بل کی شقیں

سیکولر، الحاد پرست اور مغربی ایجنڈے پر کام کرنے والی این جی اوز کی ملی بھگت سے پاکستان میں ہم جنس پرستی کو فروغ دینے کے لیے باقاعدہ قانون پاس کیا گیا ہے، جس کے تحت ایک ہم جنس پرست مرد یا عورت اپنی میلانِ طبع کے مطابق خود کو نادرا کے تحت مرد، عورت یا خواجہ سراء رجسٹرڈ کروا سکتا ہے۔ جس کی اہم شقیں درج ذیل ہیں:

1۔ ایک مرد جس میں بظاہر کسی بھی قسم کی کوئی خرابی نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر وہ شادی شدہ اور صاحبِ اولاد بھی ہے، مگر اس کی میلانِ طبع ((Inclination) ایک عورت کی طرح پہچانے جانے کی طرف مائل ہے، تو وہ پاکستان کی معزز و محترم اسمبلی سے پاس کردہ "Transgender Persons (Protection of Rights Act 218)" قانون کی شق نمبر 3، ذیلی شق نمبر 2، کے تحت نہ صرف نادرا بلکہ پاکستان کے کسی بھی حکومتی ادارے میں خود کو بحیثیت عورت یا مرد رجسٹرڈ کروا سکتا ہے۔

2۔ اسی طرح ایک عورت خواہ وہ تین بچوں کی ماں ہی کیوں نہ ہو، اسے اگر اچانک یہ خیال

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آتا ہے کہ وہ ایک مرد ہے، تو اسے بھی یہ حق حاصل ہے اس لیے کہ جنس کے تعین کے لیے اس قانون کے تحت کسی طبّی معائنہ یا ڈاکٹر کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔

3۔اس قانون کی شق نمبر 2 کی ذیلی شق (F) کے مطابق جنس کی شناخت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی پوشیدہ طور پر خود کو محسوس کرتا ہے، یا اس کا ذاتی طرزِ احساس جو اُسے بتاتا ہے کہ وہ مرد ہے یا عورت؟ یا دونوں کا ملغوبہ ہے یا نہیں ہے، پھر یہی اس کی جنس ہے۔خواہ ظاہری طور پر اس کی جنس مختلف ہی کیوں نہ ہو جو پیدائش کے وقت اسے بتائی گئی ہو۔

4۔اسی تعریف کی بنیاد پر اس قانون میں ایک اصطلاح ڈالی گئی، "Self Perceived Gender Identity"۔ذاتی تصور میں آئی ہوئی جنسی شناخت یہ ہے۔یہی وہ ہتھیار ہے جسے قانونی طور پر پاکستان کے تمام مرد وزن کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے کہ اب وہ جب اور جس وقت چاہیں خود کو مرد سے عورت، عورت سے مرد، مرد سے خواجہ سرا، خواجہ سرا سے عورت کے طور پر رجسٹرڈ کروا سکتے ہیں۔

ہم جنس پرستی کے خوفناک نتائج

وزیر داخلہ اور حکومتی اعداد وشمار کے مطابق جولائی 2018ء سے جون 2021ء تک گذشتہ تین سالوں میں اس بل کے خوفناک نتائج یہ ہیں کہ 28,723 افراد نے اپنی میلانِ طبع، اندرونی احساسات اور جذبات کی بنیاد پر خود کو اپنی جنس کی تبدیلی کے لیے درخواست دی ہے، جن میں سب سے زیادہ مرد ہیں، یعنی 16,530 ایسے مردوں کے کیس اس وقت زیرِ غور ہیں جو خود کو عورت کے طور پر رجسٹرڈ کروانا چاہتے ہیں۔اس کے بعد 12,154 ایسی عورتیں ہیں جنہیں پیدائش کے وقت لڑکی بتایا گیا تھا، مگر وہ اب خود کو مرد کہلوانا اور قانونی طور پر مرد بننا پسند کرتی ہیں۔صرف 9 ایسے مرد ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم دراصل خواجہ سراء ہیں مگر ہمیں غلطی سے مردوں کے کھاتے میں ڈال دیا گیا تھا۔اس کے بالکل برعکس 21 خواجہ سراء وہ ہیں جن کا کہنا ہے کہ ہم تو مکمل طور پر مرد ہیں اور اب ہمیں مرد کہا جائے۔جبکہ 9 خواجہ سراؤں نے خود کو عورت کہلوانے کیلئے درخواست دی ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ اس قانون کے تحت کسی میڈیکل معائنے یا ڈاکٹر کی گواہی کی قانونی ضرورت نہیں ہے۔سب سے بڑی گواہی اور سب سے بڑا قانون، انسان کے پوشیدہ اور اندرونی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احساسات وجذبات کی گواہی ہے، جو حتمی فیصلہ ہے۔ اس گواہی کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔

تین سال میں 28,723 افراد کی جنس تبدیلی کی درخواستوں کی تعداد کوئی کم نہیں ہے۔ یہ خوفناک رجحان ایک ایسے ملک میں ہے جو خود کو اسلامی جمہوریہ کہلاتا ہے اور جہاں کوئی قانون اسلام کے خلاف نہ ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

اس قانون کو سیاسی، قانونی تحفظ دینے اور اس سے دنیوی مفاد اٹھانے والے دنیا کی عدالت سے تو شاید بچ جائیں، لیکن اللہ کی عدالت میں کیا عذر پیش کریں گے؟

تبدیلیٔ جنس کے مفاسد

جنس کی تبدیلی خواہ کسی مرض کے علاج، بیرونی دباؤ، طبعی میلان؛ بلکہ فطری طریقے سے ہٹ کر اپنی جنسی خواہش کو پورا کرنے اور بے حیائی کا ارتکاب کرنے یا کسی بھی غرض سے ہو، سراسر گمراہی، حد سے تجاوز اور ہدایت ربانی کے مقابلے میں عقل کو ترجیح دینا ہے۔

جنس کو تبدیل کرانے والا شخص اپنی جنسی تسکین کی خاطر کتنے جرائم کا ارتکاب کرتا اور حدود اللہ کو پامال کرتا ہے۔

1۔ تبدیلیٔ جنس، فطرت کو بدلنا موجب لعنت ہے

تبدیلیٔ جنس دراصل اللہ کی تخلیق کو بدلنا ہے جسے شیطانی عمل، اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف سے ملعون اور دنیا و آخرت میں خسارے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جب شیطان کو بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا تو قسم اٹھا کر کہا:

﴿ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝﴾ [النساء:119]

”اور یقیناً میں انھیں ضرور حکم دوں گا تو یقیناً وہ ضرور اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت بدلیں گے اور جو کوئی شیطان کو اللہ کے سوا دوست بنائے تو یقیناً اس نے خسارہ اٹھایا، واضح خسارہ۔“

2۔ تبدیلیٔ جنس سے زمین پر فساد اور نسل کی ہلاکت

تبدیلیٔ جنس زمین پر فساد برپا کرنے اور نسل انسانی کو ختم کرنے کا خطرناک ذریعہ ہے، جو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قطعاً حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ﴾ [البقرۃ:205]

''اور جب واپس جاتا ہے تو زمین میں دوڑ دھوپ کرتا ہے، تا کہ اس میں فساد پھیلائے اور کھیتی اور نسل کو برباد کرے، اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔''

3۔ مرد وزن کا ایک دوسرے کی مشابہت کرنا حرام ہے

تبدیلیٔ جنس میں مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے جو لعنت کا موجب ہے۔ جو مخنث (خواجہ سرا) مردوں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں، اُن کے بارے میں حکم ہے کہ انھیں گھروں سے باہر نکال دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے، کیوں کہ یہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی ہے، جو کسی طرح جائز نہیں ہے۔

☆...... شریعت نے مرد وزن کے فطری فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے حکم دیا ہے کہ ایک جنس کو دوسری جنس سے ممتاز رکھا جائے، اسی لیے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنس کو دوسری جنس کی مشابہت سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، وَقَالَ: أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ»[1]

''نبی نے مخنث مردوں پر اور ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں کی چال ڈھال اختیار کرتی ہیں نیز آپ نے فرمایا: انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔''

نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجشہ عبدی کو گھر سے باہر نکالنے اور گھریلو عورتوں کے ساتھ بیٹھنے سے منع کیا تھا، کیوں کہ وہ ہیجڑا تھا، لیکن مردوں کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔

---

[1] صحیح البخاری:5886

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

☆ مرد و زن کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا خواہ رنگ و لباس، وضع قطع، حرکات و سکنات، میلان طبع اور چال ڈھال میں ہو، سب ممنوع ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں:

«لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ»(1)

"اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے ایسے مرد پر، جو عورت جیسا لباس پہنے اور ایسی عورت پر، جو مرد جیسا لباس پہنے۔"

4۔ تبدیلئ جنس، جسمانی اعضاء کو کاٹنا ہے

تبدیلئ جنس دراصل ایک طرح سے جسم کا مثلہ کرنا ہے، جو کہ شرعی طور پر حرام ہے۔

سیدنا عبداللہ بن یزیدؓ بیان کرتے ہیں:

«نَهَي النَّبِيُّ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبَى وَالْمُثْلَةِ»(2)

"رسول اللہ ﷺ نے لوٹ مار کرنے اور جسم کے اعضاء کاٹنے سے منع کیا ہے۔"

جنس کی تبدیلی: عذابِ الٰہی کو دعوت

شکل کا تبدیل ہونا، زلزلے آنا، پتھروں کی بارش اور اللہ کے مختلف ٹکڑیوں کی شکل میں عذاب، مثلاً: وبائی امراض اور موسمی تبدیلیاں، ناموافق حالات، منہ زور مہنگائی اور بدترین دشمن کا مسلط ہونا، یہ سب گناہوں کی سزا اور شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔

☆ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَكُونُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ»

"اس امت کے آخری وقت میں زمین کا دھنسنا، شکلوں کا تبدیل ہونا اور آسمان سے پتھر برسنا رونما ہوگا۔"

سیدہ عائشہؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا اُس وقت ہم میں سے نیک لوگ ہلاک ہو

---

(1) صحیح سنن ابی داود: 4098

(2) صحیح البخاری: 2474

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

«نَعَمْ، إِذَا ظَهَرَ الْخُبْثُ»(1)

"جب فسق و فجور عام ہو جائے گا۔"

☆ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

«كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَيَقُولَ: يَا فُلَانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ»(2)

"میری امت کا ہر فرد درگزر کے قابل ہوگا، سوائے ان لوگوں کے جو کھلم کھلا گناہ کرنے والے ہوں گے اور یہ بھی اعلانیہ گناہ میں سے ہے کہ آدمی رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے، پھر صبح کو، باوجود اس بات کے کہ اللہ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیا، وہ کہے، اے فلاں شخص! گزشتہ رات میں نے اس طرح کیا، حالانکہ اس نے وہ رات اس طرح گزاری تھی کہ اس کے رب نے اس کی پردہ پوشی کر دی تھی اور یہ صبح کو وہ پردہ چاک کر رہا ہے جو اللہ نے اس پر ڈال دیا تھا۔"

تبدیلیٔ جنس میں اسلامی اور مغربی تصورِ فکر کا فرق

☆ شریعت اسلامیہ نے عورتوں کو پردے اور مردوں کو نظر جھکانے کا حکم دیا ہے؛ عورتوں کو زینت ظاہر کرنے سے منع کیا اور بلا ضرورت گھر سے نکلنا جاہلی طریقہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح چست لباس اور شوخ رنگ استعمال کرنے سے منع کیا ہے جو جنس مخالف کو اپنی طرف مائل کرے۔

مغرب اور اسلام کے تصور زندگی میں یہی فرق ہے کہ اسلام ایک پاکیزہ زندگی اور پرامن معاشرے کا قیام چاہتا ہے؛ جب کہ مغرب کا آزادی کے نعرہ کا ڈھونگ رچا کر فحاشی اور بے حیائی کو عام کرنا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انھی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا:

---

(1) صحیح سنن الترمذی: 2185

(2) صحیح البخاری: 6069۔ صحیح مسلم: 2990

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿أُولَٰٓئِكَ كَٱلۡأَنۡعَٰمِ بَلۡ هُمۡ أَضَلُّۚ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡغَٰفِلُونَ﴾ [الاعراف:179]

''یہ لوگ چوپاؤں جیسے ہیں، بلکہ یہ زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں، یہی ہیں جو بالکل بے خبر ہیں۔''

فعل قوم لوط اور مغربی تہذیب کا انجام

قوم لوط میں دوسری اخلاقی برائیوں کے علاوہ سب سے بڑی برائی یہ تھی کہ یہ لوگ عورتوں کی بجائے مردوں ہی سے اپنی شہوت پوری کرتے تھے۔اس فحاشی کی موجد اور اس میں شہرت دوام حاصل کرنے والی بھی یہی ملعون قوم تھی۔

جس وجہ سے اس فحاشی کا نام بھی لواطت پڑ گیا،اس کے خلاف سیدنا لوط علیہ السلام نے جہاد کیا۔قوم کی ہٹ دھرمی پر ایسا عذابِ الٰہی نازل ہوا جس نے ان کی پوری بستی الٹ دی۔یہ عذاب واقعتاً ان کے فعل شنیع سے مناسبت رکھتا تھا کہ انھوں نے بھی فطرت کو بدل کر عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی شہوت رانی کا ذریعہ بنالیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَمَّا جَآءَ أَمۡرُنَا جَعَلۡنَا عَٰلِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهَا حِجَارَةٗ مِّن سِجِّيلٖ مَّنضُودٖ﴾ [ھود:82]

''پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس کے اوپر والے حصے کو اس کا نیچا کر دیا اور ان پر تہ بہ تہ کھنگر کے پتھر برسائے۔''

1۔فعل قومِ لوط اور تہذیبِ مغرب

سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کے بعد دوسرے بدکردار لوگ بھی اس فحش مرض میں مبتلا رہے ہیں لیکن یونان کے فلاسفروں نے اس جرم کو ایک اخلاقی خوبی کے مرتبہ تک پہنچا دیا اور باقی کسر جدید مغربی تہذیب نے پوری کر دی ہے۔جس نے علی الاعلان ہم جنسی پرستی کے حق میں قانونی طور پر جواز کا سرٹیفکیٹ فراہم کر دیا۔اگر مرد،مرد سے اور عورت،عورت سے لپٹ کر اپنی جنسی خواہش پوری کرلیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں اور ملکی قانون اس میں مزاحم نہ ہوگا حتیٰ کہ کئی ممالک کی قانون ساز مجالس نے اس فعل کو جائز قرار دے دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے برے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ﴾ [ھود:83]

”جو تیرے رب کے ہاں سے نشان لگائے ہوئے تھے اور وہ ان ظالموں سے ہر گز کچھ دور نہیں۔“

آیت کا مفہوم و مراد

1۔ اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ظالموں اور کافروں کو ڈرایا گیا ہے کہ تم پر بھی عذاب نازل ہونا بعید نہیں، اگر قوم لوط پر عذاب آ سکتا ہے تو تم پر بھی آ سکتا ہے۔

2۔ اس قسم کا عذاب صرف قوم لوط پر ہی خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ آج بھی ظالموں اور منکرین حق اور بدکرداروں کو ایسا عذاب دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے اور یہ کوئی بعید از عقل بات نہیں۔

2۔ فعل قوم لوط، فطرت کے خلاف بغاوت

فعل قوم لوط غیر فطری اور حیوانی سطح سے بھی گرا ہوا ہے۔ یہ فعل مرد و زن کی فطری ساخت کے خلاف ہے۔ انسانوں کے علاوہ دیگر حیوانات بھی ایسی مذموم حرکت نہیں کرتے۔ دراصل انسان حیوانات کی سطح سے بھی نیچے گر گیا ہے۔ اب اگر مرد، مردوں سے اور عورت، عورتوں سے اپنی شہوانی خواہش پوری کر لیں تو ایسے معاشرے میں خاندان، اولاد، نکاح کی سنت کا احیا اور شرم حیاء کہاں باقی رہے گا۔

گویا سارا معاشرہ فحاشی کے سمندر میں ڈوب جائے گا۔ پھر انسان کی افزائش نسل کیسے ہوگی ؟ کیا یہ اپنی قوم کو اپنے ہاتھوں تباہ کرنا نہیں؟ یہ نتائج بالکل واضح اور بدیہی ہیں، اس کے علاوہ بھی بے شمار مضرات ہیں۔

سیدنا لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس فعل بد سے منع کرتے ہوئے کہا: تم حد سے تجاوز کرنے والی قوم ہو، فطرت کے خلاف بغاوت اور اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والی قوم ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝﴾ [الاعراف:81،80]

''اور لوط کو (بھیجا) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جو تم سے پہلے جہانوں میں سے کسی نے نہیں کی۔ یقیناً تم تو عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے آتے ہو، بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔''

3۔ہم جنس پرستی، موذی امراض کا باعث

جن ممالک میں اِغلام بازی اور ہم جنس پرستی عام ہے، وہاں خطرناک بیماریوں نے جنم لیا ہے۔ ہم جنس پرستی کا عادی شخص عام طور پر آتشک، سوزاک، سیلان، خارش اور خطرناک جلدی امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔

میڈیکل سائنس اور طب کے میدان میں جدت آنے کے باوجود ایڈز کا مرض لاعلاج بن چکا ہے۔ جنسی تسکین اور شہوت پرستی کی وجہ سے مختلف دائمی بیماریاں جنم لیتی ہیں، جن پر قابو پانا ناممکن ہے۔

شہوت پرست لوگ شادی کے چکر، بچوں کی پیدائش، کفالت و تربیت اور اپنے مال کے تقسیم ہونے سے ڈرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ زناکاری، جنس پرستی، اغلام بازی اور تبدیلئ جنس جیسے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

اس کبیرہ گناہ کا انجام ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ، وَالْمَفْعُولَ بِهِ))[1]

''جسے تم پاؤ کہ وہ قوم لوط کا سا عمل کرتے ہیں تو فاعل اور مفعول (دونوں) کو قتل کردو۔''

گناہوں کے زندگی پر اثرات

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''حیی'' ہے، جس کا معنی بہت حیاء والا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر شرم و حیا والے ہیں کہ اُس نے تمام حرام کاموں کو اور ہر قسم کی برائی سے منع کر دیا اور حلال اور جائز کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے۔

---

[1] صحیح سنن ابوداود:4462

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [الاعراف:33]

”کہہ دے میرے رب نے تو صرف بے حیائیوں کو حرام کیا ہے، جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کو اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ اسے شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ پر وہ کہو جو تم نہیں جانتے۔“

1۔گناہ لعنت اور دلوں کی سختی کا سبب ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً﴾ [المائدۃ:13]

”تو ان کے اپنے عہد کو توڑنے کی وجہ ہی سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔“

☆......سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا رَأَیْتَ اللّٰهَ یُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْیَا عَلَی مَعَاصِیهِ مَا یُحِبُّ، فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ» (1)

”جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو گناہوں کے باوجود اُس کی چاہت کے مطابق دنیا دے رہا ہے تو وہ دراصل مہلت ہے (اللہ نے اُس کی رسی ڈھیلی کر دی ہے)۔“

2۔شرم وحیاء فطرت اور بے حیائی شیطانی حملہ ہے

شیطان کا پہلا حملہ بے حیا بنانا ہے جس کے بعد وہ انسان کے دل و دماغ سے گناہ کے متعلق نفرت نکال کر اُسے خوشنما بن کر پیش کرتا ہے۔ تاکہ شرم وحیا کا جنازہ نکل جائے۔ گناہ دلوں کو سیاہ اور ضمیر کو مردہ کر دیتے ہیں۔

(1) صحیح مسند احمد:17311۔السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی:413

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انسان فطری طور پر باحیا پیدا ہوا ہے اور بے حجابی، بے حیائی اور بے لباس ہونا انسانی فطرت کے خلاف ہے۔اس لیے جنت سے نکالے جانے کے بعد سیدنا آدم اور حوا علیہما السلام درختوں کے پتوں سے ستر چھپانے لگے تھے۔ جب کہ شیطان نے لباس اتارنے کو پسند کیا۔اس کے برعکس برہنہ رہنا جانوروں کی فطرت ہے اور کفار اسی فطرت کو پسند کرتے ہیں۔اگر لباس پہنتے ہیں تو ایسا جو بے لباس ہونے سے بھی زیادہ بے حیا کردے، کیونکہ اُن میں انسانی فطرت مسخ ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا﴾ [الاعراف:20]

''پھر شیطان نے ان دونوں کے لیے وسوسہ ڈالا، تاکہ ان کے لیے ظاہر کردے جو کچھ ان کی شرم گاہوں میں سے ان سے چھپایا گیا تھا۔''

3۔قرآنی کی زبانی پہلی امتوں پر عذاب کا سبب

اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کے عذاب کا حوالہ دے کر مسلمانوں کو ان کے انجام سے ڈرایا ہے۔فرمایا:

﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا۝﴾ [الطلاق:9،8]

''اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تو ہم نے ان کا محاسبہ کیا، بہت سخت محاسبہ اور انھیں سزا دی، ایسی سزا جو دیکھنے سننے میں نہ آئی تھی۔''

4۔گناہ زندگی میں ذلت اور ناکامی کا باعث

گناہ سے آدمی ذکرِ الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے فرشتے نفرت کرتے اور شیطان حملہ آور ہو جاتے ہیں، جو اسے ہر برائی میں مبتلا کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں۔جو شخص خواہش نفس پر قابو رکھ کر دنیا کے فتنوں سے بچ جائے اور اللہ کے ذکر پر دوام کرے تو شیطان اس سے بھاگ جاتا اور اُس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کی وجہ سے ذکر الٰہی سے غفلت برتنے والے کی مثال اندھے انسان کی سی ہے کیوں کہ جس بندے کو مقصد حیات کا علم نہیں وہ اندھے انسان کی طرح ہی تو ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝﴾ [الزخرف:37،36]

''اور جو شخص رحمن کی نصیحت سے اندھا بن جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، پھر وہ اس کے ساتھ رہنے والا ہوتا ہے۔ اور بیشک وہ ضرور انھیں اصل راستے سے روکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ بیشک وہ سیدھی راہ پر چلنے والے ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد جہان یعقوب [1]

مغرب کی ایک نفسیاتی بیماری اور ہمارے سیاست دانوں کی ذہنی غلامی

مغرب جوں جوں دین و مذہب اور فطرت سے دور ہوتا جا رہا ہے، اس کے باشندوں میں قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی جا رہی ہیں، جن میں سے ایک بیماری یہ ہے کہ وہ اپنی تخلیق اور جنس پر مطمئن نہیں، یعنی اللہ نے انھیں مرد بنایا ہے مگر وہ عورت بننا چاہتے ہیں یا اللہ نے انھیں عورت بنایا ہے مگر وہ مرد بننا چاہتے ہیں۔ یہ بیماری بھی اللہ کے عذاب کی ایک شکل ہے کیونکہ انھوں نے اپنے معاشرے سے شرم وحیا اور عفت و عصمت کا جنازہ پورے ''اہتمام'' سے نکال دیا ہے، جس کے بعد اُن میں اور جنگل کے عام جانوروں، بلکہ سوروں میں بھی کوئی فرق نہیں رہا۔ ہم نے یہاں اِن کے لیے صرف جنگلی جانور کی اصطلاح ناکافی سمجھی کیونکہ علامہ دمیریؒ نے ''حیات الحیوان'' میں لکھا ہے کہ کوئی نر جانور یہ برداشت نہیں کرتا کہ اُس کی مادہ کے ساتھ کوئی اور جانور ملوّث ہو، البتہ سور واحد جانور ہے جو اس عمل میں شرم محسوس نہیں کرتا۔ چونکہ یہی حال اِن لوگوں کا بھی ہے، اس لیے اِن کے لیے سور کی اصطلاح ہی مناسب ہے۔

یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، لاس اینجلس کے ولیمز انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ ہے:

''7 لاکھ امریکی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی جنس وہ نہیں ہے، جو ان کی پیدائش کے وقت تھی، سو وہ اسے تبدیل کرانا چاہتے ہیں''۔

ایسے ہی لوگوں کو 'ٹرانس جینڈر' یا 'ماورائے صنف' کہا جاتا ہے۔ اس مسئلے کو آج کل کے ماہرینِ نفسیات Gender Dysphoria (جنسی احساسِ ملامت) کہتے ہیں۔

جو لوگ اس نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہیں، وہ ایک خاص قسم کے 'ٹرانس جینڈر' ہیں۔ 'جنسی احساسِ ملامت' کے نہ صرف نفسیاتی اسباب ہوتے ہیں بلکہ حیاتیاتی (بیالوجیکل) اسباب بھی ہوتے ہیں۔ جنس تبدیل کروانے کا عمل ایک پیچیدہ مشق ہے، مگر ایک دعوے کے مطابق اس احساس کے متاثرین میں سے تقریباً پچاس فی صد لوگ جنس تبدیل کروانے کے مختلف مراحل سے

---

[1] ریسرچ سکالر جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی و نائب مدیر ہفت روزہ ''اخبار المدارس''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گزرتے ہیں۔

ہم ٹھہرے مغرب کے زرِ خرید غلام۔اس غلامی میں کسی پارٹی اور زبان، رنگ، نسل وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں۔اس غلامی کے عملی مظاہرے وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔حال ہی میں ملکہ ایلزبتھ کی موت پر اِس کے مظاہر کھل کر سامنے آئے ہیں اور اس میں ۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اُن کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

والی کیفیت دیکھنے میں آرہی ہے۔بیمار، معذور، کمزور اور جاں بلب آصف زرداری صاحب جنھیں عدالت میں پیش ہوتے ہوئے تو یوں لگتا ہے کہ عدالت میں نہیں ملک الموت کے دربار میں پیشی کے لیے کہا جا رہا ہے، حق نمک حلالی ادا کرنے کے لیے بنفسِ نفیس برطانوی سیکرٹریٹ پہنچ گئے۔یہی کیفیت اِن سیاست دانوں کی اُس وقت بھی ہوتی ہے جب مغرب سے کوئی حکم آتا ہے۔اُس حکم کی تعمیل یہ ''فرماں بردار غلاموں'' کی طرح بِلا سوچ سمجھے، بِلا جانے پرکھے، جو ہے اور جیسا ہے کی بنیاد پر کرتے ہیں۔اس فرماں برداری میں ''شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری'' کے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔حد یہ ہوتی ہے کہ بعض اوقات آقا کو بھی کہنا پڑتا ہے کہ تم تو ہم سے بھی آگے نکل گئے، جو کام ہم اب تک نہ کر سکے تم نے کر دِکھایا، جیسا کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کی منظوری کے بعد ڈاکٹر شیریں مزاری نے اسمبلی کے فلور پر یہ بات بڑے فخر سے بتائی تھی کہ ٹرمپ نے کہا: جو کام اب تک ہم اپنے معاشرے میں نہ کر سکے، تم نے کر دکھایا۔

اِس قرارداد کے محرکین کے ناموں پر ذرا غور کریں: روبینہ خالد (پیپلز پارٹی، خیبر پختون خوا)، روبینہ عرفان (مسلم لیگ، ق، بلوچستان)، کلثوم پروین (مسلم لیگ، ن، بلوچستان) اور سینیٹر مسٹر کریم احمد خواجہ (پیپلز پارٹی، سندھ)۔پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کی نمائندگی کس بات کا ثبوت دے رہی ہے؟ لگ یہی رہا ہے کہ اِنھیں صرف یہ حکم تھا کہ تمھارا کام ہے اِس بل کو پیش کرنا اور منظور کرانا۔حق نمک تھا جو ادا کر دیا گیا۔شاید انھوں نے بھی جاننے، سمجھنے کی کوشش نہیں کی کہ اِس میں کیا ہے؟ اِس کے کیا نتائج وعواقب اور فوائد وثمرات ہوں گے؟ اگر پہلے اس پر غور کیا ہوتا تو دبے لفظوں میں یہ تو کہہ سکتے تھے: آقائے ولیِ نعمت! یہ نفسیاتی بیماری ہمارے ملک میں ہے ہی نہیں، جس کے مریضوں کو آپ تحفظ فراہم کرنا چاہتے ہیں، پھر یہ قانون کیوں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل

اہل علم ودانش کا مؤقف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر عاصم حفیظ [1]

ٹرانس جینڈر قانون کا سبق

ایسی قانون سازی کیسے ہوتی ہے؟ پلاننگ اور ایجنڈا کس کا؟

این جی اوز کا کردار۔ دینی جماعتیں۔ اہل خیر کیا کریں؟ میدان عمل میں کرنے کے کام!

اس وقت ٹرانس جینڈر قانون میں ترمیم زیر بحث ہے۔ یہ قانون 2018ء میں منظور کرایا گیا۔ ایف اے ٹی ایف کے پریشر اور اقوام متحدہ کی گائیڈ لائن میں اس وقت اسے معاشرے کے ایک پسے ہوئے طبقے کے حقوق کا نام دیا گیا۔ اب اس کے اثرات اور نتائج پر بحث جاری ہے۔

دو رویے ہیں۔ ایک یہ کہ ایسا قانون منظور ہی کیوں ہوا؟ اس وقت دینی جماعتیں اور ان کے ارکان اسمبلی کہاں تھے؟ چار سال اس پر کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ اب سینیٹر مشتاق احمد نے اس قانون کے تناظر میں سامنے آنے والے حقائق اور اثرات کی روشنی میں ترامیم جمع کرائی ہیں۔ یہ اب دوبارہ سے زیر بحث ہے۔ یہ صرف ایک قانون نہیں۔ اگر کبھی تحقیق ہو، کوئی اس پر سنجیدہ کوشش کرے تو گزشتہ چند سالوں میں ایف اے ٹی ایف اور اقوام متحدہ کے زیر اثر ملک میں ایسے کئی قوانین مختلف قسم کے حیلے بہانوں، کوئی اور نام دے کر یا پارلیمانی اصول وضوابط کو پامال کر کے منظور کرائے گئے ہیں جن کے اثرات کا جائزہ لیا جائے تو آپ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں۔ پارلیمانی اصول وضوابط پامال کرنے کی اگر مثال دینی ہو تو ایف اے ٹی ایف پر قانون سازی کی ویڈیو دیکھیں۔ کس قدر تیزی؟ چند منٹوں میں کتنے قوانین منظور کرا کے ایک ریکارڈ قائم کیا گیا۔ ایسے قوانین کے بارے میں اسمبلی میں بحث کرائی ہی نہیں جاتی اور بڑی پارٹیوں کو "طاقتور حلقے" یہ پیغام دیتے ہیں کہ عالمی پریشر ہے اور یہ منظور کرانے ضروری ہیں۔ حتی کہ بعض قوانین کی منظوری سے بیرونی قرض، امداد اور بعض منصوبوں تک کو جوڑ دیا جاتا ہے۔ ٹرانس جینڈر قانون صرف ایک مثال ہے۔ ایسے درجنوں ہوں گے۔ وقف املاک بورڈ، ایف اے ٹی ایف اور بہت سے دیگر قوانین۔

---

[1] صدر شعبہ ابلاغیات، ایم اے او کالج، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملک میں اس بارے میں بحث شروع ہوئی ہے۔ایسی قانون سازی پر بات ہورہی ہے۔ ٹرانس جینڈر کے قانون کے حوالے سے بحث کو ہی مفید بنالیں۔اس سارے پراسیس کو سمجھیں۔ جذبات کا اظہار بھی کریں لیکن ان حقائق اور کمی کوتاہیوں پر بھی از سرنو غور کرلیں کہ جن کی وجہ سے ارض پاک میں ایسی قانون سازی ہوتی ہے اور کئی کئی سال اس کے اثرات کا پتا بھی نہیں چلتا۔ جب پتا چلتا ہے تو پھر اس کو بدلنے کی کوشش، عوامی احتجاج اور دیگر راستے اختیار کیے جاتے ہیں۔ البتہ جب یہ قوانین خفیہ یا کمیٹیوں کے پراسیس کے طور پر بنائے جارہے ہوتے ہیں تو کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا۔مسئلے کی اصل جڑ پر بات ہونی چاہیے۔ بہت کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔اس بارے میں کچھ عرصہ پہلے چند گزارشات کیں تھیں۔ آیئے ان کا پھر سے جائزہ لیتے ہیں۔اس سسٹم کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ارض پاک میں بڑی تیزی سے ایسی قانون سازی سامنے آرہی ہے جس نے معاشرے کی ہیئت تبدیل کرنے کا کام کیا۔دینی وسنجیدہ حلقے چکرا کر رہ گئے ہیں۔ایک قانون کے اثرات سمجھتے ہیں، اس کے مندرجات آشکار ہوتے ہیں تو اسی دوران اس سے بھی بڑھ کر قانون سازی سامنے آچکی ہوتی ہے۔ٹرانس جینڈر، مدارس بورڈ ورجسٹریشن، ایف اے ٹی ایف، وقف املاک بورڈ، گھریلو تشدد، اقلیتی بل سمیت کئی ایسے قوانین تیزی سے منظور ہوئے ہیں کہ جن کے مندرجات دیکھ کر آپ حیران وپریشان رہ جائیں۔کس طرح ملکی تشخص، معاشرتی روایات۔خاندانی نظام، دینی روایات، نظام تعلیم اور معاشی نظام کو یکسر بدل کر رکھ دیا گیا ہے۔ اس کے اثرات آپ معاشرے میں دیکھ سکتے ہیں اور آنے والے دنوں میں یہ قانونی شکنجے اس قدر سخت ہوجائیں گے کہ ہوش اڑا کے رکھ دیں گے۔ایسی قانون سازی کی پلاننگ کون کرتا ہے۔کون سے ذہن کام کرتے ہیں؟ منصوبہ کس کا ہوتا ہے؟ الفاظ کے چناؤ سے قانونی پیچیدگیوں تک سب مراحل کہاں طے ہوتے ہیں؟اس سسٹم کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

میرے ایک دوست جو انٹرنیشنل ریلیشنز میں ماسٹرز ڈگری رکھتے تھے۔ ہم اکٹھے ایک ادارے میں کام کرتے تھے۔ایک دن بتانے لگے کہ ان کی ایک انٹرنیشنل این جی او میں جاب ہو گئی ہے۔ڈیوٹی پارلیمنٹ میں لگی ہے۔تھوڑا تجسس تھا۔ پوچھنے پر بتایا کہ ان کی این جی او نے قانون، انٹرنیشنل ریلیشنز، سوشیالوجی اور دیگر مضامین کے کئی درجن گریجوایٹ بھرتی کیے ہیں۔ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ڈیوٹی ارکان اسمبلی، وزراء اور سینیٹرز کے ساتھ لگائی گئی ہے۔ یہ این جی اوز کے نمائندے ارکان اسمبلی کو قانون سازی، دفتری امور، دستاویزات کی تیاری میں مدد کریں گے۔تنخواہیں این جی او دے گی اور ڈیوٹی پارلیمنٹ میں ارکان کے ساتھ۔آپ ذرا تصور کریں کہ ارکان پارلیمنٹ کو مفت سروسز دی جارہی ہیں۔ان کی مدد ومعاونت کے لیے"رضا کار"فراہم کردیئے گئے۔ارکان اسمبلی خوش ہوتے ہیں کہ انہیں مفت کے ملازمین مل گئے۔ان کی دستاویزات، تقاریر، قانون سازی پر رائے، لیٹرز کے جوابات، دفتری امور یہ سرانجام دیتے ہیں۔ارکان اسمبلی کی اکثریت زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہوتی۔ جاگیردار، وڈیرے اور بزنس مین ہوتے ہیں۔اپنے حلقوں میں مصروف رہتے ہیں۔ ٹھیکے اور ترقیاتی کاموں کے لیے فنڈز کے حصول میں مگن۔ان کی قانون سازی کے متعلق ضروریات یہ این جی اوز کے فراہم کردہ "رضا کار" پوری کررہے ہوتے ہیں۔

اب ایک دوسری صورت حال سمجھیں۔مغربی تھنک ٹینک اپنی حکومتوں کو مکمل رہنمائی دیتے ہیں کہ کس طرح اپنے نظریات اور سیکولر ولبرل طرز زندگی کو دیگر ممالک خصوصاً اسلامی ممالک میں نافذ کرنا ہے۔لابنگ اور قانون سازی کی مشاورت۔انہی کی رہنمائی میں مغربی حکومتیں اپنے متعلقہ سرکاری وغیر سرکاری اداروں اور این جی اوز کو ہدایات دیتی ہیں۔اب وہاں پر فنڈز اکھٹے ہوتے ہیں کہ ان ان مقاصد کے لیے اتنے فنڈز رکھے جائیں گے۔اسلامی ممالک میں سرگرم مقامی این جی اوز کو یہ فنڈز چاہیے ہوتے ہیں۔وہ ورکنگ پیپر پیش کرکے فنڈنگ لیتے ہیں۔یہ اپنی ورکنگ اور پلاننگ پیش کرتے ہیں کہ ہم کس طرح اپنے اپنے ممالک میں اثر ورسوخ رکھتے ہیں ۔کن بااثر شخصیات کے ساتھ تعلق ہے اور اگر انہیں پراجیکٹ دیا جائے تو وہ کس طرح یہ قانون سازی کروالیں گے۔جب ایک مخصوص ایجنڈا بن جاتا ہے تو اس کے حوالے سے کئی این جی اوز کو ٹاسک ملتے ہیں۔مثلاً عورت مارچ کی صورت میں ریلیاں کرانا، مخصوص نعرے سامنے لانا، پوسٹرز کے ذریعے پیغام دینا ایک این جی او کا کام ہوگا۔ان ریلیوں کو میڈیا پر ہائی لائٹ کرنا۔ٹاک شوز کا موضوع بنا دینا۔ارکان اسمبلی اور اہم شخصیات کو اس حوالے سے مدعو کرنا کسی اور این جی او کی ڈیوٹی ہوگی۔اسے ایک بڑا ایشو بنا کر پیش کردیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ڈراموں، فلموں اور ڈاکومنٹری کے موضوعات پروڈیوز سامنے آتی ہیں۔ٹرانس جینڈر، گھریلو تشدد جیسے قوانین راتوں رات پاس نہیں ہوتے۔فلموں، ڈراموں کے ذریعے ذہن سازی کی جاتی ہے۔اگر یقین نہ آئے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان دنوں پاکستانی ڈراموں میں محرم رشتوں میں غیر شرعی تعلقات، طلاق، کئی کئی عورتوں سے تعلقات کے موضوعات دیکھ لیں۔ ہر ہر مرحلے پر فنڈنگ استعمال ہوتی ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اشتہارات، اینکرز، صحافیوں اور میڈیا مالکان کے لیے مراعات ہوتی ہیں۔ میڈیا ہاؤسز کو فنڈز ملتے ہیں۔ حدود آرڈیننس، ''ذرا سوچئے'' اور دیگر میڈیا مہمیں آپ کو یاد ہوں گی۔

معاشرے میں ڈسکشن کے بعد اب مرحلہ آتا ہے قانون سازی کا۔ ارکان اسمبلی کو ان کے ''رضا کاروں'' کے ذریعے جو کہ قانون سازی میں معاونت کے لیے پہلے ہی وہاں موجود ہوتے ہیں، انہیں ''ماہرین قانون'' کا تیار کردہ ڈرافٹ فراہم کر دیا جاتا ہے۔ آپ کبھی پارلیمنٹ کی کارروائی دیکھیں۔ قائمہ کمیٹیوں کے اجلاس میں جائیں۔ آپ کے ہوش اڑ جائیں گے کہ قانون سازی کے عمل میں کس طرح این جی اوز کے نمائندے باقاعدہ اجلاسوں میں شرکت کرتے ہیں۔ عورت فاؤنڈیشن، یوتھ پارلیمنٹ، مختلف قسم کے حقوق کے نام پر بنی این جی اوز کے نمائندے ان قائمہ کمیٹیوں میں قانونی دستاویزات تیار کراتے ہیں۔ انہی کے ''رضا کار ارکان'' اسمبلی کی جانب سے سفارشات شامل کراتے ہیں۔ ارکان اسمبلی کو قائل کرتے ہیں۔ اس حوالے سے سیمینارز اور میٹنگز کے اخراجات یہ این جی اوز اٹھاتی ہیں۔ ہم خیال ارکان اسمبلی کے گروپ کے ذریعے پارٹی حمایت لی جاتی ہے۔ کیا یہ حیرانی کی بات نہیں کہ ایسے قوانین کو اپوزیشن اور حکومتی ارکان کی مشترکہ حمایت ملتی ہے حالانکہ عموماً یہ ہر قانون پر ایک دوسرے کی مخالفت کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کہیں مشکل پیش آ رہی ہو تو مغربی ممالک کے سفارت خانے اور اقوام متحدہ کے ادارے، ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دیگر تک کے عہدیدار ایکٹو ہو جاتے ہیں۔ میسج دیا جاتا ہے کہ یہ یہ والے قوانین بنانا کس قدر ضروری ہے۔ عالمی پابندیوں سے ڈرایا جاتا ہے۔ ہر سال حقوقِ انسانی کی رپورٹ نشر ہوتی ہے۔ اس میں تذکرہ ہوتا ہے۔ ایف اے ٹی ایف کی گرے، وائٹ اور دیگر لسٹوں کا پریشر ہوتا ہے۔ اور اس طرح ایک قانون آئین کا حصہ بنا دیا جاتا ہے۔ اس دوران مغربی ممالک سے آنے والے وفود بھی اس بارے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ اعلیٰ حکومتی عہدیداروں کو اس بارے میں اپنی آراء پہنچاتے ہیں۔

آپ غور کریں کہ اس سارے پراسیس میں دینی جماعتیں اور دینی جذبہ رکھنے والے احباب کہاں کھڑے ہیں؟ وہ تو تعلیم و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ انہیں تو پتا ہی نہیں کہ قانون سازی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی راہداریوں میں کیا ہو رہا ہے؟ وہ تو دینی تعلیم کے شاندار ادارے بنا رہے ہوتے ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ ایک قانون وقف املاک اور مدارس رجسٹریشن کا آتا ہے جو سارے نظام کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔

کیا کبھی دینی جماعتوں نے اور ان غیر اسلامی و غیر شرعی قوانین کے بارے غصہ کرنے والے اصحاب خیر نے غور کیا ہے کہ انہیں بھی کوئی تھنک ٹینک بنانا چاہیے، کیا وہ بھی قانون، انٹرنیشنل ریلیشنز، سوشیالوجی کے کچھ ماہرین اپنے خرچے پر اپنی ہی دینی جماعتوں کے ارکان اسمبلی کو فراہم کر سکتے ہیں؟ کیا ملک کے سارے دینی حلقے مل کر دس سے پندرہ ایسے ماہرین بھرتی کر سکتے ہیں جو قائمہ کمیٹی اجلاسوں میں شرکت کریں۔ قانون سازی کے پراسیس کو دیکھیں۔ اس کے مندرجات کو پڑھیں، غور کریں اور دینی ارکان اسمبلی کو بروقت آگاہ کریں۔ دینی جذبہ رکھنے والے مختلف پارٹیوں کے ارکان پارلیمنٹ کو آگاہ و قائل کرنے کے لیے میٹنگز کرائی جائیں۔ یقین مانیں قانونی زبان اور پیچیدگیاں اس قدر ہوتی ہیں کہ دینی ارکان اسمبلی تک انہیں سمجھ ہی نہیں پاتے۔ بعض اوقات تو باقاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے کہ یہ بل ایسے وقت میں پیش کیا جائے جب ارکان کی حاضری کم سے کم ہو۔ نظر رکھنے والوں کی پوری نظر ہوتی ہے کہ کون آیا ہے کون نہیں۔ اور بہت سے ارکان ایسے اوقات میں پارلیمنٹ میں حاضر بھی نہیں ہوتے۔ جب قانون پاس ہو جاتا ہے پھر سب پریشان ہوتے ہیں، غصہ کرتے ہیں، شور ہوتا ہے، واویلا مچایا جاتا ہے لیکن قانون تو بن چکا ہوتا ہے۔ وہ برقرار رہتا ہے، بدلتا نہیں ہے۔ ترمیم کی کوشش کی جاسکتی ہے جو کہ اب کی جارہی ہے۔

دینی حلقوں کو سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ قانون سازی کے اس پراسیس کو سمجھیں۔ ماہرین کی خدمات لیں۔ جب ڈرافٹ تیار ہو رہے ہوں دستاویزات تیار کی جا رہی ہوں، قائمہ کمیٹیوں میں بحث چل رہی ہو تو اس وقت اپنا فیڈ بیک دیں۔ جذبات اور الزام تراشی، طعنہ زنی اپنی جگہ لیکن حقیقت یہی ہے کہ دینی ارکان اسمبلی بذات خود تو ہر اجلاس کا، ہر قائمہ کمیٹی کا، ہر میٹنگ کا حصہ نہیں بن سکتے۔ اس کے لیے تو ایکٹو ٹیم چاہیے جو انہیں آگاہ رکھے۔ کہاں کون سی قانون سازی ہو رہی ہے؟ خصوصاً معاشرتی، سماجی، دینی معاملات کے متعلق اس پر نظر رکھی جائے۔ اس کے ڈرافٹ کو سمجھا جائے اور بروقت موزوں حکمت عملی اپنائی جائے۔ احتجاج، انتباہ، بیانات، غصہ اور اظہار افسوس اگر بروقت کر لیا جائے تو اس کا فائدہ ہو سکتا ہے اور کئی غیر اسلامی و غیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرعی اور معاشرتی وخاندانی نظام کی ہیئت تبدیل کر دینے والے قوانین بننے سے پہلے بھی روکے جا سکتے ہیں۔

جس طرح تعلیم و تبلیغ کے اخراجات سے ثوابِ دارین ملتا ہے اسی طرح شریعت، معاشرے، خاندانی نظام، حتیٰ کہ مدارس و مساجد کا نظام بچانے کے لیے اس شعبے میں ایکٹو ہونے کی ضرورت ہے۔ اہل خیر، دینی جماعتوں کے رہنماؤں، دینی جذبہ رکھنے والے احباب جو بعدازاں پریشان ہوتے ہیں انہیں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ یقین مانیں یہ بھی ثواب کا کام ہے۔ اگر اس بارے میں سنجیدگی نہ دکھائی گئی تو مغربی قوتوں کا یہ طریق کار بہت جلد آپ کے خاندان، آپ کے گھرانے۔ آپ کے دینی ادارے، آپ کی سماجی روایات اور آپ کے طرز زندگی کو متاثر کرے گا، بدل کر رکھ دے گا۔ اگر آپ قانون سازی کے شعبے میں کوئی سرمایہ کاری نہیں کریں گے، کچھ بوئیں گے ہی نہیں تو کل جب آپ کو اپنی دینی روایات، مدارس و مساجد کا نظام بچانے کے لیے قانون کی مدد درکار ہوگی تو آپ کچھ نہیں سکیں گے، صرف ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔ الزام تراشی، طعنہ زنی، فتوے، غصہ بھری پوسٹیں، احتجاج، ریلیاں اور تقریریں کرنے سے پہلے اپنے حصے کا یہ کام کرنے کے بارے میں ضرور سوچیں۔

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ جو بویا وہی کاٹا جاتا ہے۔ آپ کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے آپ نے کوشش کی۔ اگر کچھ سرگرمی ہی نہیں تو بہتری کی امید کیسی؟ اگر آپ یہ سوچ کر بیٹھے ہیں کہ جاگیردار، وڈیرے، سرمایہ دار ارکان پارلیمنٹ این جی اوز کے رضا کاروں کے زیر اثر ایسی قانون سازی کریں گے جو دینی روایات کی امین ہوگی تو اسے صرف معصومیت ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ دنیا ایک میدان ہے۔ جو کوشش کرے گا، سرگرمی دکھائے گا اسے کچھ نہ کچھ حاصل بھی ہو جائے گا۔ جب کچھ شروع ہی نہیں کیا، کچھ بویا ہی نہیں تو فصل کاٹنے اور پھل پانے کی کیا امید ہے؟ آیئے ٹرانس جینڈر ایکٹ سے ہی سبق حاصل کر لیں۔ سب مل بیٹھیں اور مضبوط، ٹھوس لائحہ عمل مرتب کریں۔ اس پراسیس پر نظر رکھنے کا انتظام کریں۔ اس قانون کو بدلنے کے لیے بھی کوشش کریں، دیگر قوانین کا بھی جائزہ لیں اور آئندہ ایسے قوانین کو چار سال بعد ڈسکس کرنے کی بجائے بروقت روکنے کا اہتمام کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انصار عباسی [1]

خطرہ، بہت بڑا خطرہ

خواجہ سرا ہمارے معاشرے کا ایک ایسا مظلوم طبقہ ہے جسے ہم نے ایک ایسی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا ہے جو انتہائی قابلِ مذمت اور قابلِ اعتراض ہے۔ یہ ہماری ریاست اور معاشرے کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ ایسے ممکنہ اقدامات کیے جائیں کہ اس طبقے کو بھی عزت اور احترام کے ساتھ زندگی گزارنے کے مواقع دستیاب ہوں اور اُنہیں اُن برائیوں سے بچایا جا سکے جس میں اُنہیں دھکیل دیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں کچھ اچھے اقدامات دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ اس طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کو تعلیم اور روزگار کے حصول کے کچھ مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں اور نجی اور سرکاری محکموں میں ان کو ملازمتیں دینے کی بھی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے لیکن انہیں نارمل اور باعزت زندگی گزارنے کے لیے ابھی ریاست، حکومت اور معاشرے کو بہت کچھ کرنا ہے۔ لیکن کوئی اگر اس طبقے کی محرومیوں اور اُن کے ساتھ روا رکھے گئے سلوک کے نام پر کسی مغربی ایجنڈے کو یہاں نافذ کرنے کی کوشش کرے تو یہ زیادتی کی بات ہوگی۔

افسوس کہ ہمارے ارکانِ پارلیمنٹ عمومی طور پر قانون سازی کے وقت ماسوائے انگوٹھا لگانے کے کچھ نہیں کرتے ورنہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کے نام پر جس طرز کا قانون اس ملک میں ن لیگ، تحریک انصاف اور پیپلز پارٹی جیسی سیاسی جماعتوں کی مکمل حمایت کے ساتھ نافذ کیا گیا ہے، اُس کی کچھ شقیں انتہائی خطرناک ہیں جو معاشرے میں بے راہ روی، ہم جنس پرستی اور دوسری معاشرتی خرابیوں کا سبب بن سکتی ہیں۔

اس سلسلے میں مذہبی طبقوں میں بہت زیادہ اضطراب پایا جاتا ہے اور جن لوگوں نے اس قانون کو گہرائی سے پڑھا ہے، وہ اس پر بہت پریشان ہیں۔

جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے سینیٹر مشتاق احمد نے اس خطرناک قانون کے خلاف

---

[1] سینئر صحافی روزنامہ جنگ و دی نیوز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرزور آواز اُٹھائی اور سینیٹ میں کچھ ترامیم تجویز کی ہیں تاکہ جو حق اور انصاف کا مستحق ہے اُسے اُس سے محروم نہ کیا جاسکے لیکن ٹرانس جینڈر کے نام پر ایسی تعریفیں قانون سے نکالی جائیں جن کا مقصد وطنِ عزیز میں بے حیائی، ہم جنس پرستی اور بے ہودگی کو فروغ دینا ہو۔ سینیٹر مشتاق مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اُنھوں نے اس مسئلے کو اُٹھایا۔ اب یہ ارکانِ پارلیمنٹ کی ذمہ داری بنتی ہیں کہ وہ آنکھیں کھولیں اور اپنی غلطی کا تدارک کریں۔

مجھے کسی نے کینیڈا میں مقیم ڈاکٹر جویریہ سعید کا سوشل میڈیا میں لکھا گیا ایک مضمون شیئر کیا جن کا کہنا ہے کہ دنیا میں ٹرانس جینڈر قوانین پیدائشی خواجہ سرا یعنی انٹرسیکس افراد کے تحفظ کے لیے نہیں بنائے گئے، وہ تو پیدائشی طور پر میڈیکلی اور فزیکلی اسی طرح ہیں اور تعداد میں بہت زیادہ بھی نہیں۔

ترقی یافتہ دنیا میں ان کے حوالے سے وہ مسائل نہیں جو ہمارے یہاں ہیں۔ ترقی یافتہ دنیا میں ٹرانس جینڈر قوانین اختیاری طور پر اپنی صنف تبدیل کرنے والوں کے تحفظ کے لیے بنائے گئے ہیں اور یہ صرف صنفی انتخاب تک محدود نہیں بلکہ جنسی رجحانات کا احاطہ بھی کرتے ہیں۔ اس لیے ٹرانس جینڈر کے ساتھ ہم جنس پرستی کو بھی مکمل تحفظ مل جاتا ہے۔

ڈاکٹر جویریہ مزید لکھتی ہیں کہ پاکستان میں مذاق یہ ہوا کہ رنگین جھنڈوں کے ساتھ چالاک لوگوں نے انٹرسیکس لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے نام پر اپنی حیوانی خواہشات کی تسکین کا بندوبست کیا اور ٹرانس جینڈر لاء 2018ء میں تمام بڑی پارٹیوں نے نہ صرف اسی متنازع اصطلاح کے ساتھ عوام کو لاعلمی میں رکھ کر یہ قانون پاس کروالیا بلکہ تحریک انصاف کی متعلقہ وزیر صاحبہ نے واضح الفاظ میں یہ کہا کہ Gender Identity ہر شخص کا اپنا حق ہونا چاہیے اور اس کے لیے کسی طبی جانچ کی شرط عائد نہیں کی جانی چاہیے۔

یہ بات وہ اس اعتراض کے جواب میں کررہی تھیں کہ حقیقی یا پیدائشی خواجہ سراؤں کے لیے قانون بنائیں اور ان کو جنس کے انتخاب کا اختیار دینے سے قبل طبی معائنے سے یہ تصدیق کرلیں کہ وہ پیدائشی طور پر مبہم صِنف کے ساتھ پیدا ہوئے بھی ہیں یا نہیں تاکہ دوسرے نفس پرست اس سے فائدہ نہ اٹھاسکیں۔ ڈاکٹر جویریہ مزید لکھتی ہیں کہ مغرب میں اب بڑی تعداد میں بچیاں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچے اپنی جنس تبدیل کروانا چاہتے ہیں۔

کینیڈا جو کہ اس قانون کو پاس کرنے میں سب سے آگے ہے، وہاں، امریکہ اور یورپی ممالک میں اسکولوں میں بچوں کی جینڈر چینج کی تقریب منعقد کی جاتی ہے۔اور والدین اگر اس سے خوش نہ ہوں تو ان کو مطلع کرنا بھی ضروری خیال نہیں کیا جاتا۔قانون،حکومت اور سارا معاشرہ ان کو مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے۔یہ تیسری چوتھی پانچویں جماعت کے ننھے بچے بھی ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ کہتی ہیں کہ آپ اندازہ لگائیے کہ یہ قانون انہی الفاظ کے ساتھ پاکستان میں قائم رہا تو کیا صورتِ حال ہوگی؟

۲۰۱۸ء سے لے کر آج پاکستان میں اس قانون کی مخالفت صرف جماعتِ اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان صاحب نے کی ہے اور وہی تن تنہا ان خطرناک لوگوں کے طنز واستہزا اور مخالفت کا سامنا کر رہے ہیں۔وہ کہتی ہیں کہ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے،آپ اس خطرے کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں، شش شش کر کے چپ کروائیں یا سیاسی تعصّبات کی وجہ سے مصلحت سے کام لیں یا اپنے رہنماؤں پر زور ڈالیں کہ وہ اس بل میں بنیادی نوعیت کی ترامیم کریں۔

(روزنامہ جنگ،۹ ستمبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عامر خاکوانی [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء میں ترمیم کیوں ضروری ہے؟

ٹرانس جینڈر ایکٹ اور اس میں مجوزہ ترامیم کے حوالے سے آج کل میڈیا پر بہت کچھ چل رہا ہے۔ٹرانس جینڈرز ایکٹوسٹ بڑے ٹھسے سے چینلز سکرینوں پر براجمان ہیں، وہ بڑے سٹائل سے اور روانی سے انگریزی بولتے ہوئے بہت کچھ وہ بول رہے ہیں جو خلاف واقعہ، خلاف حقیقت ہے۔ پچھلے دو تین دنوں میں اس حوالے سے کچھ چیزیں پڑھنے، دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ممتاز ماہر قانون، استاد، مصنف اور دانشور ڈاکٹر مشتاق خان نے اس موضوع پر بڑی عمدگی اور مہارت سے اظہار خیال کیا ہے۔ان کی فیس بک پوسٹوں، لیکچرز اور یوٹیوب چینلز کی ویڈیوز سے بہت کچھ آگہی ہوتی ہے، میرے کئی سوالات کا جواب ملا۔ ہم میں سے بہت سوں کو قانونی پیچیدگیوں سے کوئی دلچسپی نہیں، اس لیے عام فہم انداز میں چند بنیادی باتیں بیان کرتا چلوں۔

سب سے پہلے تو خواجہ سرا/ ہیجڑا، زنانہ (یو نِک Eunuch) اور ٹرانس جینڈر (transgender) میں فرق سمجھ لینا چاہیے۔ یہ بہت اہم اور بنیادی نکتہ ہے یہ بات سمجھ آگئی تو ہمارے ہاں چلنے والی پوری بحث سمجھ آجائے گی۔ خواجہ سرا، ہیجڑا، زنانہ، زنخا، کھسرا وغیرہ یہ سب مختلف عوامی سطح کے نام ہیں اس تھرڈ سیکس (Intersex) کے لیے جو مردانہ صلاحیتوں کا حامل ہے اور نہ وہ عورت جیسا جسم اور تولیدی اعضا رکھتا ہے۔ بنیادی طور پر جنس دو طرح کی ہوتی ہے، مرد یا عورت۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی میڈیکل ڈس آرڈر کی بنا پر ایسا بچہ پیدا ہوجاتا ہے جو ویسے تو لڑکا ہے، مگر اس میں مردانہ تولیدی اعضا موجود نہیں۔ خال خال ایسے میڈیکل کیسز بھی ہیں کہ کوئی بچی پیدا ہوئی، مگر اس میں عورت کے تولیدی اعضا موجود نہیں۔ان کے لیے انٹرسیکس (Intersex) یا خنثیٰ مشکل کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے یعنی ایسا جسم رکھنے والا فرد جو واضح طور پر نہ مرد ہے نہ عورت۔ ظاہر ہے جب یہ بڑے ہوں گے، یہ مرد کا جسم رکھنے کے باوجود مردانہ صلاحیت سے محروم ہوں گے۔ اس محرومی کے اپنے گہرے نفسیاتی مضمرات اور اثرات

[1] معروف دانشور و کالمسٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں، یہی بات عورت خواجہ سرا کے لیے بھی کہی جا سکتی ہے۔ایک زمانے میں جس گھر میں ایسا انٹرسیکس بچہ پیدا ہو گیا تو صف ماتم بچھ جاتی تھی۔شعور اور آگہی نہ ہونے کے باعث ایسے بچوں کی زندگی اجیرن بن جاتی تھی۔روایت ہے کہ جب ہیجڑا یا خواجہ سرا کمیونٹی کے لوگوں کو کہیں ایسے بچے کی پیدائش کا پتہ چلتا تو وہاں پہنچ جاتے اور اس بچے کو مانگ لیتے۔ایک زمانے میں والدین معاشرتی دباؤ یا خوف کے پیش نظر ان بچوں سے جان چھڑا لیا کرتا تھے۔یہ ہیجڑے ان بچوں کو لے جاتے، ناچ گانا سکھاتے اور وہ ہیجڑا یا خواجہ سرا کمیونٹی کا حصہ بن جاتے۔کبھی آٹھ دس بارہ سال کا ایسا کوئی بچہ خود ہی اس کمیونٹی کے پاس چلا جاتا اور وہ ہیجڑا ہی بن جاتا۔پھر زمانہ بدلا، طبی سائنس نے ترقی کی تو ڈاکٹروں کی مدد لی جانے لگی۔آج کے زمانے میں ایسے بیشتر کیسز میں سرجری کے ذریعے یا ہارمون تھراپی کی مدد سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔اس لیے انٹرسیکس بچوں کی شرح اب بہت کم ہو گئی ہے۔نوٹ کیجیے کہ جہاں کہیں کوئی ہیجڑا یا خواجہ سرا نظر آئے وہ اٹھارہ بیس سال سے زیادہ کا ہوگا یا پھر ادھیڑ عمر ہوگا، دس بارہ سال کے ہیجڑے کم نظر آتے ہیں۔بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی بچے کے بظاہر مردانہ تولیدی اعضا نہیں، جسمانی صورت بچی کی سی ہے، مگر وہ دراصل لڑکا ہی ہے، چند برسوں بعد اس کا مردانہ روپ ظاہر ہونے لگتا ہے، ویسا مضبوط جسم، بھاری آواز اور کبھی ہلکی ڈاڑھی مونچھ بھی۔ایسے بہت سے کیسز میں ڈاکٹر سرجری کر کے اسے لڑکا بنا دیتے ہیں، بعد میں کچھ ہارمون تھراپی کے بعد وہ مکمل طور پر لڑکا بن جاتا ہے۔ایسی خبریں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں، کئی خاتون ایتھلیٹس بھی مرد بن گئیں۔

ہیجڑا/خواجہ سرا یا یونِک/یونخ (Eunuch) کی تاریخ خاصی قدیم ہے۔کہتے ہیں کہ قدیم چین اور سنٹرل ایشیا میں بعض غلاموں یا مردوں کو جبری تولیدی اعضا سے محروم کر کے ہیجڑا بنا دیا جاتا تھا۔ان لوگوں کو عام طور سے محل کے حرم سرا، زنانہ خانہ وغیرہ میں بطور ملازم رکھا جاتا۔مقصد یہ ہوتا کہ مردانہ خصوصیات نہ ہونے کے باعث یہ شہزادیوں یا امرا کی خواتین سے کوئی تعلق قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ان میں سے کچھ مضبوط اور طاقتور جسم والے گارڈز بھی رکھے جاتے۔ہندوستانی تاریخ میں بھی اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔کچھ اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے کماندار اور وزرا وغیرہ بھی بنے۔ملک کافور ایسا ہی ایک مشہور کردار ہے، علاؤالدین خلجی کا یہ معتمد ساتھی تھا۔کچھ عرصہ قبل اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موضوع پر بننے والی ایک انڈین فلم پدماوتی میں یہ کردار فلمایا گیا، اگرچہ اسے مسخ کیا گیا۔ یہ بات واضح ہوگئی کہ خواجہ سرا، ہیجڑا، زنانہ، کھسرا، چھکا وغیرہ وغیرہ کے عوامی ناموں والی کمیونٹی وہ ہے جو مرد کا جسم اور شکل صورت رکھتے ہیں مگر وہ حقیقی مرد نہیں نہ ان میں وہ تولیدی اعضا ہیں جو معاشرتی طور پر مردانگی کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں تیسری جنس یا مخنث بھی کہا جاتا ہے، اکبر الہ آبادی کے مشہور مصرع میں اسی جانب اشارہ کیا گیا۔

حضرت مخنث ہیں، نہ ہیؤں میں نہ شیؤں میں

پاکستان میں عام طور سے اس کمیونٹی سے شادی بیاہ میں واسطہ پڑ جاتا ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگ ناچ گانا سیکھ کر اس سے روزگار کماتے ہیں۔ بچے کی پیدائش پر یا کسی شادی خوشی میں گھر کے باہر آ کر ڈھول کی تھاپ پر ناچتے، گاتے اور پھر بچے یا دلہا کے والد سے ویل لے کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ گلیوں، بازاروں میں خاتون کا لباس پہنے، میک اپ سے آراستہ یہ نظر آ جاتے ہیں، خاص کر بڑے شہروں کے ٹریفک سگنلز پر بھی یہ اکثر ملتے ہیں۔ اس کمیونٹی کے کچھ لوگ زنانہ لباس تو پہن لیتے مگر وہ ناچ گانا وغیرہ سے گریز کرتے اور صوفی ازم کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ ایسے کئی کرداروں کا تاریخ میں تذکرہ ملتا ہے۔ مزارات پر بھی ان کی موجودگی رہتی ہے۔

ان خواجہ سراؤں میں گرو کا بڑا اہم کردار ہے۔ سماج کے بڑے طبقے سے کٹ کر انہیں مجبوراً ایک الگ کمیونٹی یا گروہ کی شکل اختیار کرنا پڑی تو اس میں سینئر یا بزرگ خواجہ سرا کی صورت میں گرو یا مینٹور کا کردار وضع ہوگیا۔ یہ گرو اپنے شاگردوں یا ساتھیوں کو اولاد کی طرح رکھتا، علاج معالجہ اور دیگر ضروریات کا خیال رکھنے کے ساتھ آخری رسومات وغیرہ بھی ادا کرتا ہے۔ ان کی قبرستان میں تدفین بھی بہت سی جگہوں پر مسائل کا شکار رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہاں خواجہ سرا، ہیجڑا کمیونٹی کے ساتھ سماجی سطح پر بہت زیادتی ہوتی رہی ہے۔ ایک طویل عرصہ تک ان کی کوئی شناخت نہیں تھی۔ شناختی کارڈ ایشو نہیں ہوتا تھا، وراثتی جائیداد میں حصہ نہیں ملتا تھا۔ ان کا ہر جگہ مذاق اڑایا جاتا ہے۔ خواتین میں یہ جانہیں سکتے کہ عورتیں ان سے بات کرتے ہوئے ہچکچاہٹ کا شکار ہو جاتی ہیں کہ نجانے اصلی خواجہ سرا ہے یا کوئی مرد جو بناوٹی طور پر یہ حلیہ بنائے ہوئے ہے وغیرہ۔ یہ طبعاً بنے سنورے پھرتے ہیں اور شادی بیاہ کے لیے خاص طور سے تیار ہوتے ہیں، وہاں پر بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مشٹنڈے ان سے سیکس ورکر کا سا سلوک کرتے اور اسی گھٹیا انداز میں ڈیل کرتے ہیں۔ پچھلے چند برسوں میں ایسے بہت سے سانحات ہوئے ہیں جن میں ان کے خود ساختہ عاشقوں یا شائقین نے رقابت یا کسی اور معاملے پر انہیں قتل کر دیا، سر کے بال کاٹ دیئے، تشدد کا نشانہ بنایا وغیرہ وغیرہ۔ علاج کے لیے خواجہ سرا ہسپتال جائیں تو عجیب وغریب صورتحال پیدا ہو جاتی ہے، خواتین وارڈ میں یہ ایڈمٹ ہونا چاہتے ہیں مگر وہاں خواتین مزاحم ہوتی ہیں۔ مردانہ وارڈ میں انہیں بستر ملے تو پورا وارڈ مذاق اڑاتا، فقرے کستا اور تفریح طبع کی چیز سمجھتا ہے۔ تصور کریں کہ موٹروے پر یا کسی اور جگہ سفر کرتے ہوئے انہیں پبلک ٹوائلٹس میں جانا پڑے تو کتنی مشکل ہوگی؟ کیا کچھ سہنا، سننا پڑے گا؟

خواجہ سراؤں کے ساتھ اس معاشرتی زیادتی یا استحصال پر عدالتوں نے کئی اچھے فیصلے سنائے ہیں اور ریلیف دیا ہے۔ اس حوالے سے سابق چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کا کردار بہت اہم رہا ہے۔ انہوں نے اپنے کئی کورٹ آرڈرز کے ذریعے خواجہ سراؤں کو بعض بنیادی حقوق دلوائے۔ ان کے شناختی کارڈ بننے لگے، سرکاری محکموں میں ملازمتیں رکھی گئیں۔ 2009ء میں افتخار چودھری نے ایک کورٹ آرڈر جاری کیا اور پھر وقتاً فوقتاً مختلف عدالتی احکامات جاری ہوئے، حتیٰ کہ پچیس ستمبر 2012ء کو سپریم کورٹ کا اس حوالے سے ایک بہت اہم فیصلہ آیا، جس نے ان کے حقوق کی فراہمی کی راہ ہموار کی۔ یہ مگر سمجھنے کی ضرورت ہے کہ فیصلے میں بھی لفظ ہیجڑا (Eunuch) استعمال ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خواجہ سرا اصطلاح کی سینکڑوں ہزاروں سالہ تاریخ کے باوجود خواجہ سرا ایکٹ کیوں نہیں بنا اور چار سال قبل شاہد خاقان عباسی حکومت کے دور میں پارلیمنٹ سے منظور ہونے والے قانون کا نام ٹرانس جینڈر ایکٹ کیوں رکھا گیا؟ یہ ٹرانس جینڈر کیا چیز ہے اور اس ایکٹ پر اعتراضات کیوں کیے جا رہے ہیں؟ اس پر ان شاءاللہ بات کرتے ہیں۔

(۲)

اپنے پچھلے کالم میں بہت تفصیل سے بات کی کہ خواجہ سرا اور ٹرانس جینڈر دونوں الگ ہیں۔ خواجہ سرا کا تاریخی پس منظر ہے۔ ہمارے خطے میں بہت سے خواجہ سرا خاندان غلاماں اور بعد میں مغلیہ سلطنت میں رہے۔ لکھنو، اودھ اور بعض دیگر نوابین کے ہاں بھی خواجہ سرا تھے۔ یہ وہ لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو پیدائشی طور پر مردانہ جسم رکھنے کے باوجود مردانہ صلاحیت یا تولیدی اعضا نہیں رکھتے۔ یہ واضح ہوا کہ خواجہ سرا سے مراد وہ فرد ہے جو بیالوجیکل مرد یا عورت ہو مگر اس کے اندر (کسی میڈیکل ڈس آرڈر، ہارمونز کی کمی بیشی سے) ویسے تولیدی اعضا نہ ہوں۔ تکنیکی طور پر انہیں خنثیٰ مشکل یا Intersex کہا جاتا ہے۔ ویسے عوامی سطح پر ہمارے ہاں خواجہ سرا، خسرا، کھسرا، زنانہ، ہیجڑا، یونک Eunuch وغیرہ کہا جاتا ہے۔ کھسرا، خسرا، چھکا، زنانہ، ہیجڑا وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جنہیں یہ کمیونٹی پسند نہیں کرتی، البتہ خواجہ سرا کی اصطلاح کو یہ خوش دلی سے قبول کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب خواجہ سرا معروف اصطلاح ہے اور اسے یہ کمیونٹی خوشی سے قبول بھی کرتی ہے، تب چار سال پہلے بننے والے قانون کو خواجہ سرا ایکٹ کیوں نہیں کہا گیا، اسے ٹرانس جینڈر ایکٹ کس لیے لکھا گیا؟ اس کے جواب ہی میں ساری کہانی پوشیدہ ہے۔

دراصل ٹرانس جینڈر ایک ایسی وسیع اور مخصوص اصطلاح (Umbrella Term) ہے جس کے نیچے وہ بھی آجاتے ہیں جو اصلاً خواجہ سرا نہیں اور جنسی رجحانات کے تحت اپنی جنس بدلنا چاہتے ہیں۔ مغرب میں ٹرانس جینڈر سے مراد ایسا فرد ہے جو چاہے جسمانی طور پر مکمل مرد، مکمل عورت ہے لیکن وہ ذہنی طور پر اس سے مختلف سوچتا ہے۔ ایک مرد جو شادی کر کے بچے پیدا کر سکتا ہے، مگر ذہنی اور نفسیاتی طور پر وہ خود کو عورت سمجھتا ہے، وہ نسوانی لباس پہننا، نسوانی میک اپ، جیولری پہننا اور خواتین کی طرح رہنا چاہتا ہے، وہ ٹرانس جینڈر ہے۔ کم وبیش یہی بات ایسی عورت کے بارے میں بھی ہے، جو مردوں کی طرح رہنا اور ویسی (جنسی) زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ امریکہ اور یورپ میں ایل جی بی ٹی مشہور اصطلاح ہے مگر اب اس میں مزید اضافے ہو گئے ہیں، اب یہ LGBTQ+ بن گئی ہے۔ اس میں ایل سے لیزبین، جی سے گے، بی سے بائیوسیکشوئیل یعنی دونوں رجحانات رکھنے والا، ٹی سے ٹرانس جینڈر یعنی وہی جس کی تعریف اوپر بیان کی ہے، کیو سے مراد ایسے لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ ہمارے رجحانات کے بارے میں پوچھا نہ جائے کیونکہ وہ مختلف اوقات میں مختلف جنسی رجحان رکھتے ہیں۔ اسی طرح اے سے مراد اے سیکشوئل ہے یہ ایک اور عجیب وغریب معاملہ ہے یعنی ایسے لوگ جو مرد ہیں یا عورت ہیں مگر انہیں جنس سے کوئی دلچسپی نہیں، وہ کسی بھی قسم کا جسمانی تعلق قائم نہیں کرنا چاہتے۔ 2 ایس سے مراد ٹو سپرٹ ہے یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک جسم میں دو روحیں، بتایا جاتا ہے کہ امریکہ کے بعض قبائلی ٹائپ گروہوں میں یہ مسئلہ بھی ہے کہ ایک فرد خود کو کبھی مرد تصور کرتا ہے اور کبھی عورت، تو 2 ایس دراصل اس پیچیدہ جنسی تصور کرنے والوں کی نمائندگی کرتا ہے۔

اتنی تفصیل سے اس لیے بیان کیا کہ اس پوری اصطلاح اور اس کے مختلف حصوں میں ایک نکتہ مشترک ہے، وہ یہ ہے کہ ہر فرد کو مکمل آزادی اور اختیار حاصل ہے۔ اپنی پیدائشی جنس سے قطع نظر جو بھی چاہے صنف اختیار کرے، جو بھی جنسی رجحانات اپنائے۔ اپنے طور پر جو بھی کرے، کسی کو کوئی حق نہیں کہ اس سے سوال پوچھ سکے، اس پر پابندی لگائے یا دباؤ ڈالے۔ ان سب کو امریکی اور یورپی قوانین نے مکمل جنسی آزادی دے رکھی ہے بلکہ اب تو بھارت اور کچھ دیگر ممالک میں بھی کم وبیش ایسا ہی ہو چکا ہے۔ یہ لوگ اپنے اندرونی احساس یعنی اِنر موسٹ فیلنگ کے تحت کچھ بھی کریں، کوئی بھی صورت اختیار کریں، اس کا احترام کرنا چاہیے۔ یہ مغربی تصور اور دلیل ہے کہ کوئی بھی فرد اپنی خود ساختہ اندرونی شخصیت کے مطابق کوئی بھی شناخت لے سکتا ہے، اس کے لیے اصطلاح استعمال کی جاتی ہے: Self Percieved Gender identity. اس سیلف پرسیوڈ جینڈر آئیڈینٹٹی کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرد اگر کسی وجہ سے (کسی نفسیاتی عارضے یا جنسی رجحان یا کسی ایڈونچر ازم کے باعث) خود کو عورت کہلانا چاہے تو اسے عورت ہی مان لیا جائے۔ بے شک وہ جسمانی طور پر مرد ہی ہو، وہی تولیدی اعضا رکھتا ہو۔ وہ سکرٹ بلاؤز پہنے، لہنگا چولی یا ساڑھی یا کچھ بھی، یہ اس کا حق ہے۔ پھر یہیں تک نہیں بلکہ زندگی کے سفر میں آگے جا کر، چند سال بعد وہ پھر سے تبدیلی چاہے اور مرد بن جائے تو اسے پھر سے مرد مان لیا جائے۔ اس کی شناختی دستاویزات تبدیل ہو جائیں وغیرہ وغیرہ۔

''سیلف پرسیوڈ جینڈر آئیڈنٹٹی'' کا تصور سمجھنے کے لیے سابق بروس جینر اور موجودہ کیٹیلن جینر کی مثال لے لیں۔ کارڈیشن فیملی امریکہ کی مشہور سیلبریٹی فیملی ہے۔ کم کارڈیشن اداکارہ، ماڈل، سوشلائٹ شخصیت ہے۔ اس کی والدہ نے اپنے خاوند رابرٹ کارڈیشن سے طلاق لے کر امریکہ کے ایک مشہور ایتھلیٹ بروس جینر سے شادی کی۔ بروس جینر کی پہلی دو بیویوں سے چار بچے تھے، خیر بی بی کرس جینر سے اس کی تیسری شادی ہوئی جو تیئس سال چلی۔ اس دوران دو بچے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوئے، ان میں سے ایک بیٹی کائلی جینر مشہور سیلبریٹی اور کروڑ پتی بزنس ویمن ہے۔ پھر طلاق ہوگئی اور طلاق کے ایک سال بعد بروس جینز نے اعلان کیا کہ دراصل اندر سے تو وہ عورت کے جذبات رکھتا ہے اور اس کی ''سیلف پرسیوڈ جینڈر آئیڈنٹٹی'' عورت کی ہے۔ اس نے اپنا نام بدل کر کیٹیلن جینر رکھ لیا۔ آج وہ نامور ٹرانس جینڈر ایکٹوسٹ ہے۔ رفتہ رفتہ ہارمون تھراپی اور سرجریاں کرا کر باقاعدہ عورت بن گیا۔ اب دنیا سے چھ بچوں کے باپ بروس جینر کا وجود ختم ہو چکا ہے اور اس کی جگہ کیٹیلن جینر نامی ایک عورت ہے۔ اس کے چھ بچوں کا باپ جیتے جی تحلیل ہو گیا۔ تو صاحبو یہی وہ سیلف پرسیوڈ جینڈر آئیڈینٹی کا تصور ہی ہے جس وجہ سے ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018 میں ترمیم ضروری ہے۔ ایکٹ میں خواجہ سراؤں کے لیے کئی اچھے اقدامات تجویز کیے گئے ہیں، ان سب کی حمایت ہے۔ ہم سب چاہتے ہیں کہ پاکستانی خواجہ سراؤں کی زندگی میں مثبت تبدیلی آئے، ان کے ساتھ ہونے والی زیادتیاں ختم ہوں، انہیں تعلیم وصحت کی سہولتیں ملیں، سرکار سے وظائف، قرضے ملیں، ملازمتیں ملیں وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کی مخالفت کون کرے گا؟ اس ایکٹ کو ختم کرنا مقصود نہیں، ترمیم کے خواہش مند ہیں۔

تین چیزوں پر اعتراض ہے۔ ایک تو اس میں ٹرانس جینڈر کی جو تعریف کی گئی ہے، اس میں خواجہ سرا کے ساتھ اس ''سیلف پرسیوڈ جینڈر آئیڈنٹٹی'' کے تصور کو ڈال دیا گیا کہ جو بھی شخص مرد ہوتے ہوئے خود کو عورت کہے، اس پر کوئی اعتراض نہ کرے، کوئی میڈیکل اپ چیک اپ نہ ہو اور اسے فوری عورت مان لیا جائے۔ اس کی شناختی دستاویزات اور ہر جگہ اس حوالے سے رجسٹریشن ہو جائے۔ یہ غلط، غیر اخلاقی، غیر شرعی اور نامناسب ہے۔ یہ ایک طرح سے سپریم کورٹ کے 2012ء کے فیصلے کی بھی خلاف ورزی ہے، جس کے مطابق شناخت کی تبدیلی کے لیے میڈیکل چیک اپ ضروری ہے۔ اس ایکٹ میں پہلی بار یہ مان لیا گیا کہ جنس (Sex) الگ ہے، صنف (Gender) الگ۔ دوسرا یہ کہ جنس بائیولوجیکل یعنی پیدائشی ہے جبکہ صنف کا تعلق معاشرے کی اقدار سے ہے۔ تیسرا یہ کہ اگر جنس الگ ہے، صنف الگ تو صنف کا تعین معاشرے کی اقدار یا اخلاقیات یا مذہبی قوانین کے بجائے فرد کے خالصتاً ذاتی اختیار میں ہے۔ کوئی فرد جو بھی صنف چن لے، وہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ اعتراض تو دور کی بات ہے، اس پر سوال بھی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٹھایا جا سکتا۔

یاد رہے کہ یہ پہلی بار یہاں ہوا ہے، ورنہ عام طور سے جنس اور صنف ایک ہی مانی جاتی ہیں۔ ایک بچہ میل پیدا ہوا یا فی میل، یہی اس کی جنس یہی اس کی صنف ہے۔ٹرانس جینڈر ایکٹ کے مطابق ایک مرد جو تمام تر مردانہ صلاحیتیں رکھتا ہے، وہ بھی اگر کسی نفسیاتی عارضے یا جنسی رجحان یا جنسی غلبہ کے تحت خود کو عورت کہے تو ہر جگہ اس کی بطور عورت رجسٹریشن ہو جائے۔ ہمارا اس پر اعتراض ہے۔میڈیکل چیک اپ کے بغیر ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔میڈیکل چیک اپ میں سائیکالوجسٹ کی رائے بھی ضرور لی جائے تا کہ پتہ چلے کہ وہ کسی نفسیاتی عارضہ جیسے جینڈر ڈسفوریا میں تو مبتلا نہیں، جس کی ٹریٹمنٹ ہو سکتی ہے، ہارمون تھراپی وغیرہ بھی۔حرف آخر یہ کہ جو کچھ نظر آ رہا ہے، وہ اتنا سادہ نہیں۔آج کی دنیا میں بہت کچھ تہہ در تہہ اور پرت در پرت چلتا ہے۔ٹرانس جینڈر ایکٹوسٹ جو کچھ چینلز پر آ کر اپنی شیریں زبان میں بیان کر رہے ہیں، وہ سب درست نہیں، بہت کچھ خلاف واقعہ ہے۔اس لیے اس ایشو کو سیریس لیں۔ اپنے بچوں اور اپنے معاشرتی نظام کو بچانے کے لیے کھڑے ہوں۔ٹرانس جینڈر ایکٹ میں ترمیم ہونی چاہیے۔آخر کوئی وجہ تو ہے کہ الماس بوبی جیسے معروف خواجہ سرا رہنما بھی ایکٹ میں ترمیم کی حمایت کر رہے ہیں؟ اگر ترمیم کا مطالبہ خواجہ سراؤں کے خلاف ہوتا تو یہ خواجہ سرا رہنما اس کی حمایت کیوں کرتے؟

(92 نیوز ۳۰ ستمبر و ۲/ اکتوبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد نصر [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ اور اس کی حقیقت

دنیا بھر میں دیگر اقوام پر غلبہ پانے کے طریقے تبدیل ہو چکے ہیں۔جنگوں نے بھی اپنی شکل بدل لی ہے۔اب جغرافیائی سبقت لے جانے کی بجائے تہذیبی سبقت لے جانے کا دور ہے۔اسی جنگ کے دوران مسلم معاشرے پر تہذیبی غلبہ پانے کے لیے مختلف ادوار میں کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔حالیہ دور میں ٹرانس جینڈر ایکٹ کے ذریعے پاکستان کے خاندانی اور معاشرتی نظام پر شدید حملہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔اس حملے کا اگر بروقت تدارک نہ کیا گیا تو اس کے تباہ کن نتائج سامنے آئیں گے۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ ہے کیا؟ اور اس کا پس منظر کیا ہے؟ جتنا میں سمجھا ہوں آپ کے سامنے رکھنے کوشش کروں گا۔

The Early Gay Rights Movement کا آغاز 1924ء میں Henry Gerber نے سے کیا۔اس نے پہلی دفعہ ایک کمیٹی کی بنیاد رکھی جسے Homosexual Emancipation کا نام دیا گیا۔اس کے بعد دنیا کے مختلف ممالک ٹرانس جینڈر کو قانونی تحفظ دینے اور ان کے حقوق کے لیے قوانین بناتے رہے۔پہلے پہل تو gay جس میں Male کا کسی اور میل سے ہوموسیکس کے بارے میں تحفظات دور کرنے کی بات ہوتی بعد میں Lesbian بھی اس میں شامل ہوا۔یہ ٹرم عورت کے عورت کے ساتھ سیکچول تعلق کی بنیاد پر شامل کی گئی اور یوں صدی سے بڑھتا ہوا یہ سفر اور رجحان اکیسویں صدی میں میڈیا کے ذریعے کھل کر سامنے آیا۔بات یہاں سے شروع ہوئی تو عورت کو عورت اور مرد کو مرد کے ساتھ تعلق رکھنے اور same sex کو قانونی تحفظ دینے کے لیے مغرب کے کئی ممالک اکٹھے ہوئے۔

لیکن ٹرانس جینڈر حقیقت میں مرد ہوتا ہے جسمانی طور پر اس کے اندر کوئی نقص نہیں ہوتا حتی کہ ایسے لوگ بچے پیدا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں مگر ایسے لوگ نفسیاتی مریض ہوتے ہیں

---

[1] https://:gmnpk.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب ایسے مردوں نے ادائیں شروع کیں تو ان کے اندر ہم جنس پرستی کی علت پیدا ہو گئی اور یہ معاملہ عورتوں کے ساتھ بھی ہوا اور اس کے بعد پھر کیا تھا پوری دنیا کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دنیا کے کئی ممالک جیسے ناروے، فرانس، سویڈن، برطانیہ کے اندر یہ قانون موجود ہے کہ کوئی بھی مرد اپنی مرضی سے عورت بن سکتا ہے اور کوئی بھی عورت اپنی مرضی سے مرد بن سکتی ہے۔

قانونی طور پر اس عمل پر کوئی پابندی نہیں۔ پاکستان میں 2018ء کے اندر یہ قانون جب قومی اسمبلی میں پیش ہوا تو اس پر کوئی بحث نہیں ہوئی تاہم اس کے بعد کراچی سے پہلا ٹرانس جینڈر جو ڈاکٹر بنا اس نے پوری دنیا سے زبردست خراج تحسین حاصل کیا۔ ٹرانس جینڈر بننے سے کوئی بھی شخص وراثت کا حقدار بن جاتا ہے۔ اس طرح ہمارے معاشرے میں اس سے اور بھی کئی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اسے عمل قومِ لوط کے زمرے میں ڈالا جا سکتا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے زمانے میں قوم لوط کو اس قبیح عمل کی وجہ سے تباہ و برباد کیا گیا تھا اور اس علاقے کو سرسبز و شاداب ہونے کے باوجود بحر مردار بنایا گیا۔ اب تک ہم خواجہ سرا جسے ہیجڑا کہتے ہیں، ان کی قابل رحم حالت اور ان کے ساتھ زیادتیوں کا رونا روتے رہے۔ یہ ایک ایسی جنس ہے جو نہ مردوں میں شمار ہوتے ہیں اور نہ عورتوں میں، انہیں تیسری جنس کا نام بھی دیا گیا ہے، مخنث بھی کہتے ہیں۔ ان کے ساتھ معاشرے کا رویہ، لہجہ، میل ملاپ منفی بلکہ قابل نفرت رہا ہے حتیٰ کہ جس گھر میں یہ لوگ پیدا ہوتے ہیں وہ لوگ بھی شرم کے مارے انہیں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے حالانکہ خواجہ سرا کی پیدائش میں اس کی کوئی غلطی نہیں ہوتی۔ پھر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ پچھلے کئی سالوں میں کئی خواجہ سراؤں کو بغیر کسی وجہ موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، ایسا کئی شہروں میں ہوا۔ خواجہ سرا گھروں کے اندر اور باہر اچھوت بن جاتے ہیں اور اپنے پرائے والدین، بہن بھائی ان سے منہ موڑ لیتے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت ادھوری رہ جاتی ہے، ان کے پاس جب کوئی مہارت، تعلیم نہ ہو تو وہ زندگی گزارنے کے لیے دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ ایسے میں ان کے لیے زندگی مصیبت بن جاتی ہے۔ اگرچہ ان پر معاشرے کے بگاڑنے کا الزام بھی لگایا جاتا ہے مگر ان کی مجبوریوں اور مشکلات کا اندازہ کوئی نہیں لگاتا۔ ان کے پاس زندگی گزارنے کے لیے کوئی آپشن ہی نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان کی تعداد اتنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ نہیں اور انہیں با آسانی معاشرے میں کھپایا جا سکتا ہے یا کارآمد بنایا جا سکتا ہے۔

ٹرانس جینڈر جس کو انگریزی زبان میں LGBT یعنی لیزبین، گے، بائی سیکچول، ٹرانس جینڈر کہتے ہیں اور جس کا اصل مقصد اپنی مرضی سے جنس کا تعین ہے بس۔ 2018ء میں ٹرانس جینڈر کا قانون بننے کے بعد انہیں کچھ مراعات ملیں۔ حقیقت میں یہ خواجہ سراؤں کے لیے تھیں مگر کیش کرنے کی کوشش ٹرانس جینڈر نے کی جیسے روزگار میں کوٹہ، شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس، ووٹ کا حق وغیرہ۔ اس پر عمل درآمد شاید ایک فیصد ہوا۔ قانون کے اندر انہیں ہراسانی، ایذا رسانی پر پچاس ہزار روپے کی سزا مقرر ہوئی مگر اس کا اطلاق بھی ہو نہیں سکا۔ خواجہ سراؤں کے لیے جو قانون بنا وہ ان کا حق تھا لیکن مغربی این جی اوز نے ٹرانس جینڈر ایکٹ کے اندر ہم جنس پرستوں کے حقوق کا مطالبہ کر دیا جو خواجہ سرا نہیں اصل میں مرد ہوتے ہیں یا خالصتاً عورتیں مگر وہ جب ہیں اپنی جنس بدل سکتی ہیں۔ ان کے جسم کے اندر کوئی فرق نہیں ہوتا مگر ان کے دماغ یا پھر نفسیات انہیں اس شکل میں بدلنے کا حق مہیا کرنے اور انہیں مغرب کے ساتھ مقابلہ کرنے پر اکساتے ہیں۔

ہم جنس پرستوں یعنی کا یہ عنصر ہمیں میڈیا کے ذریعے ملا۔ یہ اس naked فارمولے کا حصہ تھا جسے آسٹریلیا، فرانس اور دیگر یورپی ممالک نے اپنایا جس کے تحت جب انسان برہنہ پیدا ہوا ہے تو اسے کپڑوں یعنی جسم چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارا معاشرہ چونکہ مغرب کی تقلید میں مثال نہیں رکھتا اس لیے مغرب سے عریانی و فحاشی کا کوئی بھی کام سیکنڈوں میں اپنانے کو ہم ترقی یافتہ یعنی Developed ہونا کہتے ہیں۔ اور چونکہ ہمارے اکثر لوگ بالخصوص نوجوان طبقہ یورپ کا دلدادہ ہے اس لیے انہیں فالو کرنا ہم بہت بڑا اعزاز سمجھتے ہیں۔ ٹرانس جینڈر بل اس وقت سینٹ میں ہیومن رائٹس کمیٹی کے چیئرمین علامہ محمد اقبال کے پوتے سینیٹر ولید اقبال کی میز پر پڑی ہے، اس بل کا کیا ہوگا یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

مگر سینیٹ کے ایوان میں یہ ڈیٹا شیئر کیا گیا کہ اب تک تین برسوں میں نادرا کو جنس کی تبدیلی کی 29,000 درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن میں 16,530 مردوں نے اپنی جنس تبدیل کرنے کی درخواست دی ہے جبکہ 15,154 عورتوں نے اپنی جنس میں تبدیل کروائی جبکہ خواجہ سراؤں نے مجموعی طور پر تیس درخواستیں دی ہیں جن میں 21 نے مرد کے طور پر اور 9 نے عورت کے طور پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندراج کے لیے درخواستیں دی ہیں۔

دنیا کے اندر بڑے بڑے ممالک جو آزادی جنس، آزادی اظہار پر یقین رکھتے ہیں ان کے قانون کے مطابق لڑکی کا لڑکی کے ساتھ اور لڑکے کا لڑکے کے ساتھ ملنا کوئی قانونی جرم نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مغرب میں اس شادی کا تو تصور نہیں جو ہمارے مذہب میں ہے یعنی نکاح، بلکہ امریکہ، فرانس، برطانیہ کے اندر دو فیصد لوگ باقاعدہ چرچ میں جا کر معاہدہ کرتے ہیں جسے وہ Social Contract کہتے ہیں۔عموماً دیکھا گیا ہے کہ جب تک آپ اپنی بیوی سے اور بیوی آپ سے خوش ہے اور معاملات چلتے رہے تو ٹھیک اور جب بھی کسی کا دل بھرا اسی وقت ایک دوسرے کو چھوڑ دیا۔ اگر چہ اس وقت ٹرانس جینڈر ایکٹ کے بارے میں ایک شور مچا ہوا ہے۔

عام پاکستانی کو اس بات پر افسوس ہے کہ یہ ہم کس کی تقلید میں جا رہے ہیں، کئی حکومتی عہدیدار اس قیاس کو رد کر چکے ہیں کہ ایسا کوئی بل بھی پیش ہوا ہے۔دوسری طرف مذہبی جماعتوں کا وہ شور نہیں جو ہونا چاہیے اور جس سے لوگ مختلف معنی لے رہے ہیں۔

وقت حالات، مذہبی پس منظر، کلچر اور تہذیبی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بل کی منسوخی وقت کا تقاضا ہے۔ جب اس بل کے اندر ٹرانس جینڈر کے حقوق کی بات ہوگی۔تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ حقوق کیا ہیں؟ اور ایک مسلمان معاشرے پر اس کے کیا منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ مغرب کا یہ کارنامہ عجیب ہے کہ گلوبل ویلج میں اپنی مرضی سے جو چاہے لاگو کر دیں۔

ظاہر ہے مغربی معاشرے کی اپنی اقدار، طور طریقے، رسم و رواج، تہذیب و کلچر ہے۔ ناروے میں یہ قانون پاس ہوا تو لوگوں میں خوشی کی انتہا نہ رہی کیونکہ وہاں اس بات پر پابندی نہیں کہ کسی کی جنس کیا ہے اور اگر کوئی جنس بدلنا چاہتا ہے تو اس کی مرضی۔اس لیے ہزاروں لوگوں نے جب اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھائی تو اس میں پاکستان سے بھی کئی شہری شریک تھے۔جو پاکستان کا جھنڈا زیب تن کرنے کے بعد ایک انڈین ہم جنس پرست سے شادی کرنے کے بعد آزادئ اظہار کا حق مانگ رہے تھے اور وہ بھی دوسروں کے لیے، ہمیں اپنے مذہب اور روایات کی حفاظت کرنی چاہیے نہ کہ دنیا کے نظام کی، یہ فتنے کا دور ہے اور اللہ ہمیں ایسے فتنوں سے بچائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطہر وقار [۱]

ٹرانس جینڈر ایکٹ LGBTQ کا متبادل ہے

۱۔ ہم نے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان اس لیے بنایا تھا تاکہ جینڈر ڈسپوریا کا شکار مرد و عورتوں سے ہمدردی کرتے ہوئے ان کے لیے نفسیاتی علاج معالجے اور تھراپی سنٹرز کا اہتمام کرتے ان کی بیالوجیکل سیکس اور جینڈر کے درمیان جو فاصلہ سیکولر معاشرت کے جنسی ہیجان، والدین کی عدم دستیابی، ورچوئل لائف سٹائل، برہنگی، پورنوگرافی، بچپن میں abuse کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے اسے حکمت سے کم کرتے تاکہ وہ بھی اپنے جنسی اظہاریے کو اپنی بیالوجیکل سیکس کے قریب لا سکیں، شادی کریں، نسل آگے بڑھائیں، مرد مردانگی حاصل کریں اور عورتیں نسائیت کی معراج۔

لیکن ہم نے کیا کیا؟ ہم نے سیکولرازم کے بگاڑ کو ختم کرنے کے لیے مزید سیکولرازم و سیکولرزیشن اختیار کر لی۔ اقوام متحدہ کے متنازعہ جنسی حقوق کے قوانین کو حرز جان بنالیا، قرآن مجید کی ہدایات کو پس پشت ڈال کر یوگیا کارتھا پرنسپلز کو امام بنالیا۔ بیرونی دباؤ پر ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ 2018ء منظور کروالیا اور 2019ء اور 2021ء میں اس کی اطلاقی اثر پذیری میں بے پناہ اضافہ کر لیا۔

ہم یہ کس راستے چل پڑے ہیں؟ کیوں چل پڑے ہیں؟

۲۔ انسانی حقوق کی وزارت کی طرف سے 19 جنوری 2021ء یعنی قریباً ایک سال پہلے ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ 2018ء کی ذیلی شق 20 کی وضاحت کے لیے قواعد جاری کیے گیے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ کی منظوری کے بعد، قانون کے اطلاق کو سماج میں نچلی سطح پر منتقل کرنے کے لیے اہتمام کیا جائے۔

اگر یہ اہتمام حقیقی پیدائشی بیالوجیکل مخنثوں، intersex یا پھر کسی جبری یا حادثاتی سطح پر بننے والے مخنثوں کے حقوق کے لیے ہوتا تو یہ فعالیت اور الرٹنس قابل تحسین ہے لیکن افسوسناک امر یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ایسا نہیں ہے۔

اس ڈاکومنٹ میں بھی ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ 2018 کے مطابق ٹرانس جینڈر پرسن، self perceived جینڈر آئیڈنٹٹی اور gender affirming services کی سیکولر ممالک میں تفہیم کو معیار بنایا گیا ہے۔

اس ڈاکومنٹ میں کئی جگہ Self perceived gender identity کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تاکہ تمام طبقات کو یقین دلایا جاسکے اور ابہام بھی نہ رہے کہ وہ جینڈر کو ایک fluid بیکمنگ becoming کی طرح سے دیکھتے ہیں جو کہ سیکولر تصور ذات ونفس کے تحت ہی پنپ سکتا ہے۔جبکہ اسلام میں جینڈر کا تصور جو بیالوجیکل پیدائشی سیکس کی بنیاد پر مرد یا عورت میں منقسم ہے اس سے مخالفت پر مبنی ہے۔

اس ڈاکومنٹ میں جینڈر پرسن کی تعریف بھی بعینہ وہی ہے جو کہ متنازعہ صورت میں ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ 2018ء کی تیسری شق میں بیان کردہ ہے اور جس میں جینڈر ڈسپوریا کا شکار مرد وعورت کو بھی Self perceived gender identity کی چھتری تلے۔فالس جینڈر آئیڈنٹٹی کی دلدل میں دھکیل دیا گیا ہے۔

ایسی صورت میں تمام کسی بچپن کے ٹراما، ناموافق ماحول اور سیکولرائز ہوتے ہوئے sissy کلچر کے نتیجے میں جینڈر کنفیوژن کا شکار نوجوانوں کے لیے، جذباتی تلاطم سے نکلی ہوئی Self perceived جینڈر شناخت کو مستقل ذات کا حصہ بنانے کے امکانات تخلیق کردیے گئے ہیں۔

اس پر غضب یہ کہ اس Self perceived gender identity کے تحت gender identity services کو بھی ورلڈ پروفیشن ایسوسی ایشن کی وضع کردہ تعریف وتشریح کے ساتھ اپنا لیا گیا ہے جس کے تحت کوئی بھی جینڈر کنفیوژن کا شکار نارمل بیالوجیکل مرد یا عورت مخصوص من چاہی جینڈر شناخت نادرا سے حاصل کرنے کے بعد یا دوران ہی ہارمون تھراپی، چہرے کے بالوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے، سرجری کروانے، اپنی چال وڈھال اور آواز کو زنانہ یا مردانہ بنانے، حتی کہ مخصوص نسوانی ابھار یا مردانہ اعضاء اپنانے کا اختیار رکھتا ہے (دیکھیے شق h)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ چھیڑ چھاڑ ہے جو شاید اسلامی ورلڈ ویو حقیقی مخنثوں کے لیے بھی کرنے کی مشکل سے اجازت دے کجا یہ کہ ہم ان چیزوں کا اطلاق ایک مسلم سماج میں Self perceived۔ٹرانس جینڈر پرسن کے لیے اہتمام کے ساتھ پیدا کر دیں۔

اس پر مزید المیہ یہ ہوا ہے کہ نادرا کو پابند کیا گیا ہے کہ پہلی بار جنس تبدیل کروانے کے لیے کوئی آئے تو اس کی جینڈر بآسانی تبدیل کر دی جائے یعنی بیالوجیکل سیکس سے ہٹ کر بھی جنسی پہچان دے دی جائے لیکن اگر ایسا کوئی فرد کسی پچھتاوے، توبہ یا شعور کے تحت دوبارہ جنس تبدیل کر کے واپس لوٹنا چاہے تو affidavit جمع کروائے اور cogent وجوہات بیان کرے، گویا اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی جینڈر ڈسپوریا کا شکار فرد جو اپنی جینڈر کسی پروپیگنڈے کے تحت تبدیل کروالے تو اس کی واپسی کے دروازے بند کر دیئے جائیں یا تنگ کر دیے جائیں۔لیکن یہ چیز تو ان کی Self perceived جینڈر identity fluidity کے اختیار کے بھی خلاف ہے۔(شق 3، ذیلی شق 4،5)

۳۔ بلی تھیلی سے باہر آچکی ہے۔

ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ 2018ء پر 2020ء کی بریفنگ رپورٹ کی recommendation سفارشات نمبر سات اور آٹھ کو غور سے پڑھیں جس میں حقیقی خنثیٰ، intersex اور ٹرانس جینڈر کا الگ الگ ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک ٹرانس جینڈر پرسن، حقیقی خنثیٰ سے بالکل الگ اور مختلف نفسی شناخت ہے جس کے تحت نارمل بیالوجیکل مرد یا عورت کسی ماحولیاتی ڈسپوریا کے تحت اپنی مخالف جنس اختیار کرنے کی خواہش پالنے لگتے ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ 2018ء حقیقی خنثیٰ یا intersex کے بجائے ایسے بیالوجیکل عام مرد یا عورت کے لیے بنایا گیا ہے جو اسلامی معاشرے میں self perceive Gender identity اور affirmation چاہتے ہیں جبکہ حقیقی خنثیٰ کا صرف نام استعمال کر کے ہمدردیاں سمیٹی جاتیں ہیں یا پھر موضوع کو دھندآلود بنایا جاتا ہے۔

۴۔ ٹرانس جینڈر پرسن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیکولر اتیج میں، تین اصطلاحات کو سمجھنا اہم ہے، پرسن، سیکس اور جینڈر۔ کیونکہ ان اصطلاحات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے نہایت سیکولررائز قسم کے سماجی قوانین پاس کیے گئے ہیں اور عام عوام ان کی نوعیت و اثرات سمجھنے سے قاصر ہیں۔

پاکستان میں مئی 2018ء میں جو ٹرانس جینڈر پرسن ایکٹ پاس کیا گیا ہے وہ بھی حقیقی پیدائشی بیالوجیکل ساخت کرنے والے مخنث جنہیں انگریزی میں intersex کہا جاتا ہے، کے لیے نہیں ہے بلکہ ٹرانس جینڈر پرسن کے لیے ہے۔

سیکولرلائزڈ تصورِ جہاں کے مطابق پرسن یا پرسن ہڈ ایک سیال fluid کی طرح کی کیفیاتی شناخت ہے جس کی ملکیت، مذکورہ فرد کے مخصوص جذبات و احساسات اور رجحانات پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ fluidity جو پرسن ہڈ کے مصنوعی لبادے میں پیش کی جاتی ہے، کے اطلاقی سکوپ کو وسیع تر کرنے کے لیے ہے۔

جبکہ سیکولر اتیج میں جینڈر رول کو بھی بیالوجیکل سیکس سے علیحدہ صنفی رول تک محدود کر دیا ہے جس کی وجہ سے اسلام پسندوں کے لیے مشکل ہو گیا ہے کہ عورتوں کے لیے، سماج میں جینڈر رول کو ان کی بیالوجیکل ساخت یا سیکس کے قریب رکھنے کا فطری مطالبہ رکھ سکیں۔

پاکستانیوں کے ساتھ ظلم یہ ہوا ہے کہ حقیقی مخنثوں کے نام پر جو قانون پاس کیا گیا ہے اور جو گزشتہ تین سال سے نافذ العمل بھی ہے وہ ٹرانس جینڈر پرسن کے مروجہ سکوپ کے ماتحت کیا گیا ہے۔

ٹرانس جینڈر پرسن ۔ کی تعریف اور اس کے وسیع تر مفہوم میں درج ذیل تین طبقات شامل ہیں:

پہلے درجے میں حقیقی مخنث شامل ہیں، جو تعداد میں انتہائی کم ہوتے ہیں اور پیدائشی طور پر مخلوط۔ جنسی اعضاء اور صنفی رجحانات رکھتے ہیں۔ اسے انگریزی میں intersex کہا جاتا ہے۔ ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے بات ضرور کرنی چاہیے اور انہیں باعزت طریقے سے زندگی گزارنے کے تمام حقوق ملنے چاہئیں۔ اس بارے میں کوئی دوسری رائے نہیں ہو سکتی کہ یہ چیز اسلامی ورلڈ ویو کے قریب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری درجہ بندی میں ایسے مرد ٹرانس جینڈر پرسن کے سکوپ میں شامل کیے گئے ہیں جو پیدائشی طور پر بیالوجیکلی مرد ہوں لیکن بعد میں کسی بھی وجہ سے سرجری کے ذریعے سے اپنی جنس تبدیل کر لیں، انہیں خواجہ سرا بھی کہا جاتا ہے لیکن یہ مصنوعی ہوتے ہیں اور بچپن میں گھر اور سماج کی طرف سے برا ماحول ملنے کی وجہ سے، خود کو مخالف جنس perceive کرنے لگتے ہیں لیکن بہر حال اگر ریاستی سطح پر بہتر سہولیات فراہم کی جائیں تو ان زخمی روحوں کے لیے مردانگی اور مین ہڈ کا حصول ممکن بنایا جا سکتا ہے اور انہیں سرجری جیسے انتہائی اقدام سے روکا جا سکتا ہے، اس لیے اسلامی تصور جہاں کے تحت پنپنے والی معاشرت میں ان لوگوں کو بھی intersex یا ٹرانس جینڈر پرسن کی کٹیگری میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

تیسرے درجے میں، ٹرانس جینڈر پرسن کے گروہ میں جنہیں شامل کیا گیا ہے وہ سب سے زیادہ متنازعہ اور اسلامی تصور جہاں کے برخلاف ہے جو یہ ہے کہ کسی بھی نارمل مرد یا عورت کی Self perceived identity کو اس کی صنفی شناخت، حتی کہ اس کی بیالوجیکل sexual identity کے قائم مقام بنا کر پیش کرنا۔

یقین کیجیے یہ بہت لیتھل اور خطرناک کام ہے جو سیکولرز نے اسلام پسندوں کے خلاف کیا ہے۔ جب ہم Self perceived identity کو ٹرانس جینڈر پرسن کے سکوپ میں رکھتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا کوئی بھی بچہ یا بچی اٹھارہ سال کی عمر کے بعد، اس قانون کی رو سے اپنی بیالوجیکل ساخت یا sex کو جینڈر identity کے نام پر بدل سکتا ہے اور اسے تمام تر سماجی سہولیات وحقوق بشمول جائیداد میں حصہ، بیالوجیکل سیکس کے مطابق دیا جائے گا۔ اور المیہ یہ ہے کہ ریاست یا نادرا، جینڈر رول کی شناخت کی تبدیلی کے لیے کسی میڈیکل تحقیق کا مطالبہ بھی نہیں کرے گی۔ یہ اس قدر سیکولرلائز چیز ہے کہ اس کی مثال یورپ وامریکہ میں بھی ملنا مشکل ہے کیونکہ وہاں بھی Self percieved identity کی ثقاہت جانچنے کے لیے نظام کار اور سہولیات فراہم کی جاتیں ہیں جس کا تصور تیسری دنیا کے ممالک میں نہیں کیا جا سکتا۔

اس قانون کی منظوری کے بعد ٹرانس جینڈر پرسن کی مبہم اور fluid سکوپ کے تحت کوئی بھی مرد یا عورت اگر محسوس کرے تو وہ قانون کی نظر میں۔ بیالوجیکل عورت، مرد بن کر یا بیالوجیکل مرد،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت بن کر سماجی سہولیات سے مستفید ہو سکتا ہے، جائیداد میں حصہ پا سکتا ہے حتی کہ اپنے لیے لائف پارٹنر کا انتخاب کر سکتا ہے کیونکہ اس کی Self percieved Gender identity نے اس کی بیالوجیکل ساخت پر مبنی سیکچوئل identity کو replace کر دیا ہے اور قانون کی نظر میں مخصوص مرد یا عورت کا اپنے بارے میں Self perception حتمی چیز ہے۔

یہ قانون اور بھی زیادہ غلط استعمال ہو سکتا ہے کیونکہ پورنو گرافک مواد، گے لٹریچر اور expression یوٹیوب و فیس بک پر عام ہے۔ ڈیجیٹلائزیشن نے ٹین ایج لڑکوں ولڑکیوں کو introvert بنا دیا ہے اور اکثر فیملیز میں والد لڑکوں کی مردانگی کی تربیت کے لیے بھی دستیاب نہیں ہیں۔ اس تناظر میں ٹین ایج لڑکے لڑکوں کا سیم جینڈر اٹریکشن میں مبتلا ہو کر اپنے لیے غلط false identity percieve کرنا ہرگز محال نہیں ہے۔

۵۔ ہماری بھونڈی سیکولرائزیشن۔

مغرب میں بین الاقوامی سطح پر ٹرانس جینڈر پرسن کی کوئی تعریف نہیں ہے، البتہ ورکنگ تعریف جو مستعمل ہے وہ یہ ہے کہ

''اس میں ہر وہ فرد بھی ٹرانس جینڈر پرسن ہے جو اپنی صنفی شناخت اور اظہار یہ سماج وثقافت کی توقعات کے برعکس اور اپنی پیدائش کے وقت موجود بیالوجیکل سیکس سے مختلف تصور، خیال و محسوس کرتا ہے، ٹرانس جینڈر پرسن کی تعریف پر پورا اترتا ہے۔''

ٹرانس جینڈر ایکٹ میں اس سیکولر تعریف کو بعینہ ٹرانس جینڈر پرسن میں اختیار کیا گیا ہے۔

اور ہم نے بغیر سوچے سمجھے ٹرانس جینڈر پرسن کی تعریف کو ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ 2018ء کے سیکشن n(iii) میں انتہائی کھلے ڈھلے انداز سے اپنایا ہے۔

اس تعریف کی رو سے ہم نے سیم جینڈر اٹریکشن یا جینڈر کنفیوژن میں مبتلا نارمل مرد اور عورتوں کو بھی ٹرانس جینڈر پرسنز کے سکوپ میں شامل کر کے ان کے جنسی رجحانات کی سیکولر ٹرمز میں alignment کر دی ہے۔

کیونکہ ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ شق 3 کے تحت ٹرانس جینڈر پرسن کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے اس کی نفسی وتخیلاتی ومحسوساتی اور جذباتی جینڈر شناخت ہی اس کی حقیقی شناخت (جنس) سمجھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گی اور شق 3 کے جزو دوئم کے تحت وہ یہ حق بھی رکھتا ہو گا کہ اپنی محسوساتی و تخیلاتی صنفی شناخت کو بغیر کسی قانونی پروسس یا میڈیکل تصدیق کے بجائے محض نادرا کے سامنے پیش ہو کر رجسٹر کر سکے گا اور نادرا اس تصدیق کے اطلاق کو 2000ء کے آرڈیننس کے تحت پاسپورٹ، ڈرائیورنگ لائسنس اور شناختی کارڈ کے اجراء تک پھیلائے گا۔

ویسے المناک حیرت کا مقام ہے اس قدر آسانی اور کھلا ڈھلا انداز کسی ایشیائی ملک حتی کہ سیکولر بھارت میں بھی نہیں ہے کیونکہ دسمبر 2019ء سے نافذ العمل بھارتی ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ کے تحت ٹرانس جینڈر پرسنز کو تبدیلی جنس/جینڈر کے لیے نہ صرف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہو کر قانونی کارروائی مکمل کرنا پڑتی ہے بلکہ انہیں میڈیکل و نفسیاتی بورڈ کی کڑی جانچ پڑتال کی چھلنی سے گزرنا پڑتا ہے۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو ہم ہندوستان سے زیادہ سیکولر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حمزہ قریشی [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ۔چومکھی لڑائی کی ضرورت

۲۰۱۸ء میں آئین کا حصہ بننے والا ٹرانس جینڈر ایکٹ اس وقت پورے ملک میں زیر بحث ہے۔سینیٹ میں جماعت اسلامی کے رکن مشتاق احمد خان نے اس ایکٹ کو معاشرے کے لیے تباہ کن قرار دیتے ہوئے ترامیم بھی پیش کی ہیں۔صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ بھارت کے مذہبی طبقے میں بھی ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حوالے سے کافی اضطراب پایا جاتا ہے۔یہ مضمون تحریر کرنے سے کچھ منٹ پہلے ہی ایک بھارتی عالم کی پوسٹ بھی دیکھی جس میں وہ مشورہ طلب کر رہے ہیں کہ اس موضوع پر خطبہ دینا چاہیے یا نہیں۔سچی بات تو یہ ہے کہ یہ اضطراب کافی خوش آئند ہے۔ پاکستانی فیس بک پر مختلف افراد نے اس معاملے کی سنگینی کو واضح کرنے کے لیے کئی مثالیں بھی دی ہیں۔

اسلامی جمعیت طلبہ کراچی کے مختلف رفقاء ان معاملات میں کافی متحرک رہے ہیں۔سچی بات تو یہ ہے کہ جب مذہبی طبقے میں اس حوالے سے خاموشی بلکہ سرسری بات کرنے پر بھی غیر اعلانیہ پابندی تھی،اس وقت (۲۰۱۸ء) میں کراچی جمعیت کے احباب میں یہ سوال بار بار اٹھتا تھا کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ آخر پارلیمان نے منظور کیسے کرلیا۔کیوں ہمارے کسی بھی رکن قومی اسمبلی یا سینیٹ کو خیال نہ آیا کہ قوم کو اس کی سنگینی سے خبردار کرے۔البتہ ہم اپنے طور پر کچھ نہ کچھ اسٹڈی سرکلز میں کارکنان کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے۔

مولانا مودودیؒ نے اپنی کتاب،''پردہ''میں ایک جگہ لکھا ہے:'لٹریچر پیش قدمی کرتا ہے۔ رائے عامہ اس کے پیچھے آتی ہے۔آخر میں اجتماعی اخلاق،سوسائٹی کے ضوابط اور حکومت کے قوانین سب سپر ڈالتے جاتے ہیں'۔اس وقت صورتحال بعینہ یہی ہے۔

شاید آپ میں سے کچھ لوگ یقین نہ کریں مگر او اور اے لیولز کے طلبہ و طالبات کا ایک دوسرے کو (Gay) یا (lesbian) کہنا آج سے دس سال پہلے بھی کافی نارمل تھا۔مذاق میں

---

[1] مصنف و کالمسٹ www.aawaza.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عجیب وغریب حرکات کرنا اور پھر homo کی آوازیں کسنا سب عام سی بات تھی۔ کچھ برسوں کے بعد یونیورسٹی میں انٹرمیڈیٹ بیک گراؤنڈ سے آنے والے طلبہ سے بھی یہ الفاظ مذاق میں سنے تو حیرانی ہوئی کہ یہ وبا تو لبرل یا قدامت پسند پس منظر رکھنے والے خاندانوں کے بچوں میں یکساں ہی پھیلی ہوئی ہے۔ یقین جانیے کہ دس سال میں صورتحال مزید خراب ہی ہوئی ہے۔ Twitter, Snapchat اور Instagram کی اس دنیا سے آپ ابھی واقف ہی نہیں ہیں۔

۲۰۱۸ء میں کی جانے والی یہ قانون سازی راتوں رات نہیں ہوئی۔ دینی طبقے کی معصومیت کہیے یا شریر لوگوں کی چالاکی، کہ کام تو عرصے سے خاموشی کے ساتھ چل رہا تھا۔ پاکستان کی تمام بڑی سیاسی جماعتوں پیپلز پارٹی، تحریک انصاف، اور نواز لیگ میں موجود لادین عناصر نے اس بل کو مل کر پاس کروایا۔ ابھی بھی ایسی اطلاعات ہیں کہ امریکی سفارت کار ہماری سیاسی قیادت سے اس قانون کی حفاظت کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

۲۰۲۱ء میں سینیٹر مشتاق احمد خان کے سوال پر فراہم کیا جانے والے ڈیٹا نے اس معاملے کی حساسیت کو مزید واضح کیا ہے۔ ڈیٹا کے مطابق پچھلے تین سالوں میں نادرا کو جنس تبدیلی کی قریباً ۲۹۰۰۰ درخواستیں موصول ہوئیں۔ ان میں صرف ۳۰ خواجہ سراؤں کی جانب سے تھی۔ باقی ۲۸۶۹۳ درخواست گزار پیدائشی طور پر مرد یا خواتین تھے۔

۲۰۰۲ء میں چھپنے والے ایک ریسرچ پیپر میں تفصیل سے پاکستان میں کام کرنے والی این جی اوز، نیٹ ورکنگ، advocacy اور lobbying فرمز کے بارے بتایا گیا۔ ان لوگوں کی تیاری کا اندازہ صرف اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حدود آرڈیننس کے خلاف منظم کام جنرل ضیاء کے زمانے میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ بے نظیر اور نواز شریف کے زمانے میں ذہن سازی تیز ہوئی (اس وقت کے کورٹ کیسز یاد کر لیجیے)۔ بالآخر ۲۰۰۶ء میں حدود آرڈیننس میں ترامیم منظور ہو گئیں۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ کوئی ہوا میں چلایا تیر نہیں ہے۔ نہ ہی LGBTQ+ محض چند ذہنی بیماروں کے دماغ کی اختراع ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ LGBTQ rights کی جڑیں Gay Rights کے نعرے میں پائی جاتی ہیں۔ قومِ لوط کا شرمناک عمل کرنے والوں کے حقوق کی بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت شروع ہوئی جب ۱۹۸۰ء کی دہائی میں پھیلنے والی ایڈز کی وبا کا اس وقت کے امریکی صدر ریگن نے کوئی خاص نوٹس نہیں لیا جس کی وجہ سے کئی ہم جنس پرست چل بسے۔ حکومتی عدم دلچسپی کی وجہ سے ہونے والی اموات نے (۱۹۹۰ء کی دہائی میں) اس تحریک کو momentum دیا۔ Post Structuralist مفکرین مائیکل فوکالٹ (۱۹۲۶ء۔ ۱۹۸۴ء) وغیرہ کی تحریروں نے اس تحریک کو فلسفیانہ بنیادیں عطا کیں۔ جیوڈث بٹلر (Judith Butler) (۱۹۵۶ء تا حال) نے ۱۹۹۰ء کی دہائی میں اپنی کتابوں اور مضامین کے ذریعے اس خاکے میں رنگ بھرا۔ واضح رہے Post-structural Feminism کی بنیادیں لبرل ازم اور لبرل فیمینزم سے کافی الگ ہیں۔

دو جنس (یعنی مرد و عورت) کا انکار اور gender کو performative (معذرت، میں اس کا اردو ترجمہ نہیں ڈھونڈ پایا) کہنا، اس پوسٹ اسٹرکچرل فیمینزم اور اس سے ماخوذ LGBTQ+rights تحریک کا اصل بیانیہ ہے۔

ان کے فکری اثر و ابلاغی جیت کا اندازہ صرف اس سے لگا لیجیے کہ ہم نے خواجہ سراؤں اور مخنث کے لیے transgender کی اصطلاح کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ ان کے حقیقی معنی میں بڑا فرق ہے۔ خواجہ سرا یا ہیجڑوں کے لیے مہذب انگریزی میں intersex کا لفظ ہے۔ جبکہ ٹرانس جینڈر تو یہ لوگ اس عورت یا مرد کو کہتے ہیں جو اپنی پیدائش کے وقت کی 'تفویض کردہ جنس' کے برخلاف 'محسوس' کرے۔ LGBTQ+ میں q سے مراد queer ہے۔ اور plus تو ان لاتعداد اجناس کی طرف اشارہ کرتا ہے جو دن بہ دن بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔ دو سال پہلے کہیں پر ان اجناس (genders) کی تعداد ۵۰ کے لگ بھگ پڑھی تھی۔ اب ایک اور مضمون کے مطابق یہ تین سو سے زائد ہیں۔

یہ Queer theory تو اندلدعا، مائیکل وارنر اور جیوڈث بٹلر کا وہ 'تحفہ' ہے جس نے مجموعی طور پر LGBTQIA+ تحریک کو فلسفیانہ قوت اور عقلی دلائل دیے۔ ذوالفقار علی بھٹو کا واحد پوتا ذوالفقار علی جونیئر جو ایک دم سے ہمارے بچے کھچے سرخوں کے لیے امید بن گئے ہیں، اپنے آپ کو queer کہتے ہیں۔ محرب معیز اعوان نامی ایک مرد جس نے سرجری کروا کر عورت کا روپ دھارا ہے (سرجری کے ذریعے جنس کو تبدیل کروانے والوں کو trans-sexual کہتے ہیں) مگر اب اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر بھی خوش نہیں ہے۔ زکریا اور اس جیسے کئی ہم جنس پرست سوشل میڈیا پر خواجہ سراؤں کے حقوق کے نام پر اپنا بیانیہ پیش کر رہے ہیں۔ عمومی طور پر یہ پوسٹ اسٹرکچرل ازم کا ہی سہارا لیتے ہیں۔ لبرل ازم پر تنقید بھی کرتے ہیں۔

بہر حال، یہ اہم ہے کہ ہماری نوجوان نسل کی اکثریت اس تحریک سے نفرت رکھتی ہے۔ اس کا اظہار بھی کچھ نہ کچھ سوشل میڈیا پر ایسے نظر آیا کہ بظاہر ماڈرن اور جدید تعلیم یافتہ کئی لڑکے لڑکیوں نے ٹرانس جینڈر ایکٹ کے خلاف پوسٹ شیئر کی۔ اس ضمن میں عوامی شعور کو بیدار اور دیگر کام کرنے کی ضرورت کا تو اہل حل وعقد کو بخوبی اندازہ ہے۔

مگر ایک ایسے نوجوان کی حیثیت سے جس نے اس گروہ کے افراد اور کام کرنے کے طریقہ کار پر نظر رکھی ہے، کچھ کو کالج میں ساتھ پڑھتے دیکھا ہے۔ اور پھر ایک طویل عرصہ ان دوستوں کے ساتھ گزارا جو خود بھی ان فتنہ پرور لوگوں پر نظر رکھتے اور اس تحریک کے سد باب کرنے کی اپنی سی کوشش کرتے رہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ عوامی شعور کو بیدار کرنے اور احتجاج کرنے سے فوری طور پر تو یہ معاملہ دب جائے گا۔ اصل ضرورت اس وقت ایسے افرادکار کی بڑی پیمانے پر تیاری ہے جو ہمارے ملک کے نظام کے اندر اور باہر دونوں جگہ رہتے ہوئے اس کو مکمل طور سے اسلامی بنانے کی کوشش کریں۔ یہ تو ایک چومکھی لڑائی بن چکی ہے جس میں ہمیں ہر محاذ پر لڑنا ہوگا۔

یاد رہے کہ ہماری سوسائٹی لبرل ازم کی زبانی مخالفت کے باوجود کئی معاملات میں عملی طور پر لبرل نظریے کا ہی اظہار کر رہی ہوتی ہے۔ یہ مغرب کے تہذیبی غلبہ یا ہماری مرعوبیت کا ایک نمونہ ہے۔ اللہ بچائے، کہ کہیں فیمینزم بھی ہمارا یہی حال نہ کر دے۔ (معارف فیچر، کراچی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریطہ طارق [1]

ٹرانس جینڈر قانون یا دعوتِ عذاب

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾

''ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔''

وہ ساخت جس پر انسان نے جسمانی، ذہنی، روحانی قابلیتوں کا مظہر بن کر عقل وفہم کے مطابق نئی نئی ایجادیں کیں، جس کو مکمل کیمیکل، بائیولوجیکل، فزیوتھیراپیکل سے لے کر میڈیکل کی بھرپور توانائی کا شاہکار بنادیا گیا، اس خوبصورت امتزاج کے بعد بھی انسان نے فساد کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ عورت اور مرد کی جنس دو متفرق پہلو ہیں جن کو توڑ کر ہم جنس پرستی کے گھناؤنے عمل نے معاشرے کے خدوخال بگاڑ دیئے۔

ہاران کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام اپنے چچا کے کہنے پر اسی عریانی بے حیائی وبائے ہم جنس پرستی کے مرتکب لوگوں کی اصلاح کے لیے نبوت کے درجے پر فائز ہوتے ہیں۔ خدائے واحد سے اپنی قوم کے لیے دعا فرماتے ہیں، جا بجا ان کی دعوت جاری رہتی ہے، مگر اس قوم کے لوگوں کی سرکشی عروج پر جا پہنچتی ہے۔

حکم الٰہی سے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے مقرب ساتھی بچا لیے جاتے ہیں، پتھر کی بارش سے تمام قوم عذاب کی مستحق ٹھہرتی ہے، ہر برسنے والا پتھر labled ہوتا ہے، اس فرد کی identity ہوتا ہے۔ کیا اسی عذاب کو ہم تو دعوت نہیں دے رہے؟

کیا ہم بحیرہ مردار میں غرق ہونے کی تیاری تو نہیں کر رہے؟ جس کے مغرب میں اسرائیل اور مشرق میں اردن واقع ہے، جس کے پانی میں مینڈک مچھلی سے لے کر کوئی مخلوق زندگی نہیں پاسکتی، جس کی نمکینیت سے اس کے آس پاس کا سب علاقہ بنجر اور مفلوج ہے۔ کیا ہم جنس ہونے کے خمار میں ٹرانس جینڈرز کا قانون پاس کرانے والوں میں ہمارا بھی نام شامل ہے؟ ہائیڈروجن بم، ایٹم بم بنا لینے والا انسان جب شیطان کے چیلوں کی روش اختیار کرتا ہے، تو ان بموں سے بھی

---

[1] کالمسٹ، روزنامہ جسارت کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدتر خود کو تہس نہس کر ڈالتا ہے، اس بنجر زمین پر پھر نہ پودے اگتے ہیں، نہ تجارت ہو سکتی ہے۔

اس شیطانی قانون کے دفاع میں پوری امریکی مغربی لابی متحد ہے، جس کی دلیل کے لیے عددی اکثریت کو بنیاد بنا کر اسلام کے دستور سے متصادم اس قانون کے دفاع کو مستحکم بنایا جا رہا ہے۔

ٹرانس جینڈر عورت کا خاندانی معاشرے میں کردار کسی بھی طور ترقیاتی قوم میں تباہی کے سوا کچھ بھی نہیں، جب عورت اپنی جنس کو اصلی جنس کے خلاف ٹرانس پلانٹ کر کے خود کو بطور مرد identify کرے گی، تو حاملہ نہ بن سکے گی، یوں وہ اس مقصد کے لیے کس حد تک جا سکتی ہے، اس کا ایک شرم ناک پہلو موجود ہے، Gender Identity کا حق حاصل ہونے کے بعد معاشرے کی تباہی، وراثت کی غلط تقسیم کی صورت میں اصل مرد کو عورت سمجھ کر اور اصل عورت کو مرد سمجھ کر ہو گی، جس سے انصاف کی دھجیاں بھی نظر نہ آئیں گی۔

خواجہ سراؤں کے حقوق کے نام پر مغربی ممالک کی سے چلنے والی این جی اوز اور موجودہ حکومت ان کو مدد کے لیے جواز بنا کر ایک گندے کھیل کا آغاز کرے گی۔

جبکہ خود خواجہ سراؤں کے ذہن کے مطابق ایک سروے میں اس بات کی نشاندہی ہوئی کہ یہ LBGTQ کو عام کرنے کے لیے نیز معاشرے کی خرابی کے لیے بڑی تباہی سے کم نہیں۔

2018ء کو بننے والے اس قانون میں 2021ء تک 30 ہزار لوگ اپنی جنس تبدیل کروا چکے ہیں۔ 2021ء سے 2022ء اور پھر 23 کے اعداد و شمار کی بھیانک تاریخیں ہماری خاموش زبان کا مذاق اڑا رہی ہیں۔

بحیرہ مردار کی ناقابل برداشت گہرائیوں میں غرق ہونے سے بچنے کے لیے اشد ضروری ہے کہ LBGTQ کے خلاف جہاد کریں، قلم، زبان، عدالت کے دروازے، ٹیلی فونک رابطے، مواصلاتی نظام، ٹیکنالوجی سے لبریز ضابطے، مفروضے سے لے کر ڈیجیٹل آئیڈیاز سے ممکن بنا کر طاغوت کی اس شیطانی وبا کو ایمان افروز جذبے سے فنا کر ڈالیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Rights میڈیا گروپ

پاکستان پر مغرب کی بدترین، تہذیبی و ثقافتی جارحیت

۲۰۱۸ء میں مسلم لیگ ن کی حکومت کے آخری دنوں میں ''خواجہ سرا'' کے حقوق کی آڑ میں پیپلز پارٹی نے ایک بل پیش کیا۔ مسلم لیگ ن، تحریک انصاف اور تمام لبرل پارٹیوں نے (اپنے تمام سیاسی اختلافات بھلا کر) اس بل کی حمایت کی اور یوں یہ بل قانون کی حیثیت اختیار کر گیا۔

بل پیش کرنے والوں نے خواجہ سراؤں کے حقوق کا سہارا لے کر ایسی چابکدستی اور عیاری سے اس قانون کا مسودہ تیار کیا کہ اس میں ہم جنس پرستوں کے لیے قانونی تحفظ کا ایک شاندار چور دروازہ رکھ دیا گیا۔

اس طرح ہم جنس پرستی کو باقاعدہ قانونی تحفظ فراہم کر دیا گیا ہے۔

یہ ایکٹ نہ صرف کئی اسلامی اصولوں کے خلاف ہے بلکہ اس سے ہم جنس پرستی جیسے کبیرہ گناہ کا راستہ اس طرح کھل جائے گا کہ اس کا سدباب بہت مشکل ہو جائے گا۔

اس ایکٹ میں کیا خامی ہے جو اسلامی قانون و شریعت کے منافی ہے؟

آسان الفاظ میں یہ سمجھ لیں کہ

* خامی نمبر ۱: ایکٹ میں ٹرانس جینڈر کی تعریف (جس کے لیے درست لفظ انٹرسیکس ہے) میں بائیولوجیکل ساخت کے اعتبار سے مکمل مرد اور عورت کو بھی۔۔۔۔ محض اپنے احساسات کی بنا پر ٹرانس جینڈر قرار دیا گیا۔

* خامی نمبر ۲: ان افراد کو یہ حق دیا گیا کہ وہ چاہیں تو مکمل مرد یا عورت ہونے کے باوجود اپنی جنس اپنی مرضی سے، اپنے شناختی کاغذات میں اپنے احساسات کے مطابق تبدیل کر سکتے ہیں اور نادرا (Nadra) یہ تبدیلی کرنے کا، قانونی طور پر پابند ہوگا اور اس کے لیے اس قانون میں Self Perceived Gender Identity کی اصطلاح ڈالی گئی ہے۔

ایکٹ میں ''ٹرانس جینڈر'' کی کیا تعریف بیان کی گئی ہے؟

اس میں لفظ ٹرانس جینڈر استعمال کرتے ہوئے اس کی تین تعریفات بیان کی گئی ہیں، جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے پہلی تعریف درست ہے لیکن اس کے لیے درست لفظ ''ٹرانس جینڈر''نہیں بلکہ ''انٹرسیکس یا ہرمافروڈائٹ (Hermaphrodite) ہے۔

پہلی تعریف: وہ شخص ٹرانس جینڈر ہے جس کے اعضاء میں پیدائشی صنفی ابہام (Sexual ambiguity) ہے لیکن اس کے لیے درست لفظ ''انٹرسیکس یا ہرمافروڈائٹ'' ہے۔

دوسری تعریف: کے مطابق وہ شخص جو مکمل مرد ہے وہ کسی وجہ سے مثلاً دوا یا ایکسیڈنٹ کی وجہ سے مردانہ صلاحیت سے محروم ہو جائے، وہ بھی اس ایکٹ کے مطابق ٹرانس جینڈر ہے، حالانکہ وہ مکمل مرد ہے، اس کے احساسات، جذبات، اس کی بائیولوجیکل ساخت مردوں کی ہے، صرف اس کی مردانہ قوت زائل ہونے سے اس کی جنس ہرگز تبدیل نہیں ہو سکتی۔

تیسری تعریف کے مطابق ایسے افراد جو پیدائشی طور پر، جسمانی اور ہارمونز کے اعتبار سے مکمل عورت یا مرد کی جنس کے ساتھ پیدا ہوئے۔ مگر بڑے ہو کر کسی نفسیاتی الجھن یا پیچیدگی، معاشرتی دباؤ، ٹرینڈ، ذاتی پسند ناپسند کی بنیاد پر اپنی جنس سے ناخوش ہیں۔ اس ناخوشی یا نفسیاتی بیماری کو Gender Dysphoria کہا جاتا ہے۔

ایسے افراد کو بھی ایکٹ میں ٹرانس جینڈر رکھا گیا حالانکہ بائیولوجیکل ساخت کے اعتبار سے وہ ایک مکمل مرد یا عورت ہے۔

اس ایکٹ سے معاشرے میں کیا بگاڑ رونما ہوگا؟

سب سے بڑی خرابی کہ اس سے ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک مرد جس میں کسی بھی قسم کی کوئی صنفی خرابی نہیں ہے، یہاں تک کہ وہ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے مگر اس کی خواہش/میلان طبع (Inclination) یہ ہے کہ وہ ایک عورت کی طرح پہچانا جائے تو وہ بغیر کسی میڈیکل ٹیسٹ/سرٹیفکیٹ کے اس ایکٹ کی شق نمبر 3 اور سب شق نمبر 2 کے تحت نہ صرف نادرا بلکہ کسی بھی حکومتی ادارے میں خود کو بحیثیت عورت رجسٹر کروا سکتا ہے یا چاہے تو ٹرانس جینڈر بھی رجسٹر کروا سکتا ہے اور یہی حق ایک عورت کو بھی حاصل ہے۔

* اس کے نتیجے میں وہ مرد جو حکومتی کاغذات میں اب عورت رجسٹر ہے:

- کسی دوسرے مرد سے شادی بھی کر سکتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- عورتوں کے لیے مختص تمام جگہوں ٹوائلٹ، سوئمنگ پول وغیرہ جا سکتا ہے۔عورتوں کے تمام قوانین اس پر لاگو ہوں گے۔

* ایک عورت جو پیدائشی طور پر عورت ہے، مرد رجسٹر ہو کر وراثت میں اپنا حصہ دگنا کروا سکتی ہے۔

اس کے نتیجے میں خاندانی نظام میں جو تباہی آئے گی وہ نا قابل بیان ہے، نیز ہم جنس پرستی کا طوفان پورے معاشرے کو گھیر لے گا۔نعوذ باللہ من ذلک

افسوس کہ جس مظلوم صنف یعنی حقیقی مخنث (Intersex) کے لیے یہ قانون بنایا گیا ہے اور جن کی تعداد بہت ہی کم ہوتی ہے، ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچ رہا بلکہ جعلی مرد و عورت قانونی طور پر اپنے آپ کو ٹرانس جینڈر بنا کر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

کیا یہ محض خدشہ ہے یا اس میں کچھ حقیقت بھی ہے؟

یہ کوئی خدشہ یا خیالی بات نہیں بلکہ سینیٹر مشتاق احمد صاحب نے اس وقت کے وزیر داخلہ سے یہ سوال پوچھا کہ جولائی ۲۰۱۸ء (جب یہ قانون منظور ہوا) سے لے کر جون ۲۰۲۱ء تک کتنے لوگوں نے جنس کی تبدیلی کے لیے اپلائی کیا؟ وزارت داخلہ سے تحریری طور پر موصول ہونے والا جواب اور اعداد و شمار انتہائی خوفناک تھے:

جولائی ۲۰۱۸ء سے لے کر جون ۲۰۲۱ء تک گزشتہ تین سالوں میں 28,723 افراد نے اپنی میلان طبع اور اندرونی طور پر محسوس کیے گئے احساسات اور جذبات کی بنیاد پر خود کو اپنی اس جنس سے علیحدہ شناخت کے لیے درخواست دی ہے جو انہیں پیدائشی طور پر عطا (Allot) کی گئی تھی اور اب وہ اپنی جنس شناختی کاغذات میں تبدیل کروا چکے۔

* ان میں سب سے زیادہ مرد ہیں، یعنی 16,530 ایسے مرد تھے جنھوں نے اپنے آپ کو عورت رجسٹر کروالیا۔

* اس کے بعد 12,154 ایسی عورتیں ہیں جنہیں پیدائش کے وقت لڑکی بتایا گیا تھا، مگر وہ اب خود کو مرد کہلوانا اور قانونی طور پر مرد بننا پسند کرتی ہیں۔

* صرف 9 ایسے مرد ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم دراصل خواجہ سرا ہیں مگر ہمیں غلطی سے مردوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے کھاتے میں ڈال دیا گیا تھا۔

* اس کے بالکل برعکس 21 خواجہ سراوہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو مکمل طور پر مرد ہیں اور اب ہمیں مرد کہا جائے، جبکہ 9 خواجہ سراؤں نے خود کو عورت کہلوانے کے لیے درخواست دی۔

کیا یہ محض خدشہ ہے یا اس میں کچھ حقیقت بھی ہے؟ اور اس پورے طریقہ کار میں سب سے خوفناک بات یہ ہے کہ اس قانون کے تحت کسی میڈیکل معائنے یا ڈاکٹر کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ سب سے بڑی گواہی اور سب سے بڑا قانون، انسان کے پوشیدہ جذبات واحساسات کی گواہی ہے جو حتمی فیصلہ ہے، اس گواہی کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔

اس خوفناک مذہبی جارحیت کو کیسے روکا جا سکتا ہے؟

جماعت اسلامی کے محترم سینیٹر جناب مشتاق احمد خان نے اس ایکٹ کے خلاف ترمیمی بل سینیٹ میں پیش کیا ہے اور آج کل اس پر بحث چل رہی ہے۔

محترم مشتاق احمد خان کی ترامیم

* اس قانون میں ٹرانس جینڈر پرسن کی تعریف نمبر 2 اور 3 جس میں مکمل مرد وعورت کو ٹرانس جینڈر قرار دیا گیا ہے وہ ختم کیا جائے۔

* ٹرانس جینڈر کے لیے جنس کا تعین Self Percrived Gender Identity (ذاتی تصور کی ہوئی جنسی شناخت) کے بجائے میڈیکل بورڈ سے مربوط کیا جائے۔

سینیٹر مشتاق احمد خان کے خلاف اس وقت تمام لبرل جماعتیں بشمول مسلم لیگ ن، تحریک انصاف اور پیپلز پارٹی متحد ہیں۔

اس وقت ضرورت اس بات کی ہے

تمام علمائے کرام، اسلامی تنظیمیں اور اسکالرز اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اسلام اور آئین سے متصادم اس قانون کے خلاف ہر ممکن جدوجہد کریں۔

آپ کیا کر سکتے ہیں؟

اس قانون کے خلاف ہر مسلمان:

* سب سے پہلے خود یہ سمجھے کہ مسئلہ کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* سوشل میڈیا پر آواز اٹھائے۔
* اس حوالے سے مستند مواد کو زیادہ سے زیادہ آگے شیئر کرے۔
* سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کو ای میل اور خطوط لکھے۔
* الحاح کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں دعا کرے اور استغفار کرے۔

آخری بات

کسی گناہ میں مبتلا ہونا بہت برا فعل ہے لیکن اس گناہ پر اصرار اور نڈر اور بے خوف ہو جانا، ایسا بڑا گناہ ہے جس پر اللہ کا عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ہم جنس پرستی بذات خود اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس پر قوموں پر عذاب نازل ہو جاتا ہے لیکن اس ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے حکومتی سطح پر باقاعدہ قانون سازی کرنا۔۔۔ بہت بڑی جسارت ہے۔

وطن عزیز پہلے ہی ایک عذاب اور آزمائش سے گزر رہا ہے اس صورتِ حال میں ہمارا آپ کا اور پوری ملت کا یہ فرض بنتا ہے کہ اس کے خلاف عوامی سطح پر آواز اٹھائی جائے۔مسجدوں میں اس حوالے سے بات ہو، علمائے کرام عوام کی ذہن سازی کریں تاکہ یہ سازش کامیاب نہ ہو سکے۔

اے اللہ! ہمیں معاف فرمادے اور ہماری پکڑ نہ فرما!

﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ ﴿٧٤﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ ﴿٧٦﴾﴾ [الحجر ۱۵:۷۴]

”پھر ہم نے ان کی بستیوں کو الٹ کر ان کے اوپر والے حصے کو نیچے کر دیا اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسائے؛ اس واقعے میں اہل بصیرت کے لیے بہت سی عبرتیں ہیں اور ان کی یہ بستیاں لب سڑک واقع ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بشیر سدوزئی (۱)

ٹرانس جینڈر ایکٹ: انسانی غلطی یا آبادی پر کنٹرول کا منصوبہ (۲)

مولانا فضل الرحمن اور مریم بی بی ہی اس پر بہتر تبصرہ کر سکتے ہیں کہ انسانی حقوق کے نام پر ہونے والی اس واردات میں انسانی غلطی کا عمل دخل ہے یا یہ پاکستان میں آبادی اور مہنگائی کنٹرول کرنے کا دانستہ منصوبہ ہے، پاکستان مسلم لیگ ن کے دور کا ایک ایسا ایکٹ سامنے آیا ہے جس کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مرد، مرد کے ساتھ اور عورت، عورت کے ساتھ شادی کر سکتی ہے۔ اس ایکٹ کی منظوری کے بعد کوئی مولانا یا کوئی جج ہم جنسی نکاح سے انکار کرنے کا مجاز نہیں رہا۔ یہی تو ہے ''میرا جسم میری مرضی''۔ جو نعرہ چند سال پہلے بلند ہوا تھا آج قانون بن چکا۔ کچھ مردوں کی حمایت کے ساتھ اپنے جسم پر اپنی مرضی کا اختیار مانگنے والی خواتین کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی جن پر اکثریت نے اس وقت یہ کہہ کر توجہ نہ دی کہ یہ چند گمراہ افراد کا واویلا ہے لیکن ان کی طاقت اور اثر و رسوخ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مختصر عرصہ میں ان محدود خواتین کی آواز پر پاکستان میں ٹرانس جینڈر ایکٹ کا قانون پاس ہو گیا۔ صرف عورتوں کو ہی نہیں آٹھارہ سال سے زیادہ عمر کے ہر شہری کو اپنا جسم اپنی مرضی کے ساتھ استعمال کرنے کا اختیار مل چکا ہے۔ مبینہ طور پر اس بل کو پیش کرنے والی بھی خواتین ہی ہیں جن کا تعلق مسلم لیگ ن، پیپلز پارٹی اور دیگر سیاسی جماعتوں سے ہے۔

مسلم لیگ ن کے سابق وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی کے دور اقتدار کے آخری دنوں میں خواجہ سراؤں کے حقوق کے نام پر منظور ہونے والے اس ایکٹ میں ہر پاکستانی کو یہ حق حاصل ہو

---

(۱) کالمسٹ روزنامہ جنگ

(۲) تفصیل کے لیے دیکھیے ہنری کسنجر کی رپورٹ جسے "National Security study Memorandum NSSM-200" کہتے ہیں۔ یہ خفیہ دستاویز اب نیشنل سکیورٹی آرکائیوز میں ڈی کلاسی فائی ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ اس رپورٹ کا عنوان ہے: Implications of Worldwide Population Growth for U.S Security and Overseas Interest

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے کہ 18 سال کی عمر کے بعد وہ نادرا میں جا کر اپنے شناختی کارڈ پر جنس تبدیلی کا اندراج کرائے، نادرہ کا ملازم بلا چوں چرا، ردو کد وہ درج کرنے کا پابند ہے جیسا عاقل و بالغ شہری کہتا ہے۔اس کے لیے میڈیکل سرٹیفکیٹ یا ڈاکٹر کے چیک اپ کی ضرورت نہیں رہی، اگر وہ مرد ہے تو اس نے نادرا میں جا کر صرف اتنا کہنا ہے کہ مجھے عورت جیسا احساس ہو رہا ہے، اگر عورت ہو تو اس کو کہنا ہے کہ میں خود کو مرد محسوس کر رہی ہوں بس ان کے شناختی کارڈ میں جنس تبدیلی کا نام لکھ دیا جائے گا۔مثال کے طور پر مسٹر ایکس، اگر مرد ہے اور اس کی عمر آٹھارہ سال سے زیادہ ہے تو وہ نادرا میں جا کر یہ کہہ کر اپنے شناختی کارڈ میں اپنا نام مرد کے بجائے عورت درج کرا سکتا ہے کہ میری محسوسات ایسی ہو رہی ہیں کہ میں عورت ہوں۔ جب اس کے شناختی کارڈ پر عورت کا نام درج ہو گیا وہ چاہیے جیسے ہی کپڑے پہنے وہ عورت ہی کہلائے گی چاہے اس کے چہرے پر داڑھی ہی کیوں نہ ہو، اس کو کوئی مرد نہیں کہہ سکتا۔اب شادی کا مرحلہ آیا تو اس کی شادی کسی مرد کے ساتھ ہی ہونا ہے اور جو مولانا نکاح پڑھائے گا اس کے پاس موجود شناختی کارڈز میں ایک عورت اور ایک مرد کا شناختی کارڈ ہو گا حالاں کہ حقیقتا وہ دونوں مرد ہوں گے لیکن نکاح سے انکار کرنے کا مولانا کے پاس قانونی اور اخلاقی جواز نہیں رہا۔اب دونوں مردوں کا قانونی طور پر نکاح ہوا تو وہ ایک ساتھ زندگی بھی گزار سکتے ہیں اور جنسی خواہشات کی تکمیل بھی۔ اگر کوئی مولانا شک پر نکاح پڑھانے سے انکار کرتا بھی ہے تو اس ہم جنس جوڑے کے پاس عدالتی شادی کا حق موجود ہے۔ قانون میں یہی حق عورت کو بھی دیا گیا ہے کہ اپنے شناختی کارڈ میں جنس تبدیل کر کے ہم جنس سے قانون کے تحت شادی کر سکتی ہے۔ہوا نہ اپنے جسم پر اپنی مرضی کا اختیار اور اسی کو ہم جنس پرستی کہتے ہیں جسے پاکستان میں قانونی تحفظ دیا گیا ہے۔

سوشل میڈیا پر یہ مسئلہ آج کل خاصہ گرم ہے اور نوجوان اس پر نرم گرم تبصروں میں مصروف ہیں۔ایک نوجوان نے لکھا کہ محکمہ بہبود آبادی کی خاندانی منصوبہ بندی کی اسکیم کی ناکامی کے بعد مسلم لیگ ن اور اس کی اتحادی پارٹیوں نے آبادی کو کنٹرول کرنے اور مہنگائی پر قابو پانے کا یہ آسان طریقہ نکالا کہ ہم جنسی نکاح میں نہ بچوں کی پیدائش ہو گی اور نہ اخراجات میں اضافہ ہو گا۔ جب یہ ایکٹ پاس ہوا، مولانا فضل الرحمان سمیت پی ڈی ایم کی ساری جماعتوں کی لیڈر شپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسمبلی کی ممبر تھی۔ جب کہ جماعت اسلامی کے علاوہ کسی جماعت نے اور کسی ممبر نے انفرادی طور پر اس بل کی مخالفت نہیں کی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس ایکٹ کے پاس ہونے کے بعد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں شناختی کارڈ پر جنس تبدیل کرا کر اب تک کتنے لوگ ہم جنس کے ساتھ شادی کر چکے البتہ مختلف میڈیا رپورٹس سے دستیاب معلومات کے مطابق کم سے کم 18 ہزار اور زیادہ سے زیادہ 40 ہزار پاکستانی شہری اپنی جنس تبدیلی کا شناختی کارڈ حاصل کر چکے ہیں۔ پاکستانی عوام کی اکثریت نے مسلم لیگ ن کی اس قانون سازی کو مسترد کر دیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کو کالعدم قرار دیا جائے۔ یہ ہم جنس پرستوں اور ''میرا جسم میری مرضی'' والوں کے لئے راہ ہموار کرنے کی سازش کو قانونی شکل دی گئی ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ان خواتین ارکانِ پارلیمنٹ کو جن کے نام اس قانون کے مجوزین میں آرہے ہیں ایسی قانون سازی کی کیا ضرورت پیش آئی اس پر طرفہ تماشا کہ مولانا فضل الرحمن، جیسے علماء کی موجودگی میں جن کو بستی قوم حضرت لوط کے حشر کا مکمل ادراک ہے اسلامی معاشرے میں ایسا ایکٹ واضح کرنے پر خاموش رہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان اور دیگر اس ایکٹ کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج نہ کرتے تو قوم کو خبر نہ ہوتی کہ کون سی عورت بظاہر عورت اور حقیقت میں مرد ہے اور کون سا مرد جو بظاہر تو وضع قطع میں عورت ہے وہ جسمانی طور پر مرد ہے۔ وفاقی شرعی عدالت میں خواجہ سراؤں کے حقوق سے متعلق ٹرانس جینڈر ایکٹ کے خلاف درخواست کی باقاعدہ سماعت تو شروع ہوئی لیکن پیش رفت سے مایوسی ہوئی جب وفاقی شرعی عدالت نے کیس کی مختصر سماعت کے بعد مزید سماعت غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کردی۔ لگتا ہے عدالیہ کیا اور مقننہ کیا ذمہ دار ایوانوں اور اقتدار میں بیٹھے سب چاہتے ہیں کہ اس ایکٹ کو برقرار رکھا جائے یا زیادہ سے زیادہ طول دیا جائے کہ مہنگائی میں پریشان عوام اس کو بھول ہی جائیں۔ عدالت نے پیپلز پارٹی کے سینیٹر فرحت اللہ بابر، جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان اور خواجہ سراؤں کے نمائندے الماس بوبی سمیت دیگر افراد کی فریق بننے کی درخواستیں منظور کرلیں اور ہدایت کی کہ تمام فریقین مقدمہ سے متعلقہ اپنی گزارشات تحریری طور پر جمع کروئیں۔ لگتا ہے کہ پیپلز پارٹی اس کا دفاع جاری رکھے گی جو اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواتین ممبران کی تجویز پر ایکٹ بن کر پاکستانی معاشرے میں نافذ ہو چکا۔ فرحت اللہ بابر کا کہنا تھا کہ بل کو پوری اسمبلی نے اتفاق رائے سے منظور کیا تھا۔ بل بنتے وقت میں اس سارے عمل میں شامل تھا۔ بل پر کیا اعتراضات تھے اور کیا بحث ہوئی عدالت کو بتانا چاہتا ہوں، دو بلوں کو ملا کر ایک بل بنایا گیا تھا۔ فرحت اللہ بابر کی اس وضاحت سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی اس ایکٹ میں کچھ غلط نہیں سمجھتی لیکن تحریری جواب جمع کرانے کے بعد ہی صورت حال سامنے آئے گی کہ اس پر پیپلز پارٹی کا کیا موقف ہے۔

سینیٹر مشتاق تو روز اول سے اس ایکٹ کے خلاف ہے۔ لیکن جماعت اسلامی نے بھی ابھی تک اس ایکٹ کے خلاف عوامی مہم شروع نہیں کی تاہم سینیٹر مشتاق احمد خان کے وکیل کا کہنا تھا کہ سینیٹ میں نیا بل جمع کروایا گیا ہے، کسی کو اپنی مرضی سے جنس بدلنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

خواجہ سرا نایاب نے دوران سماعت ٹرانس جینڈر بل کے بارے میں سوشل میڈیا بحث پر پابندی کی استدعا کی۔ وفاقی شرعی عدالت کے قائم مقام چیف جسٹس نے کہا کہ اصل مسئلہ خواجہ سراؤں کے حقوق کا ہے، جس کے بھی جو حقوق ہیں وہ ملنے چاہئیں، کمیونٹی کو تحفظ اور حق دینا ہی اصل مقصد ہے، کوئی آنکھیں بند کر لے تو وہ نابینا نہیں بن جائے گا۔ انہوں نے استفسار کیا کہ خواجہ سراؤں کے کوٹے کے لیے حکومت کا کیا طریقہ کار ہے؟ یہ نہ ہو کہ نوکری کے لیے کوئی خواجہ سرا کا شناختی کارڈ بنوا لے۔

نمائندہ وزارت انسانی حقوق کا کہنا تھا کہ خواجہ سراؤں کے ایکٹ پر عمل درآمد سے ہم جنس پرستی کو فروغ نہیں ملتا۔ خواجہ سراؤں کو نوکریاں دینے کا باقاعدہ طریقہ کار ہے۔ قانونی ماہرین اور تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018 یعنی خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کے لیے نافذ کیے گئے اس ایکٹ سے خواجہ سراؤں کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ البتہ گمراہ مردوں کے عورت بننے اور عورتوں کے مرد بننے کو قانونی تحفظ دے دیا گیا ہے۔ بل میں خواجہ سرا کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ ”وہ مرد یا عورتیں جن کی جنسی شناخت ان کی قدرتی جنس کے مخالف ہو۔ وہ شخص جس کی عمر اٹھارہ سال سے زائد ہو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی جنس خود معین کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت“۔ یہ بل 2017ء میں بڑی سیاسی پارٹیوں کی خواتین سینیٹروں نے پارلیمنٹ میں پیش

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا۔ جو 2018ء میں محترم شاہد خاقان عباسی کی وزارت عظمی کے دوران جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان کی بھرپور مخالفت کے باوجود اکثریت کی بنیاد پر پاس ہو گیا۔

اس قانون کے تحت ایک فرد جو صبح نو بجے مرد ہو گا نادرا آفس جا کر یہ کہے گا کہ میرے شناختی کارڈ میں مجھے مرد لکھا گیا ہے لیکن میرے ذہن میں عورتوں جیسے خیالات آتے ہیں۔ اس لئے مجھے عورت ہونے کا نیا شناختی کارڈ جاری کیا جائے۔ اس کو نیا شناختی کارڈ جاری ہو گا جو وہ عورت کا نام بتائے گا۔ دس بجے اس کو عورت ہونے کا سرٹیفیکیٹ مل جائے گا۔ وہ نادرا آفس کے اندر ہی عورتوں کے لئے مخصوص واش روم استعمال کر سکے گا۔ کسی بھی گرلز کالج اور گرلز ہاسٹل میں داخلہ لینے کا اس کو حق مل جائے گا۔ وہ سب سہولیات حاصل کر سکے گا جو خواتین کے لیے مخصوص ہیں۔ اب یہ قانون مرد کو مرد سے اور عورت کو عورت کے ساتھ شادی کا اختیار دیتا ہے لیکن یاد رکھیں ایک قانون اللہ کا بھی ہے حضرت نوح، حضرت ہود علیہ السلام کی قوموں پر نازل ہونے والے عذاب کی جھلک ہمیں شدید سیلاب اور آندھی طوفان میں نظر آتی ہے جس میں بعض اوقات ہم مبتلا بھی رہتے ہیں۔ بالاکوٹ، مظفر آباد و دیگر علاقے آج بھی حضرت ثمود علیہ السلام کی قوم کے عذاب کی مانند موجود ہیں۔۔ شام اور حجاز کے درمیان تباہ شدہ عمارتیں قیامت تک ایمان والوں کو قوم ثمود کے عبرت ناک عذاب کی یاد تازہ کرتی رہیں گی۔ غزوہ تبوک کے موقع پر گزرتے، اسلامی فوج نے ثمود کے کنوئیں کے پانی سے آٹا گوندھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹا اور پانی پھینک دینے اور بستی سے کوچ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ وہی بستی ہے جس پر اللہ تعالی کا عذاب نازل ہوا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی کسی عذاب میں مبتلا ہو جاو۔۔ بس اب مسلمانوں کے لیے قوم لوط کے عذاب کی نشانی پتھروں کی بارش برسنا رہ گئی ہے۔ ہم نے اب وہ کام بھی شروع کر دئے ہیں جو قوم لوط نے اپنائے ہوئے تھے۔ اسلامی ریاست میں اس طرح کے گناہوں کو قانونی تحفظ ملے گا تو پتھروں کی بارش کا بھی سامنا کرنا ہو گا خواہ وہ بڑے اور موٹے اولوں کی صورت میں ہو یا حقیقی پتھروں کی صورت میں۔ انتظار فرمائیں اپنے جسم کا اپنی مرضی سے استعمال کا حق مانگنے اور دینے والے۔ جو لوگ میری طرح ایمان کی کمزور پوزیشن پر بھی ہیں کم از کم دل میں اس لعنت کو برا کہیں تا کہ بچت کا کوئی سبب نکل آئے ورنہ، نواز شریف، مولانا فضل الرحمن، بلاول بھٹو زرداری یا عمران خان کی محبت اور عقیدت اس عذاب سے محفوظ نہیں رکھ سکے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچویں فصل

میڈیکل ڈاکٹرز کی رائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر جویریہ سعید [1]

ٹرانس جینڈر ہیں کون؟

آیئے آج آسان اور واضح الفاظ میں سمجھتے ہیں۔

مرد یا عورت کی جنس کا تعین استقرار حمل یعنی پہلے خلیے/جنین کے بننے کے ساتھ ہی ہوجاتا ہے۔اس کی وجہ ماں اور باپ سے آنے والے سیکس کروموسوم ہوتے ہیں۔انہی کروموسوم کی وجہ سے جنین میں مرد یا عورت کے اندرونی اور بیرونی اعضا اور ہارمونز وغیرہ بنتے ہیں۔ اور وہ پیدائش کے وقت یا بلوغت کے ایام میں مرد یا عورت کی صنف کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔

اس نظام یا ہارمونز وغیرہ میں خرابی کی وجہ سے کچھ بچوں کی جنس میں ابہام پیدا ہوجاتا ہے۔ یہ ابہام کبھی پیدائش کے وقت نظر آتا ہے اور کبھی بلوغت سے پہلے ظاہر نہیں ہوتا۔

انٹر سیکس یا ہرمافروڈائٹ:

ایسے افراد جو پیدائشی طور ایسی کسی ایبنارمیلیٹی کی وجہ سے صنفی ابہام (sexual ambiguity) کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ان کو ہرمافروڈائٹ یا انٹرسیکس کہا جاتا ہے۔

ان میں ایبنارمیلیٹی کے اعتبار سے شدتوں کا فرق ہوتا ہے۔اسلامی تاریخ میں فقہا نے ایسے افراد کو یہ اختیار بھی دیا ہے کہ وہ غالب جنس/صنف اختیار کریں۔اور معاشرہ میچور اور خدا خوفی رکھتا ہو تو ان کو اسی حالت کے ساتھ عزت سے جینے کا حق دینے والا ہونا چاہیے۔البتہ ان کی مختلف ضروریات کے مختلف ہارمونل یا سرجیکل طریقے موجود ہیں جو کچھ معاملات کو آسان کردیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ ہمارے معاشرے میں شدید امتیاز بھی برتا گیا اور ان کو زندگی کے بنیادی حقوق تک سے محروم رکھا گیا۔

سس جینڈر Cis gender

یہ وہ افراد ہیں جو پیدائشی طور اور جسمانی طور پر مکمل مرد یا عورت پیدا ہوئے اور اپنی اس صنفی

---

[1] ماہر نفسیات، کینیڈا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شناخت پر راضی ہیں۔ان میں میرے آپ جیسی اکثریت شامل ہے۔

ٹرانس جینڈر

ایسے افراد ہیں جو پیدائشی طور پر جسمانی اور ہارمونز کے اعتبار سے مکمل عورت یا مرد کی جنس کے ساتھ پیدا ہوئے۔مگر بڑے ہو کر کسی نفسیاتی الجھن یا پیچیدگی، معاشرتی دباؤ، ٹرینڈ، ذاتی پسند ناپسند کی بنیاد پر اپنی جنس سے ناخوش ہیں۔اس ناخوشی کو gender dysphoria کہا جاتا ہے۔ یہ افراد اپنی مرضی سے اپنی صنف یا تعین کرتے ہیں۔

مرد ہوں تو عورت بن جاتے ہیں، عورت ہو تو مرد۔

کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ مرد یا عورت دونوں ہی کا فیصلہ نہیں کرتے۔ یہ خود کو Non Binary کہتے ہیں۔

ایسے افراد کی رائے ظاہر ہے کہ وقت، حالات اور نظریات کے اعتبار سے بدل بھی سکتی ہے۔ یہ افراد کبھی صرف مخالف صنف کا حلیہ اور افعال اختیار کرتے ہیں اور کبھی سرجری یا ہارمون کے ذریعے اپنے اندرونی و بیرونی اعضاء میں تبدیلی کراتے ہیں۔

ٹرانس جینڈر کا اسلام سے کیا مسئلہ ہے؟

اسلام میں مرد عورت کے درمیان پردے اور اختلاط کے علاوہ شادی بیاہ اور وراثت وغیرہ کے قوانین ہیں۔

سوچیے! ایک مرد کل کو عورت بننا پسند کرتا ہے تو وہ عورتوں کا باتھ روم، ان کا سوئمنگ پول ان کا جم وغیرہ وغیرہ استعمال کرے گا۔اس کی شادی کس سے ہوگی؟ اگر وہ خود کو عورت قرار دے کر کسی مرد سے شادی کرتا ہے تو کیا یہ ہم جنس پرستی نہیں ہے؟ کیونکہ کسی سرجری یا ہارمونل تھیراپی سے اس کی حقیقی جنس تو تبدیل نہیں ہوگی صرف ہیئت میں تبدیلی واقع ہوگی۔

ایک اہم غلط فہمی کو سمجھیے

دنیا میں ٹرانس جینڈر قوانین پیدائشی خواجہ سرا یعنی انٹرسیکس افراد کے تحفظ کے لیے نہیں بنائے گئے۔وہ تو میڈیکلی اور فزیکلی اس طرح ہیں اور تعداد میں انتہائی کم ہیں۔ترقی یافتہ دنیا میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے حوالے سے وہ مسائل نہیں جو ہمارے یہاں ہیں۔ ترقی یافتہ دنیا میں ٹرانس جینڈر قوانین اختیاری طور پر اپنی صنف تبدیل کرنے والوں کے تحفظ کے لیے بنائے گئے ہیں اور یہ صرف صنفی انتخاب تک محدود نہیں بلکہ جنسی رجحانات تک پھیلتے ہیں۔ اس لیے ٹرانس جینڈر کے ساتھ ہم جنس پرستی کو مکمل تحفظ عطا کیا جاتا ہے۔

آگے کیا ہونے والا ہے؟

آپ لوگوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ صرف ابتدا ہے اور اس معاملے کو بہت آگے جانا ہے۔ ایک ٹرانس جینڈر عورت اصلاً مرد ہونے کی وجہ سے بچے پیدا کرنے پر قادر نہیں اس وجہ سے وہ بچہ پیدا کرنے کے لیے egg کسی سے خریدتا ہے اور سپرم اپنا دیتا ہے۔ اس جنین کو پروان چڑھانے کے لیے وہ کسی تیسری عورت کا یوٹرس ادھار لیتا ہے۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس طریقے سے پیدا ہونے والے بچوں کا نسب، ان کی ماں اور باپ کا تعین زنا سے پیدا ہونے والے بچوں سے بھی گیا گزرا ہوگا۔

ان کا حقیقی باپ کون ہے؟ اصل ماں کون ہے؟ کوئی ہے بھی یا نہیں؟ کیونکہ جس کا دعویٰ بہت سے کریں اس کا کوئی بھی نہیں ہوتا۔

ایسے واقعات بھی سامنے آئے ہیں کہ دو مردوں کی شادی کے بعد بہن نسوانی خلیہ فراہم کرتی ہے اور ان کی ماں اس جنین کو اپنی کوکھ میں پالتی ہے۔ اس سے آپ اسفل السافلین کا اندازہ لگا لیجیے کہ ابھی تو ابتدا ہے چند نسلیں اور گزر گئیں تو کیا کیا سامنے آئے گا؟

ابھی مغربی دنیا میں حال یہ ہے کہ زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے سنگل پیرنٹ یا دونوں والدین سے محروم ہوتے ہیں۔ سوچیے! اس قسم کے عمل سے پیدا ہونے والے بچوں کی روحانی، نفسیاتی، جسمانی اور جذباتی اٹیچمنٹ کس قدر متاثر ہوگی؟

گویا یہ نسل انسانی کی تباہی کا منصوبہ ہے۔

اس معاملے کو آگے بڑھائیں۔ مغرب یہاں تک نہیں رکا بلکہ اس سے بڑھ کر ایسے گروپ اور افراد سامنے آرہے ہیں جو خود کو جانور کے طور پر شناخت کروانا چاہتے ہیں۔ ان کو Furries کہا جاتا ہے۔ میں نے ایسے furries اپنی آنکھوں سے تفریحی مقامات پر گھومتے دیکھے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے اکثر کی sexual fantasies بھی جانوروں کے ساتھ یا ان کی طرح جنسی تسکین حاصل کرنے پر ہوتی ہے۔

پاکستان میں کیا ہوا؟

پاکستان میں مذاق یہ ہوا کہ رنگین جھنڈوں کے ساتھ چالاک لوگوں نے انٹرسیکس لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے نام پر اپنی حیوانی خواہشات کی تسکین کا انتظام کروایا۔ اور ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء میں تمام بڑی پارٹیوں نے نہ صرف اسی متنازع اصطلاح کے ساتھ عوام کو لاعلمی میں رکھ کر پاس کروالیا۔ بلکہ آپ ویڈیو میں خود سنیں تو آپ کو علم ہو کہ تحریک انصاف کی وزیر شیریں مزاری صاحبہ واضح الفاظ میں کہہ رہی ہیں کہ Gender identity ہر شخص کا اپنا حق ہونا چاہیے اور اس کے لیے کسی میڈیکل معائنہ کی شرط عائد نہیں کی جانی چاہیے۔ یہ بات یہ اس اعتراض کے جواب میں کہہ رہی ہیں کہ حقیقی یا پیدائشی خواجہ سراؤں کے لیے قانون بنائیں اور ان کو جنس کے انتخاب کا اختیار دینے سے قبل طبی معائنے سے یہ کنفرم کرلیں کہ وہ پیدائشی طور پر مبہم صنف کے ساتھ پیدا ہوئے بھی ہیں یا نہیں تاکہ دوسرے نفس پرست اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

آپ لوگوں کو اندازہ نہیں لیکن میں نے مغرب میں کئی برس گزارے ہیں اور کئی برس سے ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کر رہی ہوں۔ ہر تیسرا بچہ اور بچی اپنی جنس تبدیل کروانا چاہتا ہے۔ کینیڈا جو اس قانون کو پاس کرنے میں سب سے آگے ہے وہاں امریکہ اور یورپی ممالک میں اسکولوں میں بچوں کی جینڈر چینج کی تقریب منعقد کی جاتی ہے۔ اور اگر والدین اس سے خوش نہ ہوں تو ان کو مطلع کرنا بھی ضروری خیال نہیں کیا جاتا۔ قانون، حکومت اور سارا معاشرہ ان کو مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ بچے تیسری، چوتھی، پانچویں جماعت کے ننھے بچے بھی ہو سکتے ہیں۔

آپ اندازہ لگائیے اگر یہ قانون انہی الفاظ کے ساتھ پاکستان میں قائم رہا تو کیا صورت حال ہوگی؟

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے، آپ اس خطرے کو دیکھ کر آنکھیں بند کرلیں، شش شش کر کے چپ کروائیں یا سیاسی تعصبات کی وجہ سے مصلحت سے کام لیں۔ یا اپنے لیڈران پر زور ڈالیں کہ وہ اس بل میں بنیادی نوعیت کی ترامیم کریں تاکہ بُرائی کا راستہ بند ہو سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر اُم کلثوم (1)

ٹرانس جینڈر ایکٹ۔ چند توجہ طلب پہلو

خالق کائنات کی کمال حکمت ہے کہ اس نے زمین پر اپنے 'خلیفہ' انسان کو دو صنفوں میں پیدا کیا، جو انسانیت میں یکساں ہونے کے باوجود جسمانی ساخت، ذہنی و نفسانی اوصاف اور جذبات و داعیات، ایک دوسرے سے مختلف لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ قرآن میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو مختلف اسالیب میں بیان فرمایا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اور یہ کہ اسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا۔ (النجم ۵۳:۴۵)

سورۂ شوریٰ میں ربِ کریم کی عظمت اور قدرت کے اظہار کے طور پر فرمایا:

''اللہ زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الشوریٰ ۴۲:۴۹۔۵۰)

اللہ کی عطا کردہ جنس، اصولِ زوجیت اور اس کے نتیجے میں طریقۂ تناسل، اللہ کی تخلیق کردہ نشانی ہے۔ یہ سب اس کی قدرت اور حکمت کا اظہار ہے۔ البتہ بعض اوقات اللہ ہی کی حکمت کے تحت دورانِ حمل یا کچھ عوامل کے اثر انداز ہونے یا صنفی خلیوں (عورت کے بیضہ یا مرد کے نطفہ) میں کسی جینیاتی (ڈی این اے) تبدیلی یا تغیر کے باعث بچے کی جنسی شناخت میں ابہام واقع ہو جاتا ہے۔

پیدائشی نقائص جسم کے کسی بھی حصے میں ہو سکتے ہیں۔ وہ کوئی بھی ہوں، کہیں بھی ہوں ایک بیماری اور آزمائش ہیں۔ ان نقائص کو انٹر سیکس (Inter Sex) یا جنسی نشوونما کی خرابی (Disorder of Sex Development) کا نام دیا گیا ہے۔ ایسے تمام افراد کو 'خنثیٰ' کہا جاتا ہے۔ جنسی ابہام ایک معذوری ہے جو آبادی کے 0۔017 فیصد افراد میں نوٹ کی گئی ہے۔

---

(1) مصنفہ، جماعت اسلامی شعبہ خواتین

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دیگر معذوریوں یا بیماریوں کی طرح اس کا ممکنہ علاج یا بندوبست میڈیکل کے شعبے اور معاشرے کی ذمہ داری ہے اور ان کے حقوق متعین ہیں۔

'ٹرانس جینڈر' کے حقوق کی حفاظت کے نام پر جو قانون سازی ہوئی ہے یا کی جا رہی ہے، اس میں ایسے افراد کے حقوق کی حفاظت یا معاشرے میں انھیں باعزّت مقام دینے کی سرے سے کوئی بات ہی نہیں۔ 'ٹرانس جینڈر' کے عنوان میں ضمناً ان کا ذکر آ گیا ہے۔

'جنس' (Sex) تو وہ ہے جو کسی فرد کی پیدائش کے وقت حیاتیاتی شناخت ہے جب کہ 'جینڈر' کا مفہوم مختلف ہے۔ یہ وہ کیفیت ہے جو ایک فرد اپنے بارے میں محسوس کرے یا معاشرہ اس سے اس کردار کی توقع رکھے۔ دوسرے لفظوں میں اگر ایک مرد یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ عورت ہے، اور وہ عورتوں جیسی شناخت رکھنا چاہے اور 'عورت' ہونے کی حیثیت میں مردوں سے جنسی لذت کا خواہش مند ہو تو وہ اس کا جینڈر رہے۔ اسی طرح کوئی 'عورت' خود کو 'مرد' محسوس کرتے ہوئے 'مردانہ' اطوار اختیار کر سکتی ہے۔ گویا 'جینڈر' اصل 'جنسی' شناخت سے مختلف ہو سکتا ہے۔

اسی سوچ کو مزید ترقی ۱۹۷۰ء کے عشرے میں ملی جب ۱۹۷۴ء میں 'ٹرانس جینڈر' کی اصطلاح سامنے آئی۔ 'بنیادی انسانی حقوق' کے تحفظ کے نام پر فرد کے اس حق کو تسلیم کیا گیا کہ حیاتیاتی جنسی تعین سے قطع نظر کرتے ہوئے وہ اپنی جنس کا تعین اپنی خواہش سے کر سکتا ہے۔

ایک مرد کو اپنا مرد ہونا پسند نہیں ہے تو وہ 'عورت' بن سکتا ہے اور کسی عورت کو اپنا عورت ہونا اچھا نہیں محسوس ہوتا تو وہ 'مرد' بن سکتی ہے۔ اس خواہش کی تکمیل کے لیے میڈیکل سائنسز اس کی پوری مدد کریں گی۔ چنانچہ 'مرد' کو 'عورت' بنانے کے لیے نسوانی ہارمون دے کر اور پلاسٹک سرجری کے ذریعے جسمانی ساخت میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔

اسی طرح عورت کی 'مرد' بننے کی خواہش ہے، تو مردانہ ہارمون اور سرجری کے ذریعے اس کی جسمانی ساخت میں ردوبدل ممکن ہو سکتا ہے۔ ظاہری ساخت میں تبدیلی کا جینیاتی ساخت پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ خالق کائنات کی تو ہر تخلیق 'منفرد' ہے۔ عورت اور مرد کا بنیادی خلیہ (cell) بلکہ ہر خلیہ منفرد ہے، ایک دوسرے سے بالکل مختلف۔

ابتدا میں اپنی حیاتیاتی جنسی شناخت پر عدم اطمینان کو ایک 'نفسیاتی بیماری' قرار دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعدازاں اسے ذہنی اور نفسیاتی بیماریوں کی فہرست سے نکال کر'فرد کا حق' قرار دے دیا گیا اور دُنیا بھر کو اس 'حق' کو تسلیم کرنے کا حکم صادر کر دیا گیا۔

دراصل 'ٹرانس جینڈر' کے نام پر ہم جنسیت کا تحفظ بلکہ فروغ مقصود رہا ہے۔'ٹرانس جینڈر' کی پوری بحث اور تذکرے میں 'خنثیٰ' یا 'خواجہ سرا' کا تو کہیں ذکر ہی نہیں ملتا۔ایسا غالباً صرف ہماری پاکستانی پارلیمنٹ میں ہوا کہ انھیں ایک دوسرے سے منسلک کر دیا گیا، تاکہ 'خنثیٰ' کی آڑ میں نئی اصطلاح 'ٹرانس جینڈر' قابلِ قبول بنائی جا سکے۔اس اصطلاح کو قابلِ قبول بنانے کے لیے میڈیا اور دوسرے مقامات پر 'خنثیٰ' کو 'ٹرانس' کہنا شروع کر دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت کرتے ہیں: ''چار آدمی صبح کے وقت اللہ کے غضب میں ہوتے ہیں اور شام کو بھی اللہ ان سے ناراض ہوتا ہے''۔

میں نے پوچھا: ''وہ کون ہیں یارسول اللہ؟''

فرمایا:

وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں۔

وہ عورتیں جو مردوں کی طرح بنتی ہیں

وہ شخص جو چوپایہ کے ساتھ غیر فطری حرکت کرتا ہے

وہ مرد جو مرد سے اپنی خواہش پوری کرتا ہے۔

اللہ کا دین تو ظاہری مشابہت بھی گوارا نہیں کرتا، کجا یہ کہ فطرت میں تبدیلی کے جتن ہوں اور پھر اسے قانونی تحفظ بھی حاصل ہو۔یہ نہ صرف انسانی مرتبہ و مقام اور شرف کی توہین ہے بلکہ فطرت کے خلاف بغاوت ہے۔انسانی حقوق کی آڑ میں ایسے شرمناک افعال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔نیکی، رحم، عدل اور احسان کے معانی میں تمام بنیادی انسانی حقوق کی پاسداری کی جاتی ہے مگر اپنی خواہشات کی تابع داری کو انسانی حقوق کا نام نہیں دیا جا سکتا۔'خواہش پرستی' کو شرک بھی قرار دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہو؟ کیا تم ایسے شخص کو راہِ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو؟ (الفرقان ۲۵:۴۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۂ کہف میں مزید وضاحت سے ارشاد ہے:

''کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہشِ نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے، اور جس کا طریق کار افراط وتفریط پر مبنی ہے۔'' (الکہف ۱۸:۲۸)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی شیطانی کام ہے۔ انسان جسے ربّ العزت نے احسن تقویم بنایا، اپنے خلیفہ ہونے کا شرف بخشا۔ جب اپنے اس شرف سے غافل ہوتا ہے اور نفس کی باگیں شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے، تو وہ اپنے طے شدہ ایجنڈے پر اسے چلاتے ہوئے اسے جہنم کا ایندھن بنا کر چھوڑتا ہے، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وہ اس باغی شیطان کو معبود بناتے ہیں جس کو اللہ نے لعنت زدہ کیا ہے۔ (وہ اس شیطان کی اطاعت کر رہے ہیں) جس نے اللہ سے کہا تھا کہ ''میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا، میں انھیں بہکاؤں گا، میں انھیں آرزوؤں میں اُلجھاؤں گا، میں انھیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے اور میں انھیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خدائی ساخت میں رَدوبدل کریں گے''۔ اس شیطان کو جس نے اللہ کے بجائے اپنا ولی وسرپرست بنالیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔ وہ اِن لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انھیں اُمیدیں دلاتا ہے، مگر شیطان کے سارے وعدے بجز فریب کے اور کچھ نہیں ہیں۔ ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے خلاصی کی کوئی صورت یہ نہ پائیں گے۔ (النساء ۴:۱۱۷-۱۲۱)

خاتم النبیین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابلیسی طریقۂ واردات سے متنبہ فرماتے ہوئے واضح ارشاد فرمایا: ''لعنت فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں''۔ (رواہ البخاری)

سورۃ الاعراف میں خواہشات کے غلام کو اس کتّے سے تشبیہ دی گئی ہے، جس کی لٹکتی ہوئی زبان ایک سونگھنے والی آتشِ حرص اور کبھی نہ سیر ہونے والی نیت کا پتہ دیتی ہے'' (آیت ۱۷۶)

جنسی تبدیلی کے آپریشن کے بارے میں تمام مسلم علما کا ایک ہی موقف ہے۔ مصر کا الازہر ہو یا سعودی عرب کا دارالافتا، پاکستان اور ہند کے تمام مکاتبِ فکر کے علما کا اس معاملے میں متفقہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ ہے۔ ملایشیا، مراکش، انڈونیشیا اور قطر کے علما، غرض سب اس کے خلاف اسلام ہونے پر متفق ہیں۔

قطر کی وزارتِ اوقاف کے تحت کام کرنے والے مستند افتاء مرکز نے ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر محمد علی البار نے لکھا: ''اس قسم کے آپریشن کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے، جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کو مستلزم ہے اور جبلت سے انحراف بھی شامل ہے۔ آپریشن صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب حالت مشتبہ ہو جیسا کہ ایک مرد حقیقت میں عورت ہو، لیکن اس کے اعضا مردوں کی طرح ہوں تو ایسی صورت سے اپنی قدرتی اور اصل حالت پر واپس لانے کے لیے آپریشن کروانے میں کوئی حرج نہیں (اور اسی طرح دوسری صورت میں)۔

لیکن اگر اعضاء معمول کے مطابق ہیں، جنسی شناخت میں کوئی شبہہ نہیں ہے تو محض خواہش کی تکمیل کے لیے جنس کی تبدیلی کا آپریشن کروانا جائز نہیں۔ فقط جنسِ مخالف کی طرف نفسیاتی میلان اور رجحان اس آپریشن کے لیے جواز نہیں بن سکتا بلکہ یہ رجحان ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور اپنا نفسیاتی علاج کروانے کی ضرورت ہے۔

(ترجمان القرآن اکتوبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر کوثر فردوس [1]

جنس میں تبدیلی کا فساد

LGBTQ

یہ مخصوص اصطلاحات کے پہلے حروف کا مجموعہ ہے مثلاً L برائے Lesbian یعنی وہ عورت جو عورت ہی کو شریک حیات منتخب کرتی ہے۔ G یعنی Gay وہ مرد جو ایک مرد سے تعلقات رکھے۔ B سے مراد Bisexual جو مرد اور عورت دونوں کے ساتھ رغبت رکھے۔ T یعنی Transgender جو پیدائش کے ساتھ ملنے والی جنسی شناخت کی بجائے جنس مخالف کی شناخت اختیار کرے، جنس تبدیل کر لے، اس کے لیے دواؤں اور آپریشن کا طریقہ اپنائے۔ Q سے مراد Queer ہے، جو ابھی فیصلہ نہیں کر سکا کہ اس نے تبدیلی کے لیے کون سی جنس کا انتخاب کرنا ہے۔

اس کے مقابل ایک دوسری اصطلاح Intersex ہے جو Hermaphrodite بھی کہلاتی ہے۔ یہ دونوں میڈیکل اصطلاحات ہیں، جو ان افراد کے لیے مخصوص ہیں، جو پیدائشی نقص کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کو بوقت پیدائش لڑکا یا لڑکی کے طور پر شناخت نہیں کیا جا سکتا۔ ان کو ہیجڑہ یا 'مخنث' کہتے ہیں۔ ان اصطلاحات Transgender اور Intersex کو جو یکسر مختلف ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ گڈمڈ نہیں کرنا چاہیے۔ انھیں مختلف پہلوؤں سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

تاریخ

تبدیلیٔ جنس کی تاریخ کا نکتۂ آغاز سولھویں صدی میں ولیم شیکسپیئر (م:۱۶۱۶ء) کا ڈراما بنا، جس میں کرداروں کو لباس کی باہم تبدیلی یعنی مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا لباس پہنا کر پیش کیا گیا۔ اس دوران ۱۷۹۸ء میں انگلستان میں ہم جنسیت کے قانون میں تبدیلی کی سفارش کی گئی۔ دوسرے دور میں برطانیہ میں فوجداری جرائم کے قوانین میں ترمیم کی گئی، اس کے لیے بھی ایک ڈراما نویس آسکر والڈ (م:۱۹۰۰ء) نے ترامیم کے لیے کوششیں کیں۔ اسی دوران سگمنڈ فرائیڈ (م:۱۹۳۹ء) نے ہم جنسیت کو بچپن میں سر پر لگنے والی چوٹ کا نتیجہ قرار دیا۔ بعد ازاں برطانیہ

[1] مصنفہ، صدر انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اس کی حمایت میں سوسائٹیز بننا شروع ہوئیں۔امریکا میں ایسی سوسائٹیز کا آغاز ۱۸۹۰ء میں ہوا اور اس تحریک کے تعارف اور حمایت کے لیے متعدد ناول لکھے گئے۔ ۱۹۲۲ء میں امریکا کے ضابطۂ فوجداری قوانین کی فہرست سے ہم جنسیت کو نکال دیا گیا، گویا اس جرم پر سزا نہیں ہوگی۔

تیسرے دور میں، دوسری جنگ عظیم کے بعد یورپ و امریکا میں بہت سے گروپس وجود میں آ گئے۔امریکا کی پہلی عوامی تنظیم ۱۹۵۷ء میں مخصوص نام سے منظم ہوئی۔قانوناً ہم جنسیت کو ۱۹۵۷ء میں جائز قرار دے دیا گیا۔اس مرحلے (۱۹۶۸ء) میں عورت کی آزادی کی تحریک اور ہم جنسیت زدگی کی تحریک ایک ہی دھارے میں شامل ہوگئیں۔ ہم جنس زدہ عورتوں نے، آزادیٔ نسواں کی علم بردار خواتین پر زور دیا کہ ہمیں مل کر کام کرنا چاہیے۔(plus_lgbt_org_un)

۱۹۷۲ء میں سویڈن پہلا ملک تھا، جس نے سرجری کے ذریعے اپنی جنس تبدیل کرنے کی اجازت دی اور اس کے لیے ہارمون یا دواؤں کے استعمال کو بھی جائز قرار دیا۔اسی دوران ۱۹۷۴ء میں امریکی ماہرین نفسیات کی ایسوسی ایشن نے ہم جنسیت اور تبدیلیٔ جنس کو ذہنی بیماریوں کی فہرست سے نکال دیا۔اس سے جڑے برسوں میں ہم جنس زدگان اور تبدیلیٔ جنس کی انجمنوں، سوسائٹیز نے اپنے حقوق کے حصول کی تحریک کا آغاز کیا۔ برطانیہ میں ۱۹۷۴ء میں پہلی ہم جنس زدہ خاتون، پارلیمنٹ کی ممبر منتخب ہوئی۔ برطانیہ میں ان کا ایک خبرنامہ بھی شائع ہونا شروع ہوگیا۔

ہم جنس زدگان اور تبدیلیٔ جنس کے حامیوں سے امتیازی سلوک کے خاتمے کی تحریک دُنیا بھر میں شروع ہوگئی۔اسی دور میں ۱۹۸۰ء میں ایڈز سے متعلق سروے میں یہ حقیقت سامنے آئی کہ یہ مرض ہم جنس زدگان میں سب سے زیادہ ہے جس سے اس تحریک کو کچھ دھچکا لگا۔

قانون سازی

دنیا بھر میں اس کے متعلق قانون سازی کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اقوام متحدہ کے ممبر ممالک میں سے ۱۳۱ ممالک ہم جنس زدگان کو شادی یا باہم مل کر رہنے کا حق دیتے ہیں۔۴۰ ممالک بالواسطہ یا بلاواسطہ تبدیلیٔ جنس کو حرام قرار دیتے ہیں۔ ۵۷ ممالک ان کو امتیازی سلوک سے متعلق کچھ نہ کچھ تحفظ دیتے ہیں۔ ۶۸ ممالک ہم جنسیت کو جرم قرار دیتے ہیں اور گیارہ ممالک میں ان کے لیے سزائے موت ہے(plus_lgbt_org_un)۔ایسے لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حقوق، امتیازی سلوک کے خاتمہ، حقوق میں برابری وغیرہ کو عدالتوں، حکومتی ذمہ داران اور عوامی مراکز کا عنوان بنایا گیا۔ان کی تشہیر کی گئی، تسلسل سے مظاہرے کیے گئے، یادداشتیں پیش کی گئیں، عدالتوں میں کوششیں کی گئیں، غرض چومکھی جنگ لڑی جانے لگی۔

اثرات

یہ تحریک آج تک پورے زور وشور سے جاری ہے اور اپنے اثرات دکھا رہی ہے۔تعلیم کے میدان میں ، امریکا میں کیے گئے سروے کے مطابق ۹۴ فی صد جونیئر اسکول اسٹوڈنٹس کے والدین اور ۹۱ فی صد سینئر اسکول کے بچوں کے والدین صنفی تعلیم جس میں ہم جنسیت و تبدیلیٔ جنس شامل ہے، اس کے بارے میں مفصل معلومات دیئے جانے کے حق میں ہیں (mews_cap_www)۔ بہت سی آرگنائزیشنز بشمول امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن، نیشنل ایجوکیشن ایسوسی ایشن، امریکا کا محکمۂ صحت اور انسانی سروسز کا ادارہ بھی اس کے حق میں ہیں۔

گلوبل انسائیکلوپیڈیا برائے ہم جنسیت، تبدیلیٔ جنس LGBT مرتب کیا گیا۔جس میں الفاظ کو تبدیل کر کے لکھا گیا ہے۔مثال کے طور پر معروف اصطلاح 'بریسٹ فیڈنگ' کو 'چیسٹ فیڈنگ' لکھا گیا ہے۔عوامی مقامات پر واش روم یا باتھ روم پر ان کے لیے مخصوص علامات آویزاں کی گئی ہیں۔بچوں کی کارٹون سیریز میں سالانہ کئی نئی سیریز کا اضافہ کیا گیا ہے۔مثلاً ایک معروف کارٹون سیریز ڈزنی میں ان کرداروں کو پیش کیا گیا ہے۔بیڈن انتظامیہ نے اوباما کی پالیسیوں کے تسلسل میں ہم جنس زدگان اور تبدیلیٔ جنس کے حامیوں کو ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی پیدائش کے لیے سہولیات کی اجازت دے دی ہے (نیشنل ریویو، ۲۳ جون ۲۰۲۱ء)۔ ایسے مرد، بچے کی پیدائش کے بعد ماں اور عورت ،باپ ہونے کا اعلان کرنے کا استحقاق رکھتے ہیں (com_Kellyman)۔سالانہ تقریبات میں Pride Month (خوداعتمادی کا مہینہ) کا انعقاد کیا جاتا ہے، جو اسکول انتظامیہ اور حکومتوں کی سرپرستی میں وسیع پیمانے پر انجام پاتی ہیں۔

اگرچہ ان سب اقدامات سے مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگ پریشان ہیں اور احتجاج کر رہے ہیں۔مثلاً ایک امریکی سروے میں بہت سے امریکی ووٹر اپنے بچوں کی سرجری کے ذریعے کی جانے تبدیلیٔ جنس کے تو خلاف ہیں، مگر خوف کی بنا پر کھلم کھلا مخالفت نہیں کرتے۔(The

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(Cristian Post، ۱۸ مئی ۲۰۲۲ء)

۲۰۱۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق بھارت میں ۲۵ لاکھ ہم جنس زدگان موجود تھے۔ بہت سی عوامی تحریکیں ان کی حمایتی تھیں۔ انڈیا کی سپریم کورٹ نے 'انڈین پینل کوڈ' کی دفعہ ۳۷۷ کو غیر قانونی قرار دے دیا، جو ہم جنس زدہ افراد کو شادی کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ ۲۰۱۴ء میں انڈین سپریم کورٹ نے ان افراد کو تیسری جنس کے طور پر تسلیم کر لیا۔ اسی سال ایک پرائیویٹ ممبر نے 'ٹرانس جینڈر رائٹس پروٹیکشن بل' جنس تبدیل کرنے والے افراد کے حقوق کے تحفظ کا بل پیش کیا، جو قانونی کمیٹی کی کچھ ترامیم کے بعد دسمبر ۲۰۱۹ء میں پاس ہو کر قانون کا حصہ بن گیا۔

پاکستان میں آغاز

برطانوی حکومت نے برصغیر پاک و ہند میں 'انڈین پینل کوڈ' کے سیکشن ۳۷۷ کے تحت LGBT کی سرگرمیوں کو غیر قانونی قرار دیا تھا۔ جب ۱۹۴۷ء میں پاکستان آزاد ہوا تو اس نے اس قانون کو بطور 'پاکستان پینل کوڈ ۳۷۷' برقرار رکھا۔ ۱۹۸۰ء میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں اس جرم کی سزا کو بڑھا کر عمر قید اور رجم میں تبدیل کر دیا گیا۔ پھر صدر جنرل پرویز مشرف کے دور میں ان کی کچھ تقریبات منعقد ہونا شروع ہوئیں۔ دینی جماعتوں کی مخالفت کے سبب ان کو علانیہ اپنے آپ کو متعارف کروانا ممکن نہ ہو سکا۔

مئی ۲۰۱۸ء میں مسلم لیگ ن کی حکومت کے ہاتھوں 'ٹرانس جینڈر رائٹس پروٹیکشن ایکٹ' پاس ہوا۔ جس میں ٹرانس جینڈر کی تعریف میں انٹرسیکس یا ہیجڑے یا مخنث کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ لیکن نیشنل کورٹ آف جیورسٹ نے اس قانون میں ٹرانس جینڈر کی تعریف، جس کے سیکشن ۲ میں انٹرسیکس کو شامل کیا گیا ہے، کی طرف اشارہ کیا کہ ہیجڑہ، ٹرانس جینڈر نہیں ہے۔ مئی ۲۰۲۲ء میں خیبر پختونخوا اسمبلی میں ٹرانس جینڈر بل پیش کیا گیا، اور ۵ جولائی ۲۰۲۲ء کو سندھ اسمبلی نے ٹرانس جینڈرز کے لیے جاب کوٹہ مقرر کیا ہے۔ یہ اس تحریک کے مختلف مراحل کا ایک مختصر خاکہ ہے۔

(ترجمان القرآن اکتوبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر رضوان اسد خان[1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ LGBTQ ہی کی ایک شکل ہے

ہم جنس پرستی کے خلاف حالیہ مہم سے بہت سوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا ہوگا کہ یہ ایل جی بی ٹی کیوں ہے کیا بلا؟

مغرب میں آجکل جس کمیونٹی کے حقوق پر ان کا میڈیا اور اس کے پیروکار سب سے زیادہ زور دے رہے ہیں، وہ "ایل۔جی۔بی۔ٹی۔کیو" کمیونٹی ہے۔ اور یہی اقدار اور "حقوق" وہ یہاں بھی مسلط کروانا چاہتے ہیں۔

یہاں "ایل" سے مراد ہیں "لیزبینز"، یعنی زنانہ ہم جنس پرست۔

"جی" سے مراد ہیں "گے"، یعنی مردانہ ہم جنس پرست۔

"بی" سے مراد ہیں "بائی سیکشول"، یعنی ایسا مرد یا عورت جو دونوں جنسوں سے ہمبستری کا قائل ہو۔

"ٹی" سے مراد ہیں "ٹرانس جینڈر"، یعنی وہ لوگ جو اپنی پیدائشی جنس کو قبول نہ کرتے ہوں۔ یہ زیادہ تر نفسیاتی مریض ہوتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ان کی روح غلط جنس کے جسم میں قید ہوگئی ہے۔ اس مرض کو "جینڈر ڈس فوریا" کہتے ہیں لیکن اس کی حدود کو بھی دھندلانے اور نارملائز کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ یعنی مقصد یہ ہے کہ اب اسے کوئی بیماری یا مرض نہ سمجھا جائے۔

ان کے علاوہ کچھ لوگ محض ماحول کے اثرات یا ہم جنس پرستی کو ایک نیا "ٹچ" دینے کے لیے لبرل ازم کے آزادی کے حق کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو مخالف جنس سے منسوب کرنے لگ جاتے ہیں اور حلیہ بھی ویسا ہی بنا لیتے ہیں۔ جی ہاں، لبرل ازم آپ کو یہ حق دیتا ہے کہ اللہ کی عطا کردہ جنس کو رد کر کے اپنے ذہنی خناس کی پرستش کرتے ہوئے اپنی مرضی کی جنس اختیار کر لیں۔ اور پاکستان میں چونکہ براہ راست ہم جنسیت کو فروغ اور قانونی تحفظ دینا مشکل ہے لہٰذا عالمی شیاطین نے ٹرانس جینڈر حقوق کے پردے میں اس کی راہ ہموار کرنے کی ٹھان لی ہے۔ اور

---

[1] مصنف و کالمسٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیدائشی ہیجڑوں کے حقوق کی آڑ میں ان اختیاری ہیجڑوں/ ہم جنس پرستوں کی سرپرستی کا مکروہ منصوبہ بنایا ہے۔

"کیو" سے مراد ہیں "کوئیر"، یعنی وہ لوگ جو جنسی لحاظ سے کسی بھی قسم کی تقسیم کے قائل نہ ہوں۔کوئیر کا لفظی مطلب ہے "عجیب"۔اس لحاظ یہ لوگ واقعی عجیب ترین ہیں جو سمجھتے ہیں کہ کسی انسان کو مرد، عورت، خسرا، ہم جنس پرست، وغیرہ میں شمار کرنا بھی ایک قسم کا تعصب ہے!

اب تو اس میں مزید بہت سے حروف تہجی کا اضافہ ہو چکا ہے جن میں سے ہر حرف ایک عجیب وغریب شیطانی جنسی تصور کا نمائندہ ہے۔اب اسے "ایل جی بی ٹی کیو پلس" کہا جاتا ہے۔

اسکے علاوہ ایک اور مخلوق ہے جسے "ڈریگ کوین" کہتے ہیں۔ یہ عموماً مرد ہم جنس پرست ہوتے ہیں جو "تفریحی" مقاصد کے لیے عورتوں کا روپ دھارتے ہیں اور اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ زنانہ جنسی اعضاء اور حرکات کو خوب نمایاں کیا جائے۔یعنی لعنت در لعنت در لعنت!

1970ء سے قبل یہ تمام لوگ میڈیکل فیلڈ میں ایسے ذہنی اور نفسیاتی مریض سمجھے جاتے تھے جنہیں علاج کی ضرورت ہو۔ پر اب ان کی پچاس سالہ تحریک کے نتیجے میں کسی ڈاکٹر کا انہیں "مریض" یا "ایبنارمل" سمجھنا ایک جرم سمجھا جاتا ہے اور اس کا لائسنس منسوخ کر دیا جاتا ہے!

یہاں یہ ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ پانچ مختلف تحقیقات کے مطابق یہ بات سامنے آئی ہے کہ میڈیا میں ہم جنس پرستوں کو نمائندگی دینے سے پبلک میں ان کے منفی تاثر میں نمایاں کمی واقع ہوتی ہے!

۲۔ اس انتہائی اہم فرق کو دوبارہ سمجھ لیں۔

اس قانون کا نام ہی ٹرانس جینڈر ایکٹ ہے اور نام میں ہی سارا دھوکا ہے جو ہمارے مذہبی طبقے کو سمجھ نہیں آرہا۔ پیدائشی خنثیٰ کو انگریزی میں انٹر سیکس کہتے ہیں۔ٹرانس جینڈر بالکل مختلف چیز ہے۔اس کا مطلب ہے پیدائشی نارمل مرد کا اپنی مرضی سے،یعنی بغیر کسی مجبوری یا طبی وجہ کے، عورت بن جانا یا پیدائشی نارمل عورت کا مرد بن جانا۔انگریزی میں جینڈر اور سیکس دو مختلف چیزیں ہیں۔سیکس کا تعلق پیدائشی اعضاء سے ہے اور جینڈر کا سوچ یا دماغ سے اور جس شخص میں جینڈر یعنی اختیاری جنس،سیکس یعنی پیدائشی جنس سے مختلف ہو اسے ٹرانس جینڈر کہتے ہیں۔ یہ لبرل ازم کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہم ترین مظہر ہے کہ انسان کی مرضی ہے کہ جو چاہے جنس اختیار کر لے۔ اور اسی کی آڑ میں ہم جنس پرستی کے فروغ کا بھی منصوبہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اسلام میں یہ چیز قطعاً حرام ہے۔

- کل کو آپکی بیوی یا شوہر جنس تبدیل کروا لے تو آپ کیا کریں گے؟
- آپ کے والد کی وفات پر آپ کی بہن جنس تبدیل کروا کے مردوں کے برابر حصے کا دعویٰ کر دے تو آپ کیا کریں گے؟
- شوہر کی وفات پر بیوی مرد بن کر عدت سے انکار کر دے تو آپ کیا کریں گے؟
- آپ کا بیٹا لڑکی بن کر لڑکے سے شادی کرنا چاہے، یعنی سرعام ہم جنس پرستی، تو آپ کیا کرینگے؟
- لڑکا اگر جنس تبدیل کروا کے لڑکی بن جائے اور حج پہ جا کر عورتوں کے ساتھ رہنے کا مطالبہ کرے تو آپ کیا کریں گے؟ اسی طرح آپ کی مساجد میں عورتوں والے حصے میں گھس جائے تو اسے کیسے نکالیں گے؟

یہ صرف چند مثالیں ہیں جو کسی گھر میں وقوع پذیر ہو گئیں تو اس قانون کے پاس ہونے کے بعد آپ کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ جی ہاں، بالکل بھی کچھ نہیں! سوائے ہاتھ ملنے کے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Dr. Najib ul Haq[1]

The objectives and Implications of the Transgender Act 2018

The Intersex persons(commonly known as"Khusras" or KhwajaSara(face tremendous social and other problems in the society and protection of their rights is our collective responsibility. They are as much human beings as other men or women. The"Transgender persons(Protection of Rights(Act 2018" was passed by the National assembly and was primarily meant to protect their rights but unfortunately it could not address that effectively. Instead some ulterior motives were achieved through this Act that would not have been accepted at any cost by the Muslim population of Pakistan if spelled out clearly. It also grossly impinged on the already deprived segment of our society i.e women.

An adult man or woman has been given the legal right to change his or his gender in the CNIC without any medical examination. It is now the sole discretion of the concerned person to decide about himself or herself whether he/she is male or female and get entitled for all the rights of that gender. However anyone under 18year age shall be referred to a Medical for opinion .

Any man who gets registered himself as woman with NADRA may also change his name in CNIC. He will become entitled to freely visit the public places like Parks, other places of amusement and toilets reserved for women. He will also be entitled to get admission on woman seats in Co-education or educational institution dedicated for woman only. He will also be entitled to contest election on seats reserved for woman in the parliament of

[1]MBBS, MCPS (Pak), FCPS (Pak), MRCP (UK), FRCP (Edin), FRCP (Glasg). Director Peshawar Medical College, Peshawar.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Pakistan and get appointed on any official position/post reserved for women in government departments as well as private institutions. The rights of women on such reserved seats and institution has thus been practically abolished. The worst part is that a man who gets registered as woman will now been entitled to marry a women and the vise-a-versa is also allowed under this law. It clearly means that homosexuality has been legalized through this Act. This is bound to open the door of unimaginable moral corruption and sexual issues as we are witnessing in some Western countries.

A women who gets registered as man also become entitled for the respective share in inheritance against the basic commandments of Islam .

It must be clarified that generally Intersex (Khusra(is primarily a person born with some form of ambiguity of genital organs usually coupled with other structural body changes, pitch of voice and behavioral changes. Medical scientist as well as Islamic scholars have defined their subgroups proportionate to their abnormality. The scholars of Islamic jurisprudence have accordingly categorized their rights as well .

While the term transgender was launched by an American Psychiatrist in 1965 for those patients who emotionally and psychologically felt to be male or female against their sex at birth. Later another term "Non Binary" or "Fluid gender" was used for a subgroup of transgender who did

not feel to be male or female or some felt as having both genders. Their personality disorder issue has been mentioned in the Act and it has been compulsory to provide them psychological support and counselling. Transgender is a psychological/ psychiatric state of mind and cannot be equated to "Intersex."

It may be pertinent to mention that under Article 2)B(-1of the constitution of Pakistan, Islam is the official religion of State and

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

no law can be made against it and commandments of Quran and Sunnah. Any such person or official who contravenes this constitutional provision is punishable under Section 2)-B(-3of the constitution .

In summary this Act has grossly infringed the rights women, promotes immoral practices including homosexuality, is against our social and culture norms and above all against Islam. Those involved in framing the law must be brought to task. The Act may be withdrawn or grossly amended to protect the rights of Intersex and women and make it in line with basic teachings of Islamic which is the constitutional obligation of legislation.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Dr. Najib ul Haq[1]

Intersex and Transgender From Medical Point of View

The "Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018." has raised many questions about its purpose and validity because it was claimed and trumpeted for the protection of vulnerable intersex community in Pakistan. The two Medical terms i.e. Intersex and Transgender needs to be clearly defined and elaborated for better understanding of the public and concerned people. If the two are not clearly defined and differentiated, it will not only be an injustice from the medical point of view but also have unprecedented implication on the women rights and the social fabric of the society. This article is an attempt to clarify these terms from medical point of view.

Intersex:

Definition: "Intersex is a congenital variation of anatomical / physical reproductive organs like the testicles, penis, vulva, clitoris, ovaries etc when compared to normal population. It may also be accompanied by changes in secondary sexual characteristics such as muscle mass, hair distribution, breast development and stature. It is also called "Disorders of Sex Development (DSD)". Such people have been there since hundreds of years as indicated by ancient literature[2] and were present in the days of Prophet Muhammad Sallallaho Alaihi Wassalam as mentioned in Sahih Bukhari, the most authentic book of prophetic

---

[1] MBBS, MCPS (Pak), FCPS (Pak), MRCP (UK), FRCP (Edin), FRCP (Glasg). Director Peshawar Medical College, Peshawar.

[2] Janssen, Diederik F. (2020-04-21). "Transgenderism Before Gender: Nosology from the Sixteenth Through Mid-Twentieth Century". Archives of Sexual Behavior. 49 (5): 1415-1425

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

narrations[1] Intersex are commonly known as Khusra or Khwajasira in the society. The Shariaah term used for them is Khunsa, which according to sexual organs differentiation is further grouped into Khunsa-Mushkil and Khunsa Ghair-Mushkil. The same is true for medical literature where intersex are categorized according to variations in anatomical structure of sex organs. Intersex may also be the result of surgical removal of testes in young/adult life.

How to determine a person is Intersex? There are a range of anatomical conditions that vary from standard male and female categories right at birth. However sometimes intersex may not be apparent until puberty or later and recognized only when they undergo investigations for sterility[2]. There are more than forty variations but the common ones include the following:

- No vaginal opening and or Partial or complete fusion of Labia
- A smaller penis than expected (Micropenis)
- A larger clitoris than expected (Clitoromegaly)
- Testes that appear to be undescended (in boys), but that may actually be ovaries or masses in the labia or groin (in girls) that may actually be testes
- Ambiguous genitalia of other morphologies.
- Absent or delayed puberty or unexpected changes during puberty
- Outwardly male or female genitalia but the internal anatomy of genital organs is that of the opposite sex for example an apparent male having a uterus.
- Sometimes intersex may become apparent during puberty only when they do not reach the expected milestones for their birth

---

[1] https//:shamilaurdu.com/hadith/bukhari/4235and 5886

[2] https//:www.icj.org/sogi-casebook-introduction/chapter-six-intersex

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

sex due to underlying hormonal imbalance.

Why people become Intersex:

There are three major underlying factors leading to Intersex. These include;

A: Chromosomal abnormalities: The normal chromosomal pattern for human female is XX and that of male XY. The intersex individuals may have one of these few chromosomal abnormalities, 46-XX, 46-XY, 47-XXY or 47- XXX. 45-XO (a missing chromosome) but may also have other rare disorders as well. The diagnosis may be made in intrauterine life or after birth. Genetic studies may be performed on sample of amniotic fluid for intra uterine diagnosis of fetus or blood, bone marrow or buccal mucosa in adults.

B: Hormones Causes: Certain Hormonal disorders may result in intersex conditions. It may include conditions like increased production of certain enzymes leading to excess estrogen (female hormone), adrenal glands abnormalities and androgen insensitivity syndrome etc.

C :Anatomical abnormality without apparent cause:

These are Phenotypically Intersex and have any of the above signs. There may not be any apparent underlying cause and intersex may be the result of some unknown mutations or arrest of the growth process at some stage in intrauterine life.

Management of Intersex people:

The management of the Intersex persons depend on the underlying cause. However many of them may need surgery at birth or later in life. Some may need adjuvant hormonal therapy for development of their genital organs and fertility.

Transgender:

Definition: Transgender is an umbrella term for all those individuals who don't identify their gender to be the same as assigned at birth. It is not of abnormal structure as in intersex but

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

fall under the category of psychiatric / psychological disorder. The term "transgender" was first coined by an American psychiatrist John F. Oliven in1965.(1)

The transgender may feel him /herself to be neither male or female (nonbinary), or shift the gender from male to female and then back to male (gender fluid) or have marked incongruence between one's experienced/expressed gender and assigned gender at birth called Gender Dysphoria (GD). It may be accompanied by significant distress or impairment in social, school, or other important areas of functioning.

Transgender is included in the Diagnostic and Statistical Manual of Mental Disorders (DSM 5). There are other psychiatric disorders, where an individual considers him/ herself normal but has actually an underlying disease that needs to be managed. For example in delusions of grandeur(2) a person may think him / herself to be a boss or even a spiritual leader like Imam Mehdi. There is some evidence that GD and schizophrenia may be disorders of neurodevelopment and share common causal mechanisms and risk factors. Both involve brain lateralization and pathways involved in sexual differentiation.(3)

There may even be cases where people have started identifying as various animals, angels, demons, dragons, elves, fairies, sprites, wolves etc .(4)

---

(1) Oliven, John F).1965.(Sexual hygiene and pathology: a manual for the physician and the professions

(2) https//:www.webmd.com/schizophrenia/delusions-grandeur

(3) Mendrek A. Reversal of normal cerebral sexual dimorphism in schizophrenia: evidence and speculations. Med Hypotheses. 2007;69:896–902; Rajkumar RP. Gender identity disorder and schizophrenia: neurodevelopmental disorders with common causal mechanisms? Schizophr Res Treatment. 2014 2014:463757

(4) https//:en.wikipedia.org/wiki/Otherkin

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[In International Coding of Diseases (ICD), it was categorized as Gender identity disorders, F64 in ICD-10 in Chapter V under the heading of "Disorders of adult personality and behavior". However, the World Health Organization has renamed the disorder in the ICD-11 as "gender incongruence of adolescence and adulthood" and "gender incongruence of childhood" and moved it from Chapter of Mental Disorders to the chapter on "Conditions related to sexual health". Treating gender incongruence in a mental health chapter was causing additional stigma for an already stigmatized condition. - Evidence suggests that transgender people often experience a disproportionately high burden of disease, including in the domains of mental, sexual and reproductive health]. WHO officials added the hope that adding this condition to a sexual health chapter of the ICD codes would "help increase access to care for health interventions" and "destigmatize the condition".][1]

The renaming and shifting of the disorder to a different chapter may have the above reason as argued by the WHO, but the political reasons and the influence of those "liberal" lobbies should not be under estimated, who claim that every person has the right over his/her body and may alter it in any way he/she pleases. They have no consideration for cultural and religious values in forwarding their agenda. The hard medical fact remains true and undeniable, that Transgender people have primarily underlying psychological and psychiatric problems and change in nomenclature and re-categorization cannot change this fact.

[1] https//:www.who.int/standards/classifications/frequently -asked_ questions/gender-incongruence-and-transgender_ health-in_ the-icd

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹی فصل

ماہرینِ قانون کی رائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفتی ذوالفقار گل عباسی [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ اور انسانی حقوق

جنس کی تبدیلی کے ساتھ جو حقوقِ انسانی متاثر ہوں گے وہ ہماری سوچ سے بھی زیادہ ہیں یہ تو صرف ایک دو ذکر کیے گئے۔

وراثت کا مسئلہ جو قرآن کریم میں مکمل تفصیل سے بیان ہوا اور کوئی ابہام باقی نہیں رہا یہ قانون جنسی تبدیلی اس کے براہ راست خلاف ہے۔

اسی طرح پردہ کا حکم جو بے غیرت اقوام کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا وہ بھی اس قانون سے ختم کرنے پے خوش ہو رہے ہے۔

اسی طرح مرد کی مرد اور عورت کی عورت سے شادی جو قرآن کریم میں صراحتاً حرام قرار دی گئی وہ بھی اس نام نہاد قانون کی زد میں۔

جس بھی شکل میں پیدا ہونے والی اولاد جو چاہے مرد کے سپرم اور عاریتا عورت کی اووری یا رحم کرایہ پر لے کر یا عورت کسی دوسرے مرد کے سپرم خرید کر خود اپنے رحم میں اسے پرورش کرے تو وہ اولاد کس کو اپنا باپ اور کس کو اپنی ماں کہہ سکے گی؟ اور معاشرہ انسانی جو تخلیق کیا گیا کہ وَخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا جوڑے جوڑے بنائے گئے اس حکم قرآنی اور عقل انسانی کے ختم کرنے کے لیے اس قانون کو ذریعہ بنایا جائے گا۔ اور اسی طرح بے شمار نقصانات جو معاشرہ انسانی/یعنی معاشرہ اسلامی کو پیش آئیں گے وہ ہماری سوچ سے بھی زیادہ ہیں۔

ہمیں اپنی نسل کی حفاظت اور قرآن کریم کی حفاظت اس کے احکامات کی حفاظت اور معاشرہ اسلامی کی حفاظت کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔

---

[1] ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوہدری خالد محمود [1]

ٹرانس جینڈر قانون کا تجزیاتی اور تقابلی مطالعہ

ٹرانس جینڈر (تحفظ حقوق) ایکٹ مئی 2018ء میں منظور کیا گیا۔

پارلیمنٹ نے اس قانون کو منظور کرنے کا ادعا یہ لکھا ہے کہ ٹرانس جینڈر لوگوں کو دیگر شہریوں کے مساوی حقوق حاصل ہوں اور ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ اس قانون کے مطابق ٹرانس جینڈرز کو قانونی طور پر منظور اور تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور ان کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو دوسرے مرد و خواتین کو حاصل ہیں۔

انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس نے مارچ 2020ء میں اس قانون کو پاکستان میں نافذ کرنے پر تعریف کی ہے۔ الجزیرہ کے مطابق پاکستان ان ممالک میں سرفہرست ہے جنھوں نے ٹرانس جینڈرز کو قانونی طور پر تسلیم کیا ہے۔ اور یہ امر بھی مسلّمہ ہے کہ چند مغربی ممالک کے بعد پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جس نے ٹرانس جینڈرز کو ان کی صوابدید کے مطابق کسی بھی جنس میں درج کرانے کا اختیار دیا ہے۔

اس جدید قانون کے تحت ٹرانس لوگ ڈرائیونگ لائسنس اور پاسپورٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ ٹرانس لوگ اپنی صوابدید کے مطابق نادرا میں اپنی جنس تبدیل ہونے کا ریکارڈ درج کروا سکتے ہیں۔

ٹرانس لوگوں کو ان کے گھروں یا عوامی جگہوں پر پریشان نہ کیا جا سکتا ہے۔ ٹرانس لوگوں کی تعلیمی اور سماجی میدان میں کسی بھی تفریق کی اجازت نہ ہوگی۔ اس قانون کے تحت حکومتِ وقت ٹرانس لوگوں کو محفوظ گھر دینے کی مکلف ہوگی۔ اور حکومت ان کو نفسیاتی علاج کے لیے علاج گاہیں مہیا کرنے کی پابند ہوگی۔ ٹرانس لوگوں کے لیے جیل میں الگ کمروں کو مخصوص کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص کسی ٹرانس کو زبردستی گلیوں میں بھیک منگوانے کا کہے گا تو اسے چھ ماہ قید یا پچاس ہزار روپے جرمانہ کی سزا ہوگی۔

---

[1] ریٹائرڈ سیشن جج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کہا گیا ہے کہ پاکستان میں 2015ء سے 2018ء تک 68 ٹرانس لوگوں کو قتل کیا گیا ہے اور 1500 پر جنسی تشدد کیا گیا اور 2018ء میں صرف KPK میں 497 ٹرانس لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ 1998ء میں ملک پاکستان میں ٹرانس لوگوں کی تعداد 10418 تھی اور 2015 میں یہ تعداد 150,000 / (ایک لاکھ پچاس ہزار) بتائی گئی۔

سپریم کورٹ آف پاکستان نے 2010 میں قرار دیا تھا کہ ٹرانس لوگ ملک عزیز میں دیگر مرد وخواتین کے مساوی حقوق و وجود رکھتے ہیں۔ اور اس فیصلہ کے مطابق ٹرانس لوگوں کو ملازمتوں اور تعلیم میں مساویانہ حقوق حاصل ہیں۔ اوران کو کسی جنسی تفریق کے تحت محروم نہ کیا جا سکتا ہے۔

قانون کا تفصیلی جائزہ

اس پس منظر کے تحت ملک عزیز میں یہ قانون منظور کیا جانا قرار دیا گیا ہے۔ آگے بڑھنے سے قبل ہمیں اس قانون 2018ء کی شقوں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

دفعہ "2" کے تحت جنسی شناخت کا معنی ہے کہ وہ مخصوص شخص خود کو کیا محسوس کرتا ہے۔ کیا وہ مرد محسوس کرتا ہے یا عورت یا دونوں جنسوں کا مجموعہ یا کوئی بھی نہیں۔ اور اس کے لیے صرف اس کے احساس اندرونی کو حتمی حکم سمجھا جائے گا اور اس کی راہ میں پیدائشی سرٹیفکیٹ (برتھ سرٹیفکیٹ) یا فارم ب آڑے نہ آئے گا۔

نومبر 2006ء میں انڈونیشیا کے شہر یوگیا کرتا میں بین الاقوامی اجلاس ہوا تھا جس کے حتمی اعلامیہ میں بین الاقوامی انسانی حقوق کو جینڈر شناخت اور جنسی رجحان کے حوالے سے اصول مقرر کیے گئے تھے اور اس دستاویز میں بھی ٹرانس جینڈر کی حتمی تعریف نہ کی جا سکی تھی بلکہ صرف یہی لکھا گیا تھا کہ کسی بھی فرد کی اندرونی سوچ ہی اس کی صنف کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ اور اس امر کے حوالے سے اس کی سماجی زندگی میں کپڑوں، گفتگو کا انداز اور معاشرتی آداب کے مطابق اس کی خواہش کو تسلیم کیا جائے گا۔

اس معیار کے مطابق دفعہ (f 2) جینڈر شناخت (صنفی شناخت) کی تعریف کرتا ہے کہ یہ کسی فرد کی اپنی اندرونی انفرادی سوچ کا نتیجہ ہے کہ وہ مرد ہے یا خاتون یا دونوں کا مرکب یا دونوں میں کچھ بھی نہیں۔ اس طرح ہم نے اس قانون میں یوگیا کرتا اصولوں کے مطابق ٹرانس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جینڈر اور جینڈر شناخت کو متعارف کرادیا گیا ہے۔

دفعہ (n 2) میں ٹرانس جینڈر کی تعریف کی گئی ہے کہ اس میں وہ افراد شامل ہیں جو عام عرف میں کھسرا کہلاتے ہیں اور ان میں دونوں اصناف کے جنسی اعضاء کا اظہار ہوتا ہے یا وہ لوگ جو پیدائش کے وقت بطور لڑکا یا مرد شناخت ہوئے مگر بعد میں مردانہ حصوں کی خاصیت ختم کردی گئی یا ہوگئی۔ یا وہ لوگ جن کی معاشرتی عادات واطوار یا تہذیبی توقعات اس اندراج سے مختلف ہوتی ہیں جس کا پیدائش کے وقت ریکارڈ لکھا گیا تھا۔

ابھی انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹ کی توقع اور سفارش ہے کہ ٹرانس جینڈر اور انٹرسیکس افراد کے حوالے سے مزید تخصیص کی جائے اور یہ بھی پابندی لگائی جائے کہ انٹرسیکس افراد کو کسی بھی طبی مداخلت یعنی سرجری یا ہارمونز تھراپی سے بچایا جائے اگر ان کی آزاد مرضی شامل نہ ہو اور یہ اس طوفان میں ایک اور طوفان شامل کرنے کی کوشش ہوگی۔

مغرب کے فلسفے کے تحت جینڈر شناخت ایک ذاتی زندگی اور سوچ ہے جس میں ریاست یا معاشرہ کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مداخلت کرے، اسی لیے مغرب میں جینڈر یا شناخت کو طبی یا عدالتی کاروائی سے دور رکھا گیا ہے اور اسے محض اس فرد کی ذاتی سوچ پر قائم کردیا گیا ہے اور یہی وہ دروازہ ہے جس میں ہم جنس پرستی یا آزادئ جنس یا جنسی رجحان نے قانونی حیثیت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

انڈیا میں 2019ء میں ٹرانس جینڈر تحفظ حقوق قانون منظور کیا ہے لیکن اس میں جنسی یا جینڈر شناخت کو ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ کے فیصلے سے منسلک کیا ہے جو کہ میڈیکل تحقیق وتفتیش کے بعد جاری ہوگا لیکن وطن عزیز میں جینڈر شناخت کو محض اس فرد کی ذاتی خواہش کا نتیجہ قرار دے دیا ہے جو کہ مغرب کی آزاد جنسی معاشرہ کا ایک چربہ ہے۔

دفعہ 3(3) کے مطابق کوئی بھی پاکستانی شہری جو اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ جائے کو حق حاصل ہے کہ وہ خود شناسی کے اصول کے تحت اپنی صنف کو رجسٹرڈ کروائے۔

ابھی پاکستان کو مزید سفارش کی جارہی ہے کہ وہ اس قانون کا اطلاق غیر ملکی مہاجرین اور لوگوں پر بھی کردے جو کہ اپنے ملک میں جاکر کسی وجہ سے نہ کرواسکتے ہوں، یعنی دوسرے ملکوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لوگ کسی بہانے سے پاکستان سے اپنی صنفی شناخت درج کرواسکتے ہیں۔

پاکستان سے مغربی دباؤ کے تحت اس قانون میں ابھی مزید تقاضا کیا جارہا ہے کہ عمر کی حد کو ختم کیا جائے کیوں کہ یہ بچوں کو ساتھ غیر مساویانہ سلوک ہے اوران کے حقوق کی خلاف ورزی ہے اور یہ کہ بچے کے مفاد کو دیکھتے ہوئے اس کی خواہش کا احترام کیا جائے اور اسے جنسی صنف کی تبدیلی کی اجازت دی جائے۔

دفعہ 3 میں یہ بھی حق دے دیا گیا ہے کہ کسی بھی ٹرانس جینڈر کو اس کی اپنی خواہش کے تحت صنفی شناخت کی اجازت دی جاتی ہے اور اس پہچان کو وہ نادرا یا کسی بھی دوسرے سرکاری محکمے مثلاً پاسپورٹ یا تعلیمی دفاتر یا ڈرائیونگ سرٹیفکیٹ اتھارٹی کے پاس درج کرواسکتا ہے اور اس کے لیے اسے کسی عدالتی یا طبی معاونت یا حکم یا تصدیق نامہ کی ضرورت نہ ہے۔اب چونکہ پیدائشی صنفی اندراج کی اہمیت کو ختم کر دیا گیا ہے اور دوسرے میڈیکل یا عدالتی فیصلہ کی بھی ضرورت نہ ہے اس لیے وطن عزیز میں ان دفعات سے وہ بیماریاں اور قباحتیں پیدا ہو جائیں گی جو اس وقت آزاد جنسی معاشروں میں موجود ہیں۔ایک اسلامی ملک میں جس کا ایک مکمل آئین بھی لاگو اور نافذ ہے اور جس کے مطابق کوئی قانون بھی اسلامی احکامات کے خلاف تیار اور لاگو نہ کیا جاسکتا ہے۔وہاں اس قسم کے قوانین بہت سا الجھاؤ پیدا کرتے ہیں۔

کیا ایک ٹرانس شخص خود کو عورت لکھوا کر دیگر مرد سے شادی نہ کرسکتا ہے؟ جب کہ وہ حقیقی طور پر خود بھی مرد ہو۔یعنی بالالفاظ دیگر ہم کسی بھی اخلاقی بیماری کو قانونی جواز مہیا کر دیں گے؟ ہم جنس پرستی یا خلاف صنف ماحول کے لیے یہ قانون خوب صورت فورم بن جائے گا۔

فرض کریں اگر کسی جاب کے لیے ٹرانس لوگوں کے لیے کوٹہ مقرر ہو اور کوئی دیگر شخص اپنا اندراج ٹرانس کے طور پر کروالے اور وہ جاب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو کیا اس سے ٹرانس لوگوں کی حق تلفی نہ ہوگی؟ اور خصوصی طور پر وہی شخص جاب حاصل کرنے کے بعد اپنی صنف تبدیل کرواسکتا ہے؟ اسی طرح کوئی ٹرانس خود کو عورت درج کروا کر دوسرے مرد سے شادی کے بندھن میں بندھ سکتا ہے اگر چہ وہ عورت نہ ہو تو کیا یہ ہم جنس پرستی نہ ہوگی؟

اور اسی طرح کوئی زنانہ خصوصیات والا فرد خود کو مرد تحریر کروا کر دوسری لڑکی کو اپنی زوجیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں لے سکتا ہے جو کہ ہم جنس پرستی کا نمونہ ہوگا۔

اگر بطور مسلمان ہم اپنے دین کو بغور پڑھیں اور سمجھیں تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اسلام میں ٹرانس لوگوں کو انسانیت کے درجے سے نہ نکالا گیا ہے۔ ہاں یہ وعید تو دی ہے کہ کوئی مرد خود کو عورت اور کوئی عورت خود کو مرد یا ان میں سے کوئی فرد خود کو مخنث یا مخنث کی دیگر اصناف میں تبدیل یا ظاہر کرے تو وہ اللہ کی لعنت کا مستحق ہے۔ اس حکم میں پیدائشی مخنث نہیں آتے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو کہ ایک جنس میں ہوتے ہوئے دوسری جنس اختیار کریں یا ظاہر کریں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ایک مخنث گھریلو کام کے لیے آجاتا تھا اس نے کسی موقعہ پر کسی دوسری خاتون کی جسمانی ساخت کا اظہار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو گھر سے نکال دینے کا حکم دیا۔

یہ بنیادی طور پر ٹرانس جینڈر کے حقوق کا تحفظ ہے کہ وہ گھر میں آسکتا ہے لیکن غیر عورتوں یا مردوں کی جسمانی ساخت کے حوالے سے گفتگو نہ کر سکتا ہے اور حقیقت میں یہ بات ہر مرد اور عورت کے لیے بھی حکماً کہی گئی ہے۔

اسی طرح مخنث کو گھر میں آنے کی اجازت صرف اس شرط پہ ہے کہ وہ صنف مخالف کے حوالے سے کسی جسم کو زیر بحث نہ لائے گا کیونکہ اسلام میں پورے معاشرے کو پاکیزہ رکھا جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ تبدیلئ جنس کو ذاتی خواہش پر محمول نہ کیا جائے بلکہ اس کے لیے عدالتی حکم اور میڈیکل معائنہ کو ضروری قرار دیا جائے تاکہ ہم جنس پرستی کی راہ نہ کھل سکے۔ مغربی معاشروں میں جنسی اصناف کے وجود کے علاوہ جنسی رغبت اور اہمیت کو بھی تحفظ اور اہمیت دی گئی ہے کہ یہ ایک انسان کی ذاتی اور انفرادی خواہش ہے جس کا احترام کیا جائے۔ اس کے لیے LGBTQ جیسے الفاظ بولے جاتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی جنس کی طرف ہی جنسی رجحانات رکھتے ہیں یعنی لیزبین Lesbian وہ عورتیں یا عورت نما افراد ہیں جو عورتوں میں ہی جنس پرستی رکھتی ہیں۔ Gay (گے) وہ مرد یا مرد نما فرد ہیں جو کہ مردوں میں ہی جنسی خواہش پوری کرنے کا شوق رکھتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اسی طرح Bisexnal وہ افراد ہیں جو دونوں اصناف سے جنسی خواہش کی تکمیل چاہتے ہیں۔ ٹرانس جینڈر وہ لوگ ہیں جو پیدائشی صنف سے ہٹ کر خود کو دوسری صنف کا جز و سمجھتے ہیں جس کے بارے میں اوپر بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالی نے انسان کو جنسی طور پر دو اصناف میں تقسیم کیا ہے لیکن مغربی معاشرہ نے انسان کو جنسی اصناف کی تقسیم در تقسیم کر کے محض انسان کو جنسی کھلونا بنا دیا ہے۔ اسلامی قانون میں کسی ٹرانس یا مخنث کو بے عزت نہیں کیا گیا۔ اگر کسی اسلامی ملک میں واقعات ہوتے ہیں تو وہ اسلامی قانون کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں اور اس خرابی کا باعث اسلامی قانون نہیں ہے اسلام تو اس بیماری کو پوری قوت کے ساتھ ختم کر دیتا ہے اور ہم جنس پرستی کی کسی بھی طور اجازت نہ دی گئی ہے۔

دفعہ 7 میں وراثت کی تقسیم کا طریقہ تحریر کیا گیا ہے اور اس کی ذیلی دفعہ (iii) میں تحریر ہے کہ اگر کوئی وارث 18 سال سے کم عمر کا ہے تو اس کو وراثت میں حصہ میڈیکل آفیسر کے معائنہ کے بعد دیا جائے گا کہ آیا وہ مرد ہے یا عورت یا درمیانی صنف۔ اگر مردانہ خصوصیات ہوئیں تو وراثت میں مرد کا حصہ ورنہ عورت کا اور درمیانی صنف والے کو مرد اور عورت کا اوسط حصہ وراثت دیا جائے گا۔

اگر وراثت کے لیے طبی معائنہ کیا جا سکتا ہے تو کوئی شخص اگر تبدیلی جنس کے اندارج کے لیے آئے تو اس کا طبی معائنہ تو بدرجہ احسن ضروری ہونا چاہیے۔

سینٹ کے ایک سابقہ اجلاس میں سوال اٹھایا گیا کہ مدونہ قانون 2018ء کے تحت کتنی درخواستیں برائے اندراج تبدیلی جنس آئی ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ 16,500 افراد نے اپنا اندراج عورت کروانے کی درخواستیں دی ہیں جو کہ پیدائشی طور پر مرد تحریر ہوئے تھے۔

اسی طرح پیدائشی اندراج کے مطابق 12,154 عورتوں نے خود کو مرد تحریر کروانا پسند کیا ہے۔ 9 مردوں نے خود کو ٹرانس جینڈر لکھوانے کی اور 21 ٹرانس جینڈر نے مرد تحریر کروانے کی اجازت دی ہیں جبکہ 9 درخواستیں ٹرانس جینڈر کی طرف سے خود کو عورت ظاہر کرنے کی آئی ہیں۔

دفعہ 4 میں معاشرہ کے افراد کو روک دیا ہے کہ وہ کسی بھی فرد سے امتیازی سلوک محض اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ٹرانس ہونے کی وجہ سے نہ کریں اور یہ حکم تعلیمی اداروں، ملازمتوں، کاروبار، جائیداد کی خرید و فروخت محفوظ سفر یا سفری سہولیات، الیکشن، حق رہائش، حق عبادت یا کسی عوامی یا پرائیوٹ اداروں میں کام کرنے یا آنے جانے پر لاگو ہے اور اسی طرح کسی کو اجازت نہ ہے کہ کسی ٹرانس جینڈر کو اسکے گھر یا بیرونی ماحول میں تکلیف یا آزار دے۔ چوتھے باب میں حکومت کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے لیے محفوظ سنٹرز یا رہائش، طبی سہولیات، الگ جیلیں اور روزگار کے مواقع مہیا کریں۔

پانچویں باب میں دوبارہ ان حقوق کا اعادہ کیا گیا ہے جو کہ تیسرے باب میں اختصار سے درج کیے گئے ہیں اور ان کے مطابق ان لوگوں کو عوامی جگہوں پر، خواہ وہ تفریح کے حوالے سے ہیں یا عبادت کے لیے یا کسی بھی اور مقصد کے لیے، جانے سے روکا نہیں جا سکتا کہ وہ مختلف صنف سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں عبادت گاہوں اور حوائج ضروریہ کے لیے بنائی جگہوں یا ایسے ادارے جو کہ کسی مخصوص صنف کے لیے بنائے گئے ہوں وہاں ان کی موجودگی یا آنے جانے کو حساس شرعی احکام کا پابند کیا جانا ضروری ہے۔

دفعہ 17 کے تحت اگر کسی بھی ٹرانس جینڈر کو بھیک مانگنے کے لیے استعمال کرے یا مجبور کرے تو اسے چھ ماہ تک قید اور پچاس ہزار روپے تک جرمانہ کی سزا دی جا سکے گی۔ یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ قبل ازیں پاکستان میں بھیک مانگنے یا منگوانے کے خلاف قوانین موجود ہیں۔ مطلوبہ قوانین کی موجودگی میں کسی ایک seat کے لیے الگ قانون بنانے کی ضرورت نہ تھی۔ اہم بات یہ ہے کہ موجود قوانین پر عملدرآمد مؤثر کیا جائے۔ کیا یہ قرین عقل بات ہے کہ قوانین عمومی طبقہ یا سوسائٹی کے لیے موجود ہیں لیکن اس کے باوجود گلی گلی بھیک مانگنے کا دھندہ موجود ہے تو اس کے بعد ایک خاص طبقہ کے لیے اسی طرز کا ایک اور کاغذی قانون بنا دیا جائے یہ تو امتیازی سلوک اور قوانین ہو جائیں گے جن کا کوئی ماحصل نہ ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ موجود قوانین کا اثر تمام طبقات پر مساوی ہو اور اس پر مضبوط طریقہ سے عملدرآمد کیا جائے۔

اسی نہج پر یہ بھی سوچا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں رہنے والے تمام افراد آئینی حقوق مساویانہ رکھتے ہیں۔ تو پھر مختلف طبقات کے لیے محض کثرت سے قانون سازی غیر مؤثر ہو جاتی ہے۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدالتوں میں جب نزاعی معاملات جاتے ہیں تو مختلف قوانین اور ان کے اثرات کو سامنے رکھ کر فیصلے کیے جاتے ہیں۔ اگر تمام پاکستانیوں کو تمام حقوق آئین کے تحت دیئے گئے ہیں تو ان کا حصول اور نفاذ ایک طور پر ایک ہی فورم کے ذریعہ سب کو یکساں طور پر مہیا کر دیا جائے۔ آئین میں صحت، تعلیم، روزگار، رہائش، تحفظ بابت عزت و جان، حقوق تقریر و تحریر، ووٹ، الیکشن اور جائیداد وغیرہ کے متعلق حقوق تمام شہریوں کو یکساں طور پر مہیا کیے گئے ہیں تخصیص صرف یہ ہے کہ ٹرانس افراد بمطابق حقیقت صنف درج کر دیا جائے اور تہذیبی، معاشرتی اور نظریاتی پس منظر میں ان کو تعلیم، روزگار اور دیگر مواقع مہیا کیے جائیں۔

غیر ملکی قوانین سے تقابلی مطالعہ

آگے بڑھنے سے پہلے چند الفاظ غیر ملکی قوانین بابت ٹرانس افراد کے زیر مطالعہ لانا ضروری ہیں۔

جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے کہ ہمسایہ ملک بھارت میں ملک عزیز سے ایک سال بعد یہی قانون منظور کیا گیا ہے مگر وہاں اندراج صنف کے لیے دو stages مقرر کر دی گئی ہیں۔ اول ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو درخواست ہمراہ متعلقہ دستاویزات پیش کی جائے اور دوسرا طبی معائنہ اور رپورٹ اور پھر حتمی فیصلہ۔ اور اس حکم کی روشنی میں پبلک ریکارڈ میں صنف کا اندراج کیا جائے گا۔ اس پر وہاں عمل درآمد ہو رہا ہے۔

کینیڈا میں صنف کے بارے میں تبدیلی کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ وہاں برتھ سرٹیفکیٹ میں اولاً تبدیلی کے لیے درخواست دی جائے گی۔ اس کے لیے طبی دستاویزات بھی پیش کی جائیں گی کہ کیا واقعتاً جنس تبدیل کی گئی ہے۔

اسی طرح آسٹریلیا میں بھی اولاً برتھ سرٹیفکیٹ پر تبدیلیٔ جنس کا اندراج کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے بھی وہاں میڈیکل علاج اور تبدیلی جنس کے حوالے سے ثبوت طلب کیا جاتا ہے۔ جو کہ sexual reassignment یعنی دوبارہ جنسی تعین کے حوالے سے دو ڈاکٹرز کا تصدیق نامہ لف کیا جانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ یہاں یہ امر بھی اہم ہے کہ تمام بالا مثالوں میں باقاعدہ درخواست، طبی اسناد، اور مقررہ فیس کا داخل کیا جانا بھی ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برطانیہ میں تبدیلی جنس اندراج کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم از کم سابقہ دو سال سے نئی جنس کے طور پر رہ رہے ہوں اور کم از کم دو ڈاکٹرز کا تصدیق نامہ پیش کرنا ضروری ہے کہ تبدیلئ جنس کا عمل اس امیدوار نے گزار لیا ہے۔اٹلی میں صرف ٹرانس افراد کو تبدیلی جنس کے اندارج کی اجازت ہے۔اور اس کے لیے طبی اسناد کی فراہمی بھی ایک شرط ہے۔

امریکہ کی اکثر ریاستوں میں جنس کی تبدیلی کا اندراج برتھ سرٹیفکیٹ میں سب سے پہلے کرایا جائے گا۔اور یہ عمل بھی یا تو ڈاکٹرز کی رپورٹ پر ہوگا یا عدالت کے حکم کے تحت۔اس کے لیے ایک بیان حلفی بھی لیا جاتا ہے جس میں وہ وجوہات درج کی جائیں گی جن کی بنیاد پر تبدیلی جنس کا اندراج ضروری ہے اور یہ بھی لکھا جائے گا کہ اس کا مقصد کوئی دھوکہ دہی نہیں ہے۔

چین میں تبدیلئ جنس کے لیے درخواست کے ساتھ مقامی ہسپتال کا سرٹیفکیٹ پیش کیا جانا لازم ہے اور اس کی تصدیق عدالتی محکمہ سے کرائی جانی ضروری ہے۔مختصر یہ کہ ابھی بھی یورپی یونین کے اکثر ممالک میں باقاعدہ درخواست اور میڈیکل شہادت کا پیش کیا جانا لازم ہے۔اور اسی طرح دوسرے بہت سارے ممالک بھی کاروائی ضابطہ کے مطابق کی جاتی ہے۔

اصلاحی تجاویز

ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء کی مختلف دفعات میں ملک عزیز کے تہذیبی اور نظریاتی پس منظر میں ترامیم کی اشد ضرورت ہے۔دفعہ 3 میں بنیادی ترمیم کی ضرورت ہے جنس کے حوالہ سے خودشناسی یا من چاہی خواہش کو ماہر نفسیات اور میڈیکل اور میڈیکل امداد سے منسلک کیا جائے۔دوم سب سے پہلے برتھ سرٹیفکیٹ میں تبدیلی جنس اور نیا نام فرد۔سوم ایک خاص دورانیہ مقرر کیا جائے کہ بصورت تبدیلئ جنس حالت برقرار رہے۔چہارم ماہر نفسیات اور مقامی ہیلتھ ادارے کی تفصیلی رپورٹ جو تبدیلئ جنس کی تصدیق کرے۔پنجم ضلع کی انتظامی اتھارٹی اس بارے میں حتمی فیصلہ کرے یا عدالت کا فیصلہ لیا جائے۔پھر برتھ سرٹیفکیٹ میں اندراج میں تبدیلی کرکے نیا سرٹیفکیٹ جاری ہو۔جس کی بنیاد پر تمام قانونی دستاویزات 15 دن میں مکمل کی جائیں۔دفعہ 6 کو اس ایکٹ کی بجائے آئین میں ترمیم کرکے شامل اس طرح کیا جائے کہ حکومت اور ریاست کی ذمہ داری ہو ملک کے تمام شہریوں کو ماسوائے (غیر ملکی، مہاجرین اور غیر ملکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ) رہائشی طبی تعلیمی سہولتیں اور دیگر ضروریات بلا امتیاز محفوظ طریقہ سے مہیا کی جائیں۔اور ہر شخص کو بلا امتیاز وتفریق ترقی وتحفظ کے مواقع فراہم کیے جائیں۔دفعہ 7 میں وراثت کا اسلامی قانون تمام مسلمانوں کے لیے ان کی مقررہ فقہ کے مطابق دیا جاوے اور اوسط تعیین بابت وراثت کو ختم کیا جائے اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ کوئی تبدیلی ریکارڈ بابت جنس محض زائد استحقاق حصول ترکہ نہ ہو اور نہ ہی دھوکہ کے لیے ہو۔دفعہ 8 تا 13 محض تماشی ہیں کیونکہ آئین پاکستان 1973ء بلا تخصیص ملک عزیز کے تمام شہریوں کو تمام بنیادی حقوق کی فراہمی کی ضمانت دیتا ہے۔دفعہ 14 میں جنس تخصیص کے حوالہ سے ترمیم کی جائے کہ مساجد اور دیگر عوامی مقامات پر مردوں اور عورتوں کا الگ ہونا قطعیت کے ساتھ قائم رہے۔دفعہ 15 اور 16 میں دیئے گئے حقوق آئین پاکستان 1973ء کے تحت تمام شہریوں کو دیے گئے ہیں اور کوئی بھی قانون و آئین سے بالا دست یا ماورا نہیں ہوسکتا۔دفعہ 17 محض اضافی شق ہے کیونکہ بھیک مانگنا ملک کے دوسرے متعلقہ قوانین میں جرم قرار دیا گیا ہے اس لیے ملک کے تمام بھکاریوں اور ان کے سرپرستوں کے خلاف ایک جیسی تادیبی کاروائی کی جائے جو کہ مؤثر ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتویں فصل

فتاویٰ جات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

47324
۱۰/۳۱

تاریخ: 14 ستمبر 2022

استفتاء

جناب مفتی تقی عثمانی صاحب
دار العلوم کراچی
کورنگی، کراچی

حامدا و مصلیا

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین متین بیچ اس مسئلے کے کہ:

نادرا ریگولیشنز ۲۰۰۲ کی دفعہ ۱۳(۱) میں ترمیم کی گئی. ترمیم کے مطابق مرد (M) اور عورت (F) کے علاوہ تین نئی جنسیں متعارف کروائی گئی ہیں:

1. خصی مرد male eunuch
2. خصی عورت female eunuch
3. یونی سیکس unisex

ان تینوں کو ایک ہی مارکر/نشان (X) کے تحت ان کے مابین بلا تمیز و تفریق شناختی کارڈز جاری کیے جاتے ہیں۔

مذکورہ نئی اضافہ شدہ تینوں جنسیں کیا شریعت میں بھی باقاعدہ تسلیم شدہ بشری جنسیں ہیں؟

ان نئی جنسوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

کیا یہ ترمیم شرعاً درست و جائز ہے؟

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۱/۲۳۱

بینوا و توجروا

سائلین

Rahman
عبد الرحمن ایڈووکیٹ
اسلام آباد
03215175371, 03106667999, 03336667999

شعیب مدنی
کراچی
03002034445

(جواب منسلک ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

NATIONAL DATABASE AND REGISTRATION AUTHORITY (APPLICATION FOR NATIONAL IDENTITY CARD) (AMENDMENT) REGULATION, 2017

[Gazette of Pakistan Extraordinary, Part II,
22nd January, 2018]

S.R.O. 6(KE)/2018, dated 21.7.2017.—

Further to amend the National Database and Registration Authority (Application for National Identity Card) Regulation, 2002.

Whereas it is expedient further to amend the National Database and Registration Authority (Application for National Identity Card) Regulation, 2002;

Now, therefore, in exercise of the powers conferred by section 45 of National Database and Registration Authority Ordinance, 2000, the National Database and Registration Authority is pleased to amend National Database and Registration Authority (Application for National Identity Card) Regulations, 2002, as under:-

1. Short title and commencement.—(1) This Regulation may be called the National Database and Registration Authority (Application for National Identity Card) (Amendment) Regulation, 2017.

(2) It shall come into force at once.

2. Amendment of Regulation 13 National Database and Registration Authority (Application for National Identity Card) Regulation, 2002.—In the National Database and Registration Authority (Application for National Identity Card) Regulations, 2002, existing Regulations 13(1) and 13(2) shall be replaced with:-

"(1) Cards of eunuchs shall be processed under any of three gender options (i) "Male Eunuchs", (ii) "Female Eunuchs" and (iii) "Unisex". This is the choice of applicant to select the gender. Moreover, card holder may apply for modification of gender as per desire or appear ance.

(2) An applicant whose hands/arms are fully amputated shall apply for card through "Fully Amputated" option. Applicant having at least one finger/thumb of any hand shall put the impression of available fingers/ thumbs of hands whereas remaining impressions shall be skipped through "Partially Amputated" option. An applicant whose hands are injured or bandaged due to medical reasons and he/she needs the card urgently, shall apply for card through "Bandaged" option. The applicants whose fingerprints cannot be captured due to chronic skin disease, old age, worn out or fade fingerprints shall apply through "Problematic Fingerprints" option of card processing".

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ ہم نے تمہیں مرد اور عورت کے جوڑوں کی صورت میں پیدا کیا ہے:

{ وخلقنٰکم ازواجا (۸) } [النبا:۸]

"اور تمہیں (مرد و عورت کے) جوڑوں کی شکل میں ہم نے پیدا کیا۔"

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

{ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ (۴۹) أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (۵۰) } [الشوری: ۴۹، ۵۰]

"سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے اور لڑکیاں بھی اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ یقیناً وہ علم کا بھی مالک ہے قدرت کا بھی مالک۔"

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے انسانوں کو جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمایا ہے، بعض کو نر اور بعض کو مادہ پیدا فرمایا ہے۔ نر اور مادہ کے علاوہ کوئی تیسری جنس اللہ تعالی نے پیدا نہیں فرمائی، جیسا کہ حضرات مفسرین نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ حتی کہ حضرات فقہائے کرام نے خنثی، جو نر اور مادہ دونوں کے جنسی اعضاء اور علامات پر مشتمل ہوتا ہے، اس کو بھی غالب علامات کے پیش نظر، نر یا مادہ قرار دے کر، اس پر متعلقہ جنس کے احکام جاری کیے ہیں۔ بلکہ خنثی مشکل، جو مردانہ اور زنانہ دونوں طرح کی جنسی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے، اور کسی ایک جانب کو ترجیح دینے کی ظاہری وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی، اس کے بارے میں بھی حضرات علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ خنثی مشکل اگرچہ ہمارے لیے مشکل ہے، تاہم فی الواقع وہ نر یا مادہ ہی ہوتا ہے، اس لیے شریعت مطہرہ میں نر اور مادہ کے علاوہ تیسری جنس کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ شریعت مطہرہ نے مرد اور عورت کی جنسی تشخص کو برقرار رکھنے اور ان میں تمیز کا سختی سے حکم فرمایا ہے، حتی کہ مرد اور عورت کے لیے ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے کو موجب لعنت قرار دیا ہے۔ اسی طرح احادیث مبارکہ میں خود کو خصی کرنے سے منع کیا گیا ہے، نیز خصی ہونا محض ایک وصف کا ضیاع ہے، اس سے انسان کی جنس نہیں بدلتی، چنانچہ خصی ہونے کے بعد انسان کے جنسی اور تولیدی اعضاء اور جنسی کروموسومز اپنی سابقہ جنس کے مطابق قائم رہتے ہیں، لہذا خصی ہونے سے یا محض ذاتی احساس کی بناء پر اپنی جنس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲

اصل جنس کے خلاف سمجھنے سے شرعی، عقلی اور طبی طور پر حقیقت میں انسان کی جنس نہیں بدلتی، بلکہ وہ اپنی سابقہ جنس پر برقرار رہتا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت میں مرد اور عورت کے علاوہ تیسری جنس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعاً کسی انسان کے لیے اپنی جنس تبدیل کرنا یا خود کو دوسری جنس کی طرف منسوب کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ لہٰذا سوال میں ذکر کردہ نادرا ریگولیشنز میں مذکورہ ترمیم کے اندر نر اور مادہ کے علاوہ نر خصی (male eunuch)، مادہ خصی (female eunuch) اور ماورائے جنس (unisex) کو مرد اور عورت کے علاوہ الگ جنس قرار دینا شریعت کے بالکل خلاف ہے، اور اس کو شریعت کے موافق درست کرنا لازم ہے۔

أحكام القرآن للجصاص ت قمحاوي (٥/ ٢٩٨)

وقوله تعالى وأنه خلق الزوجين الذكر والأنثى من نطفة إذا تمنى قال أبو بكر لما كان قوله الذكر والأنثى اسم للجنس استوعب الجميع وهذا يدل على أنه لا يخلوا من أن يكون ذكرا أو أنثى وأن الخنثى وإن اشتبه علينا أمره لا يخلو من أحدهما وقد قال محمد بن الحسن إن الخنثى المشكل إنما يكون ما دام صغيرا فإذا بلغ فلا بد من أن تظهر فيه علامة ذكر أو أنثى وهذه الآية تدل على صحة قوله آخر سورة النجم.

تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير (٣١/ ١٨٢)

المسألة الثالثة: القسم بالذكر والأنثى يتناول القسم بجميع ذوي الأرواح الذين هم أشرف المخلوقات، لأن كل حيوان فهو إما ذكر أو أنثى والخنثى فهو في نفسه لا بد وأن يكون إما ذكرا أو أنثى، بدليل أنه لو حلف بالطلاق، أنه لم يلق في هذا اليوم لا ذكرا ولا أنثى، وكان قد لقي خنثى فإنه يحنث في يمينه.

تفسير الزمخشري = الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل (٤/ ٧٦٢)

والخنثى، وإن أشكل أمره عندنا فهو عند الله غير مشكل، معلوم بالذكورة أو الأنوثة، فلو حلف بالطلاق أنه لم يلق يومه ذكرا ولا أنثى، ولقد لقى خنثى مشكلا: كان حانثا، لأنه في الحقيقة إمّا ذكرا أو أنثى، وإن كان مشكلا عندنا

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٧/ ٣٢٧)

فالخنثى من له آلة الرجال والنساء، والشخص الواحد لا يكون ذكرا وأنثى حقيقة، فإما أن يكون ذكرا، وإما أن يكون أنثى.

مسند أحمد مخرجا (٤/ ١٤٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳

عن ابن عباس، قال: «لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم، المخنثين من الرجال [ص:١٤٤]، والمترجلات من النساء» قال: فقلت: ما المترجلات من النساء؟ قال: «المتشبهات من النساء بالرجال»

صحيح البخاري (٧/ ٤)

كنا نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، وليس لنا شيء، فقلنا: الا نستخصي؟ " فنهانا عن ذلك، ....واللہ تعالیٰ اعلم

فداءاللہ

فداءاللہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۹ صفر المظفر ۱۴۴۴ھ

۲۶ ستمبر ۲۰۲۲ء

جواب صحیح ہے، اور خنثیٰ کو مرد یا عورت قرار دینے کیلئے مستحکم علامات موجود ہیں جن کے ذریعے اس کی جنس کا تعین کیا جا سکتا ہے، اس لئے اسے تیسری جنس قرار دینا درست نہیں

واللہ سبحانہ اعلم

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۲۹-۲-۱۴۴۴

مفتی — دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح

[illegible]

۱-۳-۱۴۴۴ھ

مفتی — دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح

[illegible]

۱/۳/۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

۱/۳/۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

۱/۳/۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح

[illegible] عفی عنہ

۱-۳-۱۴۴۴ھ

نائب مفتی — دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالافتاء

الجواب صحیح

شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ

۱/۳/۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح

[illegible]

۱/۳/۱۴۴۴ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

DAR-UL-IFTA
Jamia-tur-Rasheed, Karachi
Pakistan, 75950
دارالافتاء جامعۃ الرشید

حوالہ نمبر:17088/44	فتوی نمبر: 77912/62	سائل: عبدالرحمن، ایڈووکیٹ	مجیب: محمد نعمان خالد
مفتی: مفتی محمد صاحب	مفتی: سید عابد شاہ	مفتی: سعید احمد حسن	مفتی:
کتاب: جائز اور ناجائز امور سے متعلق مسائل	باب: جائز اور ناجائز امور سے متعلق متفرق مسائل		تاریخ: 26.9.2022

نادرا ریگولیشنز ۲۰۰۲ کی دفعہ ۱۳ (۱) میں ترمیم کی شرعی حیثیت

نادرا ریگولیشنز ۲۰۰۲ کی دفعہ ۱۳ (۱) میں ترمیم کی گئی. ترمیم کے مطابق مرد (M) اور عورت (F) کے علاوہ مرد اور عورت کے ساتھ تین نئی جنسیں متعارف کروائی گئی ہیں:

① خصی مرد: male eunuch

② خصی عورت: female eunuch

③ یونی سیکس: unisex

ان تینوں کو ایک ہی مارکر/نشان (X) کے تحت ان کے مابین بلا تمیز و تفریق شناختی کارڈز جاری کیے جاتے ہیں، مذکورہ نئی اضافہ شدہ تینوں جنسیں کیا شریعت میں بھی باقاعدہ تسلیم شدہ بشری جنسیں ہیں؟ ان نئی جنسوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ ترمیم شرعاً درست اور جائز ہے؟

الجواب باسم ملہم الصواب

قرآنِ کریم میں انسان کی صرف دو انواع یعنی مذکر اور مؤنث کا ہی ذکر کیا گیا ہے اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے انسان سمیت تمام جانوروں کی مذکر اور مؤنث دو ہی جنسیں بنائی ہیں، ان کے علاوہ کسی اور جنس کا ذکر قرآن وحدیث اور مذاہب اربعہ (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) کی کتب میں کہیں نہیں ملتا، چنانچہ انسان کی صرف دو جنسیں ہونے پر قرآن وحدیث میں صریح دلائل موجود ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد فرمایا:

القران الکریم [الحجرات:13]:

{يَاأَيُّهَاالنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا}

ترجمہ: اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔

آسان ترجمہ قرآن [الحجرات: 13]

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

DAR-UL-IFTA
Jamia-tur-Rasheed, Karachi
Pakistan, 75950
دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

دوسری دلیل:

اللہ تعالی نے سورۂ نساء میں ارشاد فرمایا:

القرآن الکریم [النساء:1]:

{یاأیها النّاسُ اتَّقوا رَبَّکُمُ الَّذِي خَلَقَکُم مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنهَا زَوجَهَا وبث منهما رجالا کثیرا ونساء}

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلادیں۔ آسان ترجمہ قرآن [النساء: 1]

تیسری دلیل:

اللہ تعالی نے سورۂ فاطر میں رشاد فرمایا:

القرآن الکریم [فاطر:11]:

{وَاللهُ خَلَقَکُم مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَکُمْ أَزْوَاجًا}

ترجمہ: اور اللہ تعالی نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنا دیا۔

آسان ترجمہ قرآن [فاطر: 11]

ان کے علاوہ اور بھی آیات مبارکہ میں سے بعض میں صراحتاً اور بعض میں اشارتاً انسانوں کی صرف دو جنسوں یعنی مذکر اور مؤنث کا ہی ذکر ملتا ہے۔

چوتھی دلیل:

شریعت کے تمام احکام بھی مرد و عورت سے ہی متعلق ہیں، اسی لیے قرآن وحدیث میں شرعی احکام میں مرد یا عورت کو ہی خطاب کیا گیا ہے، چنانچہ چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

القرآن الکریم [البقرة:43]:

{وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ}

القرآن الکریم [النساء:162]:

{وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ}

القرآن الکریم [الأحزاب:33]:

{وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ}

القرآن الکریم [الأحزاب:35,34]:

{وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا (34) إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan

المفتی آن لائن
ALMUFTIONLINE

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

DAR-UL-IFTA
Jamia-tur-Rasheed, Karachi
Pakistan, 75950
دارالافتاء جامعۃ الرشید

وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا]

ان کے علاوہ اور بھی سینکڑوں آیات موجود ہیں، جن میں صرف مردوں یا عورتوں کو خطاب کر کے احکام شریعت کا مکلف بنایا گیا، اسی طرح ہزاروں احادیثِ مبارکہ میں احکام وفضائل دونوں کے باب میں صرف مردوں یا عورتوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

پانچویں دلیل:

اللہ تعالی نے انسانوں کے علاوہ دیگر جانوروں اور پرندوں کی بھی دو ہی جنسیں بیان فرمائی ہیں اور قرآن کریم میں بھی ان کی دو ہی جنسوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، چنانچہ عذاب آنے سے پہلے اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

القران الکریم [هود:40]:

{احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ}

ترجمہ: ہم نے کہا کہ اس کشتی میں ہر قسم کے جانوروں میں سے دو دو کے جوڑے سوار کرلو۔

آسان ترجمہ قرآن [ھود:40]

خنثی کا حکم:

جہاں تک احادیثِ مبارکہ اور فقہائے کرام رحمہم اللہ کی عبارات میں مرد و عورت کے علاوہ خنثی (جس کے دونوں قسم کے جنسی اعضاء ہوں یا دونوں نہ ہوں، اس کو انگلش میں انٹر سیکس (Intersex) کہتے ہیں) کے ذکر کا تعلق ہے تو وہ بھی اپنی حقیقت کے اعتبار سے مرد یا عورت ہوتا ہے، اسی لیے مذاہب اربعہ کے فقہائے کرام رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے کہ اولاً خنثی کو مذکر و مؤنث کی علامات کے پیش نظر مرد یا عورت کی جنس میں ہی داخل کرنے کی کوشش کی جائے گی، البتہ اگر اس کے مرد یا عورت ہونے کی تعیین مشکل ہو جائے تو عدمِ تعیینِ جنس کی وجہ سے اس کو خنثی مشکل شمار کیا جائے گا اور اس پر احتیاط کے تقاضے کے مطابق بعض احکام مردوں والے اور بعض عورتوں والے جاری ہوں گے، جیسے نماز میں عورت کے بیٹھنے کی طرح بیٹھنا، ریشمی کپڑا اور زیور نہ پہننا، حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننا اور کسی مرد یا عورت کے سامنے ستر نہ کھولنا، بغیر محرم کے تنہا سفر نہ کرنا اور کسی نا محرم مرد یا عورت کے ساتھ خلوت نہ کرنا وغیرہ۔

لیکن اب اس شعبہ کے بعض اسپیشلسٹ ڈاکٹروں سے معلومات لی گئیں، جن میں اسلام آباد کے ڈاکٹر

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
AL MUFTI ONLINE

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

DAR-UL-IFTA
Jamia-tur-Rasheed, Karachi
Pakistan, 75950
دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

عنصر جاوید چیئرمین اور سائکالوجسٹ برتھ ڈیفیکٹس فاؤنڈیشن (Chairman and Psychologist Birth Defects Foundation) اور کراچی کے ڈاکٹر فرحان صدیقی کنسلٹنٹ یورالوجسٹ اینڈ انٹرالوجسٹ (Consultant Urologist and Enterologist) کے نام سرِ فہرست ہیں، انہوں نے بتایا کہ خنثیٰ (Intersex) کی ظاہری جنسی اعضاء اور باطنی تولیدی اعضاء کے اعتبار سے چار قسمیں ہوتی ہیں، بعض ظاہری اعتبار سے مرد اور اندرونی نظام کے اعتبار سے عورت ہوتے ہیں، بعض اس کے برعکس ہوتے ہیں اور بعض میں دونوں جنسوں کے ظاہری اور باطنی اعضاء ہوتے ہیں، مگر ان میں سے کسی ایک جنس کے اعضاء میں نقص ہوتا ہے اور بعض کے دونوں قسم کے اعضاء کامل ہوتے ہیں، لیکن بہر حال اب ان چاروں اقسام کے خنثیٰ کا میڈیکل سائنس میں علاج کیا جاتا ہے اور الٹراساؤنڈ، ایکسرے اور دیگر ٹیسٹوں کے ذریعہ ظاہری جنسی اعضاء اور باطنی تولیدی اعضاء جیسے ہارمونز اور کروموسومز وغیرہ کے معائنہ کے بعد خنثیٰ کی جنس مرد یا عورت متعین ہو جاتی ہے، ڈاکٹر عنصر جاوید صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے ایک سو اناسی (179) خنثیٰ بچوں کے آپریشن کیے، اب وہ سب کے سب کامل مرد یا کامل عورت ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اب خنثیٰ مشکل کا وجود تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے، اس لیے اب طبی تحقیق اور معائنہ کے بعد ہر خنثیٰ کو مرد یا عورت کی جنس میں ہی داخل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ فقہائے کرام رحمہم اللہ نے خنثیٰ مشکل سے متعلق مستقل احکام ذکر فرمائے ہیں، جیسا کہ بعض احکام پیچھے ذکر کیے گئے ہیں، مگر اب چونکہ اس کی جنس کی تعیین ہو جاتی ہے، اس لیے اب خنثیٰ کی اس نوع پر بھی مرد یا عورت کے احکام جاری ہوں گے، جیسا کہ غیر خنثیٰ مشکل کا حکم کتبِ فقہ میں مذکور ہے۔ اس کے علاوہ خصی ہونے سے شرعی اور طبی اعتبار سے انسان کی جنس نہیں بدلتی، بلکہ وہ شخص شرعاً اپنی پیدائشی جنس پر برقرار رہتا ہے، نیز خصی ہونے میں ایک انسانی وصف کا ضیاع ہے، جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

خلاصہ یہ کہ شرعی اور فطری دونوں اعتبار سے انسان کی مرد و عورت صرف دو ہی جنسیں ہیں، کائنات میں انسان کی کسی تیسری جنس کا کوئی وجود نہیں ہے، لہٰذا سوال میں ذکر کردہ نادرا ریگولیشنز میں مرد و عورت کے علاوہ یونی سیکس (unisex)، خصی مرد اور خصی عورت کی جنس کا اضافہ کرنا اور ہر شخص کی جنس اس کی مرضی کے مطابق لکھنا جائز نہیں ہے۔

یہ اضافہ درحقیقت ٹرانس جینڈر پرسن کے قانون "Transgender Persons (Protection of Rights)" پر عمل درآمد کرتے ہوئے کیا گیا ہے اور اس قانون میں ہر مرد و عورت

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

DAR-UL-IFTA
Jamia-tur-Rasheed, Karachi
Pakistan, 75950
دارالافتاء جامعۃ الرشید

(خواہ وہ اپنے جنسی اعضاء کے اعتبار سے کامل ہو یا ناقص) کو اپنی جنس کی تبدیلی اور تعیین کا اختیار دیا گیا ہے، جبکہ اپنے ذاتی احساسات و رجحانات اور خصوصیات کی بنیاد پر اپنی پیدائشی جنس کے علاوہ کسی دوسری جنس کے ساتھ اپنی شناخت کروانا واضح طور پر قرآن وسنت کی تعلیمات کے مخالف ہے، کیونکہ کسی فرد کے مرد یا عورت ہونے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کے مطابق کیا ہے، اس میں کسی انسان کی مرضی، منشاء اور ذاتی احساسات و رجحانات اور خصوصیات کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، چنانچہ مسلم شریف کی حدیثِ صحیح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان منقول ہے کہ ماں کے پیٹ میں نطفہ کو جب بیالیس دن گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جو اس کی شکل وصورت، اعضاء، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے، پھر وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے کہ یارب! اس کو مذکر بنانا ہے یا مؤنث؟ تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق اس کے مذکر یا مؤنث ہونے کا فیصلہ فرماتے ہیں، دیکھیے عبارت:

صحیح مسلم (4/2037)، رقم الحدیث: 2645، دار إحياء التراث العربي، بيروت:

حدثني أبو الطاهر أحمد بن عمرو بن سرح، أخبرنا ابن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث، عن أبي الزبير المكي، أن عامر بن واثلة، حدثه أنه سمع عبد الله بن مسعود، يقول: الشقي من شقي في بطن أمه والسعيد من وعظ بغيره، فأتى رجلا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقال له: حذيفة بن أسيد الغفاري، فحدثه بذلك من قول ابن مسعود فقال: وكيف يشقى رجل بغير عمل؟ فقال له الرجل: أتعجب من ذلك؟ فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: "إذا مر بالنطفة ثنتان وأربعون ليلة، بعث الله إليها ملكا، فصورها وخلق سمعها وبصرها وجلدها ولحمها وعظامها، ثم قال: يا رب أذكر أم أنثى؟ فيقضي ربك ما شاء، ويكتب الملك، ثم يقول: يا رب أجله، فيقول ربك ما شاء، ويكتب الملك، ثم يقول: يا رب رزقه، فيقضي ربك ما شاء، ويكتب الملك، ثم يخرج الملك بالصحيفة في يده، فلا يزيد على ما أمر ولا ينقص".

اس سے معلوم ہوا کہ کسی انسان کا مرد یا عورت ہونا خالص اللہ تعالیٰ کا تکوینی اور تشریعی فیصلہ ہے اور انسانوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کی پہچان انسان کے ظاہری جنسی اعضاء اور باطنی تولیدی اعضاء پر رکھی گئی ہے اور مرد وعورت سے متعلقہ شریعت کے تمام احکام کی بنیاد بھی اسی پر ہے، لہٰذا جس انسان کے جنسی اعضاء مردوں والے ہوں شریعت کی نظر میں وہ مرد ہوگا اور مردوں سے متعلق تمام احکام پر عمل کرنا اس پر لازم ہوگا اور جس کے مذکورہ اعضاء عورتوں والے ہوں تو شرعاً اس کو عورت شمار کیا جائے گا اور عورتوں سے متعلقہ تمام احکام اس پر لاگو ہوں گے۔ لہٰذا کسی بھی فرد کو اس کے ذاتی احساسات اور رجحانات کی بنیاد پر جنس کی شناخت کا اختیار دینا اور اس کے مطابق اس کی جنس کی رجسٹریشن کرنا بالکل جائز نہیں۔

| P a g e 5

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
AL MUFTI ONLINE

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

DAR-UL-IFTA
Jamia-tur-Rasheed, Karachi
Pakistan, 75950
دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

یہ بھی واضح رہے کہ شریعت کے اس اہم مسئلہ میں نادرا کے لیے ٹرانس جینڈر کا قانون عذرِ شرعی نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون خود قرآن وسنت اور آئینِ پاکستان کے صریح متصادم ہے، کیونکہ پاکستان کے آئین میں تصریح ہے کہ پاکستان میں کوئی بھی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا، نیز شریعت کے خلاف کام میں حاکم کی اطاعت جائز نہیں ہوتی، چنانچہ معجم طبرانی کی روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" یعنی خالق کی نافرمانی والے کام میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ لہذا شریعت اور آئینِ پاکستان کی رُو سے نادرا کو اس قانون پر عمل کرنے کی بجائے شریعت اور آئینِ پاکستان کا سہارا لیتے ہوئے اس قانون کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کا راستہ اختیار کرنا چاہیے، خصوصاً جبکہ اس قانون کے خلاف پاکستان کے معتبر ادارے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات بھی آچکی ہیں۔

للعجم الكبير للطبراني (170/18، رقم الحديث: 381) مكتبة ابن تيمية - القاهرة:

حدثنا محمد بن علي الصائغ المكي، ثنا يعقوب بن حميد، ثنا يحيى بن سليم، عن هشام بن حسان، عن الحسن، عن عمران بن حصين قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق»

القرآن الكريم: [النساء: 119-121]:

{وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا (119) يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا (120) أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا}

صحيح البخاري (156/5) دار طوق النجاة:

حدثنا الحميدي، سمع سفيان، حدثنا هشام، عن أبيه، عن زينب بنت أبي سلمة، عن أمها أم سلمة رضي الله عنها، دخل علي النبي صلى الله عليه وسلم، وعندي مخنث، فسمعته يقول لعبد الله بن أبي أمية: يا عبد الله، أرأيت إن فتح الله عليكم الطائف غدا، فعليك بابنة غيلان، فإنها تقبل بأربع، وتدبر بثمان، وقال النبي صلى الله عليه وسلم: «لا يدخلن هؤلاء عليكن»

المعجم الكبير للطبراني (252/11 رقم الحديث: 11647) مكتبة ابن تيمية – القاهرة:

حدثنا أحمد بن الجارودي الأصبهاني، ومحمد بن صالح بن الوليد النرسي، قالا: ثنا مالك بن سعد القيسي، ثنا روح بن عبادة، ثنا زكريا بن إسحاق، عن عمرو بن دينار، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء، ولعن المتشبهات من النساء بالرجال»

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector. 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

DAR-UL-IFTA
Jamia-tur-Rasheed, Karachi
Pakistan, 75950
دارالافتاء جامعۃ الرشید

محمد بن مفرج الحنبلي (المتوفى:763هـ) مؤسسة الرسالة:

باب ميراث الخنثى: وهو من له شكل ذكر رجل وفرج امرأة، فإن بال أو سبق بوله من ذكره فهو ذكر، نص عليه، وعكسه أنثى، وإن خرج منهما معا اعتبر أكثرهما، فإن استويا فمشكل.

الحاوي الكبير (168/8) دار الكتب العلمية، بيروت:

قال الشافعي: الخنثى هو الذي له ذكر كالرجال وفرج كالنساء أو لا يكون له ذكر ولا فرج ويكون له ثقب يبول منه، وهو وإن كان مشكل الحال فليس يخلو أن يكون ذكرا أو أنثى، وإذا كان كذلك، نظر، فإن كان يبول من أحد فرجيه فالحكم له، وإن كان بوله من ذكره فهو ذكر يجري عليه حكم الذكور في الميراث وغيره ويكون الفرج عضوا زائدا وإن كان بوله من فرجه فهو أنثى يجري عليه أحكام الإناث في الميراث وغيره ويكون الذكر عضوا زائدا الرواية الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس عن النبي - صلى الله عليه وسلم - أنه سئل عن مولود ولد له ما للرجال وما للنساء فقال - صلى الله عليه وسلم - يورث من حيث يبول.

المعونة على مذهب عالم المدينة (ص:1657) أبو محمد عبد الوهاب بن علي بن نصر الثعلبي البغدادي المالكي (المتوفى:422هـ) المكتبة التجارية، مكة المكرمة:

الخنثى يعتبر منها بالمبال، فإن بال من الذكر حكم له بحكم الذكر، وإن بال من الفرج حكم بحكم الأنثى، وإن بال منهما جميعا فهو الخنثى المشكل فيكون له نصف ميراث الذكر ونصف ميراث الأنثى متفق عليه.

الإقناع في مسائل الإجماع (104/2) علي بن محمد بن عبد الملك الكتامي الحميري الفاسي، أبو الحسن ابن القطان (المتوفى:628هـ) الفاروق الحديثة للطباعة والنشر:

وأجمع كل من يحفظ عنه من أهل العلم على أن الخنثى يورث من حيث يبول، إن بال من حيث يبول الرجل ورث ميراث الرجال، وإن بال من حيث تبول المرأة ورث ميراث المرأة، وهو قول الكوفة وسائر أهل العلم.

الدر المختار مع حاشية ابن عابدين (727/6) دار الفكر-بيروت:

وهو ذو فرج وذكر أو من عرى عن الاثنين جميعا، فإن بال من الذكر فغلام، وإن بال من الفرج فأنثى وإن بال منهما فالحكم للأسبق، وإن استويا فمشكل، ولا تعتبر الكثرة.

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد نعمان خالد

دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

2/ربیع الاول 1444ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan
المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی فرد کیلئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اپنی جنس تبدیل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا خنثیٰ اپنی جنس تبدیل کرواسکتا ہے یا نہیں؟

نیز یہ بھی بتلادیں کہ شریعت میں مرد اور عورت کے علاوہ کسی اور جنس کا تصور ہے یا نہیں؟ اگر مرد اور عورت کے علاوہ کوئی اور جنس ہے تو وہ کونسی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجَوَابُ حَامِداً وَّمُصَلِّیاً

(۱)۔۔۔واضح رہے کہ اگر ایک انسان اپنے داخلی اور خارجی اعضاء کے اعتبار سے کامل طور پر ایک جنس کا ہو یعنی مکمل مرد ہو یا مکمل عورت ہو تو اسکے لیے آپریشن یا ادویات کے ذریعے جنس تبدیل کرنا "تغییر خلق اللہ" ہے جو قرآن وحدیث کی رو سے ناجائز اور حرام ہے، نیز حدیث شریف میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی گئی ہے، جب صرف دوسری جنس کی مشابہت اختیار کرنا لعنت کا باعث ہے تو باقاعدہ اپنی جنس تبدیل کرکے دوسری جنس اختیار کرلینا بطریق اولی لعنت کا سبب ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کسی مرد میں کچھ زنانہ جسمانی علامتیں ہوں یا کسی عورت میں کچھ مردانہ جسمانی علامتیں ہوں تو ان زنانہ علامتوں کو ختم کرکے مرد کا کامل مرد بننا اور مردانہ علامتوں کو ختم کرکے عورت کا کامل عورت بننا شرعاً جائز ہے خواہ یہ عمل آپریشن کے ذریعے ہو یا ادویات کے ذریعے، اس لیے کہ مرد میں زنانہ علامات کا پایا جانا یا عورت میں مردانہ علامات کا پایا جانا ایک عیب ہے اور عیب کا ازالہ کرنا شرعاً جائز ہے لہذا اس صورت میں اپنی جنس کی درستگی کا عمل "تبدیلی جنس" نہیں بلکہ "تعیینِ جنس" یا "تصحیح جنس" کہلائے گا البتہ اس صورت میں جب کسی مرد میں مردانہ علامات غالب ہوں لیکن کچھ زنانہ جسمانی علامتیں بھی ہوں تو اسکے لیے مردانہ صلاحیتوں کو ختم کرکے مکمل عورت بننا یا جب کسی عورت میں زنانہ خصوصیات کے ساتھ کچھ مردانہ جسمانی علامتیں بھی ہوں تو اسکے لیے زنانہ خصوصیات کو ختم کرکے مکمل مرد بننا شرعاً ناجائز ہے خواہ یہ عمل آپریشن کے ذریعے کیا جائے یا ادویات کے ذریعے، کیونکہ یہ دونوں صورتیں ازالہ عیب میں داخل نہیں بلکہ یہ تغییر خلق اللہ ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص میں مردانہ اور زنانہ علامات برابر ہوں (مثلاً مذکر اور مؤنث دونوں کی

الجامعۃ الاشرفیہ
دار الافتاء
فیروز پور روڈ لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرمگاہ ہو) یا دونوں شرمگاہ نہ ہوں جس کی وجہ سے اسکی جنس کا تعین نہ ہو سکے جس کو اصطلاح میں خنثیٰ مشکل کہا جاتا ہے تو ایسے شخص کا آپریشن یا علاج کے ذریعے کسی ایک جنس کو غالب کر کے مکمل مرد یا مکمل عورت بن جانا شرعاً جائز ہے کیونکہ بیک وقت مردانہ اور زنانہ علامات کا ہونا عیب ہے، پھر اس عمل کے بعد اس پر اُسی جنس کے احکام جاری ہونگے جو غالب ہے۔

لیکن آپریشن یا علاج کے ذریعے کوئی جنس متعین کروائے بغیر محض مردوں یا عورتوں والا حلیہ اختیار کر لینے سے یا خود کو مرد یا عورت کہہ دینے سے وہ شخص مرد یا عورت نہیں بن جائے گا بلکہ خنثیٰ مشکل ہی رہے گا اور اس پر خنثیٰ مشکل کے ہی احکام جاری ہونگے۔

(۲)۔۔۔قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تمہیں (مرد و عورت) کے جوڑوں کی صورت میں پیدا فرمایا ہے چنانچہ مفسرین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ انسان کی جنس مذکر اور مؤنث میں منحصر ہے، مذکر اور مؤنث کے علاوہ کوئی تیسری جنس شرعاً ثابت نہیں ہے حتی کہ فقہاء کرام نے خنثیٰ کو بھی غالب علامات کے پیش نظر مرد یا عورت قرار دے کر اس پر مردوں اور عورتوں والے احکام ہی جاری کیے ہیں بلکہ خنثیٰ مشکل جس میں مردانہ اور زنانہ دونوں علامات اور خصوصیات ہوں اور کسی ایک جانب کو ترجیح دینا ممکن نہ ہو اسکے بارے میں بھی علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ خنثیٰ مشکل اگرچہ ہمارے لیے مشکل ہے لیکن حقیقت میں اللہ کے ہاں وہ مرد یا عورت ہی ہوتا ہے اس لیے شریعت مطہرہ میں مذکر اور مؤنث کے علاوہ تیسری جنس کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔

البتہ خنثیٰ مشکل کے ظاہری احکام کو دیکھا جائے تو فقہاء کرام نے اسکے لیے الگ سے احکام ذکر کیے ہیں جن میں سے بعض احکام مردوں والے اور بعض احکام عورتوں والے ہیں مثلاً نماز میں عورت کے بیٹھنے کی طرح بیٹھنا، ریشمی کپڑا اور زیور نہ پہننا، حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننا، بغیر محرم کے تنہا سفر نہ کرنا، میراث میں اسکو مرد اور عورت فرض کر کے اقل (کمتر) حصہ دینا وغیرہ، تو ان احکام کے اعتبار سے خنثیٰ مشکل کو تیسری جنس قرار دیا جا سکتا ہے لیکن واقع اور نفس الامر کے اعتبار سے خنثیٰ مشکل کوئی الگ جنس نہیں ہے۔

لقوله تعالى ,سورة النساء, رقم الاية118,119:

لَعَنَهُ ٱللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ ءَاذَانَ ٱلْأَنْعَٰمِ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ ٱللَّهِ وَمَن يَتَّخِذِ ٱلشَّيْطَٰنَ وَلِيًّا مِّن دُونِ ٱللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا

الجامعة الاشرفیہ دار الافتاء فیروز پور روڈ لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفی صحیح البخاري،رقم الحديث 5587 (5/2216):

حدثنا عثمان: حدثنا جرير، عن منصور، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبد الله:(لعن الله الواشمات والمستوشمات، والمتنمصات، والمتفلجات، المغيرات خلق الله تعالى). ما لي لا ألعن من لعن النبي صلى الله عليه وسلم، وهو في كتاب الله: {وما أتاكم الرسول فخذوه}

وفی صحیح البخاري،رقم الحديث5546(5/2207):

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال:لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال

وفی تنویر الابصار والدر المختار،کتاب الخنثی،ط ایچ ایم سعید (6/ 727):

(وهو ذو فرج وذكر أو من عرى عن الاثنين جميعا، فإن بال من الذكر فغلام، وإن بال من الفرج فأنثى وإن بال منهما فالحكم للأسبق، وإن استويا فمشكل، ولا تعتبر الكثرة) خلافا لهما، هذا قبل البلوغ (فإن بلغ وخرجت لحيته أو وصل إلى امرأة أو احتلم) كما يحتلم الرجل (فرجل، وإن ظهر له ثدي أو لبن أو حاض أو حبل أو أمكن وطؤه فامرأة، وإن لم تظهر له علامة أصلا أو تعارضت العلامات فمشكل) لعدم المرجح

وفی تفسیر ابن عطية،المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز،ط دار الكتب العلمية بيروت (2/ 115):

وملاك تفسير هذه الآية(فليغيرن خلق الله): أن كل تغيير ضار فهو في الآية، وكل تغيير نافع فهو مباح

(۲) لقوله تعالى،سورة النبأ،رقم الاية8:

﴿وَخَلَقْنَٰكُمْ أَزْوَٰجًا﴾

وفی أحکام القرآن للجصاص ،دار احیاء التراث العربی بیروت(5/ 298):

وقوله تعالى وأنه خلق الزوجين الذكر والأنثى من نطفة إذا تمنى قال أبو بكر لما كان قوله الذكر والأنثى اسم للجنس استوعب الجميع وهذا يدل على أنه لا يخلوا من أن يكون ذكرا أو أنثى وأن الخنثى وإن اشتبه علينا أمره لا يخلو من أحدهما وقد قال محمد بن الحسن إن الخنثى المشكل إنما يكون ما دام صغيرا فإذا بلغ فلا بد من أن تظهر فيه علامة ذكر أو أنثى وهذه الآية تدل على صحة قوله أخر سورة النجم

وفی تفسیر الزمخشري، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل،ط دار الكتاب العربی بیروت(4/ 762):

والخنثى، وإن أشكل أمره عندنا فهو عند الله غير مشكل، معلوم بالذكورة أو الأنوثة، فلو حلف بالطلاق أنه لم يلق يومه ذكرا ولا أنثى،

الجامعة الاشرفیہ دار الافتاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولقد لقي خنثى مشكلا: كان حانثا، لأنه في الحقيقة إمّا ذكرا أو أنثى، وإن كان مشكلا عندنا

وفی الفتاوی الهندية،كتاب الخنثى،الفصل الثانی،ط رشيديه (6/ 438):

الأصل في الخنثى المشكل أن يؤخذ فيه بالأحوط والأوثق في أمور الدين وأن لا يحكم بثبوت حكم وقع الشك في ثبوته ... ويجلس في صلاته كجلوس المرأة، كذا في الكافي... ويكره له أن يلبس الحلي وأراد به ما بعد البلوغ بالسن إذا لم تظهر به علامة يستدل بها على كونه رجلا أو امرأة ويكره له لبس الحرير أيضا، كذا في التتارخانية ...ويكره له أن ينكشف قدام الرجال أو قدام النساء وأن يخلو به غير محرم من رجل أو امرأة وأن يسافر من غير محرم. وإن أحرم وقد راهق قال أبو يوسف - رحمه الله تعالى -: لا علم لي في لباسه، وقال محمد - رحمه الله تعالى -: يلبس لباس المرأة، كذا في الكافي ....

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حذیفہ حبیب

متخصص فی الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۲ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ/29 ستمبر 2022ء

الجواب صحیح

محمد افتخار بیگ عفی عنہ

۲ / ۳ / ۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح

۲ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

29 - 9 - 2022

الجواب صحیح

محمد زکریا

۲ / ۳ / ۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح

دار الافتاء الجامعۃ الاشرفیۃ

دار الافتاء

83/147

۱۴۴۴/۳/۲

29-9-2022

الجامعۃ الاشرفیۃ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ٹرانسجینڈر(Transgender)کی شرعی حیثیت؟

دارالافتاء اہلسنت

ریفرنس نمبر:Sar7961 تاریخ: 10-08-2022

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ Transgender قانون کیاہے؟کیونکہ سننے میں یہ آرہاہے کہ اس قانون کے ذریعے کوئی بھی شخص اپنی جنس یااپنی جنسی شناخت تبدیل کر سکتاہے، یعنی کوئی بھی مرد اگر یہ کہے کہ میری جنسی شناخت مرد سے عورت لکھ دی جائے، توبغیر کسی میڈیکل ثبوت کے صرف اس کے کہنے پر ادارہ جنس تبدیل کرنے کا پابند ہوگا، جس کے بعد وہ شخص عورت تصور کیا جائے گااوراس پر تمام قوانین عورتوں کے لاگو ہوں گے، حتی کہ وہ خواتین کے تعلیمی اداروں میں داخلہ لے سکے گا، وہ کسی مرد سے نکاح کر سکے گا، اس کاوراثت میں وہی حق تسلیم کیاجائے گاجو قانونی طور پر کسی عورت کا ہوتا ہے۔تواس طرح قانون کی وجہ سے ہم جنس پرستی کوجواز مل جائے گا، توکیاکسی بھی اسلامی حکومت کے لئے یہ جائزہے کہ وہ اس قسم کی قانون سازی کرے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس سوال کے جواب میں ہم تین اعتبار سے گفتگو کریں گے۔

(1)ٹرانسجینڈر(Transgender)کسے کہتے ہیں؟

(2)اس قانون کے نفاذ پر شرعی طور پر لازم آنے والی چند خرابیاں؟

(3)کیاکسی بھی اسلامی حکومت کے لئے اپنے ملک میں ایساکوئی قانون نافذ کرنا، جائزہے؟

(1)ٹرانسجینڈر(Transgender)کسے کہتے ہیں؟

ٹرانسجینڈر ایک جدید مغربی اصطلاح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لفظ "Transgender" دو الفاظ سے مرکب ہے۔
Trans کے معنی "**منتقل**" یا "**تبدیل**" کرنا، جبکہ gender کے معنی "**جنس**" کے ہیں۔
مندرجہ ذیل تعریف اقوامِ متحدہ کی دستاویز سے لی گئی ہے۔
مرد یا عورت جو اپنی پیدائشی جنسی شناخت سے انحراف کر کے اپنی جنسی شناخت (Gender Identity) بدل لیتے ہیں۔ مثلاً مرد سے عورت یا خنثیٰ، یا عورت سے مرد یا خنثیٰ یا بے جنس ہونا چاہتے ہیں یا اس کے علاوہ کوئی دوسری جدید شناخت اختیار کرتے ہیں۔
ان میں سے بعض طبی طریقہ کار کو اختیار کرتے ہوئے ہارمون تھیراپی یا سرجری وغیرہ بھی کروا لیتے ہیں۔ انہیں ٹرانس سیکشوئل (Transsexual) بھی کہا جاتا ہے۔
اور بعض صرف پیدائشی جنس سے مختلف Gender Expression یعنی جنسی اظہار کرتے ہیں یعنی وضع قطع، حلیہ، لباس اور اطوار بدل لیتے ہیں۔ انہیں کراس ڈریسر (Cross Dresser) بھی کہا جاتا ہے۔

(2) اس قانون کے نفاذ پر شرعی طور پر لازم آنے والی چند خرابیاں

لفظ **ٹرانسجینڈر** کے کثیر المعانی ہونے اور سوال میں کی گئی وضاحت کو سامنے رکھتے ہوئے **ایسے کسی بھی قانون میں ضروری، شرعی قیودات کو شامل کیے بغیر مطلق رکھ کر بنانے اور نافذ کرنے میں جو بہت سی شرعی خرابیاں لازم آئیں گی، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:**

1. جھوٹ اور دھوکا دہی کا راستہ کھل جائے گا۔
2. احکامِ شرع کے نفاذ میں مشکل ہو گی۔
3. اعضاء کو کاٹتے ہوئے تغییر لخلق اللہ اور مثلہ (یعنی خلقت تبدیل کرنے) کا راستہ کھل جائے گا۔
4. ہم جنس پرستی کو فروغ ملے گا۔
5. مرد و عورت کا ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا قانونی طور پر جائز ہو جائے گا۔
6. بے پردگی و بے حیائی کو فروغ ملے گا۔

(1) جھوٹ اور دھوکا دہی کا راستہ کھل جائے گا:

اس قانون کے نتیجے میں کوئی بھی شخص اپنے لیے مخنث ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے، جبکہ حقیقت میں وہ مرد و عورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کچھ بھی ہو سکتا ہے اور اس کے اس دعوے کو محض اس کے گمان پر یقین رکھتے ہوئے بغیر کسی ثبوت اور شرعی طریقہ کار کو اختیار کیے بغیر مان لیا جائے گا، تو اس میں صریح جھوٹ اور دھوکے کا راستہ کھل جائے گا، جبکہ جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا دونوں ہی ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ یعنی: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

(سورہ آل عمران، آیت 61)

رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جھوٹ کے متعلق فرمایا: "ایاکم والکذب، فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وان الرجل لیکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا" ترجمہ: جھوٹ سے بچو، کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جانے کا سبب ہیں۔ کوئی شخص جھوٹ بولتا اور سوچتا رہتا ہے حتّٰی کہ اللہ کی بارگاہ میں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب، جلد 2، صفحہ 339، مطبوعہ لاھور)

اور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دھوکا دینے والوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "من غشنا فلیس منا" ترجمہ: جو ہمیں دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں۔"

(الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 70، مطبوعہ کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: "غدر و بد عہدی مطلقاً سب سے حرام ہے مسلم ہو یا کافر، ذمی ہو یا حربی، مستامن ہو یا غیر مستامن، اصلی ہو یا مرتد۔" **(فتاوی رضویہ، جلد 14، صفحہ 139، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)**

اور مزید یہ کہ حقیقی خُنثٰی میں سے بھی کون مرد اور کون عورت کے حکم میں ہو گا؟ اس کا فیصلہ تو شریعتِ مطہرہ نے کرنا ہے اور شریعت مطہرہ میں اس کا ایک مکمل طریقہ کار موجود ہے، لہٰذا اسی طریقے کو سامنے رکھ کر ہی طے کیا جا سکے گا کہ کون کس قسم سے تعلق رکھتا ہے، تو جب حقیقی مُخنّث میں بھی یہ لازم ہے کہ شریعت کے وضع کردہ طریقے کو اپنایا جائے، تو جس کے اوّلاً مُخنّث ہونے میں ہی شک ہو، تو اس میں اس طریقے کو چھوڑ کر محض گمان کرنے یا کسی کے کہہ دینے پر ہی فیصلہ کرنا، بالکل بھی درست نہیں، بلکہ ایسا کرنے میں شریعت مطہرہ کے احکام کی خلاف ورزی لازم آئے گی، جبکہ ہر شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرنے کا پابند ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(2) اَحکامِ شَرع کے نِفاذ میں مشکل ہوگی:

خُنثیٰ ہونے کا غلط دعویٰ مان لینے سے یہ ہوگا کہ ظاہری اعتبار سے اس پر خُنثیٰ کے اَحکام لاگو ہو جائیں گے، حالانکہ حقیقتِ حال اس سے مختلف ہوگی یعنی وہ شریعت کے ان اَحکامات کا مخاطب نہ ہوگا اور پھر خُنثیٰ ہونے کا دعویٰ کرلینے کے بعد اس قانون کے تحت چونکہ کوئی بھی مرد خود کو عورت اور کوئی بھی عورت خود کو مرد قرار دے سکتی ہے، تو اس کے بعد اَحکامِ شرعیہ کے نفاذ میں مُشکلات پیدا ہوں گی۔ جیسا کہ وراثت کہ اس میں خُنثیٰ کے اَحکام جُدا ہیں کہ ان کے جسم میں پائی جانے والی علامتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جائے گا کہ انہیں مرد کے اعتبار سے وراثت دینی ہے یا عورت کے اعتبار سے اور یونہی جو حقیقت میں عورت ہے، لیکن مرد ہونے کا دعوی کرنے کی بناء پر اسے مرد قرار دیا گیا ہو گا اور جو حقیقت میں مرد ہو گا، اسے اس کے عورت ہونے کا دعوی کرنے کی بناء پر عورت قرار دیا گیا ہو گا، تو ان کی وراثت میں جو حصہ شریعت کے مقرر کردہ اصول و ضوابط کے مطابق بنتا ہو گا، اس کا خلاف کرنا لازم آئے گا، جبکہ میراث اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا حق ہے، جو جس کے لیے جتنا مقرر کیا گیا ہے اسے اتنا ہی ملے گا، جبکہ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مرد یا عورت لکھوانا، بعض صورتوں میں دیگر ورثاء کا مال ناحق کھانے کو لازم کرے گا، جبکہ قرآن و حدیث میں اس کی شدید ممانعت بیان فرمائی گئی ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ ﴾ ترجمہ کنز الایمان: "اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔" (سورۃ بقرہ، آیت 188)

وراثت میں مردوں اور عورتوں کے حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہونے کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴾ ترجمہ کنز العرفان: مردوں کے لئے اس (مال) میں سے (وراثت کا) حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے، مالِ وراثت تھوڑا ہو یا زیادہ۔ (اللہ نے یہ) مقرر حصہ (بنایا ہے)۔ (سورہ نساء، پارہ 4، آیت 7)

(3) اعضا کو کاٹتے ہوئے تَغْيِيرِ لِخَلْقِ الله اور مُثلہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں خلافِ شرع تبدیلی کرنا)

اس قانون سے جنسی اَعضاء کو تبدیل کروانے کی راہ ملے گی، اس کو سہارا بنا کر اعضاء میں قطع و برید کرنے کا قانونی جواز مل جائے گا اور لوگ اپنے اعضاء کو کاٹتے ہوئے تَغْيِيرِ لِخَلْقِ الله اور مُثلہ کرنے کے جُرم کے مرتکب ہوں گے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے آپ کو خصی کرنا یا مرد و عورت کا اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں ایسی تبدیلی کرنا حرام ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ شیطان نے مردود ہونے کے بعد خدا کی بارگاہ میں ایک بات یہ کہی تھی کہ وہ لوگوں سے کہے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو ضرور بدل دیں گے اور آج اگر آپریشن کے ذریعے جنس تبدیل کروائی جاتی ہے، تو یہ وہی شیطان کے دعوے کی تصدیق اور اس کے حکم پر عمل ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا﴾ ترجمہ کنز العرفان: اور میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں امیدیں دلاؤں گا، تو یہ ضرور جانوروں کے کان چیریں گے اور میں انہیں ضرور حکم دوں گا تو یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے تو وہ کھلے نقصان میں جا پڑا۔

(پارہ 4، سورہ نساء، آیت 119)

مُفَسِّرِ قرآن شیخ الحدیث والتفسیر ابو الصالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "شیطان نے ایک بات یہ کہی کہ وہ لوگوں کو حکم دے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ضرور بدلیں گے۔ یاد رہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں خلاف شرع تبدیلیاں حرام ہیں۔ احادیث میں اس کی کافی تفصیل موجود ہے۔" (تفسیر صراط الجنان، جلد 2، صفحہ 312، 313، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کے بارے میں صحیح مسلم شریف میں ہے: "لعن اللہ الواشمات و المستوشمات و النامصات و المتنمصات و المتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ تعالیٰ" ترجمہ: گودنے والیوں، گدوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے والیوں، نُچوانے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔

(الصحیح لمسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم فعل الواصلۃ، جلد 2، صفحہ 205، مطبوعہ کراچی)

اور مُثلہ کرنے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے: "عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن النھبۃ و المثلۃ" ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کسی کا مال لوٹنے اور مُثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب ما یکرہ من المثلۃ، جلد 2، صفحہ 829، مطبوعہ کراچی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)ہم جنس پرستی کا فروغ:

اس قانون کی وجہ سے ایک مرد اپنے آپ کو کاغذات میں عورت لکھوا کر دوسرے مرد سے جنسی تعلق قائم کر سکتا ہے، یونہی ایک عورت اپنے آپ کو مرد لکھوا کر دوسری عورت سے جنسی تعلق قائم کر سکتی ہے جو کہ ایک شنیع و قبیح فعل ہے، قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے فرامین میں مرد کا مرد اور عورت کا عورت سے ایسا قبیح تعلق قائم کرنے کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر کیے ہوئے احسانات کو بیان کرتے ہوئے تیسرا احسان یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بستی سے نجات بخشی جہاں کے رہنے والے لواطت وغیرہ گندے کام کیا کرتے تھے، کیونکہ وہ بُرے لوگ اور نافرمان تھے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: اور اسے اس بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی بیشک وہ بُرے لوگ نافرمان تھے۔ (پارہ 17، سورہ الانبیاء، آیت 74)

(5)مرد وعورت کا ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا:

اس قانون کے نتیجے میں مرد و عورت کا ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا پایا جائے گا، جبکہ شریعت مطہرہ نے مرد و عورت کو ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور ایسے مردوں پر لعنت کی گئی کہ جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ایسی عورتوں پر لعنت کی گئی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں، بلکہ مرد و عورت کو ایسے لباس تک پہننے سے منع کر دیا گیا کہ جس میں دوسری جنس سے مشابہت ہوتی ہو، تو جب فقط مشابہت اختیار کرنے سے بھی منع فرمادیا گیا، تو اپنی جنس تبدیل کروا کر عورت کا مرد اور مرد کا عورت بن جانا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ یہ تو مشابہت سے ہزاروں گنا زیادہ سخت، قبیح اور خبیث عمل ہے۔

مردانہ وضع اختیار کرنے والی عورتوں اور زنانہ وضع اختیار کرنے والے مَردوں کے متعلق صحیح بخاری، جامع ترمذی، سنن ابو داؤد، ابن ماجہ اور دیگر کُتُبِ احادیث میں حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال" ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: المتشبھون بالنساء۔۔۔، جلد2، صفحہ874، مطبوعہ کراچی)

(6) بے پردگی و بے حیائی کو فروغ ملے گا:

اس قانون کے نتیجے میں بے پردگی اور بے حیائی کو فروغ ملے گا کہ ایک شخص مرد ہونے کے باوجود صرف کاغذات میں اپنے آپ کو عورت لکھوا کر لڑکیوں کے درمیان جا سکتا ہے اور سرِ عام بے حیائی و بے پردگی کر سکتا ہے جو کہ سخت ناجائز و گناہ ہے اور اگر مَعَاذَ الله! حقیقۃً جنس کی تبدیلی کے ذریعے مرد عورت بنے یا عورت مرد بنے، تو اس میں ایک خرابی یہ ہے کہ ایسے آپریشن میں بلاوجہ شرعی مرد و عورت کو اپنا ستر دوسروں کے سامنے کھولنا پڑتا ہے اور دوسرا شخص یعنی ڈاکٹر بلاوجہ شرعی ان اعضاء کو دیکھتا اور چھوتا ہے اور یہ عمل حرام ہے، کیونکہ یہ عمل اسلام جیسے خوبصورت دین کی اعلیٰ انسانی فطرت و جبلّت یعنی حیا کے صریحاً خلاف ہے اور پوشیدہ اعضاء کو بلاعذر شرعی دیکھنا، چھونا، دونوں کام ہی ناجائز و حرام ہیں کہ مرد کو ناف سے لے کر گھٹنوں سمیت اپنا ستر چھپانا لازم ہے اور بلاضرورت شرعیہ اس کا ترک حرام ہے۔

عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: اور اپنی زینت نہ دکھائیں، مگر جتنا (بدن کا حصہ) خود ہی ظاہر ہے۔ (پارہ18، سورۃ النور، آیت31)

دوسرے کے ستر کی طرف نظر کرنے کے بارے میں صحیح مسلم میں ہے: "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا ینظر الرجل إلی عورۃ الرجل، ولا المرأۃ إلی عورۃ المرأۃ" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرد، مرد کے ستر کی طرف نظر نہ کرے اور عورت، عورت کے ستر کی طرف نظر نہ کرے۔

(الصحیح لمسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر إلی العورات، جلد1، صفحہ266، مطبوعہ بیروت)

بد نگاہی کرنے اور کروانے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے، چنانچہ شعب الایمان اور السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے: "عن الحسن قال: بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لعن اللہ الناظر والمنظور إلیہ" ترجمہ: حضرت حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں، مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بد نگاہی کرنے والے اور کروانے والے پر اللہ عزوجل کی لعنت ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب النکاح، جلد7، صفحہ159، مطبوعہ بیروت)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) کیا کسی بھی اسلامی حکومت کے لئے اپنے ملک میں ایسا کوئی قانون نافذ کرنا، جائز ہے؟

اوپر بیان کی گئی گفتگو سے معلوم ہوا کہ ٹرانسجینڈر قانون اگر ضروری و شرعی قیودات کو شامل کیے بغیر مطلق رکھ کر بنایا جائے، تو کثیر حرام کاموں کا مجموعہ ہے اور **اسلام اس کی ہر گز اجازت نہیں دیتا کہ کوئی بھی اسلامی حکومت اپنے ملک میں ایسا کوئی بھی قانون نافذ کرے،** بلکہ ایسے کسی بھی قانون کو نافذ کرنا اور اس کی تائید کرنا سخت ناجائز و حرام ہے اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

اور یاد رکھیے! اللہ تبارک و تعالی نے اپنی مخلوقات میں انسان کو سب سے افضل و اشرف پیدا کیا ہے اور جس طرح اس کائنات میں اپنی تمام مخلوقات کے جوڑے بنائے ہیں، اسی طرح انسانوں کے اندر بھی مرد اور عورت کو پیدا کیا ہے تاکہ انسان نسل در نسل اس دنیا پر اپنی خلافت قائم رکھ سکیں۔ یوں یہ پورا نظام کائنات چل رہا، جس میں اللہ تبارک و تعالی نے اپنی حکمت کے مطابق جس انسان کو جیسا ہونا چاہیے تھا، ویسا بنایا، مرد و عورت دونوں کو الگ الگ اعضائے مخصوصہ عطا فرمائے، جن کے ذریعے توالد کا نظام آگے بڑھتا ہے۔ اب اگر کوئی اللہ تعالی کے بنائے ہوئے اس نظام عالم میں فقط اپنی جنسی خواہشات کی تسکین کے لیے تبدیلی لائے، تو بلاشبہ وہ شخص حرام و ناجائز فعل کا مرتکب کہلائے گا اور سخت گنہگار اور جہنم کا حقدار ٹھہرے گا، اور خُنثیٰ (Intersex) کے کئی احکام جدا ہیں اور اس کے لیے ایسے افراد کو شرعی رہنمائی لینی چاہیے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف سے دیئے گئے احکام کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں، کہ اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالی تمام مسلمانوں کو ایسے کسی بھی قانون بنانے، اس کی تائید کرنے اور عمل کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو الفیضان عرفان احمد مدنی

11 محرم الحرام 1444ھ / 10 اگست 2022ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامک فقہ اکیڈمی پاکستان

اعلامیہ ہنگامی اجلاس فتویٰ کونسل برائے ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء

1. یہ قانون نافذ العمل ہے اسے منسوخ کیا جائے۔
2. جن لوگوں نے بل سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی جنس تبدیل کی ہے ان کی تبدیلی جنس کے اس عمل کو کالعدم قرار دے کر انہیں ازسرنو میڈیکل بورڈ کے جائزہ کے لئے پیش کیا جائے۔
3. اس قانون کو صرف خنثیٰ/انٹرسیکس تک محدود کیا جائے۔
4. جسمانی طور پر مکمل مرد اور ایک مکمل عورت کسی نفسیاتی مسائل کی وجہ سے اپنی جنس تبدیل نہیں کر سکتا اسکی اجازت نہیں ہونی چاہئے
5. جو حقیقی طور پر خنثیٰ/انٹرسیکس ہے اسے احترام کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔یہ ایک آزمائش ہے اور کسی پر بھی آسکتی ہے لیکن میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش ہوکر جنس کا تعین کیا جانا چاہئے تاکہ کسی قسم کے دھوکہ دہی اور جعل سازی کا احتمال باقی نہ رہے۔
6. یہ قانون اسلام کے قانون وراثت کے خلاف ہے۔ٹرانس جینڈر کے قانون سے وراثت کا قرآنی قانون متاثر ہوگا جوکہ مفاد عامہ کے خلاف ہے۔
7. اس بل میں ناقص قانونی مندرجات اورابہام پرمبنی اصطلاحات اورحکومتی رویوں کی وجہ سے پاکستان میں ہم جنس پرستی کا راستہ کھلے گا۔
8. یہ قانون دراصل اسلامی احکام کے مطابق قائم نکاح اور خاندان کے ادارے پرحملہ ہے اور کلی طور پر مقاصد شریعت کے خلاف ہے۔
9. اپنی شناخت بدلنے والا مرد دراصل خواتین کے حقوق متاثر کرے گا،وہ اپنی شناخت کی بنیاد پر خواتین کے لئے مختص مقامات مثلاً اسکول وکالج،پولنگ اسٹیشن،ہاسپٹل میں مختص رومز اور مختلف مقامات پر واقع واش رومز میں آزادانہ نقل وحرکت کرے گااور کوئی اسے روک نہیں سکے گا۔حقیقتاً یہ عمل مسلم خواتین کے احترام، وقار اور شرف نسواں کے خلاف ہے۔
10. ہم ٹرانس جینڈر ایکٹ کو مغرب کی ثقافتی یلغار سمجھتے ہیں جس سے ہمارے معاشرے میں موجود شرم وحیا،پاکیزگی،احترام وشرف اور نظام خاندان تباہ کرنا مقصود ہے۔
11. اسلامی نظریاتی کونسل کو اپنے سفارشات پر نظرثانی کرتے ہوئے اس شق کو ختم کرنا چاہئے جس میں خنثیٰ کو اپنی جنس کے تعین کے اختیار کی سفارش کی گئی ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ اس تعین کے لئے بھی میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش ہونا لازم قرار دینا چاہئے۔
12. فتویٰ کونسل کا یہ نمائندہ اجلاس ایوان بالا میں جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق خان صاحب کی ترمیمات کی حمایت کا اعلان کرتا ہے اور تجویز دیتا ہے کہ ان کی تجویز کردہ میڈیکل بورڈ میں شرعی رہنمائی کے لئے بورڈ ممبر کے طور پرایک مستند عالم دین کا اضافہ کرنا چاہئے۔
13. یہ اجلاس تجویز دیتا ہے کہ بل کے لئے استعمال ہونے والی متنازعہ اصطلاح "ٹرانس جینڈر" کو تبدیل کیا جائے اور جو لفظ انگریزی میں اس کے لئے استعمال ہوتا ہے (انٹرسیکس) اس کا استعمال کیا جائے تاکہ کسی قسم کا کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

زیراہتمام : فتویٰ کونسل اسلامک فقہ اکیڈمی پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں فصل

سیاسی جماعتوں / دینی سیاسی جماعتوں کا کردار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ

ٹرانس جینڈر قانون کی منظوری میں سیاسی جماعتوں کا کردار

یہ ایک بے ہودہ قانون ہے جس نے حقیقی طور پر مظلوم افراد کا استحصال کر کے، اور ان کا نام اور مظلومیت استعمال کر کے، ہم جنس پرستی اور جنسی بے راہ روی کو قانونی جواز دینے کے لیے راستہ کھول دیا ہے۔ چند ہفتے قبل رفاہ یونیورسٹی کے ایک پروگرام کے لیے اس قانون پر کام کرتے ہوئے اس کی قانون سازی کے مراحل پر بھی کچھ تحقیق کی، تو درج ذیل حقائق سامنے آئے:

1۔ اس موضوع پر قانون کے مختلف مسودے مختلف اوقات میں پیش ہوئے۔ موجودہ قانون جس مسودے پر مبنی ہے وہ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق نے منظور کیا تھا اور اس کمیٹی کے ریکارڈ کے مطابق اسے سینیٹ نے یہ معاملہ 21 اگست 2017ء کے اجلاس میں بھیجا تھا۔

2۔ اب آیئے 21 اگست 2017ء کو سینیٹ کی کارروائی کی طرف۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دن اس موضوع پر تین الگ مسودات پیش ہوئے:

الف۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی سینیٹر روبینہ خالد کی جانب سے فوجداری قانون (مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان) میں بعض شقوں کی ترمیم کا مسودہ پیش کیا گیا جس کے ذریعے ٹرانس جینڈرز کو تحفظ دینے کی بات کی گئی تھی؛

ب۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی سینیٹر روبینہ خالد، پاکستان مسلم لیگ (ق) کی سینیٹر روبینہ عرفان، پاکستان تحریکِ انصاف کی سینیٹر ثمینہ سعید اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی سینیٹر کلثوم پروین کی جانب سے ایک اور تفصیلی مسودۂ قانون ٹرانس جینڈرز کے حقوق کے تحفظ کے عنوان سے پیش کیا گیا؛ اور

ج۔ اسی طرح کا ایک تفصیلی مسودۂ قانون اسی عنوان سے پاکستان پیپلز پارٹی کے سینیٹر کریم احمد خواجہ کی جانب سے بھی پیش کیا گیا۔

اس دن لیڈر آف دی ہاؤس پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سینیٹر راجا ظفر الحق تھے اور چونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی جانب سے ان مسودات پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا، اس لیے تینوں مسودات کو متعلقہ قائمہ کمیٹیوں کی طرف بھیجا گیا۔

3۔ پہلا مسودہ تو فوجداری قانون سے متعلق کمیٹی کو بھیجا گیا۔ اسے فی الحال نظر انداز کیجیے۔ اگلے دو مسودات حقوقِ انسانی کی قائمہ کمیٹی کو بھیجے گئے جس نے ان دونوں مسودات پر پہلی میٹنگ 25 ستمبر 2017ء کو کی اور اس دن اس میٹنگ میں درج ذیل سینیٹرز نے شرکت کی:

الف۔ سینیٹر نسرین جلیل (ایم کیو ایم)، جو کمیٹی کی چیئر پرسن تھیں؛

ب۔ سینیٹر مسز ثمینہ سعید (پی ٹی آئی)؛

ج۔ سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی (بلوچستان نیشنل پارٹی)؛

د۔ سینیٹر فرحت اللہ بابر (پی پی پی)؛

ھ۔ سینیٹر کریم احمد خواجہ (پی پی پی)؛

و۔ سینیٹر ستارہ ایاز (عوامی نیشنل پارٹی)؛ اور

ز۔ سینیٹر کلثوم پروین (نون لیگ)۔

کمیٹی کے درج ذیل ارکان نے اس میٹنگ میں شرکت نہیں کی:

ا۔ سینیٹر محمد محسن خان لغاری (آزاد)؛

ب۔ سینیٹر مفتی عبدالستار (جمعیت علماے اسلام)؛

ج۔ سینیٹر میر کبیر احمد محمد شاہی (نیشنل پارٹی)؛

د۔ سینیٹر نثار محمد (نون لیگ)؛

ھ۔ سینیٹر مسز سحر کامران (پی پی پی)؛

و۔ سینیٹر اعتزاز احسن (پی پی پی)؛ اور

ز۔ سینیٹر ثمینہ عابد (پی ٹی آئی)۔

ان میں بالخصوص مفتی عبدالستار صاحب کی عدم شرکت کی وجہ مجھے معلوم نہیں ہو سکی۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی کچھ مصروفیات ہوں لیکن ان کی عدم شرکت ایک ممکنہ سبب بنی اس بات کا کہ ان کی عدم موجودگی میں کمیٹی نے ایک متفقہ مسودہ منظور کر لیا۔ اگر ان کی شرکت ہوتی تو مجھے یہ خوش گمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ شاید یہ مسودہ متفقہ طور پر منظور نہ ہوا ہوتا، لیکن اتنی اہم میٹنگز میں عدم شرکت بہرحال ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔

4۔اس پہلی میٹنگ کے بعد بھی کئی میٹنگز ہوئیں جن میں دونوں مسودات کا شق وار جائزہ لینے کے بعد کمیٹی نے متفقہ فیصلہ کیا کہ دونوں مسودات کو اکٹھا کر کے ایک مسودہ تشکیل دیا جائے اور اس کی منظوری دی جائے۔ اس کے بعد اس کمیٹی کی جانب سے بنائے گئے مسودے کو کمیٹی نے متفقہ طور پر منظور کر لیا اور اسے سینیٹ کی طرف بھیج دیا گیا۔

5۔قائمہ کمیٹی کی رپورٹ 7 مارچ 2018ء کو سینیٹ میں پیش کی گئی۔ یہ رپورٹ ایم کیو ایم کے سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر مشہدی نے پیش کی۔

6۔اسی دن پیپلز پارٹی کے سینیٹر کریم احمد خواجہ کمیٹی کے منظور کردہ مسودۂ قانون کو سینیٹ سے منظوری کے لیے پیش کیا۔ نون لیگ کے سینیٹر ممتاز تارڑ، جو حقوقِ انسانی کے وزیر بھی تھے، نے نہ صرف اس مسودے کی تائید کی بلکہ خراجِ تحسین بھی پیش کیا۔ پیپلز پارٹی کی سینیٹر روبینہ خالد نے سب کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد چیئرمین سینیٹ جناب سینیٹر رضا ربانی نے اس مسودۂ قانون پر کام کرنے والے سینیٹرز کی تعریف میں قصیدہ پڑھا اور کہا کہ ان کا نام تاریخ میں یاد رکھا جائے گا۔ پھر اس مسودے پر رائے شماری ہوئی اور اس کی منظوری دے دی گئی۔ اس کے بعد یہ مسودہ قومی اسمبلی کی طرف بھیجا گیا۔

7۔قومی اسمبلی میں 8 مئی 2018ء کو پیپلز پارٹی کے ایم این اے جناب نوید قمر نے یہ مسودہ پیش کیا۔ جمعیت علمائے اسلام کی ایم این اے محترمہ نعیمہ کشور کی جانب سے اس مسودے پر اعتراض کیا گیا اور انھوں نے مشورہ دیا کہ اسے قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کی طرف بھیج دیا جائے لیکن نوید قمر صاحب نے کہا کہ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی پہلے ہی اسے دیکھ چکی ہے اور وہاں سے سب پارٹیوں نے اسے متفقہ طور پر منظور کیا ہے۔ محترمہ نعیمہ کشور نے 18 سال کی عمر میں جنس مقرر کرنے کی شق پر اعتراض کر کے کہا کہ اسے اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف بھیجا جائے لیکن سپیکر قومی اسمبلی جناب ایاز صادق (نون لیگ) نے ان کا اعتراض مسترد کیا اور کہا کہ مسودہ کئی دن قبل تقسیم کیا گیا تھا اور انھیں اعتراض پہلے کرنا چاہیے تھا۔ ایاز صادق صاحب نے مزید کہا کہ انتخابات قریب ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر آج یہ مسودہ منظور نہیں کیا گیا، تو یہ معاملہ انتخابات کے بعد تک لٹک جائے گا۔ اس کے بعد محترمہ نعیمہ کشور کی جانب سے پیش کی گئی تجویز پر ووٹنگ ہوئی تو صرف 2 ایم این ایز نے ان کا ساتھ دیا اور بھرپور اکثریت نے اس کے خلاف ووٹ دیا۔ چنانچہ یہ تجویز مسترد کر دی گئی۔ اس مسودے کے خلاف جماعتِ اسلامی کی محترمہ عائشہ سید نے مختصر تقریر کی اور اسی طرح مختصر تقریر جمعیت علمائے اسلام سے محترمہ نعیمہ کشور نے کی جس میں انھوں نے یہ نکتہ بھی اٹھایا کہ 18 ویں ترمیم کے بعد وراثت کا موضوع صوبائی اسمبلی کے اختیار میں آتا ہے۔ نقار خانے میں طوطی کی آواز کسی نے نہیں سنی اور قومی اسمبلی نے بھی اس مسودے کو منظور کر لیا۔

8۔ اس کے بعد پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور شدہ مسودے کو صدرِ پاکستان کے دستخطوں کے لیے بھیجا گیا۔ صدر جناب ممنون حسین نے جمعۃ المبارک 18 مئی 2018ء کو اس مسودے پر دستخط کر دیے جس کے بعد اسے قانون کی حیثیت حاصل ہو گئی اور 24 مئی 2018ء کو اسے گزٹ آف پاکستان میں شائع کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عزیز الرحمٰن [1]

ٹرانس جینڈر قانون اور ہماری دینی سیاسی جماعتیں

ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حوالے سے اس وقت جو بیانات مذہبی جماعتوں کی قیادت کی طرف سے جاری کیے جا رہے ہیں وہ مزید جگ ہنسائی کا باعث ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اس قانون کا مسودہ 2017ء میں سنیٹ میں پیش کیا گیا اور اسے حتمی طور پر قائمہ کمیٹی کے عمل کے بعد 7 مارچ 2018ء کو سنیٹ نے منظور کر لیا۔اس دن کی سنیٹ کی کاروائی گواہ ہے کہ کسی بھی ممبر نے اس قانون کی منظوری کی مخالفت نہیں کی۔سنیٹ میں مذہبی جماعتوں کے ممبران و لیڈران میں سے جتنے بھی ہیوی ویٹس موجود تھے ان کی طرف سے اس بل پر مکمل خاموشی رہی۔ یہ قانون آناً فاناً سنیٹ میں پیش نہیں ہوا تھا۔کئی ماہ قائمہ کمیٹی کے پاس رہا اور باقاعدہ ایجنڈے پر آیا تھا۔حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں سنیٹ میں مذہبی جماعتوں کے سنیٹرز نے مسودہ دیکھنے اور پڑھنے کی کوشش ہی نہیں کی اور 7 مارچ 2018ء کو یہ بل بغیر کسی مخالفت کے پاس ہوا۔

قومی اسمبلی سے اس بل کو 8 مئی 2018ء میں منظور کروایا گیا۔اس دن کی مکمل کاروائی بھی دستیاب ہے جس کے مطابق بل کی مخالفت محترمہ نعیمہ کشور صاحبہ نے کی اور بھرپور کی۔ محترمہ عائشہ سید نے بھی ان کا ساتھ دینے کی کوشش کی۔اسپیکر نے نعیمہ کشور صاحبہ کی طرف سے ترمیم ایوان میں پیش کی تو صرف دو ممبران نے اس کی حمایت کی۔اسمبلی کے دوسرے تمام حاضر اراکین نے اس بل کو منظور کیا اور ریکارڈ پر کسی دوسرے ممبر کا ایک لفظ بھی اس بل کے خلاف موجود نہیں ہے۔مذہبی جماعتوں کے جو ممبران قومی اسمبلی میں موجود تھے ان سے یقینا سوال بنتا ہے۔ یہ درست ہے کہ قومی اسمبلی میں اس بل کو جلدی میں پیش کیا گیا مگر نعیمہ کشور اگر اس کے مقاصد کو بھانپ سکتی تھیں تو باقی ممبران کے لیے بھی کوئی عذر نہیں ہے۔

اس طرح یہ بل دونوں ایوانوں سے منظور ہو کر بعد ازاں قانون بن گیا۔اس وقت نون لیگ کی حکومت تھی جس کی کابینہ میں بعض مذہبی جماعتوں کی بھی نمائندگی تھی۔2018ء سے اب تک

---

[1] انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، شعبہ قانون، اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں کوئی بات نہیں کی گئی اور اب سینیٹر مشتاق صاحب کی طرف سے پیش کردہ ترامیم پر کہا جا رہا ہے کہ ہم اس قانون کی مخالفت کریں گے۔ حضور سردست تو سینیٹ میں قانون پر کلی طور پر تو بحث ہی نہیں ہو رہی بلکہ سینیٹر مشتاق صاحب کی پیش کردہ ترامیم کی بات ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ اس ترمیم کی حمایت کی بات کر سکتے ہیں۔ آگے بڑھ کر اس قانون کی منسوخی پر مبنی متبادل قانونی مسودہ کیوں نہیں جمع کرواتے؟ یاد رہے کہ سینیٹر مشتاق کا پیش کردہ ترمیمی مسودہ بھی مسئلے کا بہترین حل نہیں ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ پارلیمان میں موجود مذہبی جماعتوں کے ممبران کے کنڈکٹ نے ایک بار پھر یہ ثابت کیا ہے کہ انہیں سنجیدہ قانونی نوعیت کے پارلیمانی بزنس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہی کچھ ختم نبوت کے حلف میں ترمیم کے وقت ہوا تھا جس پر بعد میں یوٹرن لیا گیا تھا۔ اس وقت بھی دیگر کئی قوانین ایسے ہیں جو اسی طرح بغیر کسی اعتراض کے منظور ہو چکے ہیں۔ مذہبی جماعتوں کے اراکین پارلیمنٹ کی یہ عمومی سستی اور عدم دلچسپی باعث تشویش ہے۔ اس پر جب بھی بات کی جائے تو سوائے ناراضگی اور طعنوں کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ ان جماعتوں کے کارکنان کو یہ سوالات اٹھانے چاہئیں کہ ان کی جماعتوں سے وابستہ ممبران قومی اسمبلی و سینیٹ نے اپنی مدت کے دوران کتنے قوانین کے مسودے پیش کیے؟ کتنے قوانین میں ترامیم تجویز کیں؟ کتنے قوانین وغیرہ کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر سے اپنی رائے کو ہاؤس میں پیش کیا؟ وہ محض زندہ باد اور مردہ باد کے کلٹ کلچر سے باہر آئیں اور اپنے ممبران پارلیمنٹ کی کارکردگی کی نگرانی کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاہ زیب منظور گوندل

ٹرانس جینڈر ایکٹ۔پارلیمنٹ میں دینی سیاسی جماعتوں کی بے عملی

پچھلے چند دنوں سے جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد صاحب ٹرانس جینڈر ایکٹ کی مخالفت کر کے ہیرو بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جماعت اسلامی بھی کریڈٹ لینے کی کوشش کر رہی ہے۔ بلاشبہ یہ ایکٹ احکامات شریعت سے متصادم ہے اور اس کی ضرور مخالفت کی جانی چاہیے لیکن یہ لوگ اس حوالے سے کس قدر مخلص ہیں۔ چند حقائق جان لیں۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ کا بل ۲۰۱۷ء میں سینٹ میں پیش ہوا۔ مختلف کمیٹیوں نے اس پر کام کیا اور بل کو حتمی شکل دینے کے بعد ۷ مارچ ۲۰۱۸ء کو اس بل پر سینٹ میں ووٹنگ ہوئی۔ امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب اس وقت سینٹ کے رکن تھے۔ سراج الحق صاحب کے علاوہ جمعیت علمائے اسلام (ف) گروپ کے ارکان بھی سینٹ میں موجود تھے۔ نہ سراج الحق صاحب نے سینٹ میں اس بل کی مخالفت کی نہ جمعیت علمائے اسلام (ف) کے کسی رکن نے۔ نہ ہی تحریک انصاف، مسلم لیگ (ن)، مسلم لیگ (ق)، یا پیپلز پارٹی کے کسی سینٹر نے مخالفت کی۔ یوں ہم جنس پرستی کو راستہ مہیا کرنے والا یہ قانون بغیر کسی مزاحمت کے، بغیر کسی اعتراض کے سینٹ میں متفقہ طور پر منظور ہو گیا۔ سینٹ کی کارروائی کا ریکارڈ موجود ہے۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ ۷ مارچ ۲۰۱۸ء کو سینٹ سے پاس ہوا جبکہ ۸ مئی ۲۰۱۸ء کو قومی اسمبلی سے پاس ہوا۔ ۸ مئی ۲۰۱۸ء کو مولانا فضل الرحمان صاحب بذات خود بطور ایم این اے قومی اسمبلی کا حصہ تھے۔ فضل الرحمان صاحب کی جماعت کے ۱۳ ایم این اے قومی اسمبلی میں موجود تھے۔ جماعت اسلامی کے ۴ ایم این اے قومی اسمبلی میں موجود تھے۔ بل کی مخالفت جمعیت علمائے اسلام (ف) کی ایک خاتون ایم این اے نعیمہ کشور خان نے پارٹی پالیسی کے طور پر نہیں بلکہ ذاتی حیثیت میں اس بل کی مخالفت کی اور ایک ترمیمی قرارداد پیش کی کہ اس بل پر ووٹنگ کروانے سے قبل قومی اسمبلی کی کسی کمیٹی کی طرف بھیجا جائے تا کہ اس کا جائزہ لیا جا سکے یا اس کو اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف بھیجا جائے تا کہ اسلامی نظریاتی کونسل اس کی شرعی حیثیت کا جائزہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لے۔ نعیمہ کشور خان کی اس قرارداد پر ان کی اپنی جماعت جمعیت علمائے اسلام کے بقیہ ۱۲ ارکان بشمول مولانا فضل الرحمان کسی نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ اس قرارداد کے حق میں نعیمہ کشور خان کے علاوہ صرف جماعت اسلامی کی خاتون ایم این اے عائشہ سید نے ووٹ دیا۔ جماعت اسلامی کے بقیہ تین ارکانِ اسمبلی نے بھی حمایت نہ کی۔ گویا ۳۴۲ ارکان پر مشتمل قومی اسمبلی میں دو خواتین کے علاوہ کوئی بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس بل پر غور و فکر کیا جائے یا اس کا شرعی جائزہ لیا جائے۔ تمام ارکان اسمبلی بل کو سمجھے بغیر اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے فوراً پاس کروانا چاہتے تھے۔ بالآخر پیپلز پارٹی کے ایم این اے سید نوید قمر نے ٹرانس جینڈر ایکٹ منظور کرنے کے لیے قرارداد اسمبلی میں پیش کی۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ کی مخالفت میں صرف مذکورہ بالا دو خواتین نے ووٹ دیا جبکہ بقیہ تمام ارکان اسمبلی بشمول مولانا فضل الرحمان صاحب اور ان کی جماعت کے بقیہ ۱۱ ارکان اسمبلی، جماعتِ اسلامی کے بقیہ تین ارکان اسمبلی بڑے بڑے آستانوں کے تقریباً ۱۹ سجادہ نشینوں میں سے کسی ایک نے بھی اس بل کی ذرہ برابر مخالفت نہ کی اور صرف دو ووٹ مخالفت میں آئے۔ بقیہ تمام ارکان اسمبلی نے ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حق میں ووٹ دے کر منظور کروایا۔

ایک اور اہم بات ہم جنس پرستی کے جواز کا یہ قانون جب منظور ہوا تو پیر امین الحسنات شاہ صاحب سربراہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف اس وقت اسمبلی کا حصہ تھے بلکہ وفاقی وزیر تھے اور ۸ مئی کے اسمبلی اجلاس میں موجود تھے اور اس قانون کے حق میں انہوں نے ووٹ بھی دیا تھا۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ پاس کروانے میں پیپلز پارٹی، ن لیگ، ق لیگ، پی ٹی آئی، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام سمیت تمام چھوٹی بڑی سیاسی جماعتیں برابر کی شریک ہیں ۔ ۷ مارچ ۲۰۱۸ء کی سینٹ کی کارروائی اور ۸ مئی ۲۰۱۸ء کی قومی اسمبلی کی کارروائی بطور ثبوت موجود ہے، دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ ساری باتیں قارئین کی معلومات کے لیے ہیں۔ اس بل کی تائید میں ن لیگ، پیپلز پارٹی، تحریک انصاف، جمعیت علمائے اسلام (ف)، جماعت اسلامی سمیت مذہبی دین دار خانوادوں، آستانوں سے متعلق ۱۹ ارکان موجود تھے اسمبلی میں گولڑہ شریف، سیال شریف اور پگاڑا خاندان کے قائدین بھی قانونی سازی کے وقت موجود تھے۔ اس کے علاوہ اسلامی نظریاتی کونسل کی زبانی تائید، علماء امت کی تصدیق اور تائید بھی بھرپور تھی۔

برا لگے گا مگر حقیقت چھپ نہیں سکتی۔ (البرہان اکتوبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نویں فصل

ٹرانس جینڈر قانون سے متعلق کتب کا تعارف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد انس بندھیالوی

مغرب کا بھیانک چہرہ
ہم جنس پرستی اور بے راہ روی

یہ کتاب مولانا محمد انس بندھیالوی (کراچی) نے مرتب کی ہے اور مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے اس پر تقریظ لکھی ہے۔

یہ کتاب اگرچہ ٹرانس جینڈر ایکٹ پر موجودہ بحث مباحثے سے پہلے لکھی گئی تھی لیکن اس کا موضوع بھی چونکہ مغرب کی ہم جنس پرستی، بے راہ روی اور خصوصاً +LGBTQ ہے لہٰذا ہم نے اسے بھی اس موضوع کے حوالے سے اہم جانتے ہوئے اسے قارئین کے علم میں لانا چاہا۔

کتاب کی ابتداء میں مؤلف نے کتاب لکھنے کے پندرہ اسباب کا ذکر کیا ہے، پھر ہم جنس پرستی کی تعریف لکھی ہے اور +LGBTQ کی اصطلاحات کی وضاحت کی ہے۔ انہوں نے ہم جنس پرستی کے مختلف ادوار کا ذکر کرتے ہوئے اُس پر عالمی سرگرمیوں اور قانون سازی کا ذکر کیا ہے۔ ہم جنسیت کی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے اُس کے حق میں دیے گئے دلائل کا عقلی ردّ کیا ہے۔ آخر میں انہوں نے ہم جنس پرستی کے علاج اور روک تھام کا ذکر کیا ہے۔

مؤلف محترم کے پیش نظر یہی تھا کہ جنسی انحراف کے حوالے سے مغرب کا سیاہ چہرہ مسلمانوں خصوصاً ملت اسلامیہ پاکستان کے نوجوانوں کے سامنے لایا جائے تاکہ وہ مغرب کی نام نہاد آزادی اور اس کی وجہ سے وہاں پھیلنے والی فحاشی، عریانی، ہم جنس پرستی اور دوسرے جنسی انحرافات سے واقف ہوسکیں اور ان سے بچ سکیں۔ اور پاکستان کے پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور خصوصاً سوشل میڈیا کے ذریعے مغرب کے جنسی انحراف کو جس طرح گلیمرائز کر کے پیش کیا جارہا ہے اُس کے بُرے اثرات سے محفوظ رہ سکیں۔

۹۶ صفحات کی یہ کتاب دارالبرکہ للنشر وطباعۃ، پاکستان چوک کراچی نے شائع کی ہے، اس کی قیمت 120 روپے ہے۔ برائے رابطہ 0312-2060240

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد عمر

مخنثوں سے متعلق شرعی احکام اور پاکستانی قوانین کا تقابلی جائزہ

یہ ایم فل علوم اسلامیہ کا ایک تحقیقی مقالہ ہے جو قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبہ علوم اسلامیہ کے طالب علم محمد عمر نے ایم فل ڈگری کے لیے لکھا ہے۔ مقالے کے نگران پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ عابد ہیں۔

۲۹۰ صفحات کا یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں جنسی لحاظ سے انسان کی اقسام اور مخنثوں کا تعارف اور سرگرمیاں ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے باب میں مخنثوں کے بارے میں شرعی اور فقہی احکام بیان کیے گئے ہیں جبکہ تیسرے باب میں پاکستانی قوانین میں مخنثوں کے حقوق کا ذکر ہے۔ چوتھے باب میں مخنثوں کے بارے میں شرعی احکام اور پاکستانی قوانین میں، ان کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے، ایک تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جبکہ پانچویں باب میں مخنثوں کے حقوق اور اصلاحِ احوال کے لیے تجاویز اور سفارشات پیش کی گئی ہیں۔

ہماری جامعات میں ایم فل کے تحقیقی مقالات کوالٹی کے لحاظ سے عموماً کمزور ہوتے ہیں، سوائے اِکا دُکا انفرادی مثالوں کے جہاں طالب علم محنتی ہو یا اُستاد بہتر مقالہ لکھوانے کے لیے کچھ ذاتی دلچسپی لے۔ اس کی بدترین مثال یہ مقالہ ہے جس میں طالب علم ٹرانس جینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ء کو سمجھ ہی نہیں سکا۔ وہ مخنثوں، خواجہ سراؤں اور ٹرانس جینڈرز سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک رہا ہے اور پاکستان کے دینی حلقوں میں ٹرانس جینڈر کے حوالے سے جو منا قشہ ہو رہا ہے، اس نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ نگران مقالہ نے طالب علم کی کوئی رہنمائی نہیں کی اور صدرِ شعبہ اور مقالہ کی جانچ کرنے والے پروفیسروں نے بھی اس کی اصلاح نہیں کروائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ڈاکٹر حسن مدنی

'صنفی مشابہت اور تبدیلیٔ جنس کے شرعی احکام'

اس کتاب کے مصنف حافظ ڈاکٹر حسن مدنی صاحب معروف اسلامی سکالر ہیں جو پنجاب یونیورسٹی کے ادارہ علوم اسلامیہ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ وہ لاہور کے معروف دینی مدرسے جامعہ رحمانیہ (جامعہ لاہور الاسلامیہ) کے ناظم اعلیٰ بھی ہیں۔ وہ برسوں تک ماہنامہ محدث کے ایڈیٹر بھی رہے ہیں اور فقہی مسائل پر ماہرانہ تجزیے لکھتے رہے ہیں۔ اس موضوع پر بھی انہوں نے بہت اچھا مقالہ لکھا ہے جو ہم نے ماہنامہ البرہان میں شائع کیا ہے اور وہ اس کتاب میں بھی شامل ہے۔

ڈاکٹر حافظ مدنی صاحب نے اس کتاب میں صنفی مشابہت اور تبدیلیٔ جنس کے حوالے سے اور پاکستانی مقننہ کی طرف سے پاس کیے جانے والے ٹرانس جینڈرز ایکٹ ۲۰۱۸ء کے تناظر میں، اس مسئلے کی شرعی اساسات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور نہایت عرق ریزی سے ان مسائل پر قرآن وسنت کے احکام اطلاق کیا ہے۔

مصنف نے کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا باب قرآن مجید میں انسان کے نظریۂ صنف کے بارے میں جبکہ دوسرے باب میں احادیث نبویہ میں مخنث کی اقسام اور ان کے بارے میں احکام کا ذکر ہے۔ تیسرا باب صنفِ انسانی کی پہچان اور تعین کے بارے میں ہے جبکہ چوتھے باب میں تبدیلیٔ جنس کی شرعی حیثیت تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ پانچویں باب میں اسقاطِ حمل اور نفخِ روح کے مرحلے کے بارے میں شرعی رہنمائی مہیا کی گئی ہے۔

ہمارے ہاں سُوئے اتفاق سے عوام تو درکنار علماء میں بھی یہ روش عام ہے کہ وہ چیزوں کو ماضی کے فقہاء کرام کی تصریحات کی روشنی میں جانچتے ہیں۔ یہ غلط نہیں بشرطیکہ اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ قرآن وسنت ہمارے دین کا بنیادی ماخذ ہیں لہٰذا ہمیں ہر مسئلے میں پہلے ان کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور پھر عصر حاضر پر ان کا اطلاق کرتے ہوئے ماضی کے فقہاء کے کام سے بھی استفادہ کرنا چاہیے۔ یہ ترتیب اگر ملحوظ رہے تو صحیح نتیجے پر پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔ کتاب کی PDF کی کاپی حاصل کرنے کے لیے مصنف سے 0333-4213525 پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد انس رضا قادری و مولانا محمد انس بندھیالوی

ٹرانس جینڈر ایکٹ: مباحث، مغالطے اور نتائج

۶۴ صفحات کا یہ کتابچہ جمعیت اشاعت اہل سنت پاکستان کراچی کے شعبہ ''دارالتحقیق ارشدیہ'' کی پیشکش ہے۔ اسے مولانا محمد انس بندھیالوی اور مولانا محمد انس رضا قادری نے مرتب کیا ہے اور شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نے اس پر نظر ثانی کی ہے۔

اس کتابچے میں مرتبین نے پہلے مغرب کے جنسی انحرافات، +LGBTQ اور ٹرانس جینڈرز سے متعلق انگریزی اصطلاحات کی اُردو میں وضاحت کی ہے۔ ٹرانس جینڈر اور خنثیٰ میں فرق کو واضح کیا ہے اور ٹرانس جینڈرز کی شرعی حیثیت پر روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ اسلام میں تبدیلیِ جنس حرام ہے اور دوسری جنس کا حلیہ واطوار اختیار کرنا بھی ممنوع ہے۔ انہوں نے احادیث سے خصّی ہونے کی ممانعت کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ ٹرانس جینڈرز ایکٹ ۲۰۱۸ء مختلف فریبوں کا مجموعہ ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے اس کے بارہ فریب گنوائے ہیں۔

انہوں نے قوم لوط کی تباہی کی حالیہ تحقیقات اور معاصر جنس پرستی کے وبال کا ذکر کرتے ہوئے پاکستان کے مسلمانوں کو ان سے متنبہ کیا ہے اور عمل قوم لوط کی قباحت اور حرمت کے حوالے سے قرآنی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث پیش کی ہیں۔

اہل سنت حنفی بریلوی مسلک کے ایک روایتی دینی تعلیمی ادارے اور علماء کی طرف سے ٹرانس جینڈر ایکٹ جیسے عصری فتنے کی سرکوبی کی کوشش بہت حوصلہ افزاء ہے۔ یاد رہے کہ مولانا انس رضا قادری اس سے پہلے بھی اس موضوع پر ایک کتاب ''مغرب کا بھیانک چہرہ۔ہم جنس پرستی اور بے راہ روی'' مرتب اور شائع کر چکے ہیں۔

یہ کتابچہ جمعیت کی ویب سائٹ www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔ برائے رابطہ: فون 021-32439799

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دسویں فصل

حامیوں کا نقطۂ نظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجاہت صدیقی [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ: ہم کہاں کھڑے ہیں؟

معاشرے وہی پنپتے ہیں جہاں ہر طبقہ کے حقوق کی عملاً پاسداری ہو۔ ایسا کہیں روایتی طور ہوتا ہے تو کہیں اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے قانون سازی کے ذریعہ اسے نافذ بھی کرنا پڑتا ہے۔ جو چیزیں روایتی طور پر معاشروں میں رائج ہوں ان سے احتراز عموماً ممکن نہیں ہوتا قطع نظر اس کے کہ وہ درست ہوں یا غلط۔ ایک اچھی روایت کا ہونا بہت عمدہ مگر ایک بے سود یا غلط روایت کو ختم کرنا آسان نہیں خاص کر ایک روایت پرست معاشرے میں جہاں کسی غلط روایت کے خاتمے کا تصور ہی بعید از قیاس ہو وہاں اس سے پہلے محض مخالفت ہی مخالف کو مہنگی پڑ جاتی ہے۔ ہر جانب سے اس پر سب وشتم اور پھر مقاطع ہوتا ہے حتی کہ قتل جیسے سنگین اقدامات تک اس مخالفت کا نتیجہ ثابت ہوتے ہیں۔

روایت پرست معاشرے وہ ہیں جو عالمی تبدیلی کے نتیجہ میں جدید طرز سیاست اور حکومت تو اپنا چکے مگر ان کی سوچ آج بھی قبائلی طرز کی ہی ہے جن پر سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی روایات کی چھاپ اس قدر گہری ہے کہ ان کی مذہب سے شدید جذباتی وابستگی بھی اسے متزلزل نہ کر سکی کہ ان میں بہت سے خلاف مذہب امور آج بھی رائج ہیں، گویا مذہب بھی ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ ایسے معاشروں میں اصلاحات جوئے شیر لانے کے مترادف ہے کیونکہ روایات کی پاسداری ان کے لیے سب سے مقدم ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر ان معاشروں کے پروردہ افراد اپنی روایات کے خلاف اٹھنے والی آوازوں کا مقابلہ بلاضرورت مذہب کو ڈھال بنا کے بھی کرتے ہیں تا کہ ان کی روایات تقدیس کی دبیز چادر اوڑھ کر نا قابل کلام بن جائیں جو ان کی دلائل کی کمزوری کی علامت ہے۔

کچھ ایسا ہی حال پاکستانی معاشرے کا بھی ہے جہاں اسلام، ہندو معاشرت اور قبائلی ریت کی ایک کھچڑی سی بنی ہوئی ہے جس میں کسی قسم کی تبدیلی تو درکنار ان تینوں کو علیحدہ کرنے کی کوشش پر بھی اکثر نوبت تصادم کی آجاتی ہے۔ اسی کھچڑی کا پروردہ ہمارا نام نہاد "خاندانی نظام" بھی ہے جو ان تینوں اجزاء ترکیبی کا امتزاج ہے۔ ہم خود کو مسلمان کہتے اور تسلیم کرواتے ضرور ہیں مگر جہاں

---

[1] مدیر اعلیٰ www.humsub.com.pk

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام ہم سے انصاف کا متقاضی ہو وہاں ہم کمال ڈھٹائی سے ہندو معاشرت یا قدیم قبائلی روایات کی آڑ لیتے ہوئے اس سے مکمل پہلوتہی کرتے ہیں جس کی بے شمار مثالیں ہمارے یہاں بکھری ہوئی ہیں جو بیٹیوں کی حق وراثت سے محرومی سے لے کر نام نہاد غیرت کے نام پر قتل اور جبری شادیوں پر محیط ہیں۔

ان حالات میں جب کبھی کسی مظلوم یا محروم کو روا رکھی جانے والی ناانصافی سے نجات دلانے کی کوشش کسی بھی فورم پر اور کسی بھی سطح پر کی گئی تو مخالفت جو ہوئی سو ہوئی لیکن مذہب کا حسب سابق بھرپور بلکہ کئی بار غیر ضروری استعمال کھلم کھلا کیا گیا۔ جہاں دلیل کا جواب نہ بن سکا وہاں غیر متعلق اور بے بنیاد الزامات کا کی بوچھاڑ کا سلسلہ شروع ہوا۔کوئی گمراہ قرار دیا گیا، کسی پر لادینیت اور بے راہ روی کے فروغ کا فتوی لگا تو کسی کو غیر ملکی ایجنٹ ہی قرار دے دیا گیا جسے ثابت کرنے کے لیے بھی پلے کچھ میسر نہ تھا۔ان حالات میں بہت سے اہم اور بحث طلب امور دائیں اور بائیں بازو کے تضاد کی بھینٹ چڑھا دیے گئے۔

اگر یہ اقدام حکومتی سطح پر باقاعدہ قانون سازی کے ذریعہ کیا گیا تو حکومتوں کو بھی انہی الزامات کا سامنا رہا جس کی مثال ہم گاہے بگاہے دیکھتے رہے ہیں اور تازہ مثالیں ماضی قریب میں حقوق نسواں ایکٹ اور حالیہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کی ہیں۔ان دونوں قوانین میں اعتراضی نکات کی بحث اپنی جگہ مگر انہیں سرے سے ہی مسترد کرنا اور واپسی کا مطالبہ کرنا سوائے روایت پرستی کے اور کیا ہے؟ اس گورکھ دھندے میں انتخابی پذیرائی سے محروم نام نہاد مذہبی جماعتیں اور مذہبی لبادے میں پذیرائی کے شوقین اور یا مقبول جیسے فکری بالشتیے سرگرم رہتے ہیں۔

ان کے ردعمل سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے انہیں اس سے غرض نہیں کہ مذکورہ قانون سازی کے اصل مقاصد باقی رہیں نہ رہیں لیکن ان کے سیاسی اور ذاتی مقاصد ضرور حاصل ہوں تبھی یہ مذہبی پیشواؤں کو بھی وہی زبان دیتے ہیں جو ان کی اختراع ہو۔اس کی ایک مثال عالمی سطح کے ایک نامور عالم دین کا بیان ہے کہ مخنث کوئی تیسری جنس نہیں بلکہ ایک معذوری ہے جیسے نابینا ہونا، اپاہج ہونا یا سماعت و گویائی سے محرومی ایک معذوری ہے۔

اتنے بڑے عالم دین کے منہ سے یہ بات اس لیے حیرت انگیز ہے کیونکہ ممکن ہے سائنس انہیں معذور قرار دے دے لیکن اسلامی شریعت میں ان کے لیے بالکل علیحدہ احکامات ہیں جیسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرد اور عورت کے لیے علیحدہ علیحدہ احکامات ہیں حتی کہ اگر ایسی با جماعت نماز ہو جس میں ہر طرح کے افراد شامل ہوں تو شریعت کے مطابق سب سے آگے بالغ مرد صف بندی کریں گے ان کے پیچھے نابالغ مرد یعنی بچے ان کے پیچھے خواتین اور ان کے پیچھے مخنث صف بنائیں گے۔ کیا شریعت کی رو سے عام معذور مرد عورتوں کے پیچھے صف بندی کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں اور اگر ایسا کیا تو ان کی نماز ہی نہیں ہوگی۔ یہ اور اس جیسے دیگر مخصوص احکامات مخنث کے تیسری جنس ہونے کی بین دلیل ہیں۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ پر مذہبی حلقوں کا اعتراض مخنث کی شناخت کے طریقہ کار کی وضاحت پر ہے۔ اعتراض تو شاید انہیں لفظ "ٹرانس جینڈر" پر بھی ہے جس سے انہیں ایل جی بی ٹی کیو کے "ٹی" کو بنیاد بنا کر اسی طرز کی نمائندگی محسوس ہوتی ہے لیکن اس تعلق کو اس قانون سے من وعن ثابت تو نہ کر سکے البتہ باتوں ہی باتوں میں اس کا تعلق جوڑا ضرور جا رہا ہے۔

بہر کیف مذکورہ وضاحت جسے یہ شرع کے خلاف بتا رہے ہیں اور جس سے ان کے بقول "خاندانی نظام" کو خطرہ ہے اسے شرع کے مطابق بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ کوشش مخالفت کی کوشش سے کہیں سہل اور قانون کے مقاصد کے حصول کے لیے معاون ہوگی لیکن اس سے انہیں وہ سیاسی اور ذاتی مقاصد حاصل نہیں ہوں گے اس لیے وہ ایسا ہونے نہیں دیں گے چاہے خواجہ سرا اپنے ان حقوق سے محروم رہیں جو انہیں مذہب بھی دیتا ہے۔ یہ اقدام شاید ان کی نظر میں مذہب سے انحراف ہی نہیں۔

اس سلسلہ میں ایک غلط فہمی پورے شد و مد سے یہ پھلائی جا رہی ہے کہ اس قانون کی رو سے کوئی بھی مرد خود کو عورت اور عورت خود کو مرد رجسٹر کروا سکتی ہے جس سے ہم جنس پرستی کی راہ ہموار ہوگی جبکہ یہ قانون مرد یا عورت کی شناخت اختیار کرنے کی بات ہی نہیں کرتا۔ اس کی بجائے جنس تبدیل کروانے والے کی تبدیل شدہ جنس صرف مخنث یعنی خواجہ سرا ہی رجسٹرڈ ہوگی جسے قانونی طور پر شادی یا جنسی تعلق کی اجازت ہی نہیں۔ مزید یہ کہ شناخت کے لیے میڈیکل اگزامینیشن کی شرط لازمی کرنے کی مانگ بھی ہے، کر دیں لیکن اس سے پہلے اپنے بوسیدہ اور رشوت خور نظام کو بھی دیکھ لیں جو بغیر رشوت خواجہ سراؤں کو ذلیل و رسوا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے گا جس سے ان کی مشکلات میں کمی کے بجائے اضافہ ہی ہوگا جبکہ رشوت کے عوض جو چاہے رپورٹ بنوائی جا سکتی ہے یعنی جعلی رجسٹریشن کا جو خدشہ انہیں ابھی ہے وہ میڈیکل کی شرط کے بعد بھی ختم نہیں ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال یہ ہے کہ انہیں اس قانون سے ہم جنس پرستی کے جس فروغ کا خطرہ ہے اس کا مظاہرہ اس کے نفاذ کے کم وبیش چار سال میں اس قانون کی وجہ سے ایک بار بھی نہیں ہوا۔اس کے برعکس جنہیں یہ سب کرنا ہے انہیں کسی شناخت یا قانونی سہارے کی احتیاج نہیں۔ رہا نام نہاد خاندانی نظام تو ان کے نزدیک اس نظام کو اس بات سے شدید خطرہ ہے جس کا امکان بہت کم ہے لیکن رشتوں کے تقدس کی آڑ میں روز افزوں بڑھتے جنسی ہراسانی، غیر از دواجی تعلقات، جنسی زیادتی اور بچوں کے ساتھ جنسی درندگی کے بڑھتے واقعات سے کوئی خطرہ نہیں جبھی "بدنامی" کے خوف سے ان پر آنکھیں موند لی جاتی ہیں اور لب سی لیے جاتے ہیں جس سے ان واقعات کو صرف فروغ مل رہا ہے۔

سوال یہ بھی ہے کہ ہمارا مذہبی طبقہ جہاں اس قانون کے ذریعہ ممکنہ ہم جنس پرستی سے لرزہ بر اندام ہے وہیں اسے دینی مدارس، خانقاہوں اور مزارات پر آئے دن رونما ہونے والے جنسی درندگی اور اغلام بازی کے واقعات کی کیوں کوئی فکر نہیں جو مذہب کی آڑ لے کر کھلے عام ہو رہے ہیں جبکہ کسی کسی واقعہ کے منظر عام آنے پر اس کے خلاف سخت تادیبی کارروائی اور شرعی احکام کے نفاذ کے بجائے مذہب اور ادارے کی بدنامی کے کھوکھلے خوف کی وجہ سے پردہ پوشی کر کے بالواسطہ حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

مذکورہ بالا دونوں پردہ پوشیاں دراصل اسی قبائلی سوچ اور روایت پرستی کا شاخسانہ ہیں جس سے وہ اس بدنامی سے کیا بچیں گے جس کے خوف کے باعث پردہ پوشی کرتے ہیں بلکہ اس طرح وہ اور بدنام ہوتے ہیں۔ اسی طرح کسی محروم کے حقوق کی پاسداری کے لیے آواز بلند کرنے یا قانون سازی سے اجتناب بلکہ اس کی براہ راست بے جا مخالفت اور اس کے لیے مذہب کا غیر متعلق استعمال بھی اسی روایت پرستی کی دین ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اب یہ روش تبدیل کی جائے تا کہ جرائم کی یہ روش ختم کی جا سکے اور مظلوم و محروم طبقات کو ان کے حقوق کی فراہمی یقینی بنائی جا سکے۔قوانین کے نکات پر اعتراضات کو بنیاد بنا کر بلا وجہ تضاد پیدا کر کے دیگر مقاصد کے حصول کی مذموم کوشش کی بجائے خالص تکنیکی طور پر ان کی درستگی کی کوشش کہ جائے۔ضرورت ہے سوچ بدلنے کی کہ انصاف ہی سب سے مقدم ہو، یہی حق ہے اور یہی اسلام کی تعلیم بھی۔

(ویب: ہم سب، ۲۷ ستمبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہارون جنجوعہ [1]

پاکستان کی مذہبی جماعتیں ٹرانس جینڈر ایکٹ کے خلاف کیوں ہیں؟

پاکستان میں ایک مذہبی پارٹی کی جانب سے ٹرانس جینڈرز کے حقوق کا تحفظ کرنے والے قانون کے خلاف درخواست دائر کی ہے۔ مخالفین کا دعویٰ ہے کہ یہ قانون ہم جنس پسندوں کی شادی کی اجازت دے گا۔

پاکستان میں ٹرانس جینڈر پرسن ایکٹ 2018ء کی بابت ایک نئی بحث چھڑ گئی ہے۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جو ٹرانس جینڈر کمیونٹی کو تحفظ فراہم کرے گا اور ان کے خلاف ہونے والے امتیازی سلوک اور ہراسانی کے واقعات کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

ٹرانس جینڈر پرسن ایکٹ 2018ء پاکستان میں انفرادی طور پر لوگوں کو مرد، عورت یا دونوں جنسوں کے امتزاج کو تمام سرکاری دستاویزات پر ان کی شناخت باضابطہ طور پر رجسٹرڈ ہونے کا حق دیتی ہے۔ ان کی یہ شناخت پاسپورٹ، شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس اور تمام تعلیمی اسناد میں لکھی جا سکے گی۔

اگرچہ یہ ایکٹ مئی 2018ء میں ملکی پارلیمان میں منظور کیا گیا تھا تاہم حالیہ ہفتوں میں سوشل میڈیا پر ایک نئی بحث شروع ہوگئی ہے۔ ناقدین نے اس بل میں موجود ایک مخصوص شق کی مخالفت کی ہے جس کے مطابق ایک ٹرانس جینڈر شخص کو اس کے کہنے کے مطابق مرد یا عورت کی حیثیت سے پہچانے جانے کا حق حاصل ہوگا۔

شناخت اور حقوق کے لیے ٹرانس جینڈرز کی سیاسی لڑائی

مذہبی جماعت کی جانب سے درخواست دائر کچھ علما کی جانب سے اس شق کو مخالفت کا سامنا ہے۔ پاکستان کی ایک مذہبی سیاسی جماعت، جماعتِ اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان نے وفاقی شرعی عدالت میں درخواست دائر کی ہے۔ یہ شرعی کورٹ سول کورٹ سے الگ ہے جو ملک میں لاگو ہونے والے قوانین کی جانچ پڑتال کرتی ہے کہ یہ قوانین اسلامی تعلیمات سے مطابقت رکھتے ہیں یا نہیں۔

مشتاق احمد خان نے ڈی ڈبلیو سے بات کرتے ہو کہا کہ جس شق میں ٹرانس جینڈر درخواست

---

[1] کالمسٹ www.dw.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دہندگان کو ایک اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اپنی مخصوص جنس کا بتائیں اس میں ترمیم کا فیصلہ میڈیکل بورڈ کے پاس جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا، اس ایکٹ میں جنسی تبدیلی کا اختیار دینا ایک متنازعہ عمل ہے۔

انہوں نے مزید کہا، گزشتہ سال اکتوبر کے اوائل میں ہم نے سینٹ میں اس بل میں ترمیم کی تجویز پیش کی تھی لیکن اس وقت کی انسانی حقوق کی وزیر شیریں مزاری نے ہماری تجویز مسترد کر دی تھی۔

ملکی وفاقی وزیر برائے قانون اعظم نذیر تارڑ کے مطابق اس قانون کو پاس کرنے کا بنیادی مقصد ٹرانس جینڈر کمیونٹی کو تحفظ فراہم کرنا ہے اور انہیں تعلیم، وراثت، صحت اور ملازمت کے برابر ذرائع فراہم کرنا بھی۔

انہوں نے کہا، اس قانون کو تمام سیاسی پارٹیوں اور اسلامی نظریاتی کونسل کی مشاورت سے متفقہ طور پر منظور کیا گیا تھا۔ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان میں اسلامی مسائل پر حکومت کو مشاورت فراہم کرتی ہے۔

پاکستانی ٹرانس جینڈر کمیونٹی ابھی تک پسماندہ حالات میں

سپریم کورٹ آف پاکستان کی جانب سے 2009ء میں یہ فیصلہ سنایا گیا تھا کہ ملک میں ٹرانس جینڈر افراد خود کو تیسری جنس کے طور پر رجسٹر کروا سکتے ہیں۔ تاہم اس فیصلے کے باوجود یہ کمیونٹی ابھی تک پسماندہ زندگی گزارنے پر مجبور ہے اور دفاتر اور تعلیمی اداروں میں امتیازی سلوک کا سامنا کرتی ہے۔

پاکستان کی گولڈ میڈلسٹ ٹرانس جینڈر

پاکستان کی 2017ء کی قومی مردم شماری کے مطابق ملک میں ایسے افراد کی تعداد تقریباً 10,000 ہے لیکن ان کے حقوق کے پاسدار گروہوں کی جانب سے کہا جا رہا ہے کہ ملک کی کل 220 ملین آبادی میں یہ تعداد 300,000 سے زیادہ ہے۔

انسانی حقوق کے سینئر وکیل اسامہ ملک نے ڈی ڈبلیو کو بتایا کہ اس ایکٹ سے پہلے پاکستان کے قوانین بنیادی طور پر صرف دو جنسوں کو تسلیم کرتے تھے اور جو ان دونوں میں نہیں آتے تھے انہیں پیدائش کے وقت طے شدہ جنس پر قائم رہنا پڑتا تھا۔ اس قانون کے نتیجے میں اسکول میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داخلے، ملازمتوں، اکاؤنٹ کھولنے میں ان افراد کے ساتھ امتیازی سلوک ہوتا تھا۔انہوں نے کہا کہ یہ قانون ٹرانس جینڈر لوگوں کو ملک کے مرد اور خواتین شہریوں کے برابر لانے کی طرف ایک قدم ہے۔

ملک میں ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے سرکردہ ارکان نے 2018ء میں اس بل کو ایک اہم قدم کے طور پر سراہا ہے۔تاہم ان کارکنوں کو اب یہ تشویش لاحق ہے کہ یہ بل خطرے میں ہے اور پاکستانی حکومت کی جانب سے ٹرانس جینڈر کے لیے مساوات کے نفاذ کے لیے خاطر خواہ کارروائی نہیں کی گئی ہے۔

بندیا رانا جو اس کمیونٹی کے حقوق کی ایک سرگرم کارکن ہیں، نے ڈی ڈبلیو کو بتایا، ہم خوش تھے کہ ہماری زندگیوں میں تبدیلی آئے گی لیکن ہمیں اس ایکٹ کے فوائد ابھی تک حاصل نہیں ہوئے ہیں اور اب اسے ایک اور رکاوٹ کا سامنا ہے۔

2018ء کے اس ایکٹ کو مذہبی رہنماؤں کی جانب سے شدید تنقید کا سامنا ہے۔ان کے مطابق یہ ایکٹ ملک میں ہم جنس پسند افراد کو آپس میں شادیاں کرنے کی اجازت دیتا ہے۔بندیا کے مطابق یہ ایکٹ تیسری جنس کے حامل افراد کو اچھی تعلیم اور صحت کی سہولیات تک رسائی کے حقوق دیتا ہے اور اس میں کہیں بھی ہم جنس پسند شادیوں کا ذکر نہیں ہے۔

سارہ گل - پاکستان کی پہلی ٹرانس جینڈر ڈاکٹر

خواتین کے حقوق کی کارکن فرزانہ باری نے ڈی ڈبلیو کو بتایا کہ یہ تاریخی بل ٹرانس جینڈر کمیونٹی کو شناخت فراہم کرے گا۔انہوں نے مزید کہا، علما کی جانب سے اس ایکٹ کے خلاف احتجاج ٹرانس جینڈرز کو صنفی شناخت سے محروم رکھنے کی کوشش اور ایک بے کار بحث ہے۔"

پاکستان میں عموماً ٹرانس جینڈر کمیونٹی کو معاشرے سے بے دخل رکھا جاتا ہے۔یہ لوگ الگ تھلگ ہی رہتے ہیں۔عام طور پر یہ جنسی کام کرنے، بھیک مانگنے یا رقص کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

بندیا رانا کا کہنا ہے، ہمارے پاس صرف گانے اور رقص کرنے کا آپشن رہ جاتا ہے اور ہم پر ملک بھر میں حملے کیے جاتے ہیں۔صرف صوبہ خیبر پختونخواہ میں تقریباً 100 ہیجڑوں کو قتل کیا گیا ہے۔ہم پاکستان میں اس کمیونٹی کی منصفانہ مردم شماری کا مطالبہ کرتے ہیں اور حکام سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے حقوق کے معاملات کو مذہب سے نہ جوڑا جائے۔"

(DW ویب، ۲۹ ستمبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ جان [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ۔مظلوموں کی دادرسی کا قانون ہے

راولپنڈی کے رہائشی ساجد (فرضی نام) پیدائشی طور پر ٹرانس جینڈر رہیں، لیکن 20 سال کی عمر کے بعد ان کے ذہن میں ان کی جنس کے تعین سے متعلق شکوک پیدا ہوئے۔

30 سالہ خواجہ سرا کی ان کے گرو (ٹرانس جینڈرز کے رہنما) نے سرکاری ریکارڈ میں جنس عورت کے طور پر درج کروائی تھی، جسے ساجد نے چند سال قبل سرکاری ریکارڈ میں تبدیل کروا دیا۔

ساجد نے ''انڈیپنڈنٹ اردو'' (ویب سائٹ) سے گفتگو میں بتایا: 'میری زندگی میں ایک مرحلہ ایسا آیا جب مَیں نے محسوس کیا کہ میں عورت نہیں ہوں۔ میرے اندر خواتین ٹرانس جینڈرز والی کوئی بات ہی نہیں تھی اور اسی لیے میں نے خود کو ٹرانس جینڈر عورت سے ٹرانس جینڈر مرد کے طور رجسٹر کروایا۔'

پاکستان میں ٹرانس جینڈرز کے حقوق کے حصول کی جدوجہد میں مصروف ریم شریف نے ساجد کے کیس سے متعلق انڈیپنڈنٹ اردو کو بتایا، 'یہ ایک انٹرسیکس کی عام سی مثال ہے، جس میں ٹرانس جینڈر شخص کی جینڈر (جنس) غلط درج کر لی جاتی ہے اور بعد ازاں اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ تو مخالف جنس کا ٹرانس جینڈر ہے۔'

انہوں نے اس تاثر کی تردید کی کہ 2018ء میں بننے والے ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ کو استعمال کر کے پاکستان میں کوئی شخص کاغذات میں اپنی مرضی کی کوئی بھی جنس لکھوا سکتا ہے۔

بقول ریم: 'ایسا بالکل بھی نہیں ہے کیونکہ اس قانون کا تعلق صرف ٹرانس جینڈرز سے ہے اور صرف ایسے لوگ ہی اپنی جنس کو سرکاری ریکارڈز میں بدل سکتے ہیں اور ٹرانس جینڈرز کی حد تک یہ ایک نارمل بات ہے۔'

---

[1] کالمسٹ www.humsub.com.pk

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نادرا (نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی) کے ریکارڈ کے مطابق 2018ء کے بعد سے ملک میں تقریباً 30 ہزار ٹرانس جینڈر افراد نے سرکاری ریکارڈ میں خود کو مخالف جنس کے طور پر رجسٹر کروایا ہے۔

گزشتہ سال پاکستانی پارلیمان کے ایوان بالا کے سامنے رکھی گئی نادرا کی ان معلومات کے مطابق ساڑھے 15 ہزار سے زیادہ ٹرانس جینڈر مردوں نے خود کو خواتین کے طور پر رجسٹر کروایا جبکہ تیسری جنس سے تعلق رکھنے والی 12 ہزار سے زیادہ عورتوں کا مخالف جنس کی حیثیت سے اندراج ہو چکا ہے۔

ٹرانس جینڈرز پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ 2018ء کے نقاد اور مخالفین نادرا کی معلومات کی بنیاد پر سمجھتے ہیں کہ ایسا اس قانون کے آنے کے باعث ممکن ہو سکا ہے۔

گزشتہ چند روز سے سوشل میڈیا پر پاکستان میں ٹرانس جینڈرز کے حقوق سے متعلق مذکورہ قانون پر گرما گرم بحث چل رہی ہے، جس میں معاشرے کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ حصہ لے رہے ہیں۔ سوشل میڈیا کے عام صارفین کی نسبت سیاسی جماعتوں کے رہنما اور کارکنوں کی جانب سے تیسری جنس کے قانون پر بحث میں زیادہ گرمجوشی کا مظاہرہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔

سوشل میڈیا پر جاری بحث سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کی ٹرانس جینڈر افراد کے حقوق سے متعلق ایکٹ میں ترمیم پر بحث اور وفاقی شرعی عدالت میں اس کے خلاف درخواست کی سماعت کے باعث شروع ہوئی۔

ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ میں ترامیم پیش کرنے والے سینیٹر مشتاق احمد خان کے خیال میں یہ قانون اسلامی تعلیمات اور پاکستان کی معاشرتی اقدار کے سراسر خلاف ہے اور یہ ہم جنس پرستی اور ہم جنس شادیوں میں سہولت کار ثابت ہو سکتا ہے۔ سینیٹ میں پیش کردہ ترمیم میں انہوں نے قانون میں سے تیسری جنس سے تعلق رکھنے والے افراد کو صرف انٹرسیکس کے طور پر شناخت دینے اور جنس کی تبدیلی سے متعلق میڈیکل بورڈ کے قیام کو ضروری قرار دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریم شریف، جو خود ٹرانس جینڈر ہیں اور اسلام آباد پولیس میں اہم عہدے پر فائز رہ چکی ہیں، انہوں نے اس بارے میں کہا کہ تیسری جنس کے حقوق سے متعلق قانون پر اعتراض کرنے والوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کسی ٹرانس جینڈر شخص کی جنس کا تعین اس کی اپنی مرضی اور سمجھ بوجھ کی بنیاد پر ہی ہوسکتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ 2018ء میں بننے والے ٹرانس جینڈرز کے حقوق سے متعلق قانون میں تیسری جنس سے تعلق رکھنے والے افراد کی کلاسی فیکیشن بالکل درست کی گئی ہے، اور اب اس میں ترمیم اس کمزور کمیونٹی کو ماضی کے مسائل کی طرف دھکیل دے گی۔

نادرا کے اعداد و شمار سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے ریم شریف کا کہنا تھا کہ ان سے یہ تاثر لینا قطعاً غلط ہوگا کہ مرد اور خواتین اپنی جنس کا اندراج مرضی سے کروانے جا رہے ہیں۔ ’یہ دراصل ٹرانس جینڈر افراد ہیں جو اپنی سمجھ اور مرضی کے مطابق اپنی جنس کی درستگی کے لیے نادرا کے پاس جاتے ہیں، اور جسمانی ضرورت اور ان کے احساسات کے مطابق خود کو مناسب جنس کے طور پر رجسٹر کرواتے ہیں۔‘

ان کا مزید کہنا تھا کہ پاکستان میں قانونی طور پر ٹرانس جینڈر افراد شادی کا حق نہیں رکھتے، اس لیے کسی تیسری جنس سے تعلق رکھنے والے مرد کو خود کو عورت ظاہر کرنے سے پاکستان کے خاندانی نظام پر کوئی برا اثر نہیں پڑے گا، اور نہ ہی ہم جنس پرستی یا ہم جنس شادیوں کو فروغ ملے گا۔

ٹرانس جینڈر افراد کے حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والی نایاب علی نے ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ 2018ء میں مجوزہ ترامیم کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواجہ سراؤں سے ان کی جنسی شناخت کا فیصلہ واپس لینا اس کمیونٹی کے ساتھ زیادتی کے مترادف ہوگا۔

اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ٹرانس جینڈر افراد کی جنس کا تعین وہ خود ہی کر سکتے ہیں، نہ کہ کوئی دوسرا شخص، ریاست یا ادارہ۔

انہوں نے کہا کہ قانون پاکستان کے ہر شہری کو صنفی تعین کا حق نہیں دیتا۔ بلکہ یہ سہولت اور حق کہ پورا قانون صرف ٹرانس جینڈر افراد سے متعلق ہے، اور ان مخصوص افراد کو ہی صنفی شناخت کی آزادی دینا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرد یا عورت کے کیس میں جنس بالکل واضح ہوتی ہے اور اس سلسلے میں سوال کی ضرورت پیش نہیں آتی، لیکن ٹرانس جینڈر کی جنس وہ شخص خود ہی طے کر سکتا ہے، اور اس کے پاس اس حق کا ہونا ضروری ہے۔ نایاب علی کا مزید کہنا تھا کہ قانون کے غلط استعمال اور عمل درآمد میں غلطیوں کے امکانات ہمیشہ موجود رہتے ہیں، اور ایسا اس مخصوص قانون کے ساتھ بھی ہے۔

تیسری جنس سے تعلق رکھنے والے شہریوں کے حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والی ٹرانس جینڈر نایاب علی نے اس تاثر کو رد کیا کہ مذکورہ قانون کسی بھی طرح پاکستان میں ہم جنس پرستی کے فروغ میں مدد دے سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹرانس جینڈر افراد تو شادی کر ہی نہیں سکتے، اور یہ قانون ٹرانس جینڈرز کے علاوہ کسی دوسرے شہری پر لاگو نہیں ہوتا تو ہم جنس شادیاں یا ہم جنس پرستی کی راہیں کیسے ہموار ہو سکتی ہیں؟

دوسری طرف بلیو وینز کے سربراہ قمر نسیم کا کہنا تھا کہ ٹرانس جینڈرز کے حقوق سے متعلق قانون جلد بازی کا نتیجہ ہے، اور اس میں کئی خامیاں موجود ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔

انڈپینڈنٹ اردو سے گفتگو میں انہوں نے کہا کہ انڈیا میں ٹرانس جینڈرز کی شناخت کی غرض سے میڈیکل بورڈ ضروری ہے جبکہ برطانوی پارلیمان بغیر میڈیکل بورڈ کے ٹرانس جینڈرز کے تعین سے متعلق قانون پہلے ہی مسترد کر چکی ہے، اس لیے وہاں کوئی ٹرانس جینڈر بغیر میڈیکل بورڈ کاغذات میں اپنی جنس تبدیل نہیں کروا سکتا۔

نادرا کے ترجمان فائق علی چاچڑ کا کہنا تھا کہ ان کا ادارہ ٹرانس جینڈر افراد سے متعلق سپریم کورٹ سے منظور شدہ قواعد وضوابط کے مطابق کام کرتا ہے۔ انڈپینڈنٹ اردو سے گفتگو میں ان کا کہنا تھا کہ بعض ٹرانس جینڈر کی جنس کا تعین بچپن میں ہی ان کے والدین کر لیتے ہیں اور اس کے مطابق نادرا میں اپنی اولاد کو رجسٹر کرواتے ہیں۔ دوسری صورت میں نادرا ٹرانس جینڈر کے گرو کے مہیا کردہ سرٹیفکیٹ کے مطابق ٹرانس جینڈر شخص کے مرد یا عورت ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔

ڈاکٹر ثنا یاسر نے مزید بتایا کہ پاکستان میں ٹرانس جینڈر افراد کی شادی سے متعلق کوئی قانون موجود نہیں ہے، جبکہ زیر بحث قانون بھی کسی ایسی کارروائی کی اجازت نہیں دیتا۔ تو پھر کوئی کیسے سوچ سکتا ہے کہ اس قانون کے باعث ایک جنس سے تعلق رکھنے والوں کو شادی کا موقع مل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکے گا؟

ٹرانس جینڈرز کے معاملات میں گذشتہ پانچ سال سے کام کرنے والی ڈاکٹر ثنا یاسر نے کہا کہ ٹرانس جینڈر افراد کو اپنی جنس کے تعین کا حق ہونا بالکل فطری اور انسانی حقوق کے فلسفے کے مطابق ہے، اور مذکورہ قانون بھی اسی مظہر کی یقین دہانی کرتا ہے۔

ٹرانس جینڈرز سے متعلق قانون میں کیا ہے؟

ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ 2018ء کے نفاذ کے بعد پاکستان کا شمار دنیا کے ان مٹھی بھر ممالک میں ہو گیا جہاں تیسری جنس سے تعلق رکھنے والے شہریوں کے تعلیمی اداروں، ہسپتالوں، کام کی جگہوں، دوسرے عوامی مقامات اور وراثت کے حصول میں حقوق کو قانونی تحفظ حاصل ہے۔

مذکورہ قانون پاکستان میں پہلی مرتبہ ٹرانس جینڈر افراد کو قانونی شناخت فراہم کرنے کے علاوہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک اور ہراساں کیے جانے کے خلاف تحفظ کے لیے اقدامات وضع کرتا ہے جبکہ مقامی حکومتوں پر اس کمیونٹی کی فلاح و بہبود کی ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے۔

ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ تیسری جنس سے تعلق رکھنے والوں کو اپنی جنس کا انتخاب اور اس شناخت کو سرکاری دستاویزات بشمول قومی شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور ڈرائیونگ لائسنس میں تسلیم کرنے کی اجازت دینے کے علاوہ ٹرانس جینڈرز کے سکولوں، کام کی جگہ، نقل و حمل کے عوامی طریقوں اور طبی دیکھ بھال حاصل کرنے کے دوران امتیازی سلوک سے منع کرتا ہے۔

قانون کہتا ہے کہ ٹرانس جینڈر افراد کو ووٹ دینے یا کسی عہدے کے لیے انتخاب لڑنے کا حق دینے اور ان کی منتخب جنس کے مطابق وراثت میں ان کے حقوق کا تعین کرنے اور حکومت کو جیلوں یا حوالاتوں میں ٹرانس جینڈر افراد کے لیے مخصوص جگہیں اور پروٹیکشن سینٹرز اور سیف ہاؤسز قائم کرنے کا پابند بناتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد زبیر خان [1]

ٹرانس جینڈرز قانون-چار برس قبل پارلیمان سے منظور ہونے والے ٹرانس جینڈر ایکٹ پر دوبارہ شور کیوں؟

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے جماعت اسلامی کی جانب سے ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ 2018ء کے خلاف دائر کردہ درخواست میں پیپلز پارٹی کے سابق سینیٹر فرحت اللہ بابر، ٹرانس جینڈر حقوق کی کارکن الماس بوبی اور جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان کے فریق بننے کی درخواست قبول کرتے ہوئے کیس کی سماعت غیر معینہ مدت تک ملتوی کر دی ہے۔

چار سال قبل منظور ہونے والا ٹرانس جینڈر ایکٹ ایک بار پھر بحث کا موضوع بنا جب مذہبی جماعتوں جمعیت علمائے اسلام اور جماعت اسلامی نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اس میں ترامیم تجویز کیں جبکہ سوشل میڈیا پر بھی اس کے خلاف ٹرینڈ چلائے گئے۔

جماعت اسلامی کی جانب سے اس قانون کے خلاف درخواست عمران شفیق ایڈووکیٹ نے دائر کی ہے۔عمران شفیق ایڈووکیٹ کے مطابق انھوں نے یہ درخواست آئین پاکستان کے تحت دائر کی، جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں شریعت سے متصادم کوئی بھی قانون متعارف نہیں کروایا جا سکتا۔

جماعت اسلامی نے ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ 2018 کی کن شقوں کو چیلنج کیا اور دوسری جانب اس بل کو پاکستان کی پارلیمنٹ سے منظور کروانے والے اس بارے میں کیا کہتے ہیں، اس پر آگے چل کر نظر ڈالتے ہیں لیکن پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ایکٹ کیا کہتا ہے۔

ٹرانس جینڈر پروٹیکشن ایکٹ 2018ء کیا ہے؟

---

[1] صحافی www.bbc.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹرانس جینڈر پروٹیکشن ایکٹ میں خواجہ سراؤں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خود اپنی جنس کی شناخت کر سکتے ہیں اور اسے تبدیل کروا سکتے ہیں۔

نادرا سمیت تمام سرکاری ادارے اس بات کے پابند ہیں کہ خواجہ سرا اپنی جس شناخت کو چاہیں وہ ہی ان کے شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس اور پاسپورٹ وغیرہ پر درج کی جائے گی۔

ایکٹ میں بحیثیت پاکستانی شہری ان کے تمام حقوق تسلیم کیے گئے ہیں۔انھیں ملازمتوں، تعلیم حاصل کرنے اور صحت کی سہولتوں تک فراہمی کو قانونی حیثیت دی گئی جبکہ وراثت میں ان کا قانونی حق بھی تسلیم کیا گیا ہے۔

خواجہ سراؤں کو کوئی سہولت دینے سے انکار اور امتیازی سلوک پر مختلف سزائیں بھی تجویز کی گئی ہیں۔

اس ایکٹ میں خواجہ سرا کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ تین طرح کے ہو سکتے ہیں: پہلے نمبر پر انٹرسیکس خواجہ سرا ہیں، جن کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے کہ ان میں مردوں اور خواتین دونوں کی جینیاتی خصوصیات شامل ہوں یا جن میں پیدائشی ابہام ہو۔

دوسرے نمبر پر ایسے افراد ہیں، جو پیدائشی طور پر مرد پیدا ہوتے ہیں مگر بعد میں اپنی جنس کی تبدیلی کے عمل سے گزرتے ہیں۔تیسرے نمبر پر ایسے لوگ ہیں، جو پیدائش کے وقت کی اپنی جنس سے خود کو مختلف یا متضاد سمجھتے ہوں۔

قمر نسیم خواجہ سراؤں کے حقوق کے لیے کام کرتے ہیں اور مذکورہ قانون کے حوالے سے مہم چلانے والوں میں بھی شامل ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ 'انٹرسیکس سے مراد پیدائشی مخنث افراد ہیں۔دوسرے نمبر پر ان مردوں کی تشریح کی گئی ہے جو اپنے جنسی اعضا کی طبی طریقے سے ترمیم کرواتے ہیں۔'

ان کا کہنا تھا کہ تیسرے نمبر پر ایسے افراد ہیں جو اپنی پیدائش کی جنس یا صنف سے متضاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔'جیسے پیدائشی لڑکا دعویٰ کرے کہ وہ لڑکی ہے یا پیدائشی لڑکی دعویٰ کرے کہ وہ لڑکا ہے۔'

جماعت اسلامی اور دیگر مذہبی جماعتوں کو اس ایکٹ پر کیا اعتراض ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت اسلامی کی طرف سے وفاقی شرعی عدالت میں درخواست دائر کرنے والے وکیل عمران شفیق ایڈووکیٹ کا کہنا تھا کہ 'ہم نے سنہ 2018ء میں متعارف کروائے گئے اس ایکٹ کو آئین پاکستان کی رو سے چیلنج کیا ہے۔ہم نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ انسان کو تخلیق کرنے کا حق صرف اللہ کے پاس ہے۔اللہ نے عورت اور مرد کو تخلیق کیا۔قدرت کی تخلیق میں بڑی حکمت ہے۔ ایک عورت کو اپنی مرضی سے مرد اور ایک مرد کو عورت بننے کا کوئی اختیار نہیں۔ایسا کرنا خلاف شرع اور بہت ہی برائیوں کا باعث بن رہا ہے۔

عمران شفیق ایڈووکیٹ کے مطابق اس میں ایک انٹر سیکس مخنث بھی ہو سکتے ہیں۔کسی مرد اور عورت کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے اپنی جنس کو تبدیل کرلے۔اس طرح انٹر سیکس بھی عورت یا مرد ہو سکتے ہیں۔

عمران شفیق ایڈووکیٹ کے مطابق اسلام کے اندر انٹر سیکس کو بھی حقوق دیے گئے ہیں۔

اگر انٹر سیکس مردوں کے قریب ترین ہے تو وہ مرد ہوگا اور اگر عورتوں کے قریب ترین ہے تو وہ عورت ہوگا۔اب اگر ایک نامکمل مرد یا عورت یا انٹر سیکس کو کسی علاج، آپریشن کے ذریعے مکمل مرد اور عورت بنایا جا سکتا ہے تو اس کی اجازت موجود ہے مگر ایک مخنث عورت اور مرد اپنی مرضی سے اپنی جنس کو تبدیل نہیں کر سکتے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ ہم نے درخواست میں مؤقف اختیار کیا ہے کہ مردوں اور عورتوں کی جنس تبدیلی ایک بڑے معاشرتی خرابی کا باعث بن رہی ہے، جس کو روکا جانا چاہیے اور ایسے قانون کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان کا کہنا تھا کہ یہ بل 2018ء میں سینیٹ سے منظور ہوا تھا۔'یہ بل نون لیگ، پیپلز پارٹی، تحریک انصاف اور مسلم لیگ ق کی چار خواتین سینیٹرز نے تیار کیا تھا۔اس بل پر ہمیں اس وقت بھی اعتراضات تھے اور اب بھی ہیں۔

قانون پر ترامیم سینیٹ میں زیر التوا

مشتاق احمد خان کا کہنا تھا کہ وہ 2021ء میں ترمیمی بل لائے جس کو سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق میں پیش کر دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ نومبر 2021ء میں اس کمیٹی میں پیش ہوا۔ اِس قانون کے حوالے سے میری ترامیم نو ماہ بعد یعنی 5 ستمبر، 2022ء کو پہلی بار سینیٹ کی قائمہ کمیٹی کے ایجنڈا پر زیر بحث آئیں اور اب اس کا اکتوبر میں دوسرا اجلاس ہوگا جہاں پر میرے ترمیمی بل پر ووٹنگ ہوگی۔

مشتاق احمد خان کا کہنا تھا کہ وہ اس بل کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں۔

اس بل کے تین حصے ہیں۔ اس کے ایک حصے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر اس کے دو حصوں کو ترمیمی بل کے ساتھ ٹھیک کرنا چاہتا ہوں۔ یہ قانون کئی ترمیمی مراحل کے بعد بہتر ہوسکتا ہے۔ اِس کے نام کے حوالے سے بھی ہمیں شدید تحفظات ہیں۔

اگر کوئی خواجہ سرا اپنی جنس منتخب کر لیتا ہے تو اس پر دوسروں کو کیا اعتراض؟

غیر واضح جنسی شناخت: 'میرا جسم لڑکیوں جیسا لیکن احساسات لڑکوں والے تھے؟

ٹرانس خاتون کی محبت کی تلاش: 'لوگ جنسی اعضا، سیکس سے متعلق پوچھتے تھے۔

مشتاق احمد خان کا دعویٰ ہے کہ اس قانون کے حوالے سے انٹرنیشنل کمیشن آف جیوریسٹ (آئی سی جے) کی طرف سے بھی اعترضات آئے ہیں جبکہ پاکستان کے انتہائی اہم آئینی ادارے اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ 'میری تجویز ہے کہ جنس تبدیلی کا معاملہ میڈیکل بورڈ کی اجازت سے مشروط کیا جائے۔ میڈیکل بورڈ کی رائے کے بغیر کسی کو بھی جنس تبدیلی کی اجازت نہیں ہونی چاہیے اور اپنی مرضی سے صنفی شناخت اختیار کرنا نہ صرف خلافِ شریعت ہے بلکہ یہ اسلام کے قانون وراثت سے بھی متصادم ہے اور خواتین کے عفت و پاک دامنی اور ہماری روایات کے بھی خلاف ہے۔

ان کی رائے ہے کہ اس پورے قانون کو از سرِ نو مرتب ہونا چاہیے اور قانون دان، علما، اور انٹرسیکس افراد کے حقوق کے لیے کام کرنے والے افراد، طبی ماہرین اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رہنمائی اور سفارشات کی روشنی میں اسے تیار ہونا چاہیے۔

مشتاق احمد خان کا دعویٰ ہے کہ سرکاری رپورٹس کے مطابق کوئی 40 ہزار لوگوں نے نادرا کے سرکاری کاغذات میں جنس تبدیل کروائی ہے۔ ان میں بڑی تعداد مردوں کی ہے، جنھوں نے اپنی شناختی دستاویز میں جنس تبدیل کروائی۔ اس سے معاشرے میں بہت بڑا انتشار پھیل رہا ہے۔ ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے معاشرے کو اس انتشار سے بچانا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے اعتراض نہیں اٹھایا

پیپلز پارٹی کے سابق سینیٹر فرحت اللہ بابر کہتے ہیں کہ اس بل کو پارلیمان نے سنہ 2018 میں منظور کیا تھا۔اس کے لیے ہر مکتبہ فکر سے مشاورت کے لیے وفاقی محتسب کے دفتر میں خصوصی سیل قائم کیا گیا تھا۔

ان کا کہنا تھا کہ یہ بل پہلے سینیٹ کی قائمہ کمیٹی نے منظور کیا جس کے بعد اس کو پارلیمان نے مشترکہ طور پر منظور کیا تھا اور اس کا بنیادی مقصد ٹرانس جینڈرز کے حقوق کا تحفظ تھا۔فرحت اللہ بابر نے مشتاق احمد خان کا یہ دعویٰ مسترد کیا کہ اس پر اسلامی نظریاتی کونسل کو کوئی اعتراض تھا۔وہ کہتے ہیں کہ جب یہ بل پیش ہو رہا تھا کہ تو اسلامی نظریاتی کونسل نے اس پر کوئی بھی اعتراض نہیں اٹھایا جو کہ سینیٹ کے ریکارڈ پر ہے۔اب اس بل کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا گیا ہے۔وفاقی شرعی عدالت کے پاس یہ اختیار موجود ہے کہ کوئی ایسا کوئی قانون جو اسلام کے خلاف ہو اس کے خلاف فیصلہ دے۔

ان کا کہنا تھا کہ کچھ لوگ جو اس بل پر سوشل میڈیا سمیت مختلف جگہوں پر اعتراضات اٹھا رہے ہیں، وہ غلط ہیں۔ یہ بل اسلام مخالف نہیں۔اس بل میں ایسی کوئی بات نہیں جو اسلام کے خلاف ہو تاہم ہر قانون اور ترمیم میں بہتری کی گنجائش موجود رہتی ہے۔قوانین بنتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں بہتری متعارف کروائی جاتی ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ اس قانون کو بہتر کرنے کے لیے بات ہوسکتی ہے مگر یہ کہنا کہ پارلیمان نے اسلام مخالف قانون متعارف کروایا، انتہائی غلط ہے۔انھوں نے کہا کہ اسلام اور طاقت کا استعمال کر کے پارلیمان سے متعارف کروائے گے بل کو پاؤں تلے نہ روندا جائے۔

منظوری کے چار سال بعد ایکٹ کی مخالفت کیوں؟

عمران شفیق ایڈووکیٹ کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی نے پہلے بھی اس بل کی مخالفت کی تھی۔ اس وقت جماعت اسلامی نے اس بل کے خلاف منظم مہم چلائی تھی۔ جماعت اسلامی کے پاس پارلیمان میں اتنی اکثریت نہیں تھی کہ وہ بل کو مسترد کرواتی مگر وہ اس بل پر سیاسی جماعتوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ رابطے میں رہی اور انھیں قائل کرتی رہی کہ مذکورہ بل اسلام مخالف بل ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ جماعت اسلامی اس سے پہلے بھی اس بل کے خلاف پارلیمان میں ترامیم لائی تھی جنھیں اکثریتی پارٹیوں نے منظور نہیں کیا تھا۔

اب جب دیکھا کہ پانی سر سے گزر رہا ہے۔ ن لیگ، تحریک انصاف اور پیپلز پارٹی کے رہنما کھل کر اس بل کے حق میں سامنے آ گئے ہیں تو اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ وفاقی شرعی عدالت سے رجوع کیا گیا ہے بلکہ وہ عوامی سطح پر بھی مہم چلا رہے ہیں۔

جماعت اسلامی پاکستان کے جنرل سیکرٹری امیر العظیم کہتے ہیں کہ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ جماعت اسلامی اس بل پر کبھی خاموش تھی۔ 'ہم کبھی بھی اس بل پر خاموش نہیں تھے۔ ہم نے اس وقت بھی مخالفت کی تھی۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ ایکٹ میں الفاظ کا گورکھ دھندہ استعمال کیا گیا تھا جس نے قوم کو کچھ کنفیوز کر دیا تھا۔'

ان کا کہنا تھا کہ 'ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ یہ بل خرابیوں کی جڑ بنے گا مگر جب حکومتی ڈیٹا سامنے آیا کہ ہزاروں لوگوں نے اپنی جنس تبدیل کر لی ہے اور اس کی خرابیاں سامنے آئیں اور قوم پر حقیقت آشکار ہو گئی کہ یہ بل خرافات کا باعث بن رہا ہے اور قوم کو ہوش آیا تو جماعت اسلامی اب قوم کی نمائندگی کر رہی ہے۔' (BBC اُردو نیوز، ۲۱ ستمبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبدالستار [1]

ٹرانس جینڈر ایکٹ 'غیر اسلامی' قرار دیے جانے کے نتائج کیا؟

اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے پاکستان میں ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018 کی کچھ شقوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ شریعت سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

نظریاتی کونسل کی اس تنقید کے خلاف پاکستانی سول سوسائٹی کی جانب سے تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ سول سوسائٹی کو یہ خدشہ ہے کہ اس فیصلے کا رائے عامہ پر منفی اثر پڑ سکتا ہے اور مذہبی انتہا پسندوں کی حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف مذہبی حلقوں نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے۔

انسانی جانوں کو خطرہ

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے وائس چیئر پرسن اسد بٹ نے اسلامی نظریاتی کونسل کے اس فیصلے کو انتہائی منفی قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس ایکٹ پر تنقید سے بہت سے لوگوں کی جانوں کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ انہوں نے DW ڈی ڈبلیو) Deutsche Welle Media cCmpany) کو بتایا، اس ایکٹ کے حوالے سے نہ صرف سول سوسائٹی کے کئی حلقوں میں حمایت تھی بلکہ عام آدمی بھی جو ٹرانس جینڈر کمیونٹی سے ہمدردی رکھتا ہے، ان کی حمایت میں بول رہا تھا۔ لیکن اب اسلامی نظریاتی کونسل کے اس فیصلے کے بعد کوئی بھی سیاست دان یا عام آدمی اس بل کی حمایت کرتے ہوئے ڈرے گا۔ مزید برآں یہ کہ ایسے لوگ جب عوامی اجتماعات یا عوامی جگہوں پر جائیں گے تو وہ خوف کا شکار ہوں گے کیونکہ کوئی بھی جنونی ان پر حملہ کر سکتا ہے۔

انتہا پسند تحریکوں کے لیے ایک ہتھیار

اسد بٹ کا کہنا تھا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا ملک میں کافی اثر ورسوخ ہے اور مذہبی عناصر ان کے فیصلوں کو مانتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میرے خیال میں اس فیصلے نے تحریک لبیک جیسی تنظیموں کے ہاتھ میں ایک ہتھیار دے دیا ہے جو وہ روشن خیال حلقوں کے خلاف استعمال کریں

---

[1] کالمسٹ www.dw.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے۔ وہ پہلے ہی مذہبی معاملات میں تشدد کا استعمال کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ ٹی ایل پی اور اسی طرح کی دیگر تنظیمیں ہر اس شخص کو ٹارگٹ بنانے کی کوشش کریں گی جو اس ایکٹ کی حمایت کرے گا۔

اعتراضات غیر ضروری ہیں

کچھ ناقدین کا خیال ہے کہ چونکہ مذہبی عناصر کو معاشرے میں بہت زیادہ سیاسی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی ہے اس لیے وہ کوئی مسئلہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ ہیومن رائٹس کمیشن کی رکن اور معروف ویمن رائٹس ایکٹوسٹ انیس ہارون کا کہنا ہے کہ کونسل کے اعتراضات اور مذہبی طبقے کی جانب سے احتجاج بے بنیاد ہے۔ انہوں نے ڈی ڈبلیو کو بتایا کہ کونسل نے 2018ء میں تو اس بل پر کوئی احتجاج نہیں کیا تاہم اب اس فیصلے سے مذہبی طبقے کو ایک ایشو مل جائے گا۔ لیکن ٹی ایل پی کے انتخابات میں جیتنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں اس لیے وہ اس قانون کو ختم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

ایکٹ سے متعلق منفی پروپیگنڈہ

انیس ہارون کا کہنا تھا کہ کچھ مذہبی عناصر یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ اس ایکٹ کے مطابق ایک ہی جنس کے لوگ آپس میں شادی کرنے کے اہل ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا: کچھ لوگ تو یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم جنس شادیاں ہوئی ہیں۔ لیکن یہ بل ٹرانس جینڈرز کی شناخت، تعلیم، علاج، روزگار اور دوسرے حقوق کے حوالے سے ہے۔ ٹرانس جینڈر افراد کو شادی کی قانونی طور پر اجازت نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو اس مولوی کو گرفتار کریں جس نے نکاح پڑھایا ہے اور ایسی شادیوں کے متعلق تفصیلات سامنے لائیں۔

فیصلے کی پذیرائی

دوسری طرف ملک کے کئی حلقے اس فیصلے کی حمایت بھی کر رہے ہیں۔ تحریک لبیک پاکستان کے رہنما رضوان سیفی نے اس فیصلے کو انتہائی مثبت قرار دیا۔ انہوں نے ڈی ڈبلیو کو بتایا، کہ عوام میں اس ایکٹ کے حوالے سے بہت غصہ پایا جاتا ہے اور اس میں الیکٹرونک میڈیا نے بہت مجرمانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردار ادا کیا ہے۔اس قانون کے مندرجات کے حوالے سے عوام کو آگاہ نہیں کیا گیا۔اب عوام کو اس ایکٹ کی حقیقت پتہ چل چکی ہے تو وہ اسلامی نظریاتی کونسل کے اس فیصلے کو سراہا رہے ہیں۔ اس فیصلے کے بعد جو اس ایکٹ کی حمایت کر رہے تھے اب وہ بھی اس ایکٹ کے خلاف بولیں گے۔"

کونسل کا موقف

کونسل کے چیئرمین کی جانب سے ایک پریس ریلیز بھی جاری کیا گیا جس میں لکھا گیا ہے کہ موجودہ ایکٹ میں مجموعی طور پر متعدد دفعات شرعی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہیں اور یہ نت نئے معاشرتی مسائل پیدا کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔کونسل نے حکومت کو تجویز دی ہے کہ موجودہ ایکٹ کا جائزہ لینے کے لیے علما، ماہرین طب اور ماہرین قانون پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے جائے جو ٹرانس جینڈر افراد کے بارے میں موجودہ قانون کا تفصیلی جائزہ لے تا کہ اس مسئلے کے ہر پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے جامع قانون سازی کی جاسکے۔

ایکٹ کے حوالے سے مجوزہ تجاویز

یہ ایکٹ 2018ء میں منظور ہوا تھا جس پر جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان نے ترامیم تجویز کی ہیں۔انہوں نے ڈی ڈبلیو کو بتایا،ہمیں متعلقہ بل میں ٹرانس جینڈر کی تعریف پر اعتراضات ہیں۔جنس کی تعریف ایک شخص کی محسوسات پر چھوڑ دی گئی ہے اور اس کی بائیولوجیکل تعریف کو نظر انداز کیا گیا ہے۔مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے شناختی کارڈ میں جنس کے خانے میں مرد لکھا ہے تب بھی وہ شخص نادرا جا کر یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کا خیال ہے کہ اس کے محسوسات عورت والے ہیں تو نادرہ کو اختیار ہوگا کہ وہ اس کے شناختی دستاویزات جیسے کہ ڈرائیونگ لائسنس، شناختی کارڈ یا پاسپورٹ پر جنس کے خانے میں تبدیلی اس کی منشا کے مطابق کر دے۔

ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے ایک تعریف کو تسلیم کیا لیکن دو تعریفوں پر اعتراضات ہیں۔ان کا کہنا تھا، میں نے یہ بھی تجویز کیا ہے کہ ایک میڈیکل بورڈ بنایا جائے اور اگر کوئی شخص جنس کی تبدیلی کے حوالے سے دعوے دار ہے تو اس کے دعوے کی جانچ ہونی چاہیے کیونکہ اس سے قانونِ وراثت سمیت کئی اور معاملات پر اثر پڑ سکتا ہے۔ (DW ویب، ۲۸ ستمبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیارھویں فصل

دینی جماعتوں اور اداروں کی قراردادیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹرانس جینڈر ایکٹ کے مسئلے پر

ملی مجلس شرعی کی قرارداد

ملی مجلس شرعی، جو سارے دینی مکاتب فکر کے علماء کرام کی ایک علمی مجلس ہے، کے قائدین نے ۱۷ ستمبر ۲۰۲۲ء کو لاہور میں اپنے ایک اجلاس میں کہا ہے کہ پاکستان میں آئے روز حکومتیں اور سیکولر سیاسی جماعتیں غیر اسلامی قوانین بناتی رہتی ہیں جس کی تازہ مثال ٹرانس جینڈر ایکٹ ہے جس میں مخنثوں کے حقوق کے نام پر ہم جنس پرستوں کو قانونی چھتری مہیا کی گئی ہے۔ ہر فرد کو یہ حق دے دیا گیا ہے کہ وہ نادرا کے دفتر جا کر اپنی جو جنس چاہے مقرر کرا لے اور نادرا کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اس کے مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے اسے قومی شناختی کارڈ جاری کرے۔ کوئی شخص چاہے تو اپنے پہلے شناختی کارڈ کی جنس بھی تبدیل کروا سکتا ہے۔

علماء کرام نے کہا کہ اس قانون نے مردوں سے نکاح اور عورتوں کے عورتوں سے نکاح کو قانونی چھتری مہیا کر دی ہے جس سے ملک میں جنس پرستی، عملِ قوم لوط اور ہم جنسیت کو فروغ ملے گا۔ نکاح کے علاوہ یہ قانون اسلامی نظام وراثت کے لیے بھی تباہ کُن ہے کیونکہ کوئی بھی عورت خود کو مرد قرار دے کر وراثت میں دُگنا حصہ لے سکتی ہے۔ علماء کرام کا موقف تھا کہ یہ قانون اسلامی معاشرت اور خاندانی نظام کے لیے تباہ کُن ثابت ہوگا۔ علماء کرام نے مطالبہ کیا کہ اس قانون کو منسوخ کیا جائے اور اگر مخنثین کے حقوق کے لیے کوئی قانون سازی کرنی ہے تو وہ الگ سے کی جائے۔

جن علماء کرام نے اس قرار داد کی حمایت کی ان میں گوجرانوالہ سے مولانا زاہد الراشدی (صدرِ مجلس)، فیصل آباد سے مولانا یٰسین ظفر (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السّلفیہ)، چیچہ وطنی سے حاجی عبدالطیف چیمہ (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام)، پروفیسر ڈاکٹر محمد امین (ناظم اعلیٰ)، حافظ عبدالغفار روپڑی، مولانا ملک عبدالرؤف، حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا مفتی شاہد عبید، مولانا سردار محمد خاں لغاری، مولانا غضنفر عزیز، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا قاری زوار بہادر، مولانا محمد عمران طحاوی، ڈاکٹر حافظ حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدنی، ڈاکٹر علی اکبر الازہری، صاحبزادہ محمد فاروق قادری، حافظ محمد نعمان حامد، مولانا محمد اسلم نقشبندی، ڈاکٹر حافظ محمد سلیم، مولانا عثمان رمضان، مولانا عبداللہ مدنی، ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، مفتی محمد طاہر بلال، مولانا محمد حذیفہ حبیب، مولانا الطاف حسین گوندل اور دیگر علماء کرام شامل ہیں۔

(ڈاکٹر محمد امین) سیکرٹری جنرل

(البرہان اکتوبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان علماء کونسل ٹرانس جینڈر ایکٹ بل میں شریعت اسلامیہ کے خلاف شقوں پر افسوس کا اظہار کرتی ہے اور قومی اسمبلی اور سینیٹ میں موجود جماعتوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس کو مسترد کر دے ۔ اس بل میں بہت سی دفعات اسلامی اقدار اور مشرقی روایات اور پاکستان کے آئین اور قانون کے منافی ہیں ۔ پاکستان علماء کونسل اس سلسلہ میں ملک کی تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں سے رابطے کر رہی ہے اور ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ اس بل میں موجود غیر شرعی اور غیر اسلامی دفعات کو نکال دیا جائے گا۔اس حوالے سے جمعیت علماء اسلام (ف) کی قیادت اور جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد نے جن تحفظات کا اظہار کیا ہے پاکستان علماء کونسل اس کی مکمل تائید کرتی ہے اور تمام جماعتوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس حوالے سے فوری طور پر اقدامات اٹھائیں۔

حافظ محمد طاہر محمود اشرفی

چیئرمین پاکستان علماء کونسل وسیکرٹری جنرل انٹرنیشنل تعظیم حرمین شریفین کونسل

پاکستان علماء کونسل لاہور

بیت الامن بیگم پورہ موڑ، جی ٹی روڈ، لاہور فون نمبر 0300-7888871

azanemujahid@yahoo.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ پشاور

تاریخ 13/9/2022 حوالہ 786/1

محترم المقام حضرت مولانا .... صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہونگے،

جیسا آپکو معلوم ہے کہ سابقہ دور حکومت میں تحفظ ٹرانس جینڈر بل لایا گیا اور خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کی آڑ میں انتہائی چابکدستی وعیاری سے اسے سیکولر جماعتوں کی حمایت سے پاس بھی کروادیا گیا حالانکہ اس وقت پارلیمنٹ میں موجود جمعیت علماء اسلام و دیگر مذہبی جماعتوں نے بھرپور اختلاف واحتجاج بھی کیا مگر عددی اعتبار سے اکثریتی حمایت کے سبب اسے منظور بھی کروالیا گیا حالانکہ مذکورہ تحفظ ٹرانس جینڈر ایکٹ اسلام، آئین اور قانون کیساتھ ساتھ مشرقی اقدار، روایات و بنیادی اخلاقیات کے بھی یکسر منافی ہے اور اس ایکٹ سے ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ فراہم کیا گیا ہے جو کہ عالمی ایجنڈے کی تکمیل کا حصہ ہے

اس ایکٹ سے مراد یہ ہے کہ مرد اس قابل ہو گیا ہے کہ وہ اپنی جنسی شناخت تبدیل کر کے سرکاری دستاویزات میں عورت بن سکتا ہے اور عورتوں کے مخصوص مقامات واش روم اور سوئمنگ پول وغیرہ بھی جا سکتا ہے اور چونکہ اس قانون کی رو سے وہ ایک عورت ہے اس لئے وہ دوسرے مرد سے شادی بھی کر سکتا ہے اسی طرح عورت بھی اپنی جنس تبدیل کر کے مرد بن سکتی ہے اور یہ عمل اتنا آسان بنایا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص نادرا آفس جا کر صرف یہ کہے کہ وہ عورت ہے اور احساسات عورتوں والے رکھتا ہے تو نادرا آفس اسے عورت رجسٹر کر دے گا اور یہ بھی اس ایکٹ میں درج شدہ ہے کہ جس کی عمر اٹھارہ سال ہو وہ اپنی جنس خود متعین کرنا چاہے کہ وہ مرد ہے یا عورت تو اسکو یہ اختیار حاصل ہے

انہوں نے کہا کہ اس کے نتیجے میں ایک عورت جو پیدائشی طور پر عورت ہے وہ مرد رجسٹر ہو کر وراثت میں اپنا حصہ دگنا کرواسکتی ہے اور اس سے خاندانی نظام میں جو تباہی آئے گی وہ ناقابل بیان ہے نیز ہم جنس پرستی کا طوفان پورے معاشرے کو لپیٹ میں لے لیگا کسی گناہ میں مبتلا ہونا بذاتہ افعل ہے لیکن اس گناہ پر اصرار و مُصر رہو کر بے خوف ہو جانا اور اسے قانونی تحفظ دے دینا پھر ایسا بڑا گناہ ہے جس پر خدانخواستہ اللہ کا عذاب بھی نازل ہو سکتا ہے

وطن عزیز پہلے ہی آزمائش وامتحانات سے گزر رہا ہے اس صورتحال میں ہمارا اور پوری ملت کا فرض بنتا ہے کہ اس ایکٹ کے خلاف بھرپور عوامی سطح پر آواز اٹھائیں، مساجد میں اس حوالے سے بات ہو، علماء کرام وعظ فرمائیں اور اس مذموم سازش سے آگاہی دیں اور اسکی بھرپور مخالفت کریں اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جمعۃ المبارک 16 ستمبر 2022 کو اس ایکٹ کے خلاف مساجد میں بھرپور احتجاج کرے گی

علماء کرام وخطباء عظام سے دردمندانہ اپیل کیجاتی ہے کہ وہ مساجد میں اس مسئلہ کو اجاگر کریں اور اس ایکٹ کی بھرپور مخالفت کریں اس بابت مذمتی قراردادیں منظور کروائیں اور حکومت پاکستان اور قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق سے اس ایکٹ کو فوری واپس لینے کا پرزور مطالبہ کریں

اللہ کریم ہماری اس سعی و دینی جدوجہد کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین یارب العالمین

والسلام مع الاکرام

محمد شہاب الدین پوپلزئی

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبرپختونخوا

امیر انجمن تبلیغ قرآن وسنت پشاور

Aalmi Majlis Tahaffuz Khatm-e-nubuwwat Peshawer

Masjid Qasim Ali Khan Peshawar 0333-9347034

www.amtkn.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاہور

"حکومت ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل اور ملک کی دینی قیادتوں کو اعتماد میں لے کر فیصلہ کرے"

"پاکستان شریعت کونسل علماء سیمینار لاہور"

پاکستان شریعت کونسل لاہور کے زیر اہتمام ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حوالے سے علماء سیمینار
جامع مسجد آسٹریلیا بیرون ریلوے اسٹیشن لاہور میں منعقد ہوا، جس میں پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور ملی مجلس شرعی پاکستان کے صدر، مفکر اسلام مولانا زاہد الراشدی نے خصوصی خطاب کے علاوہ ملی مجلس شرعی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد امین، مولانا قاری جمیل الرحمن اختر، مولانا قاری محمد عثمان رمضان، ڈاکٹر عبد الواحد قریشی، حافظ محمد کلیم نے بھی شرکاء سے خطاب کیا
سیمینار پاکستان شریعت کونسل پنجاب کے امیر مولانا قاری جمیل الرحمن اختر کی زیر صدارت منعقد ہوا جس کے اختتام پر ... مولانا عبد الرؤف ملک نے ... کے لیے خصوصی دعا کروائی
علماء سیمینار میں لاہور کی مختلف مساجد کے ائمہ و خطباء، مدارس کے منتظمین اور دینی کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ پاکستان شریعت کونسل لاہور کے امیر ڈاکٹر عبد الواحد قریشی نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا، کہا کہ پاکستان شریعت کونسل ایک علمی فکری غیر انتخابی فورم ہے جس کا مقصد کسی بھی پیش آمدہ مسئلہ کی حقیقت حال سے آگاہی اور اس کے حل کے حوالے سے حقائق لوگوں تک اس مسئلہ کو پہنچانا ہے۔ تقریب کا ... سیمینار سے ملی مجلس شرعی پاکستان کے صدر اور پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی سیکرٹری جنرل مفکر اسلام مولانا زاہد الراشدی نے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ ہمارے قانونی نظام کو تبدیل کرنے کی سازش ہے اور یہ بین الاقوامی ایجنڈا ہے جس کے ... مسلسل تحریک کی ضرورت ہے، پاکستان سمیت مختلف ممالک میں اس کے ... کوشش کی جا رہی ہے۔ مولانا زاہد الراشدی نے پاکستان شریعت کونسل کے
ایڈیشنل سیکرٹری جنرل
ڈاکٹر ... چوہدری خالد محمود کی مرتب کردہ رپورٹ "ٹرانس جینڈر ایکٹ اور علماء کرام کی ذمہ داریاں" کو سیمینار میں شرکاء کی خدمت میں پیش کیا گیا۔
کہا کہ علماء اس کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔
سیمینار کے شرکاء نے وفاقی وزیر قانون کے اس بیان کا خیر مقدم کیا ہے جس میں وفاقی وزیر نے ٹرانس جینڈر پرسنز ایکٹ 2018 میں جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد خان کی پیش کردہ ترمیم کی حمایت کا عندیہ دیا ہے۔ علماء سیمینار میں ایک قرارداد کے ذریعے یہ مطالبہ کیا گیا کہ حکومت ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل اور ملک کی دینی قیادتوں کو اعتماد میں لے کر فیصلہ کرے
سیمینار سے ملی مجلس شرعی پاکستان کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر محمد امین نے خطاب کیا اور ایک مرتب شدہ رپورٹ شرکاء کو پیش کی اور خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ ہماری اسلامی تہذیب اور ثقافتی روایات اور تعلیمات سے متصادم ہے۔
پاکستان شریعت کونسل پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا قاری محمد عثمان رمضان نے شرکاء سے خطاب میں کہا کہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کے ذریعے لادینی قوتوں کا ہم جنس پرستی کے رستے کو ہموار کرنے کا مقصد ہے ... اس اجتماع سے ملک بھر کی ... اقوام عالم ... اور ...
انہوں نے کہا کہ مفکر اسلام مولانا زاہد الراشدی نے 09 مئی 0 کو جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ... کی طرف سے یہ اعلامیہ جاری کیا گیا تھا کہ مرد کا مرد سے جنسی تعلق ... کا حق ہے اور اس سلسلے میں قانونی رکاوٹیں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہیں، اس وقت بھی اقوام عالم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم جنس پرستی ایک معاشرتی لعنت ہے جس کی تمام آسمانی مذاہب میں یکساں طور پر مذمت کی گئی ہے اور قرآن و سنت کی طرح بائبل میں بھی اسے لعنتیوں کا عمل اور قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔ اقوام عالم اگر اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں تو آسمانی تعلیمات کی طرف معاشرہ کی واپسی اور وحی الٰہی کی بالادستی کو قبول کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے
علماء سیمینار میں شرکت کرنے والے علماء کرام میں لاہور کے ممتاز عالم مولانا فضل الرحمان، پروفیسر حافظ ابو بکر چوہدری، مفتی محمود میاں، مولانا عبد الرحمان، قاری عبد السلام، مولانا ... مولانا ... کثیر تعداد میں دینی کارکن شامل تھے

جاری کردہ
حافظ مدثر گجر سیکرٹری اطلاعات

پاکستان شریعت کونسل لاہور

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیاد حضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی، سابق امیر پاکستان شریعت کونسل

امیر
مولانا محمد رویس خان ایوبی
رئیس دار الافتاء میرپور آزاد کشمیر
فون: 0313-7944143

مرکزی سیکرٹری جنرل
مولانا زاہد الراشدی
خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ
فون: 0301-4904020
zahidrashdi.org

نفاذِ اسلام کی جدوجہد کا غیر انتخابی علمی و فکری فورم

پاکستان شریعت کونسل

PAKISTAN SHARIYAT COUNCIL

اسلام آباد (27 ستمبر 2022)

پریس ریلیز

جڑواں شہروں میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام نے ٹرانس جینڈر بل 2018 کو مسترد کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے اس بل کو فوری طور پر واپس لیا جائے

اسلام آباد: مدرسہ معارف القرآن جی نائین فور کراچی کمپنی میں ٹرانس جینڈر بل کے حوالے سے منعقدہ اجلاس سے مولانا زاہد الراشدی، مولانا نذیر فاروقی، مولانا ظہور احمد علوی، حافظ مقصود احمد، مولانا اقبال نعیمی، مولانا ولی اللہ شاہ، مفتی عبد السلام، مولانا اشرف علی و دیگر خطاب کر رہے ہیں

جڑواں شہروں میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام نے ٹرانس جینڈر بل 2018 کو مسترد کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے اس بل کو فوری طور پر واپس لیا جائے، پارلیمنٹ میں موجود سیاسی جماعتیں اس حوالے سے متفقہ طور پر نیا بل لائیں، جن لوگوں نے اس قانون کی آڑ میں جنس تبدیل کرتے ہوئے شناختی کارڈ بنوائے ہیں ان کے شناختی کارڈ منسوخ کیے جائیں، ٹرانس جینڈر بل پیش و حمایت کرنے والے اللہ اور قوم سے معافی مانگیں، یہ غیر شرعی بل واپس نہ لیا گیا تو بھرپور تحریک چلائیں گے آئندہ جمعہ کو ملک بھر کی مساجد میں یوم احتجاج منایا جائے گا۔

ان خیالات کا اظہار علماء کرام، مدارس کے ذمہ داران اور مختلف مذہبی و سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے مولانا نذیر فاروقی کی میزبانی میں مدرسہ معارف القرآن جی نائین فور کراچی کمپنی میں منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

اجلاس مولانا اشرف علی کی زیر صدارت منعقد ہوا اجلاس میں پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے خصوصی طور پر شرکت کی۔

اجلاس میں وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے رکن مولانا ظہور احمد علوی، تنظیم المدارس اور جمعیت علمائے پاکستان کے مولانا اقبال نعیمی، جمعیت اہلحدیث کے حافظ مقصود احمد، جماعت اسلامی کے مولانا ولی اللہ بخاری، اہلسنت والجماعت کے مولانا عبد الرحمن معاویہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا قاضی مشتاق، مولانا عبد الوحید قاسمی، وفاق المدارس راولپنڈی کے مسوول مفتی عبد الرحمن، جڑواں شہروں کے جید علماء مولانا اشرف علی، مفتی عبد السلام، مولانا عبد الکریم، مولانا عبد القدوس محمدی، جمعیت اہلسنت کے مولانا ادریس حقانی، پاکستان علماء کونسل کے مولانا نعمان حاشر، مجمع العلوم الاسلامیہ کے مفتی عبد الرحمن، مفتی مقبول اور دیگر علمائے کرام شریک ہوئے علمائے کرام نے کہا کہ خواجہ سرا معذور طبقہ ہے ان کے مسائل حل کیے جائیں مگر ان کی آڑ میں شریعت اور اپنی تہذیب و تمدن کے خلاف قانون سازی کسی صورت قبول نہیں کریں گے۔

ٹرانس جینڈر قانون کی آڑ میں اللہ کی تخلیق میں مداخلت کی کوشش کی گئی، کھسرے کے نام پر وجود میں آنے والے ملک میں کسی کو دین کے ساتھ کھلواڑ کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے علمائے کرام نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس متنازع قانون کو نظریاتی کونسل یا کسی اور فورم پر بھیجنے کے بجائے فی الفور واپس لیا جائے اگر اسے واپس نہ لیا گیا تو اس قانون کے خلاف ملک گیر احتجاجی تحریک چلائیں گے اور حکومت کو بل کی واپسی پر مجبور کر کے چھوڑیں گے۔

اجلاس میں مولانا اسلم ضیائی، مولانا خلیق الرحمن چشتی، مولانا تنویر احمد علوی، مولانا عبد الرؤف، مولانا محمد علی قریشی، مولانا قاسم عباسی، مولانا محمد حسن فاروقی، مولانا محمد طیب، مولانا رمضان علوی، مولانا حافظ علی محی الدین، مولانا عبد الرؤف محمدی، مولانا عبد الرشید کوثر، مولانا ایوب انصاری، قاری عزیز الرحمن اور دیگر علمائے کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

جاری کردہ: عبد الرؤف محمدی سیکرٹری اطلاعات پاکستان شریعت کونسل

مرکزی رابطہ آفس: جامع مسجد ابوبکر لین نمبر 8 پارک روڈ اسلام آباد فون: 03349173562

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارھویں فصل

عدالتیں اور اسلامی نظریاتی کونسل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(Appellate Jurisdiction)

PRESENT:
Mr. Justice Iftikhar Muhammad Chaudhry, CJ.
Mr. Justice Ch. Ijaz Ahmed
Mr. Justice Rahmat Hussain Jafferi

Const. Petition No. 43/2009.

Dr. Muhammad Aslam Khaki & another. ...Petitioners

Versus

S.S.P. (Operation), Rawalpindi & others. ...Respondents

For the petitioners: Dr. M. Aslam Khaki, ASC (in person) with Almas Shah alias Boby.

On Court notice: Mr. Shah Khawar, A.G.P.
Ch. Khadim Hussain Qaiser, Addl. A.G. Pb.
Nemo (for A.G. Sindh, NWFP and Balochistan)

Date of hearing: 04.11.2009

ORDER

Learned Attorney General for Pakistan requests that this case may be adjourned for one week enabling him to contact Chief Secretaries of the respective Provinces as well as the Advocate Generals because they were directed by the Court to furnish reports which they have not furnished so far except the Province of Punjab. Request is allowed. Adjourned to 20.11.2009.

2. In the meanwhile, Attorney General shall also prepare some proposals on the basis of which the Federal and the Provincial Governments can conveniently recognize the status of eunuchs to be the respectable citizens and to protect their right of inheritance in moveable and immovable properties left by their parents/ elders and their legal obligations to provide maintenance to them on account of disability due to which they are not being treated at par with other citizens of the country.

Sd/- Iftikhar Muhammad Chaudhry, CJ
Sd/- Ch. Ijaz Ahmed, J
Sd/- Rahmat Hussain Jafferi, J

SUPREME COURT OF
ISLAMABAD THE

Certified to be True Copy
Superintendent
Supreme Court of Pakistan

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(Original Jurisdiction)

PRESENT:
MR. Justice Iftikhar Muhammad Chaudhry, CJ
Mr. Justice Ch. Ijaz Ahmed
MR. Justice Khilji Arif Hussain

Constitution Petition No.43 of 2009

Dr. Muhammad Aslam Khaki
And another

...Petitioners

VERSUS

SSP (Operations) Rwp & others ...Respondents

For the petitioners: Dr. M. Aslam Khaki, ASC
a/w Almas Shah @ Boby

On Court Notice: Mr. Shah Khawar, Attorney General
Mr. Mehmood Raza, Addl. A.G.
Mr. Khadim Hussain Qaiser Addl.AG(Pb)
Mr. Zahid Yousaf, Addl. AG NWFP
Mr. Muhammad Akhtar Ghori,
Dir. Social Welfare (Sindh)
Mr. Afsar Khan, Dir. SW (NWFP)
Mr. Nazar Abbasi, Law Officer

Date of hearing: 20.11.2009

ORDER

Learned Attorney General states that he has convened a meeting with the learned counsel for the petitioners, learned Advocate Generals of the respective Provinces as well as with the representatives of the Social Welfare Department. During course

ATTESTED
Superintendent
Supreme Court of Pakistan

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

whereof it has been decided to prepare a working paper for approval of the Government as well as for this Court, to protect the rights and welfare of unix.

2. It is to be noted that this class of the society has been neglected merely on account of gender disorder in their bodies, otherwise they are entitled to enjoy all the rights granted to them by the Constitution being its subject, including their rights in inherited property because normally to deprive them from their such legitimate rights, some time their families disowned them. As far as existing laws are concerned, there are no provisions on the basis of which they can be deprived from their legitimate rights to inherit the properties. Similarly NADRA is required to adopt a strategy with the assistance of the concern departments of the Govt. to record exact status in the column meant for male or female after undertaking some medical tests based on hormones etc. They are also entitled for entering their names in the electoral list. As far as the question of casting the vote is concerned, it could be decided separately, because they can, if need be, exercise the right of franchise etc.

3. As number of unix have been registered in all the Provinces as well as in the Federal Territory, therefore, Federal and Provincial Governments can also ensure for extending them opportunity of receiving education in childhood or in higher institutions/schools subsequently. On account of gender disorder in their bodies they can be accommodated against the

ATTESTED
Superintendent
Supreme Court of Pakistan

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

jobs which they can perform quite conveniently. As the Government has already ensured the jobs to the disable persons, therefore, similar policy can also be adopted for them.

4. It has been published in the press that they are being harassed by the police and other agencies taking the benefit of their weaknesses. For this purpose we have already passed order dated 17.8.2009. The Government is required to ensure the implementation of above said order.

5. It is informed that in the name of unix some male and female who are otherwise have no gender disorder in their bodies have adopted this status and commit crimes on account of which a bad name is brought to unix. This aspect is to be checked by the police of the area where such like people are operating.

6. These matters, inter alia, can be considered by the Government quite conveniently with a view to provide them protection and respect so they may also spend their life in a respectable manner.

7. Learned Attorney General states that besides making the policy in this behalf, if need be, the Government will legislate a law in their favour and a Commission can also be constituted. We expect some positive outcome on the next date of hearing.

8. Copy of this order be sent to the Chief Secretaries/ Commissioners etc of respective Provinces who, with the consultation of the Secretary, Social Welfare Department and

ATTESTED

Superintendent

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(Original Jurisdiction)

PRESENT:
Mr. Justice Iftikhar Muhammad Chaudhry, CJ.
Mr. Justice Anwar Zaheer Jamali
Mr. Justice Khilji Arif Hussain

Constitution Petition No.43 of 2009

Dr. Muhammad Aslam Khaki & another ...Petitioners

Versus

S.S.P.(Operations) Rawalpindi & others ...Respondents

Petitioners:	Dr. Muhammad Aslam Khaki, ASC With Almas Shah, @ Boby
On Court Notice:	Mr. Shah Khawar, Act. Attorney General With Mr. Javed Iqbal, SP (Legal), Islamabad
For Govt. of Punjab:	Mr. Khadim Hussain Qaiser, Addl. A.G. Pb. With Mr. Akhtar Ali, SHO, Taxila Mr. Muhammad Nazir, SI
For Govt. of Sindh:	Raja Abdul Ghafoor, ASC With Dr. Iqbal Saeed Khan, Dir. Social Welfare Dept. Dr. Saeed Ahmed Qureshi, focal person to Secy. Health.
For Govt. of NWFP:	Mr. Ishtiaq Ibrahim, Addl. A.G. With Waris Khan, S.O (Health)
For Govt. of Baluchistan:	Mr. Mehmood Raza, Addl. A.G. Baluchistan With Mr. Saeed Ahmed Kasi, S.O. Social Welfare Dept.
Date of hearing:	23.12.2009

ORDER

On the last date of hearing it was observed that unix/eunuchs are entitled of shares from inherited property in pursuance whereof their registration has been completed, therefore, the Secretaries Social Welfare Departments are directed that on the basis of such registration they should approach the respective DCOs and communicate the order of this Court to them that after tracing their family roots, it may be ensured that they get their shares of inheritance, if any, and if no inheritance, yet has opened, they should be considered at the time of opening of the same as there is no law of the land, which deprives them from their respective

ATTESTED
Superintendent

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

DCO will make efforts to implement the same. All the concerned Ministries are expected to cooperate with the learned Attorney General and Advocate Generals for implementation of the same and to prepare a policy in this behalf.

At the request of learned Attorney General for Pakistan case is adjourned to a date in office after one month.

SEAL OF THE SUPREME COURT OF PAKISTAN

Sd/. Iftikhar Muhammad Chaudhry, CJ
Sd/. Ch. Ijaz Ahmed, J
Sd/. Khilji Arif Hussain, J

Certified to be True Copy
7/4/10
Superintendent
Supreme Court of Pakistan
ISLAMABAD

Islamabad the,
20th. November, 2009.

Civil/Criminal
CM No: 2784/10
Date of Presentation: 6-4-10
No. Of Words: 1200
No. Of Folios: 12
Requisition Fee Rs: 5.00
Copy Fee in: 7.44
Court Fee stamps: 12.44
Date of Completion of Copy: 7/4/10
Date of delivery of Copy: 21-5-10
Compared by/Prepared by:
Received by:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

rights. The unix are also directed to cooperate with the authorities in this behalf. However, their family members who have deprived them from their due shares, are also advised not to deny their rights otherwise the law will take its own course. Reports in this behalf shall also be completed and be sent province-wise on the next date of hearing. In the meanwhile this order shall be treated as judgment in their favour for the purpose of getting right of inheritance etc. from moveable and immovable properties left by their predecessors.

2. Mr. Khalid Zaman, Section Officer, Ministry of Interior stated that copy of the order dated 20.11.2009 has been received in their office on 16th December, 2009 therefore, so far, Interior Ministry has not consulted with the NADRA for the purpose of recording exact status of unix in the column, meant for male or female after undertaking some medical tests based on hormones, therefore, on the next date of hearing progress in this behalf shall also be made.

3. Learned Attorney General stated that so far no progress has been made regarding entering the names of the unix in the electoral list. However, Mr. Aslam Khaki, learned ASC stated that names of so many unix have already been registered and some have also contested elections. The Election Authorities of the Provinces are directed to have a contact with the Secretaries Social Welfare Department and after getting the copy of the registration of the unix in the Provinces, they should enter their names in the voter lists on the basis of the I.D. Cards whatsoever they possess and if any change is recorded on the basis of NADRA's entries, the same shall also be carried out in the electoral lists. Copy of this order be also sent to the Chief Election Commissioner for making directions to the concerned authorities.

4. The Provincial and the Federal Governments have also not taken steps for ensuring the admission of the unix in the educational institutions. The Secretary, Social Welfare Department, Sindh, Mr. Iqbal Ahmed stated that steps are being taken for their admission and accommodation in the educational institutions. The remaining Provincial Governments through Secretaries Social Welfare Department are also directed to follow the same practice and ensure their admission in the educational institutions, because it is their basic and fundamental right to get education in the institution in terms of Article 22 read with Article 25 of the Constitution.

5. Learned Attorney General stated that previously there was a scheme by the name of Adult Education, however, he will inquire from the Federal and the

ATTESTED
Superintendent
Supreme Court of Pakistan
ISLAMABAD

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Provincial Governments whether such scheme is still there or not. However, in absence of any scheme, the government may ensure admission in the educational institutions including technical and vocational institutions, of all those unix who have not crossed the age of receiving the education so far.

6. It is informed by Mr. Iqbal Saeed, Director Social Welfare Department, Mr. Saeed Ahmed, Director Health, Government of Sindh that unix were involved by these two departments during Polio Vaccination Scheme of this month. Efforts made in this behalf by the Government of Sindh are highly appreciable and we expect that other Provincial Governments shall also follow the same practice. Besides, they shall also accommodate them against other jobs as has already been noticed that steps be made to create some respectable jobs so they may earn their livelihood respectably. In this behalf all the Secretaries of the Social Welfare Department of the Provinces shall submit a comprehensive report.

7. The police authorities apparently had not taken any step to ensure that unix are not being harassed and actions are being taken against those persons who in fact are not unix but by using such status are committing the crimes and ultimately the actual unix are being blamed for the same. In this behalf the IGPs shall instruct their subordinates to adopt a mechanism to ensure that they are not being harassed and their status being of unix be not exercised by other persons etc.

8. Learned Attorney General stated that the Government has decided to prepare a scheme and if need be, legislation shall be made to protect the rights of the unix, being citizens of this Country in terms of Article 25(3) of the Constitution on the same lines as are guaranteed to the other citizens of the Country. Adjourned to a date after one month for receiving the reports.

9. It has been pointed out that in the State of Bihar (India) a strategy has been evolved to provide respectable jobs to the unix like recovery of taxes from the habitual defaulter etc. Extract of such information has been downloaded from the internet which is reproduced herein below:

> *"The Bihar government is trying out innovative ways to involve the eunuchs, also called kinnars or hijras, in socially useful work. It has successfully used the services of eunuchs to recover taxes from habitual defaulters in Patna. Now, the social welfare department plans to rehabilitate them – in a first such rehabilitation scheme for eunuchs. Bihar Social Welfare Minister Damodar Raut told IANS that the government would soon launch a plan for the rehabilitation of eunuchs. "It is in the pipeline. The rehabilitation scheme for rehabilitation scheme for eunuchs will be a reality in the state soon, he said. Eunuchs will be*

ATTESTED
Superintendent
Supreme Court of Pakistan

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Const.P.43/09 4

provided literacy and vocational training to prepare them for respectable regular employment. It will give them the opportunity to enhance their socio-economic status, "said Masood Hassan, director of the social welfare department."

10. The Government of Pakistan, Social Welfare Departments as well as the Provincial Governments may also take this information as well for the purpose of ensuring respectable jobs to the UNIX.

SUPREME COURT OF PAKISTAN

Sd/. Iftikhar Muhammad Chaudhry, C.J

Sd/. Anwar Zaheer Jamali, J

Sd/. Khilji Arif Hussain, J

Islamabad, the
23rd December, 2009

Certified to be True Copy
7/4/10

Superintendent
Supreme Court of Pakistan
ISLAMABAD

C.A. No: 2784/10 Civil/Criminal
Date of Presentation: 6-4-10
No. of Words: 1200
No. Of Folios: 12
Requisition Fee Rs: 5.60
Copy Fee in: 7.64
Court Fee stamps: 7.64
Date of Completion of Copy: 7/4/10
Date of delivery of Copy: 21.5.10
Compared by/Prepared by:
Received by:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفاقی شرعی عدالت

* دونو جوانوں حماد حسن اور محمد عرفان نے ٹرانس جینڈر قانون کو اس کے غیر اسلامی ہونے کی بنیاد پر وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔

* وفاقی شرعی عدالت نے ۳۰ر ستمبر ۲۰۲۰ء کو پٹیشن کو سننے کے لیے منظور کیا اور حکومت کو نوٹس جاری کر دیا۔

* ۲۷ر اکتوبر ۲۰۲۱ء کو معروف صحافی اور اسلامی سکالر اوریا مقبول جان نے پٹیشنر بننے کی درخواست کی جسے وفاقی شرعی عدالت نے تسلیم کر لیا۔ انہوں نے اگلے پانچ ماہ میں بل کے خلاف تین سو صفحات پر مشتمل تمام فقہی مسالک کی آراء کے ساتھ تفصیلی دلائل جمع کروا دیے۔

* ۱۱ر اپریل ۲۰۲۲ء کو وفاقی شرعی عدالت کو وفاق کا جواب ملا مگر چیف جسٹس صاحب کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے عدالت کا اجلاس نہ ہو سکا۔

* ۲۰ر ستمبر ۲۰۲۲ء کو وفاقی شرعی عدالت میں قائم مقام چیف جسٹس کی سربراہی میں اس مقدمے کی سماعت ہوئی۔ سینیٹر مشتاق احمد (جماعت اسلامی) کے علاوہ خواجہ سرا الماس بوبی اور پیپلز پارٹی کے فرحت اللہ بابر بھی پیش ہوئے۔

* ۳ر اکتوبر ۲۰۲۲ء کو جمعیت علماء اسلام (ف) کے سینیٹر مرتضیٰ کامران بھی اس کے پٹیشنر بن گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر ایف:۳(۱)/۲۰۲۰ء-آر-سی آئی آئی/۳/۷
مورخہ: ۲۰/مئی ۲۰۲۲ء، اسلام آباد

COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY
GOVERNMENT OF PAKISTAN
46-Ataturk Avenue, G-5/2, Islamabad
PHONE 051-9245968
FAX 051-9208439
E-mail contact@cii.gov.pk
ISLAMABAD

عنوان: **خواجہ سراؤں (کے حقوق کے تحفظ کا) ایکٹ، ۲۰۱۸ء---اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات**

بحوالہ اجلاس نمبر ۲۲۸، منعقدہ مورخہ ۱۸-۱۹/ مئی ۲۰۲۲ء

مذکورہ بالا قانون سے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے اجلاس نمبر ۲۲۸، مورخہ ۱۸-۱۹/ مئی ۲۰۲۲ء میں قرار دیا کہ:

"(۱) خواجہ سراؤں (کے حقوق کے تحفظ کا) ایکٹ، ۲۰۱۸ء میں "تعریفات" کے باب میں "دفعہ ۲ (ر)- صنفی اظہار" اور "دفعہ ۲ (ایف)- صنفی شناخت"، اسی طرح "باب دوم- خواجہ سرا کی شناخت کو تسلیم کرنا" شریعت کی روح اور شرعی اصول وضوابط کے خلاف ہیں کیونکہ ان دفعات میں خواجہ سرا کو پیدائشی جنس کے برعکس اپنی مرضی کے مطابق صنفی شناخت تسلیم کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں اسی بنیاد پر وہ دفعات، جن میں "صنفی اظہار" اور "صنفی شناخت" کا ذکر آتا ہے، بھی شرعاً قابل اعتراض ٹھہرتی ہیں۔

(۲) موجودہ قانون میں تعریفات کے باب میں "خواجہ سرا (Transgender)" کی تعریف کی گئی ہے اور تین قسم کے افراد کو اس کا مصداق قرار دیا گیا ہے، یہ تعریف شرعی طور پر قابل اعتراض امور پر مشتمل ہے اور بیشتر تکنیکی خامیاں بھی اس میں پائی جاتی ہیں۔ اس تعریف کی رو سے کئی ایسے افراد، جو خواجہ سرا نہیں ہیں یا نہیں ہونے چاہئیں، خواجہ سرا کے زمرے میں شامل ہو جاتے ہیں۔ خواجہ سرا کی وضع کردہ تعریف بالواسطہ خود کو نامرد بنانے کے عمل کو قانونی جواز فراہم کرتی ہے، جس کی شریعت میں ممانعت ہے۔ مزید برآں! خواجہ سرا کی یہ تعریف اس تاریخی پس منظر سے بھی ہم آہنگ نہیں، جس کے لیے خواجہ سرا کی اصطلاح اصلاً وضع کی گئی تھی۔

(۳) موجودہ قانون میں "باب پنجم- دفعہ (۷)- حق وراثت" اور اس کی ذیلی دفعات بھی خلاف شرع امور پر مشتمل ہیں، کیونکہ ان دفعات کی بنیاد وہ دفعات ہیں، جن کے تحت اپنی مرضی کی صنفی شناخت کی اجازت دی گئی ہے۔ اس باب میں عطا کردہ حق وراثت شرعی حکم کے مطابق نہیں ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ:-

اگر کوئی شخص قانوناً خواجہ سرا مرد ہے تو اسے مرد کا حصہ دیا گیا ہے، حالانکہ یہ فرد در حقیقت عورت ہے۔

اسی طرح خواجہ سرا عورت کو عورت کا حصہ دیا گیا ہے، جو کہ در حقیقت مرد ہے۔

یہ خامیاں اپنی مرضی کی صنفی شناخت اختیار کرنے (self-perceived identity) کی اجازت دینے کی وجہ سے پیش آ رہی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) اس قانون کو خواجہ سرا (Transgender) کے نام سے موسوم کرنا بھی محل نظر ہے، اس کی دو وجوہات ہیں:

(الف) تکنیکی طور پر خواجہ سرا دراصل برصغیر میں مغل دور کی اختیار کردہ ایک اصطلاح ہے۔ مغل دور میں خواجہ سرا وہ افراد ہوتے تھے جنہیں باقاعدہ سرجری کے ذریعے نامرد کیا جاتا تھا اور حرم یا خواتین خانہ میں ان سے خدمت لی جاتی تھی، اس اصطلاح کے مطابق خواجہ سرا درحقیقت مرد ہوتا ہے۔ زیر بحث قانون تو خواجہ سرا سے موسوم ہے لیکن اس کی ذیلی دفعات میں خنثیٰ مشکل، نامرد افراد اور وہ افراد جن کی پیدائشی جنس ان کے جذبات و احساسات سے مختلف ہوں، سب کا تذکرہ و تفاصیل موجود ہیں۔ اس بنیاد پر قانون کو خواجہ سرا کے عنوان سے پیش کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس قانون کو درست عنوان جیسے: مشتبہ الجنس افراد یا خنثیٰ افراد سے موسوم کیا جائے۔

(ب) شرعی طور پر بھی خواجہ سرا کا نام رکھنا درست نہیں کیونکہ موجودہ دور میں خواجہ سرا سے مراد وہ افراد لیے جاتے ہیں جن کی پیدائشی جنس ان کے جذبات و احساسات سے الگ ہو اور وہ پیدائشی جنس کے برعکس اپنے جذبات و احساسات کے تابع زندگی گزار رہے ہوں جبکہ شریعت اس امر کی اجازت نہیں دیتی کہ کوئی شخص اپنی پیدائشی جنس کے برعکس صنفی میلانات اور احساسات کی بنیاد پر کسی جنس کو اختیار کرے۔ احادیث مبارکہ میں پیدائشی جنس کے مخالف جنس کا لباس پہننے یا مشابہت اختیار کرنے پر لعنت وارد ہوئی ہے اور یہ عمل گناہ کبیرہ ہے۔ اس لیے خواجہ سرا کے نام سے قانون کو موسوم کرنا درحقیقت اس مزاج اور فکر کی حوصلہ افزائی کے مترادف ہے، جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔

(۵) خواجہ سراؤں کے حقوق سے متعلق موجودہ قانون اس حوالے سے بھی محل نظر ہے کہ اس میں وراثت اور دیگر حقوق تو بیان کیے گئے ہیں لیکن حق ازدواج کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس حوالے سے قانون خاموش ہے، جو شرعی طور پر کئی خامیوں اور مفاسد کا باعث ہے۔ یہ امر تو معلوم و معروف ہے اور یہی فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ شادی مرد و عورت کے درمیان ہی ہو سکتی ہے۔ اسلام اور اسلام سے قبل تمام ادیان سماویہ و غیر سماویہ کا اس پر اجماع ہے۔ اب اس قانون کی رو سے خواجہ سرا مرد، جو کہ درحقیقت عورت ہے، کی شادی کس سے ہوگی؟ اگر مرد سے کرے گا تو شرعاً اگرچہ یہ درست ہے لیکن قانون میں تفویض کردہ صنفی شناخت کی بنا پر چونکہ وہ مرد ہے، لہٰذا یہ عمل قانون کی رو سے ہم جنس پرستی کے زمرے میں آئے گا۔ اگر عورت سے شادی کرے گا تو قانون کی رو سے اگرچہ درست متصور ہوگا لیکن شرعاً یہ ہم جنس پرستی کے زمرے میں آنے کی وجہ سے ناجائز ہوگا کیونکہ یہ درحقیقت عورت ہے۔ یہی اعتراضات "خواجہ سرا عورت" والی صورت پر بھی وارد ہوتے ہیں کیونکہ وہ درحقیقت مرد ہے۔

(۶) خواجہ سراؤں کی اپنی مرضی کی جنسی شناخت کی حمایت میں اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ جنس اور صنف دونوں الگ الگ ہیں۔ اس حوالے سے شریعت اور فقہ کا موقف یہ ہے کہ فقہی احکام کے اعتبار سے جنس اور صنف دونوں ایک ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لیے اس بنیاد پر Self-perceived Identity کو جواز فراہم کرنا درست نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) مذکورہ بالا شرعی و تکنیکی خامیوں کی بنا پر اس قانون کی از سر نو تسوید کی ضرورت ہے۔ ان تمام خامیوں کو دور کیا جانا ضروری ہے۔ کونسل اپنے اجلاس نمبر ۲۰۹، منعقدہ مؤرخہ ۱۷ ر جنوری ۲۰۱۸ء کی سفارشات کا اعادہ کرتی ہے، جن کا متن حسب ذیل ہے:

- مخنث / خنثیٰ (Transgendar) وغیرہ کی تعریف جامع مانع نہیں، بالخصوص اس حوالے سے کہ غیر مخنث افراد کو بھی مخنث اور خنثیٰ قرار دیا گیا۔
- مخنث افراد کی تعیین و تصدیق کے لیے کسی معتبر و معتمد طریقہ کار کی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔
- بل کی دفعات بالخصوص تعریف پر مشتمل دفعہ ۳۷۷ (اے) سے عمومی تاثر قائم ہوتا ہے کہ انصاء (خصی ہونے یا کرنے کا عمل) جائز ہے، حالانکہ عمل انصاء ازروئے شرع ممنوع ہے۔ ضروری ہے کہ اس قبیح عمل کو قانونی طور پر ممنوع قرار دیا جائے۔

  خنثیٰ کی درست تعریف حسب ذیل ہے:

  ایسا شخص جو مردوں اور عورتوں والے دونوں اعضاء رکھتا ہو، یا ایسا شخص جو دونوں قسم کے اعضاء نہ رکھتا ہو، صرف ایک سوراخ رکھتا ہو، جس سے پیشاب نکلے۔
- مخنث افراد کے خلاف جرائم اور ان جرائم پر سزا تو بیان کی گئی ہے، لیکن مخنث افراد کے جرائم اور سزا کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔
- مخنث افراد کے خلاف جن جرائم اور سزاؤں کا تذکرہ کیا گیا، وہ پہلے سے تعزیرات پاکستان میں موجود ہیں۔ اگرچہ ان میں "مخنث" یا "خنثیٰ" کا لفظ صراحۃً شامل نہیں، لیکن پرسن (فرد) کے لفظ کے عموم میں جس طرح خواتین شامل ہیں، اس طرح مخنث اور خنثیٰ بھی شامل ہے۔ تاہم جہاں ابہام ہو جس کو دور کرنے کے لیے وضاحت کے ساتھ مخنث / خنثیٰ افراد کا تذکرہ ضروری ہو تو تعزیرات پاکستان کی متعلقہ دفعات میں جزوی ترمیم کے ذریعے مخنث / خنثیٰ کے لفظ کا اضافہ کیا جائے۔
- بل کی آخری دفعات اگرچہ درست ہیں۔ لیکن ان کی ڈرافٹنگ پر نظر ثانی کی ضرورت ہے بالخصوص میراث سے متعلق دفعہ ۳۷۷ (کیو) میں ترمیم کرتے ہوئے حسب ذیل مندرجات شامل کیے جائیں۔

  (۱) اگر مخنث میں مردانہ علامات غالب ہوں تو اس کو وراثت میں مرد والا حصہ دیا جائے گا۔

  (۲) اور اگر اس میں زنانہ علامات غالب ہیں، تو اس کو عورت والا حصہ دیا جائے گا۔

  (۳) اور اگر دونوں علامات برابر ہیں، کہ کسی ایک طرف کا تعین نہ ہو سکے، تو یہ خنثیٰ مشکل ہے، اس کو وراثت میں سے آدھا حصہ مرد والا اور آدھا حصہ عورت والا دیا جائے گا۔
- ایک عمومی ملاحظہ یہ بھی ہے کہ عمل انصاء کے علاوہ محض عادات واطوار اور چال چلن میں مخالف صنف کی نقل اتارنا، ازروئے شرع درست نہیں۔ بل میں اس کی ممانعت نہیں کی گئی، بلکہ اس کو تحفظ دینے کی کوشش نظر آتی ہے۔
- سب سے اہم ملاحظہ یہ ہے کہ مخنث برادری کے حقیقی مسائل کے حل کے لیے، معاشی طور پر بحالی کے لیے اور طبی طور پر علاج کے لیے کوئی طریقہ تجویز کیا گیا، اور نہ اس کی ضرورت محسوس کی گئی۔

me-Office letters.docx

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY
GOVERNMENT OF PAKISTAN
ISLAMABAD

نمبر ایف:۱۵/پی آر-۷-۲۰۱۰ء-سی آئی آئی/۷۵۸
مورخہ ۱۹/جولائی ۲۰۲۲ء

پریس ریلیز

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے ۲۲۵ویں اجلاس (۲۶-۲۷ اکتوبر ۲۰۲۱ء) میں حکومتی ریفرنسز اور استفسارات پر منظور کردہ اپنی سفارشات کی توثیق حالیہ اجلاس (۲۲۸واں منعقدہ مورخہ ۱۸-۱۹ مئی ۲۰۲۲ء) میں کی۔ڈائریکٹر جنرل ریسرچ ڈاکٹر انعام اللہ کے دستخطوں سے وہ فیصلے اور سفارشات متعلقہ وفاقی وزارتوں، صوبائی اسمبلیوں اور محکموں کو ارسال کر دی گئی ہیں۔ جن وزارتوں اور اداروں کے ریفرنسز/استفسارات پر کونسل کی سفارشات ارسال کی گئی ہیں ان میں وفاقی وزارت مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی، وفاقی وزارت قانون و انصاف، وفاقی وزارت تعلیم، وفاقی وزارت خزانہ، وفاقی وزارت اطلاعات و نشریات، وفاقی وزارت ماحولیات، وفاقی وزارت انسانی حقوق، وفاقی وزارت برائے منصوبہ بندی و ترقی، بینک دولت پاکستان، وفاقی شرعی عدالت، محکمہ جنگلات، سیکرٹری صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا، محکمہ قانون و انصاف خیبر پختونخوا وغیرہ شامل ہیں۔

چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل ڈاکٹر قبلہ ایاز نے توقع ظاہر کی ہے کہ متعلقہ وزارتوں اور محکمے کونسل کی سفارشات پر جلد عمل درآمد کو یقینی بنائیں گے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی مذکورہ بالا سفارشات درج ذیل موضوعات سے متعلق ہیں:

☆ فوجداری (ترمیمی) بل ۲۰۲۰ء بابت مقدس شخصیات کی توہین
☆ سزائے موت کے دائرہ کار کو قوانین سے کم کرنا، جی ایس پی پلس (GSD) کے لیے یورپی یونین کا مطالبہ
☆ مسودہ قانون بابت قومی کمیشن برائے اقلیتی حقوق ۲۰۲۰ء۔۔۔کونسل کی آراء
☆ پاکستان رویت ہلال بل ۲۰۲۰ء۔۔۔۔
☆ رویت ہلال ایس او پیز
☆ تعلیمی اداروں میں عربی لازمی کرنے کا بل ۲۰۲۰ء۔۔۔۔
☆ خاتمہ سود کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ
☆ یکساں قومی نصاب کی تشکیل کے لیے کمیٹی کا قیام
☆ خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کا ایکٹ ۲۰۱۸ء
☆ شادی بیاہ کی تقریب کو آسان بنانے کی تحریک۔۔۔کونسل کی سفارشات/تجاویز
☆ صوبہ خیبر پختونخوا میں تنازعات کے متبادل حل کے لیے مسودہ بل ۲۰۲۰
☆ نباتات اور جنگلی حیات (پودوں، درختوں اور پرندوں وغیرہ) کا تحفظ
☆ سیشن کورٹ کو ریپ کیسز سننے کا اختیار۔۔۔کونسل کی رائے
☆ نعت خوانی کا اسلوب۔۔۔۔شرعی حیثیت
☆ تحفظ اطفال ایکٹ ۲۰۱۸۔۔۔میں لاوارث بچے کی تعریف
☆ فوجداری قانون (ترمیمی) آرڈیننس ۲۰۲۰ء (جنسی زیادتی کے مجرم کی آختہ کاری)۔۔۔

اشفاق احمد
ڈاکٹر اشفاق احمد
ریسرچ آفیسر
051-9245561

ADL-Press Releases.docx

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر ایف:۱۵/پی آر-۲۰۱۷ء-سی آئی آئی/۷۶۳

مورخہ ۱۶/ستمبر ۲۰۲۲ء

پریس ریلیز

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر قبلہ ایاز نے کہا ہے کہ خواجہ سرا ہمارے معاشرے کا مظلوم و مقہور طبقہ ہے جس کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانونی اور عملی اقدامات انتہائی ضروری ہے۔ شریعت اسلامی میں اس حوالے سے کوئی ابہام نہیں۔

مخنث افراد کے حقوق کے تحفظ کا مسئلہ متعدد مرتبہ اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس کی کارروائی کا حصہ رہا ہے۔ پہلی بار کونسل میں یہ معاملہ تب زیر بحث آیا جب وزارت مذہبی امور نے مخنث بچوں کو وراثت میں حصہ دلانے کے لیے "مسلم عائلی قوانین آرڈیننس (ترمیمی) بل ۲۰۱۲ء" کونسل کو ریفر کیا۔ کونسل نے اپنے اجلاس نمبر ۱۸۹، مورخہ ۲۳ اور ۲۴ دسمبر ۲۰۱۲ء میں اس بل سے اتفاق کرتے ہوئے اسے شرعی احکام کی روشنی میں دوبارہ ڈرافٹ کرنے کی تجویز دی اور ساتھ میں مخنث افراد کو وراثت میں حقوق دلانے کے لیے طریقہ کار وضع کیا۔ آخری بار سینیٹ کی اسٹینڈنگ کمیٹی برائے امور داخلہ میں پیش کردہ مسودہ بل "مخنث افراد کے حقوق کے تحفظ کا بل ۲۰۱۷ء" اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس نمبر ۲۰۹ مورخہ ۱۷ اور ۱۸ جنوری ۲۰۱۸ء میں زیر غور آیا۔ کونسل کے سامنے اس موضوع سے ملتے جلتے دیگر بلز بھی پیش کیے گئے، جن میں خیبر پختونخوا حکومت کی مخنث سے متعلق وضع کردہ پالیسی اور انسانی حقوق کمیشن کا تیار کردہ مسودہ بل بھی شامل ہیں۔ کونسل نے خواجہ سرا کمیونٹی، نادرا، سماجی تنظیموں اور ماہرین قانون و شریعت سے تفصیلی مشاورت کی اور اس نتیجے پر پہنچی کہ یہ بل متعدد دفعات کے غیر شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ خواجہ سرا کمیونٹی کے حقوق کے تحفظ کے لیے ناکافی ہیں۔ اس سلسلے میں کونسل کی طرف سے بلوں کے مسودات پر شق وار تفصیلی ترمیمی سفارشات دی گئیں۔ تاہم بعد ازاں اس موضوع پر جب باقاعدہ قانون سازی ہوئی، اور مئی ۲۰۱۸ء میں خواجہ سراؤں (کے حقوق کے تحفظ کا) ایکٹ ۲۰۱۸ء (Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018) منظور ہو کر ملکی قانون بن گیا، تو کونسل نے اپنی سفارشات میں جن خامیوں کی نشاندہی کی تھی ان کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔

کونسل نے وزارت انسانی حقوق کے استفسار پر اجلاس نمبر ۲۲۸ منعقدہ مورخہ ۱۸-۱۹ مئی ۲۰۲۲ء کو اس قانون کا جائزہ لیا اور قانون میں موجود خامیوں کے حوالے سے اپنی سفارشات وزارت قانون، وزارت انسانی حقوق اور وفاقی شرعی عدالت کو ارسال کر دی ہیں۔

ڈاکٹر قبلہ ایاز نے کہا کہ آج یہ قانون معاشرے میں زیر بحث ہے۔ ضروری ہے کہ قانون میں ایسی جامع ترامیم لائی جائیں جو شرعی احکام، آئین پاکستان کی عکاسی، ٹرانس جینڈرز کے حقیقی مسائل کے ادراک پر مشتمل ہوں اور قانون میں اس طبقے کے مسائل و مشکلات کے حل کے لیے راستے موجود ہوں۔

ڈاکٹر اشفاق احمد

ریسرچ آفیسر

051-9245561

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نمبر ایف ۱۵/پی آر-۲۰۱۷ء-سی آئی آئی/۲۰۲۲ء

مورخہ ۲۷/ستمبر ۲۰۲۲ء

پریس ریلیز

اسلامی نظریاتی کونسل نے آج مورخہ ۲۷ ستمبر ۲۰۲۲ء بروز منگل اپنے اعلیٰ سطحی اجلاس میں حقیقی انٹر سیکس افراد (خنثیٰ) کے حقوق کے تحفظ کی ضرورت پر زور دیا اور حکومت کو تجویز دی کہ ٹرانس جینڈر افراد کے بارے میں موجودہ ایکٹ (Transgender Persons "Protection of Rights" Act 2018) کا جائزہ لینے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل، علماء، ماہرین قانون اور ماہرین طب پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو خواجہ سراؤں کے بارے میں موجودہ قانون کا تفصیلی جائزہ لے تاکہ اس مسئلے کے ہر پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے جامع قانون سازی کی جا سکے۔ کونسل نے قرار دیا کہ موجودہ ایکٹ میں مجموعی طور پر متعدد دفعات شرعی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ نہیں اور یہ نئے معاشرتی مسائل پیدا کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

کونسل نے نئے ترمیمی قانون ۲۰۲۲ء کو مستحسن قرار دیتے ہوئے کہا کہ نئے قانون سے متعلق کونسل کی دیگر سفارشات کو بھی شامل کیا جائے۔

(دستخط)
(اکرام الحق احمد)
ریسرچ آفیسر
051-9245561

www.KitaboSunnat.com

تیرھویں فصل:

قانون ساز ادارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

NAEEMA KISHWAR
MEMBER PROVINCIAL ASSEMBLY
KHYBER PAKHTUNKHWA (JUI)

قرارداد

یہ معزز ایوان مرکزی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ (ٹرانس جینڈر پرسن پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ 2018 جو ایسے وقت میں پاس کیا گیا تھا جب 2018 کے الیکشن کا وقت تھا پارلیمنٹ کے ممبران حلقوں میں تھے اور نہایت تیزی اور جلدی میں اس بل کو پارلیمنٹ سے بغیر اسلامی نظریاتی کونسل کے مشاورت اور سٹینڈنگ کمیٹی کے مشاورت سے پاس کیا گیا تھا آئین پاکستان کے آرٹیکل 227 اور شریعت ایکٹ 1991 کے مطابق کوئی غیر شرعی قانون کا نفاذ ملک میں ممکن نہیں اور اس بل کو جید علماء کرام اور اسلامی نظریاتی کونسل نے اسلام کے خلاف قرار دیا ہے اور یہ قانون LgBTQ ایجنڈے کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔

لہٰذا یہ اسمبلی سفارش کرتی ہے کہ اس بل کو فوری منسوخ کیا جائے کیونکہ یہ خلاف آئین اور خلاف شریعت ہے۔

منجانب: نعیمہ کشور، ایم پی اے

RESOLUTION

Session No. 27
Notice No. 1698
Received Time: 12:19 PM
Received Date: 15-9-2022
From Mr./Ms. ____
Receiver Sign: ____

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Maulana
M. Moavia Azam Tariq
MPA PP-126 JHANG
Parliamentary Leader
Pakistan Rah-e-Haq Party

مولانا محمد معاویہ اعظم طارق
ممبر پنجاب اسمبلی PP-126 جھنگ
پارلیمانی لیڈر راہِ حق پارٹی پاکستان

Ref. No.________

قرارداد

جنابِ سپیکر!

وفاقی حکومت کی جانب سے ٹرانسجینڈر پرسن پروٹیکشن آف رائٹس ایکٹ 2018ء ملک بھر میں نافذ کیا گیا۔ آئین کی آرٹیکل 230 کے تحت تشکیل پانے والے ملک کے موقر آئینی ادارے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق یہ قانون اسلامی احکامات اور شریعہ کے منافی ہے۔ وطن عزیز میں تمام مسالک کے جید علماء اس متنازعہ قانون کو نہ صرف شریعت سے متصادم بلکہ ہم جنس پرستی جیسے حرام اور گناہ کے فروغ کا ذریعہ گردانتے ہیں۔ یہ قانون ہم جنس پرستی گروہ کو وطن عزیز میں قانونی تحفظ دینے کے لیے نہ صرف بنایا گیا بلکہ صوبوں کی رائے لیے بغیر اسے صوبوں میں بھی جبراً نافذ اور مسلط کر دیا گیا ہے۔

ملک بھر اور بالخصوص صوبہ پنجاب کے دینی، سماجی و مذہبی حلقوں اور عامۃ الناس میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ بنا بریں ٹرانسجینڈر ایکٹ 2018ء کو کالعدم قرار دیا جانا آئینی و دستوری تقاضا اور مفادِ عامہ کے لئے ازحد ضروری ہے۔ لہٰذا پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان سمجھتا ہے کہ غیر اسلامی، غیر شرعی قانون ہونے کے باعث اس قانون کو صوبہ پنجاب کی حد تک کالعدم اور ناقابلِ اطلاق قرار دیا جائے۔ اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کے مطابق ازسرِ نو تسوید کی جائے۔

محمد معاویہ اعظم طارق
PP-126
محمد معاویہ

پبلک سیکرٹریٹ حلقہ PP-126 [illegible] مولانا اعظم طارق شہید MNA جھنگ صدر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جناب سیکرٹری

صوبائی اسمبلی سندھ

کراچی

ورکس: سندھ اسمبلی کے قواعد و ضوابط 2013 کے سیکشن 124 کے تحت قرارداد

قرارداد

وفاقی حکومت کی جانب سے "ٹرانسجینڈرز پرسن (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ 2018ء ملک بھر میں نافذ کیا گیا ہے جبکہ پاکستان کے آرٹیکل ۲۳۰ کے تحت تشکیل پانے والے ملک کے موقر آئینی ادارے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات (نقل منسلک) کے مطابق یہ قانون اسلامی احکامات اور شریعہ کے منافی ہے جبکہ آئین پاکستان کا آرٹیکل ۲۲۷ اور نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۱ کے مطابق کوئی غیر اسلامی غیر شرعی قانون نافذ نہیں کیا جا سکتا

وطن عزیز میں تمام مسالک کے جید علماء اس متنازعہ قانون کو نہ صرف شریعت سے متصادم بلکہ ہم جنس پرستی جیسے جرائم اور گناہ کے فروغ کا ذریعہ گردانتے ہیں

وفاقی وزارت انسانی حقوق اس بات کو تسلیم کر چکی ہے کہ اس متنازعہ قانون کو رسوائے زمانہ یوگاکارتا پرنسپلز کی بنیاد پر وضع کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اب اس امر میں کوئی ابہام باقی نہ رہا ہے کہ یہ قانون ایل جی بی ٹی کیو پلس ایجنڈا یعنی ہم جنس پرستی کو وطن عزیز میں قانونی تحفظ دینے کے لیے۔ صرف بنایا گیا بلکہ صوبوں کی رضا کے بغیر تمام صوبوں میں بھی سرا نافذ اور مسلط کر دیا گیا ہے

ملک بھر اور بالخصوص صوبہ سندھ کے دینی سماجی و مذہبی حلقوں اور عامۃ الناس میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ مذکورہ ٹرانسجینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ کو کالعدم قرار دیا جانا ہی اب فوری تقاضا اور وقت کے لیے از حد ضروری ہے

لہٰذا سندھ اسمبلی کے اس ایوان کی توسط سے ہم وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس غیر شرعی، غیر اسلامی اور غیر اخلاقی قانون کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے

مفتی محمد قاسم فخری۔ ایم پی اے

14.9.2022

RECEIVED

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹرانس جینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ء میں ترامیم-سینیٹر کامران مرتضیٰ

۱- لفظ "ٹرانس جینڈر" کے لغت میں مختلف معنی ہیں جو کہ غلط معنی کو ظاہر کرتے ہیں اس لیے جہاں کہیں بھی یہ لفظ "ایکٹ" یا "ایکٹ کو متعارف کرانے کی وجوہات" میں استعمال ہوا ہے وہیں اسے لفظ خنثیٰ (intersex) کے ساتھ بدل دیا جائے۔

۲- **ایکٹ کی دفعہ (ای) میں ترمیم:** ایکٹ کی دفعہ ۲ (ای) کو حذف کیا جائے کیونکہ جنس کی شناخت کسی شخص کی خواہش پر منحصر نہیں ہے۔

۳- **ایکٹ کی دفعہ ۲ (ایف) میں ترمیم:** ایکٹ کی دفعہ ۲ (ایف) کو ذیل کے ساتھ تبدیل کیا جائے:

خنثیٰ فرد کی شناخت:

"خنثیٰ فرد کی شناخت اس کی جسمانی شکل، جینیاتی خصوصیات یا جنسی پیچیدگیوں کی بنیاد پر کی جائے گی، تاہم شناخت پر تنازعہ کی صورت میں ایک نامزد کردہ میڈیکل بورڈ خنثیٰ فرد کی صنفی شناخت کا تعین کرے گا۔"

۴- **ایکٹ کی دفعہ ۲ (این) میں ترمیم:** ایکٹ کی دفعہ ۲ (این) کو حذف کیا جائے۔

۵- **ایکٹ کی دفعہ ۲ میں ترمیم:** "میڈیکل بورڈ" کی تعریف کو ایکٹ کی دفعہ ۲ میں ایک مناسب جگہ پر ڈالی جائے جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

میڈیکل بورڈ: حکومت کی طرف سے ڈاکٹروں کا ایک باضابطہ طور پر نامزد کردہ "میڈیکل بورڈ" جو خنثیٰ (intersex) افراد کی شناخت پر مہارت رکھتے ہوں۔

۶- **ایکٹ کی دفعہ ۳ (۱) میں ترمیم:** ایکٹ کی دفعہ ۳ (۱) میں اس طریقے سے ترمیم کی جائے کہ اس دفعہ کی دوسری سطر میں، جہاں "recognised as per" کے الفاظ آئے ہیں، ان کے بعد "his/her self-perceived gender identity" کی عبارت حذف کی جائے اور حسب ذیل عبارت کا اضافہ کیا جائے:

"identified on the basis of physical appearance, genital features, congenital ambiguities or by a duly notified medical board".

۷- **ایکٹ کی دفعہ ۳ (۲) میں ترمیم:** self-perceived gender identity کو حسب ذیل عبارت کے ساتھ بدل دیا جائے:

"on the basis of physical appearance, genital features, congenital ambiguities or through a duly notified medical board"

۸- **ایکٹ کی دفعہ ۳ (۳) میں ترمیم:** ایکٹ کی دفعہ ۳ (۳) self-perceived gender identity کو حسب ذیل عبارت کے ساتھ بدل دیا جائے:

"identified on the basis of physical appearance, genital features, congenital ambiguities or on the opinion of medical board".

۹- **ایکٹ کی دفعہ ۳ (۴) میں ترمیم:** دفعہ ۳ (۴) کو ذیل کے ساتھ تبدیل کیا جائے:

"ایک خنثیٰ (intersex) جسے نادرا کی جانب سے پہلے ہی شناختی کارڈ جاری کیا جا چکا ہے اسے اس کی اپنی مرضی کی شناخت کے مطابق نام اور جنس تبدیل کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، بلکہ یہ تبدیلی نادرا آرڈیننس (VIII/2000)

Presented+Transgender Amendment.docx

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی دفعات کے مطابق CRC ،CNIC، ڈرائیونگ لائسنس اور پاسپورٹ پر اس کی جسمانی شکل، جینیاتی خصوصیات یا جنسی پیچیدگیوں کے مطابق ہوگی یا نامزد کردہ میڈیکل بورڈ کی رائے پر منحصر ہوگی"۔

۱۰-ایکٹ کی دفعہ ۴ میں ترمیم: اگرچہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۲۵ امتیازی سلوک کو پہلے ہی ممنوع قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ دفعہ اتنا متعلق نہیں ہے لیکن پھر بھی لفظ "غیر منصفانہ سلوک" کا اس دفعہ میں استعمال کیا گیا ہے جو ایک "مبہم اصطلاح" ہے اس لیے یہ الفاظ جہاں کہیں بھی استعمال ہوئے ہیں انہیں حذف کیا جائے۔

۱۱-ایکٹ کی دفعہ ۵ میں ترمیم: یہ دفعہ بھی غیر متعلق ہے کیونکہ قانون کے تحت کسی کو بھی ہراساں نہیں کیا جا سکتا ہے اس لیے اسے حذف کیا جائے۔

۱۲-ایکٹ کی دفعہ ۶ میں ترمیم: حکومت پر فرض ہے کہ وہ معاشرے کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں سب کی مکمل اور موثر شرکت کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کرے لیکن پھر بھی اسے ایکٹ کا حصہ بنایا گیا ہے لہٰذا اسے حذف کر دیا جائے۔

۱۳-ایکٹ کی دفعہ ۷ میں ترمیم: وراثت کے قانون کے تحت ہر ایک کی طرف سے جائیداد کا صحیح حصہ لینے یا دینے یا اسے رکھنے پر کوئی تنازعہ نہیں ہے اس لیے مذکورہ ایکٹ کی دفعہ ۷(۱) غیر متعلق معلوم ہوتی ہے تاہم حصہ کا تعین کسی خنثیٰ (intersex) شخص کے اعلان کی بنیاد پر نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ خنثیٰ شخص کی جسمانی شکل، جینیاتی خصوصیات یا جنسی پیچیدگیوں یا نامزد کردہ میڈیکل بورڈ کی رائے پر منحصر ہوگا اس لیے دفعہ ۷(۲) اور (۳) کو ذیل کے ساتھ تبدیل کیا جائے:

> **دفعہ ۷(۲):** "خنثیٰ (intersex) شخص کے حصے کا تعین اس شخص کے مذہب اور مسلک کی روشنی میں پر اس کی جسمانی شکل، جینیاتی خصوصیات یا جنسی پیچیدگیوں کے مطابق یا نامزد کردہ میڈیکل بورڈ کے متعین کردہ جنس کے مطابق کیا جائے گا"۔

۱۴-ایکٹ کی دفعہ ۸ میں ترمیم: آئین میں دیے گئے تحفظ کے پیش نظر یہ دفعہ غیر متعلق معلوم ہوتی ہے، تاہم اگر اس دفعہ کو ایکٹ میں برقرار رکھنا ہے تو ایسے شخص کی بطور خنثیٰ (intersex) شخص شناخت کو اس کی جسمانی شکل، جینیاتی خصوصیات یا جنسی پیچیدگیوں یا نامزد کردہ میڈیکل بورڈ کی رائے سے مشروط کیا جائے۔

۱۵-ایکٹ کی دفعہ ۹ میں ترمیم: جنس کی تفریق کے بغیر ملازمت کی ضمانت پہلے ہی آئین میں دی گئی ہے جس میں خنثیٰ (intersex) افراد بھی شامل ہیں لیکن پھر بھی اگر کوئی اس دفعہ کو برقرار رکھنا چاہتا ہے تو اسے خنثیٰ شخص کی جسمانی شکل، جینیاتی خصوصیات یا جنسی پیچیدگیوں یا نامزد کردہ میڈیکل بورڈ کے ذریعے خنثیٰ (intersex) شخص کی شناخت کے ساتھ مشروط کیا جائے۔

۱۶-ایکٹ کی دفعہ (۱۰) میں ترمیم: یہ دفعہ بھی غیر متعلق ہے کیونکہ ایک خنثیٰ (intersex) فرد کو ووٹ ڈالنے کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا ہے تاہم پولنگ اسٹیشن میں داخل ہونے کو خنثیٰ شخص کی جسمانی شکل، جینیاتی خصوصیات یا جنسی پیچیدگیوں یا نامزد کردہ میڈیکل بورڈ کی رپورٹ اور تعین کے ساتھ مشروط کیا جائے۔ جیسا کہ CNIC کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے اس دفعہ کے شرطیہ جملے کو حسب ذیل عبارت سے بدل دیا جائے:

> "بشرطیکہ پولنگ اسٹیشن تک رسائی خنثیٰ شخص کے CNIC پر ظاہر کردہ جنس کے مطابق ہوگی، جو خنثیٰ شخص کی جسمانی شکل، جینیاتی خصوصیات یا جنسی پیچیدگیوں کے مطابق یا پہلے ہی سے CNIC میں مذکورہ ایک نامزد کردہ میڈیکل بورڈ کی رائے کی بنیاد پر ہوگی"۔

Presented-Transgender Amendment docx

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۷-ایکٹ کی دفعہ ۱۱ سے ۱۶ میں ترمیم: ایکٹ کی یہ شقیں غیر متعلق ہیں کیونکہ عوامی عہدہ رکھنے کا حق، صحت کا حق، حق اجتماع، عوامی مقامات تک رسائی کا حق، جائیداد کا حق اور کسی بھی فرد کے بنیادی حقوق کی ضمانت بشمول خنثیٰ (intersex) افراد سمیت کسی کے بھی بنیادی حقوق کی ضمانت سے کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت مختلف آرٹیکلز کے ذریعے اس کی ضمانت دی گئی ہے۔ معاشرے کے کچھ طبقوں کو مطمئن کرنے کے لیے ان دفعات میں مذکورہ بالا حقوق کا ذکر غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال ایک فریق کی حیثیت سے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے سوائے اس کے کہ قانون کی درست طریقے سے تسوید کی جائے نیز "صنف یا جنس" کا اعلان کرنے کا حق کسی شخص کا ذاتی حق نہیں ہے بلکہ یہ صرف "اللہ تعالیٰ" کا حق ہے، جس کی تعیین خنثیٰ شخص کی جسمانی شکل، جینیاتی خصوصیات یا جنسی پیچیدگیوں کے مطابق یا نامزد کردہ میڈیکل بورڈ کی رپورٹ کی بنیاد پر ہو گی تاہم ابہام یا تنازعہ کی صورت میں میڈیکل بورڈ اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔

۱۸-آرٹیکل کی دفعہ ۱۷ میں ترمیم: چونکہ ایکٹ کی اس شق کی خلاف ورزی کی صورت میں کسی مجاز فورم کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے حسب ذیل شرطیہ جملے کا اضافہ کیا جائے:

> "بشرطیکہ ایسے موقع پر جسمانی شکل، جینیاتی خصوصیات یا جنسی پیچیدگیوں کے مطابق یا ایک نامزد کردہ میڈیکل بورڈ کے ذریعہ پہلے سے طے شدہ خنثیٰ (intersex) فرد متعلقہ فرسٹ کلاس جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے شکایت درج کر سکتا ہے"۔

۱۹-آرٹیکل کی دفعہ ۱۹ میں ترمیم: غیر ضروری ہونے کی وجہ سے حذف کیا جائے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ
رکن، جے یو آئی (JUI)، پاکستان
۱۷، ستمبر ۲۰۲۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹرانس جینڈر ایکٹ میں سینیٹر مشتاق احمد کی مجوزہ ترامیم

درج ذیل مقاصد کے حصول کے لیے ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ مجریہ ۲۰۱۸ء میں مزید ترامیم پیش کرنا ضروری ہیں۔

مجوزہ ترامیم:

۱۔ مختصر عنوان اور آغاز۔ اس ایکٹ کو ''ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) (ترمیمی) ایکٹ مجریہ ۲۰۲۱ء'' کہا جاسکتا ہے۔

(۱) یہ فوری طور پر نافذ ہوگا۔

۲۔ سیکشن۔۱، ایکٹ XIII میں ترمیم۔ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ مجریہ ۲۰۱۸ء کے سیکشن XIII کے حوالے سے سیکشن ۲(۲) کی کلاز (n) پیراگراف (ii) اور (iii) کو حذف کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ ایکٹ XIII کے سیکشن ۳ میں درج ذیل ترامیم تجویز کی جاتی ہیں۔

a۔ سب سیکشن (۱) کے الفاظ ''متعلقہ فرد کی اپنی سوچی سمجھی جنسی شناخت'' کو ''میڈیکل بورڈ کے مشورے کے مطابق'' سے تبدیل کیا جائے۔

b۔ سب سیکشن (۲) کے الفاظ ''متعلقہ فرد کی اپنی سوچی سمجھی جنسی شناخت'' کو ''میڈیکل بورڈ کے مشورے کے مطابق'' سے تبدیل کیا جائے۔

C۔ سب سیکشن (۳) کے الفاظ ''متعلقہ فرد کی اپنی سوچی سمجھی جنسی شناخت'' کو ''میڈیکل بورڈ کے مشورے کے مطابق'' سے تبدیل کیا جائے۔

d۔ سب سیکشن (۴) کے الفاظ ''متعلقہ فرد کی اپنی سوچی سمجھی جنسی شناخت'' کو ''میڈیکل بورڈ کے مشورے کے مطابق'' سے تبدیل کیا جائے۔

۴۔ ایکٹ XIII مجریہ ۲۰۱۸ء میں سیکشن ۳۔اے کی شمولیت۔اس ایکٹ میں سیکشن ۳ کے بعد نیا سیکشن ۳۔اے شامل کیا جائے جسے ''۳۔اے جینڈر ری اسائنمنٹ میڈیکل بورڈ'' کہا جائے گا۔

۱۔ ہر ضلع کے لیے ایک جینڈر ری اسائنمنٹ میڈیکل بورڈ قائم کیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری کے معاملے میں جینڈر ری اسائنمنٹ میڈیکل بورڈ وزیراعظم کی منظوری سے اور صوبوں کے معاملے میں متعلقہ وزیراعلیٰ کی منظوری سے قائم کیا جائے گا۔

۳۔ جینڈر ری اسائنمنٹ میڈیکل بورڈ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ہوگا:

i۔ ایک پروفیسر ڈاکٹر (کنوینر)

ii۔ ایک مرد جنرل سرجن (رکن)

iii۔ ایک خاتون جنرل سرجن (رکن)

iv۔ ایک ماہرِ نفسیات (رکن) اور

v۔ ایک چیف میڈیکل آفیسر (رکن، سیکرٹری)

۵۔ ایکٹ XIII مجریہ ۲۰۱۸ء کے سیکشن ۷ میں ترمیم۔ مذکورہ ایکٹ کے سیکشن ۷ کا سب سیکشن (۳) حذف کر دیا جائے۔

۶۔ ایکٹ XIII مجریہ ۲۰۱۸ء میں سیکشن ۱۲ کے بعد سیکشن ۱۲۔اے کا اضافہ کیا جائے۔ مجوزہ سیکشن کے الفاظ ہوں گے ''۱۲۔اے: جنس کے تعین کے لیے کی جانے والی سرجری یا کسی مرد یا عورت کے اعضائے پوشیدہ کی خصوصیات تبدیل کرنے کے حوالے سے کوئی اور علاج نفسیاتی خرابی یا جنسی پیچیدگی کے احتمال کی بنیاد پر ممنوع ہوگا۔''

اغراض و مقاصد اور اسباب کا بیان

....

دی ٹرانس جینڈر پرسنز (پروٹیکشن آف رائٹس) ایکٹ مجریہ ۲۰۱۸ء درجِ ذیل ممکنہ اثرات ونتائج کی بنیاد پر اسلامی تعلیمات اور پاکستان کے آئین کے مندرجات سے ہم آہنگ نہیں۔

۱۔ ہم جنسیت کی بنیاد پر شادی کی قانونی حیثیت

۲۔ قرآن میں بیان کردہ قانونِ وراثت کے منافی

۳۔ مسلم خواتین کی شناخت و احترام کی خلاف ورزی

۴۔ جنس کی شناخت کو ایک ''موضوع'' میں تبدیل کرنا

متذکرہ بالا ایکٹ کو اسلامی شریعت اور آئینِ پاکستان کے مندرجات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے چند ترامیم تجویز کی گئی ہیں۔

یہ (ترمیمی) بل مذکورہ بالا مقاصد کا حصول یقینی بنانے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حوالے سے سینیٹر مشتاق احمد کا نیا بل

[TO BE INTRODUCED IN THE SENATE]

A

BILL

to provide for protection, relief and rehabilitation of rights of the khunsa persons and their welfare and for matters connected therewith and incidental thereto

WHEREAS it is expedient to provide for protection, relief and rehabilitation of rights of the khunsa persons and their welfare and for matters connected therewith and incidental thereto It is hereby enacted as follows-:

CHAPTER I

PRELIMINARY

1. Short title, extent and commencement. - (1) This Act may be called the Khunsa Persons (Protection of Rights) Act, 2022.

2. It extends to the whole of Pakistan.

3. It shall come into force at once.

2. Definitions. - (1) In this Act, unless there is anything repugnant in the subject or context, -

(a) "Act" means the Khunsa Persons (Protection of Rights) Act, 2022;

(b) "CNIC" means Computerized National Identity Card;

(c) "Complainant" means a Khunsa person who has made a complaint on being aggrieved by an act of harassment;

(d) "CRC" means Child Registration Certificate or B-Form;

(e) “Gender” means a persons’ expression as per his or her sex; not different than the sex assigned to him or her at the time of birth or as per the advice of Medical Board.

(f) "Government" means the Federal Government;

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(g) "Harassment" includes sexual, physical, mental and psychological harassment which means any aggressive pressure or intimidation intended to coerce, unwelcome sexual advance, request for sexual favours or other verbal or written communication or physical conduct of a sexual nature or sexually demeaning attitudes, causing interference with living, mobility or work performance or creating an intimidating, hostile or offensive work or living environment including the attempt to punish the complainant for refusal to comply with such requests or to bring forth the complaint;

(h) "Khunsa Person" is a person who is Intersex with mixture of male and female genital features or congenital ambiguities;

(i) "NADRA" means the National Database and Registration Authority;

(j) "Notification" means a notification published in the Gazette;

(k) "PMC" means Pakistan Medical Commission made under the Pakistan Medical Commission Act, 2020;

(l) "Prescribed" means prescribed by rules made by the Government

under this Act; and

(m) "Rules" means the rules made under this Act; or

(2) A word or expression not defined in the Act shall have the same meaning as assigned to it in the Code of Criminal Procedure, 1898 or Pakistan Penal Code, 1860 (XLV of 1860).

CHAPTER II

RECOGNITION OF IDENTITY OF KHUNSA PERSON

3. Recognition of identity of Khunsa Person.- (1) A Khunsa is person who has a mixture of male and female genital features or congenital ambiguities.

(2) A person recognized as Khunsa under sub-section (1) shall have a right to get himself or herself registered as a male or female as per the advice of Medical Board with all government

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

departments including, but not limited to NADRA.

(3) Every Khunsa Person, being the citizen of Pakistan, who has attained the age of eighteen years shall have the right to get himself or herself registered as male or female as per the advice of Medical Board with NADRA on the CNIC, CRC, Driving Licence and Passport in accordance with the provisions of the NADRA Ordinance, 2000 or any other relevant laws.

4. Gender Re-assignment Medical Board. – (1) there shall be a gender re-assignment medical board for each district.

(2) The gender reassignment medical board shall be notified after approval of the Prime Minister Pakistan in case of Islamabad Capital Territory and Chief Minister in case of respective provinces.

(3) The gender re-assignment medical board shall comprise of the following.-

(i) One Professor doctor; Convener

(ii) One male General Surgeon; Member

(iii) One Female General Surgeon; Member

(iv) One Psychologist; and Member

(v) One Chief Medical Officer; Member Secretary"

CHAPTER III

PROHIBITION OF CERTAIN ACTS

5. Prohibition against discrimination. - No person shall discriminate against a Khunsa person on any of the following grounds, namely:-

(a) the denial of, or discontinuation of, or unfair treatment in, educational institutions and services thereof;

(b) the unfair treatment in, or in relation to, employment, trade or occupation;

(c) the denial of, or termination from, employment or occupation;

(d) the denial of, or discontinuation of, or unfair treatment in healthcare services;

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(e) the denial of, or discontinuation of, or unfair treatment with regard to, access to, or provision or enjoyment of use of any goods, accommodation, service, facility, benefit, privilege or opportunity dedicated to the use of general public or customarily available to the public;

(f) the denial of, or discontinuation of, or unfair treatment with regard to right to movement, safe travel, and use of public facilities of transportation;

(g) the denial of, or discontinuation of, or unfair treatment with regard to the right to reside, sale/purchase, rent or otherwise occupy, inherit any movable and immovable property;

(h) the denial of, or discontinuation of, or unfair treatment in, the opportunity to stand for or hold public or private office; or

(i) the denial of access to, removal from, or unfair treatment in, government or private establishment, organizations, institutions, departments, centres in whose care, custody or employment a Khunsa person may be.

6. Prohibition against Harassment.- Harassment of Khunsa Persons, as defined in this Act, both within and outside the home is prohibited.

CHAPTER IV

OBLIGATIONS BY THE GOVERNMENT

7. Obligations of the Government. The Government shall take steps to secure full and effective participation of Khunsa persons and their inclusion in society, namely:-

(a) Establish Protection Centres and Safe Houses to ensure the rescue, protection and rehabilitation of Khunsa Persons in addition to providing medical facilities, psychological care, counselling and adult education to the Khunsa Persons;

(b) Establish separate prisons, jails, confinement cells, etc for the Khunsa persons involved in any kind of offence or offences;

(c) Institute mechanisms for the periodic sensitization and

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

awareness of the public servants, in particular, but not limited to, law enforcement agencies and medical Institutions, relating to the issues involving the Khunsa Persons and the requirement of protection and relief of such persons;

(d) Formulate special vocational training programmes to facilitate, promote and support livelihood for Khunsa Persons;

(e) Encourage Khunsa Persons to start small business by providing incentives, easy loan schemes and grants; and

(f) Take any other necessary measures to accomplish the objective of this Act.

CHAPTER V

PROTECTION OF RIGHTS OF KHUNSA PERSONS

8. Right to Inherit. - (1) There shall be no discrimination against Khunsa Persons in acquiring the rightful share of property as prescribed under the law of Inheritance.

(2) The share of Khunsa Persons shall be determined as per the decision of the Medical Board either of a male or a female.

9. Right to Education.- (1) There shall be no discrimination against Khunsa Persons in acquiring admission in any educational institutions, public or private, subject to fulfilment of the prescribed requirements.

(2) All educational institutions shall provide education and opportunities for sports, recreation and leisure activities without any discrimination, and on an equal basis with others.

(3) The Government shall take steps to provide free and compulsory education to Khunsa Persons as guaranteed under Article 25A of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973.

(4) It is unlawful for an institution whether private or public, to discriminate against a person on the ground of person's sex, including but not limited to:

(a) in determining who should be offered admission; or

(b) in the terms or conditions on which admission is offered;

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

or

(c) by denying the person's access, or limiting the person's access, to opportunities, training or to any other positive externalities associated with the education; or

(d) by denying access to appropriate student facilities based on a person's sex.

10. Right to employment.- (1) The Government must ensure the right to enter into any lawful profession or occupation, and to conduct any lawful trade or business for the Khunsa Persons as guaranteed under Article 18 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973.

(2) No establishment, institution, department, organization, shall discriminate against any Khunsa person in any matter relating to employment including, but not limited to, recruitment, promotion, appointment, transfer and other related issues.

(3) It shall be unlawful for an employer to discriminate against an employee on the ground of their sex:

(a) in determining who should be offered employment; or

(b) In the terms or conditions on which employment is offered; or

(c) by denying the employee access, or limiting the employee's access, to opportunities for promotion, transfer or training, or to any other benefits associated with employment; or

(d) by dismissing the employee; or

(e) by subjecting the employee to any other detriment.

11. Right to vote. - No Khunsa Person shall be deprived of their right to cast a vote during national, provincial and/or local government elections:

Provided that the access to polling stations shall be determined according to the gender declared on the CNIC of a Khunsa Person.

12. Right to hold public office. - (1) There shall be no discrimination on the basis of sex, for Khunsa Persons if they wish

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

to contest election to hold public office.

13. Right to Health.- The Government shall take the following measures to ensure non-discrimination in relation to Khunsa Persons, namely: -

(a) to review medical curriculum and improve research for Doctors and nursing staff to address specific health issues of Khunsa Persons in cooperation with PMC;

(b) to facilitate access by providing an enabling and safe environment for Khunsa Persons in hospitals and other healthcare institutions and centres;

(c) to ensure Khunsa Persons access to all necessary medical and psychological gender corrective treatment;

(e) Any sex reassignment surgery or any other treatment to change the genital features of a male or female shall be prohibited on the basis of any psychological disorder or gender dysphoria."

14. Right to assembly.- (1) The Government must ensure the freedom of assembly for Khunsa Persons in accordance with Article 16 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973.

(2) The Government must take steps to ensure appropriate safety measures for Khunsa Persons.

(3) No discrimination shall be made on the basis of person's sex, and/or subject to reasonable restrictions imposed by law in the interest of public order.

15. Right of access to public places. - (1) No Khunsa person shall be denied access to public places, places of entertainment or places intended for religious purpose solely on the basis of their sex.

(2) The Government must ensure Khunsa Persons access to public places in view of Article 26 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973.

(3) It shall be unlawful to prevent Khunsa Persons to access facilities available for access of general public and public places

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

mentioned in sub-section (1).

16. Right to property. - (1) No Khunsa Person shall be denied right to purchase, sell, rent or lease property, household or tenancy on the basis of sex.

(2) It shall be unlawful to discriminate any Khunsa Person with regards to renting, subletting or tenancy on the basis of their sex.

17. Guarantee of Fundamental Rights. - (1) In addition to rights mentioned in this chapter, Fundamental Rights mentioned in Chapter I, Part II of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973 shall be available unequivocally for every Khunsa Person.

(2) It shall be the duty of the Government to ensure that the fundamental rights mentioned in sub-section (1) are protected and there shall be no discrimination for any person on the basis of sex.

18. Offences and Penalties.- (1) Whoever, employs, compels or uses any Khunsa person for begging shall be punishable with imprisonment which may extend to six months or with fine which may extend to fifty thousand rupees or with both.

CHAPTER VI

ENFORCEMENT MECHANISM

20. Enforcement Mechanism. - In addition to the remedies available under the Constitution or Pakistan Penal Code 1860, Code of Criminal Procedure, 1898 or the Code of Civil Procedure 1908, the aggrieved Khunsa person shall have a right to move a complaint to the, Federal Ombudsman, National Commission for Status of Women and National Commission of Human Rights (NCHR) if any of the Rights guaranteed herein are denied to him or her.

CHAPTER VII

MISCELLANEOUS

21. Power of Government to make rules.- The Government

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

may, by notification, make rules for carrying out the purposes of this Act.

22. Power to remove difficulties.- If any difficulty arises in giving effect to the provisions of this Act, the Government may make such order or give such directions, by order published in the Official Gazette, make such provisions, not inconsistent with the provisions of this Act as appear to it to be necessary or expedient for removing the difficulty:

Provided that no such order shall be made after the expiry of the period of two years from the date of commencement of this Act.

23. Repeal and savings.—(1) Subject to section 6 of the General Clauses Act, 1897 (X of 1897), the Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 (XIII of 2018) hereinafter referred to as the repealed Act, shall stand repealed.

(2) Notwithstanding the repeal of the repealed Act or anything contrary contained herein, all decisions taken, regulations made or amended and disciplinary actions taken by any Authority under the dissolved the Transgender Persons(Protection of Rights(Act, 2018 shall be deemed to have been validly made:

Provided that all regulations made and promulgated pursuant to the repealed Act, or the Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 (XIII of 2018) stand repealed and shall not be enforceable subject to sub-section (3):

(3) All registrations, recognitions etc., granted under the dissolved the Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 (XIII of 2018) shall be deemed to be the registrations, recognitions granted under this Act subject to not being in conflict with this Act and the provisions of this Act.

STATEMENT OF OBJECTS AND REASONS

The Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 as enforced contradicts the injunctions of Islam and the Constitution

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

of Pakistan and the real picture of Khunsa Persons. The word transgender has been replaced with Khunsa and many other relevant corrections has been made, and to ensure that the concocted theories of gender being a non-binary be discouraged and the rights assured to Khunsa Persons be guaranteed in letter and spirit. The incumbent Transgender Act is hereby repealed for the sole purpose to ensure that the Khunsa (Intersex) Persons get their due share of rights within the organized political society according to the teachings of Islam.

The Transgender Persons (Protection of Rights) Act, 2018 has effects that are repugnant to the injunctions of Islam and the constitution of Pakistan as it has the following effects;

1. Legalization of homosexual marriages.
2. Repugnancy to Law of Inheritance in Quran.
3. Violation of dignity/modesty of Muslim Women.
4. Making the Recognition of Gender a Subjective matter.

Therefore, there is a need to bring such a law that is compliant with the teachings of Islam and to protect the fundamental rights of Khunsa Persons such as Inheritance, Education, Employment, Right to vote, Right to hold public office and health. Khunsa Persons are neglected and marginalized section of our society and their acceptance at home, community and state level is negligible. There is a need to respect and honor Khunsa persons and their rights must be protected at every level. They should not be deprived of their rights by considering them an alien or separate gender. Khunsa Persons are either male or female born with a mixture of male and female genital features or congenital ambiguities.

This Bill has been developed to achieve the aforesaid objectives.

SENATOR MUSHTAQ AHMAD
MEMBER-IN-CHARGE

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چودھویں فصل

ٹرانس جینڈر قانون کے نتائج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر عاصم حفیظ

ٹرانس جینڈر قانون پاس کرنے، کمیونٹی بنانے اور پروموٹ کرنے کا نتیجہ

اسلام آباد ایڈز کا 'دارالحکومت' بننے لگا

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ایچ آئی وی پھیلنے کی شرح تشویشناک حد تک بڑھنے لگی۔

وفاقی وزارت صحت کے حکام کے مطابق دارالحکومت میں جنوری سے اکتوبر تک ایچ آئی وی کے 519 مثبت کیس سامنے آئے ہیں۔ نئے کیسز میں زیادہ تر تعداد نوجوان مرد ہم جنس پرست اور خواجہ سراؤں کی ہے۔

حکام کے مطابق اسلام آباد میں کچھ برسوں سے نوجوان ہم جنس مردوں میں ایچ آئی وی تیزی سے پھیلا ہے۔ بڑھتے مریضوں کے سبب پولی کلینک اسلام آباد میں نیا ایچ آئی وی ٹریٹمنٹ سینٹر بنایا جارہا ہے۔

پمز (PIMS) ہسپتال ایچ آئی وی ٹریٹمنٹ سینٹر کی انچارج ڈاکٹر نائلہ بشیر نے بتایا کہ پمز میں 4500 سے زائد ایچ آئی وی پازیٹو مریض رجسٹرڈ ہیں۔ کرونا کے دنوں سے ہم جنس پرست مردوں کے ایچ آئی وی میں مبتلا ہونا سامنے آرہا ہے اور مرد ہم جنس پرستوں میں ایچ آئی وی تیزی سے پھیل رہا ہے۔

نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کے مطابق رواں سال اسلام آباد میں ایچ آئی وی کے 496 نئے کیس رجسٹر ہوئے ہیں۔ نوجوان افراد ٹیسٹ خود کرا رہے ہیں جس کے نتیجے میں شرح بڑھتی نظر آرہی ہے۔ نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کے ذمہ داروں کا کہنا ہے کہ ایچ آئی وی کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے ہم ہنگامی اقدامات کررہے ہیں۔

حکمرانوں کو کون بتائے کہ جو تم کررہے تھے اس کا نتیجہ یہی تو نکلنا تھا۔ تم قوانین بناؤ، ہم جنس پرستی کو فروغ دو، تحفظ دو، ٹرانس جینڈر رزایکٹ کی آڑ میں ان کے لیے پناہ گاہیں بناؤ۔ ان کے لیے ورکشاپس رکھو۔ میڈیا پر کوریج دو، انہیں فنڈز دو، ہم جنس پرستی کو گلیمرائز کرو۔ اس موضوع پر جوائے لینڈ فلم بناؤ۔ تو اب اس کے نتائج بھی بھگتو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب کروڑوں کے فنڈز ایڈز کنٹرول کے لیے لگاؤ۔ سینکڑوں نوجوانوں کے مہنگے ترین علاج کے لیے قومی وسائل استعمال کرو۔ انہی مغربی ممالک سے مہنگا علاج خریدو۔ ان کی فارماسیوٹیکل کمپنیوں کو ادائیگیاں کرو۔

عقل کے اندھو! مغربی ایجنڈا تمہیں تباہ کرنے کے لیے ہوتا ہے، تمہاری معاشرت، تمہارا سماج، تمہاری صحت، تمہارے وسائل اور سب کچھ۔ پہلے سرمایہ کاری کرتے ہیں، ایک مخصوص کلچر کو فروغ دے کر۔ اس سے پھر نتائج سامنے آتے ہیں جن سے ان کو سرمایہ کاری کا ریٹرن ملتا ہے، ان سے پھر ادویات خریدتے ہیں، اپنے وسائل انہیں دیتے ہیں۔ اب ٹرانس جینڈر قانون بنانے اور عورت مارچ کرنے جیسے اقدامات کے نتائج بھی بھگتنے کے لیے تیار رہو!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عامر خاکوانی

ٹرانس جینڈر ایکٹ کا شاخسانہ

فلم جوائے لینڈ کی اجازت

جوائے لینڈ ایک پاکستانی ڈائریکٹر صائم صادق کی بنائی ہوئی پنجابی فلم ہے۔انہی صاحب نے اس کی کہانی بھی لکھی ہے اور اس کی ایڈیٹنگ میں بھی شامل رہے ہیں۔ بیشتر فنکار پاکستانی ہیں۔مرکزی کردار علی جونیجو نے ادا کیا دوسرا مرکزی کردار الینہ خان نامی ایک ٹرانس جینڈر نے ادا کیا ہے، جبکہ ٹی وی کی معروف اداکارہ ثانیہ سعید اور ثروت گیلانی کے بھی اہم کردار ہیں، راستی فاروق نے بھی اہم کام کیا۔اس کے پروڈیوسروں کی اچھی خاصی طویل فہرست ہے۔نو دس لوگ ہیں۔سرمد کھوسٹ، اپوروا گرو چارن (یہ لاس اینجلس میں مقیم انڈین نژاد امریکی پروڈیوسر ہیں)، ثنا جعفری، اولیور رج، لارین مان، کیتھیرین برنسٹ، رمن بہرانی وغیرہ۔عام طور پر کسی فلم کے پروڈیوسر اتنے لوگ نہیں ہوتے، سرمد کھوسٹ تو خیر پاکستانی اداکار اور ہدایت کار ہیں، منٹو فلم انہوں نے بنائی تھی، دیگر پروڈیوسرز میں سے بعض عالمی سطح پر اچھے خاصے معروف ہیں۔حیران کن طور پر یہ سب معروف لوگ اس چھوٹی سی پاکستانی پنجابی فلم کے لئے اکھٹے ہوئے ہیں، جس کی زبان بھی وہ نہیں سمجھ سکتے۔لگتا ہے ان سب نے ''نیکی'' کا کام سمجھ کر اس فلم میں حصہ ڈالا۔خبروں کے مطابق ملالہ یوسف زئی نے بھی اس فلم کے حوالے سے اپنا کردار ادا کیا۔وہ ایگزیکٹو پروڈیوسر کی ذمہ داری نبھا رہی ہیں۔

یہ فلم پاکستان میں نومبر کے دوسرے عشرے میں سینما ہاؤسز میں لگانی تھی۔فلم کے خلاف احتجاج کی ایک لہر سوشل میڈیا پر اٹھی، تنقید ہوئی تو مرکزی سنسر بورڈ نے خلاف رائے دی اور حکومت نے پابندی لگا دی۔پھر خبر آئی کہ وزیر اعظم شہباز شریف نے اس کا جائزہ لینے کے لئے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی بنا دی ہے۔ جب حکومت پابندی لگا چکی تھی تو پھر اس پر نظر ثانی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ بظاہر یہ لگ رہا ہے کہ مختلف این جی اوز کے دباؤ اور لبرل عناصر کی کمپین کے نتیجے میں اس فلم کو نمائش کی اجازت دینے کا راستہ نکالا جا رہا ہے(تازہ خبر یہ ہے کہ کمیٹی نے یہ فلم ریلیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی اجازت دے دی ہے)۔

یہ فلم بنیادی طور پر ایک ایل جی بی ٹی پلس (LGBT+) فلم ہے۔ جو لوگ اس اصطلاح کو نہیں جانتے، وہ سمجھ لیں کہ اس سے مراد لیزبین، گے، بائی سیکوشیل، ٹرانس جینڈر رہے، اب اس ترکیب میں اضافہ ہو چکا ہے، Q سے مراد کوئیر (Queer) ہے۔ آسان لفظوں میں کوئیر سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی جسمانی روپ سے مطمئن نہیں۔ قدرت نے انہیں مرد بنایا مگر خود کو عورت سمجھتے ہیں، اسی طرح کہیں پر عورت ہے مگر وہ خود کو مرد سمجھتی اور جسمانی طور پر بھی ویسا بننا چاہتی ہے۔ فلم کی جھلک، موضوع اور فنکاروں کے انٹرویوز سے صاف ظاہر ہے کہ زیادہ فوکس ایک ٹرانس جینڈر کی لو لائف اور سیکشوئل لائف پر ہی ہے۔ فلم میں ایک روایتی گھرانا دکھایا گیا ہے، جس کا سربراہ ایک معذور مگر سخت گیر رجعت پسند والد رانا امان اللہ ہے۔ عثمان پیرزادہ کے بھائی سلمان پیرزادہ نے یہ کردار ادا کیا۔ اس کی خواہش ہے کہ اس کے بیٹے جلد اسے پوتے کا تحفہ دیں۔ رانا امان کا چھوٹا بیٹا حیدر (اداکار علی جونیجو) شادی شدہ ہونے کے باوجود ایک ٹرانس جینڈر (خواجہ سرا ڈانسر) پر عاشق ہو جاتا ہے۔ یوں فلم اس ٹرانس جینڈر (الینہ خان) کے مسائل، اس کی لو لائف اور ہیرو کے ساتھ اس کے (فزیکل) رومانس کے گرد گھومتی ہے۔ کہانی میں دیگر خواجہ سراؤں کے کردار، ان کی آپس کی لڑائیاں، چشمک وغیرہ بھی دکھائی گئی ہے۔ کانز فلم فیسٹول میں اسے کوئیر پام ایوارڈ ملا ہے۔ یہ ایوارڈ ہم جنس پرستی/مخنث/ٹرانس جینڈر موضوعات پر فلموں کو دیا جاتا ہے۔ اس ایوارڈ کا دیا جانا بذات خود اس کا ثبوت ہے کہ یہ ایل جی بی ٹی فلم ہے اور یہ مین سٹریم موضوع کی فلم نہیں۔

میرے خیال میں فلم جوائے لینڈ کی پاکستانی سینما ہاؤسز میں نمائش پر پابندی لگنی چاہیے۔ یہ فلم اپنے موضوع اور ٹریٹمنٹ کی بنا پر ایسی نہیں کہ اسے سینماؤں میں لگایا جائے۔ اس کی دو تین وجوہات ہیں۔ یہ فلم اور اس کا موضوع پاکستانی سماج کے بنیادی فیبرک کے خلاف ہے۔ ہمارا سماج ایک مشرقی اسلامی (Eastern Islamic) مزاج رکھتا ہے۔ اس کے کچھ تقاضے ہیں۔ یہاں بعض چیزیں معروف ہیں، عرب جسے عرف کہتے ہیں۔ اسلام، مشرقی تہذیب، شرم وحیا، تحفظ فروج (عصمت کی حفاظت) ہماری تہذیب کے بنیادی اجزا ہیں۔ حیا ویسے بھی حدیث مبارکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق اسلامی تہذیب کا جوہر ہے۔ ہمارے ہاں ہم جنس پرستی سخت غیر اخلاقی بات سمجھی جاتی ہے اور قانونی طور پر جرم ہے۔ مغربی تہذیب اور اب بھارتی تہذیب میں ہم جنس پرستی، اپنی مرضی سے جسمانی تعلق قائم رکھنا، ماورائے شادی جسمانی تعلق، کسی قانونی بندھن کے بغیر اکٹھے رہنا (Live in Relation) عام بات ہے۔ وہاں قانون سازی کے بعد یہ سب فطری اور نارمل چیزیں بنا دی گئی ہیں۔ بھارت میں چند سال پہلے تک ہم جنس پرستی پر سزا تھی، اب وہاں قانون بدل گیا ہے، کوئی پابندی نہیں رہی۔ پاکستان میں ایسا نہیں۔ ہمارا مذہب اس حوالے سے بہت واضح اور غیر مبہم ہے، یہ سب غیر فطری اور گناہ کبیرہ کے درجے میں ہیں۔ ہمارے سماج میں اس کے لئے سخت مزاحمت موجود ہے۔

ایسا نہیں کہ ہمارا معاشرہ فرشتوں کا ہے، بہرحال یہاں انسان رہتے ہیں۔ گناہ بھی ہوتے ہیں، قوانین کی خلاف ورزی بھی، مگر یہ حدود وقیود برقرار ہیں اور انہیں رہنا چاہیے۔ اگر ختم ہوئیں تو یہ برائیاں کئی گنا بڑھ جائیں گی۔ سماج میں یہ رکاوٹ یا بیریئر کا کام دے رہی ہیں۔ ہمارے ہاں غیر فطری تعلق قائم ہونے کے بعض واقعات ہوتے ہیں، مگر ان کی نوعیت مختلف ہے، یہ مغرب کے ''گے کلچر'' جیسی ہرگز نہیں۔ سماج مجموعی طور پر اسے غلط سمجھتا ہے۔ پاکستان ایک بڑی آبادی والا ملک ہے۔ اتنے بڑے ملک میں ٹرانس جینڈر، خواجہ سرا وغیرہ بمشکل چند ہزار ہوں گے، یہ ایک فی صد بھی نہیں بنتا۔ اس لئے ٹرانس جینڈر رائٹس اور ایشوز وغیرہ محض این جی اوز کا ایجنڈا اور فارن فنڈنگ جسٹی فائی کرنے کا ایک طریقہ ہی ہے۔ لوگوں کے بڑے مسائل دوسرے ہیں، مگر چونکہ ان کے لئے فارن فنڈنگ میسر نہیں، اس لئے ہماری انٹرٹینمنٹ انڈسٹری کے ذہین دماغ ادھر آنے کی زحمت نہیں کرتے۔ جیسے یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ کئی ملین بلکہ کروڑوں میں بچے ناکافی غذا ملنے کے باعث دماغی طور پر کمزور اور سلو ہو چکے ہیں۔ اتنے بڑے ایشو پر کبھی کوئی ڈرامہ یا فلم نہیں دیکھیں گے، حالانکہ اس پر آگہی بڑھانے سے کروڑوں لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔

ہمارے ہاں خواجہ سراؤں کے لئے جینوئن ہمدردی پیدا ہو چکی ہے۔ الخدمت، اخوت، غزالی ٹرسٹ سکول جیسی معروف سماجی تنظیمیں جن کی قیادت مذہبی لوگ ہی کر رہے ہیں، وہ خواجہ سراؤں کے لیے کئی پراجیکٹ شروع کر چکے ہیں۔ ان کے لیے قانون سازی ہوئی ہے۔ افسوس کہ مغربی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سٹائل کی ٹرانس جینڈر موومنٹ والے اپنے الٹرا لبرل ایجنڈے کے باعث حقیقی خواجہ سرا کے لئے مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ جوائے لینڈ جیسی فلم نام نہاد ٹرانس جینڈرز کی سوچ کی نمائندہ ہے جو اپنی جنسی خواہشات سے مغلوب ہو کر سب کچھ تلپٹ کرنا چاہتے ہیں۔ ویسے بھی جوائے لینڈ ایک آف بیٹ (Off Beat) فلم ہے، اس کا موضوع اور ٹریٹمنٹ مین سٹریم نہیں اور نہ ہی یہ عام فلم بینوں کے لئے ہے۔ قوی امکانات ہیں کہ سینما ہاؤسز میں اس کی نمائش شدید عوامی ردعمل کا باعث بنے گی۔ ایسی کلٹ فلمیں محدود حلقے کے لئے ہوتی ہیں، دلچسپی رکھنے والے اسے او ٹی ٹی فورم پر یا یوٹیوب وغیرہ کے ذریعے دیکھ لیں گے۔ انہیں سینما ہاؤس میں لگانے کی اجازت دینا LGBT کے پورے تصور اور ''کوئیر'' موضوعات کی حوصلہ افزائی کرنے کے مترادف ہے۔ جوائے لینڈ جیسی فلمیں دراصل سماج میں موجود بیرئر توڑنے کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ سینما میں نمائش اس موضوع کو نارمل اور عام بنانے کی ایک کوشش ہوتی ہے۔

فلم دیکھنے والے جانتے ہیں کہ اسی انداز میں برسوں پہلے بھارت میں ایک فلم فائر بنائی گئی، شبانہ اعظمی نے اس میں کام کیا۔ پھر مشہور پروڈیوسر کرن جوہر نے جو خود مبینہ طور پر ''گے'' ہے، اس نے ان موضوعات پر کئی فلمیں بنائیں، ٹی وی ڈرامے بھی۔ بھارتی سماج میں بیرئر ٹوٹتے گئے، حتیٰ کہ آج وہاں یہ سب نارمل، عام اور قانونی طور پر جائز ہو چکا ہے۔ ہر وہ شخص جو پاکستان میں LGBT اور ٹرانس جینڈرز کے بڑھتے رجحان کے آگے بند باندھنا چاہتا ہے۔ وہ سماج میں موجود بیرئرز برقرار رکھنے کا خواہش مند ہے، اسے جوائے لینڈ کی نمائش کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔ وزیر اعظم شہباز شریف کو عوامی جذبات اور عوامی ردعمل کا اندازہ لگا کر پابندی برقرار رکھنی چاہیے۔ مسلم لیگ ن میں موجود لبرل کیمپ پچھلے چند برسوں میں زیادہ طاقتور ہوا ہے، ن لیگ کو مگر ووٹ عوام سے لینے ہیں، ان لبرلز سے نہیں۔ اپنی سیاست کو اپنے ہاتھوں دفن نہ کریں۔ تحریک انصاف کو بھی عوامی جذبات کی نمائندگی کرتے ہوئے اس پر آواز اٹھانی چاہیے۔ عمران خان جس ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں، اس میں جوائے لینڈ جیسی ایل جی بی ٹی/کوئیر فلموں کی کوئی گنجائش نہیں۔ جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق خان نے پہلے بھی بھرپور طریقے سے آواز اٹھائی، انہیں پھر متحرک ہونا پڑے گا۔ ویسے یہ کسی ایک جماعت کا نہیں، ہم عوام کا مشترکہ مسئلہ ہے، اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ (البرہان دسمبر ۲۰۲۲ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر عاصم حفیظ

ٹرانس جینڈرز ایکٹ کے اثرات ونتائج

خواتین کے حقوق پر ڈاکہ، لبرل منافقت اور ایل جی بی ٹی کی کھلتی راہیں

ویژن 2020ء کے مطابق ایمنسٹی انٹرنیشنل جن تین اہداف کے لیے کام کرے گی وہ یہ ہیں:

ا۔ ہم جنس پرستی کو فروغ دینا اور دنیا بھر کے ممالک میں اس کو قانونی حیثیت دلانا۔

۲۔ اسقاط حمل کو قانونی طور پر منظور کرانا

۳۔ دنیا بھر کے جن ممالک میں اب بھی سزائے موت کا قانون موجود ہے، اسے ختم کرانا

اسی ویژن کے تحت مختلف این جی اوز اور اداروں کو اہداف دیئے جاتے ہیں۔ عالمی اداروں کے ان اہداف کے پیچھے بڑے ممالک فنانسرز ہوتے ہیں جو ہر ملک میں موجود این جی اوز کے ذریعے مقاصد حاصل کرتے ہیں۔

عالمی سطح پر یہ مہم LGBT کے پلیٹ فارم سے شروع کی گئی ہے۔ یہ حروف کن الفاظ کے مخفف ہیں ان سے آپ اُن کے مقاصد کا اندازہ لگا سکتے ہیں:

L Lesbian (سحاق یعنی دو عورتوں کی باہم لذت اندوزی)

G Gay (دو مردوں کی ہم جنس پرستی)

B Bisexual (مرد اور عورت دونوں کی طرف جنسی میلان)

T Transgender (مرد کا عورت بننے اور عورت کا مرد بننے کا جنسی رجحان)

ان مقاصد کے فروغ، تحفظ اور ان کی مالی وقانونی مدد کے لیے عالمی مہم شروع کی گئی ہے جس کے تحت ہر ملک میں سرگرمیاں منعقد کی جارہی ہیں۔

پاکستان میں ہم جنس پرستی کے سیمینارز کئی سالوں سے مغربی ممالک کے سفارت خانوں کے تعاون اور سرپرستی میں منعقد ہو رہے ہیں۔ برطانیہ نے پاکستانی ہم جنس پرست جوڑوں کو شہریت اور امیگریشن دی ہے۔ خواجہ سراؤں کے حوالے سے قوانین بن چکے ہیں۔ ان کے لیے نوکریاں اور مخصوص سینٹرز کا اہتمام ہو چکا ہے۔ آپ شائد حیران ہوں گے کہ خواجہ سراؤں کے لیے قائم خصوصی سنٹرز کا اصل مقصد ہم جنس پرستی کو فروغ دینا ہے اور ایسے افراد کو ایک محفوظ جگہ فراہم کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ایک کمیونٹی بنائی جارہی ہے جو کہ LGBT ہو گی۔اس کے لیے معاشرے سے ایسے افراد کو جمع کر کے انہیں مضبوط بنایا جائے گا، ان کے لیے مراعات ہوں گی، بڑے فنڈز ہوں گے، این جی اوز کی مدد ہوگی اور قانونی تحفظ ہوگا۔

اس عالمی منصوبے کے مطابق مقاصد حاصل کیے گئے ہیں۔آج کے پاکستان میں ٹرانس جینڈر قانون حقیقت ہے۔شادی کی عمر بڑھادی گئی ہے۔سزائے موت کا قانون تقریبا معطل ہے اور ٹرانس جینڈر کی آڑ میں ہم جنس پرستی کی راہیں کھل چکی ہیں۔یہ کوئی اچانک ہونے والا معاملہ نہیں ایک لمبی پلاننگ سے عورت مارچ، سیمینارز اور سول سوسائٹی کے نام پر کی گئی کاروائیاں ہیں۔

ٹرانس جینڈر ایکٹ کی سادہ ترین تشریح یہ ہے کہ ایک نوجوان لڑکا نادرا کے دفتر جائے اور کہے کہ اس کے والدین نے اس کی غلط جنس درج کرائی ہے اور وہ خود کو لڑکی محسوس کرتا ہے۔نادرا اسے لڑکی کا شناختی کارڈ ایشو کرنے کا پابند ہے۔اب وہ لڑکی کے طور پر کھیلوں، تعلیمی اداروں، نوکری سمیت تمام حقوق رکھتا ہے۔ایسا ہی ایک ایشو پولیس ٹریننگ کالج لاہور میں سامنے آیا ہے۔ پولیس ٹریننگ کالج لاہور کی جانب سے پولیس کے اعلی حکام کو خط لکھ کر آگاہ کیا گیا ہے کہ ایک ٹرانس جینڈر کو اس کے ضلع رحیم یار خان سے عورت کے طور پر ٹریننگ کے لیے بھیجا گیا تھا۔جی ہاں! اچھی طرح نوٹ کرلیں کہ اسے عورت کے طور پر بھیجا گیا تھا حالانکہ وہ جسمانی طور پر مرد تھا جسے اس کے ذاتی اظہارِ صنف کی کی بنا پر کاغذات میں عورت مان لیا گیا تھا۔اب ٹریننگ کے دوران میں اس کی موجودگی سے دیگر ٹریننگ لینے والی خواتین کو مسائل پیدا ہوئے اور وہ اس کے ساتھ ایک جگہ رہائش پر آمادہ نہیں ہیں۔چنانچہ مجبور ہو کر ٹریننگ کالج نے اس ٹرانس جینڈر کی ٹریننگ روک دی ہے اور اس کے متعلق ہدایات کے لیے اعلی افسران سے رہنمائی طلب کی ہے۔

یہ صرف ایک رخ ہے۔اس معاملے میں بہت کچھ پوشیدہ ہے۔یہ دراصل ایل جی بی ٹی کا ایجنڈا ہے۔یعنی ہر ایک کو ہر حوالے سے جنسی آزادی اور اس کا قانونی تحفظ۔وہ چاہے تو محض ایک قانون کی آڑ میں اپنی جنس سے شادی کرے، کسی تعلق میں رہے یا جو دل چاہے کرے۔قانون اسے اجازت اور تحفظ دے گا۔

پنجاب بھر کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلے جاری ہیں۔سرکاری تعلیمی اداروں میں دو فیصد کوٹہ ٹرانس جینڈرز کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔یعنی ہر پچاس طلباء یا طالبات کی کلاس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ٹرانس جینڈر داخلہ لے گا۔ جی ہاں ہر کالج ۔یونیورسٹی کی ہر کلاس میں ایک سیٹ ٹرانس جینڈر کے لیے مخصوص ہوگی۔ یہ سیٹ میرٹ سے ہٹ کر ہوگی یعنی اس پر داخلے کے لئے میرٹ پر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بس ٹرانس جینڈر کا سرٹیفکیٹ دکھائیں اور داخلہ لیں۔ میرٹ یا انٹرویو صرف اس صورت میں ہوگا اگر کسی ایک ہی سیٹ پر ایک سے زیادہ ٹرانس جینڈرز اپلائی کر دیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کی سیکڑوں بلکہ ہزاروں سیٹوں کے لیے ٹرانس جینڈر آئیں گے کہاں سے؟ سرکاری تعلیمی اداروں میں داخلوں کے خواہشمند اس صورتحال کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ بڑے تعلیمی اداروں، پرکشش ڈگریوں، میڈیکل، آئی ٹی، سائنسز اور بہت سے دیگر کورسز میں داخلوں کے لیے کس قدر مشکل ترین مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ میرٹ کتنا ہوتا ہے اور ایک ایک سیٹ کے لیے کس طرح جنگ ہوتی ہے۔ ایک سیٹ کا مطلب ہوتا ہے لاکھوں روپے کی بچت اور کسی اعلی ترین یونیورسٹی یا کالج کی ڈگری۔ دراصل یہ ایک راہ دکھائی گئی ہے کہ بس ٹرانس جینڈر کا سرٹیفکیٹ حاصل کریں اور میرٹ کو روندتے ہوئے داخلہ لیں۔

اب ذرا اس صورت حال کو سمجھیں۔ پنجاب یونیورسٹی، جی سی یونیورسٹی، یو ای ٹی اور ایسے ہی اداروں میں داخلے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ ہزاروں طلباء وطالبات اپلائی کرتے ہیں۔ چند کا داخلہ ہوتا ہے۔ خواہشمند ان اداروں میں داخلے کے لئے اینٹری ٹیسٹ تیاری پر بھاری اخراجات کرتے ہیں۔ اور پھر آپ کو ایک راہ دکھائی جائے کہ صرف ایک سرٹیفکیٹ آپ کے مستقبل اور داخلے کی راہ کھول دے گا۔ ایسا نہیں کہ ہر کوئی یہ کرے گا لیکن بہت سے ضرور اس آپشن پر غور کریں گے۔ جی بالکل جیسے بیرون ملک پیپر میرج ہوتی ہے۔ سمجھانے والے سمجھائیں گے کہ صرف کاغذات میں ہی تو لکھنا ہے۔ جیسے ہمارے ہاں لوگ خود کو بے نظیر انکم سپورٹ فنڈ میں رجسٹر کرا لیتے ہیں۔ جیسے ہماری عدالتوں میں گواہ پیش ہوتے ہیں۔ صرف ایک مثال دوں گا جو مجھے ایک کالج پرنسپل نے بتائی۔ پرائیویٹ کالجز میں پڑھنے یا پڑھانے والے اسے باآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

کئی پرائیویٹ کالجز نیٹ ورک اعلی نمبروں والے طلباء کو سکالرشپ دیتے ہیں۔ کالج نے رعایت دے رکھی تھی کہ ضرورت مند طلبا کو بھی کچھ فیس معاف کر دیتے۔ ہوتا یہ تھا کہ اس رعایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے آپ کو اپنے بھائی یا باپ کو ساتھ لانا ہوتا کہ ہم مستحق ہیں۔ پرنسپل صاحب نے بتایا کہ کئی طلباء جعلی والدین یا بھائی لے آتے۔حتی کہ دیہاڑی دار مزدور، کوئی ریڑھی والا یا کسی دوست کو۔ گھر سے پوری فیس وصول کر کے باقی رقم سے پارٹی کرتے۔ان کے لیے یہ شغل میلہ تھا اور بس! کیا داخلوں کے خواہشمند نوجوانوں کو کلرک یہ راہ نہیں دکھائیں گے؟ سپورٹس کوٹہ کا صحیح استعمال چند اداروں میں ہی ہوتا ہوگا۔ زیادہ تر جعلی سرٹیفکیٹس پر داخلے ہوتے ہیں۔نوکریوں میں بلوچستان کوٹہ پر کون بھرتی ہوتے ہیں؟ یہ سب اسی ارض پاک میں ہوتا ہے۔دراصل فرق بہت بڑا ہے۔ ایک ڈگری جو پرائیویٹ اداروں میں لاکھوں روپے فیس کے عوض ملتی ہے، وہ انتہائی کم فیس میں سرکاری ادارے کی پہچان کے ساتھ۔ یہ کوٹہ قانونی طور داخلوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔اسی طرح سرکاری بھرتیوں میں بھی۔ جہاں بلوچستان کوٹہ، دیہہ سندھ کا کوٹہ اور جنوبی پنجاب کا کوٹہ نوکریوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں وہاں ٹرانس جینڈر کوٹہ بھی استعمال ہوگا۔

اس کا ایک خطرناک ترین پہلو گرلز اور بوائز کے اداروں میں داخلے سے متعلق ہوگا۔ مثلا ایک جسمانی طور پر لڑکا محض ایک سرٹیفکیٹ کے ذریعے گرلز کالجز میں داخلہ لے سکتا ہے۔ قانونی طور پر اسے نہیں روکا جا سکتا۔اسی طرح یہ میرٹ کی دھجیاں اڑانے کے بھی مترادف ہے۔اس کی آڑ میں بہت سی نوکریاں اور تعلیمی اداروں کی سیٹیں میرٹ اور حق کے بغیر محض ایک سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر حاصل کر لی جائیں گیں۔ یہ صرف لڑکوں کے لیے ہی نہیں ہزاروں لڑکیوں کے حقوق کی پامالی بھی ہوگی کیونکہ یہ سیٹیں میرٹ سے نکل جائیں گیں۔ کچھ ادارے ابھی تک اس کوٹے کو بچا رہے ہیں البتہ بہت جلد اسے سختی سے نافذ بھی کرا دیا جائے گا۔اس سے پھر دیگر معاشرتی، سماجی اور خاندانی مسائل پیدا ہوں گے۔

ٹرانس جینڈرز کی قانونی تعداد بڑھے گی۔ این جی اوز ان اعداد و شمار کو ہائی لائٹ کریں گی۔ جو اس کوٹہ پر بھرتی ہوں گے یا داخلہ لیں گے انہیں ایک مخصوص کمیونٹی کا حصہ بننا پڑے گا۔ لارڈ میکالے نے کہا تھا کہ ہم ایسا تعلیمی نظام بنائیں گے جس سے ضروری نہیں کہ یہ سب مسیحی بن جائیں البتہ خیالات و سوچ و نظریات میں مسلمان بھی نہ رہیں گے۔ جی ہاں ایک خاص کمیونٹی کا حصہ بن کر بہت کچھ بدل جاتا ہے۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ بہت جلد آپ معاشرے میں اس کے بھیانک اثرات دیکھیں گے۔ یہ ایک خاموش کارروائی ہے جو جلد طوفان مچا دے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ علی

پی ٹی آئی کے وزیر تعلیم کی حوصلہ افزائی سے

لاہور کا پہلا ٹرانس جینڈر سکول

پنجاب میں اس وقت تک چار ٹرانس جینڈر سکول کھولے جا چکے ہیں

پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت لاہور میں بدھ ۷ دسمبر ۲۰۲۲ء کو اپنی نوعیت کے پہلے ٹرانس جینڈر سکول کا افتتاح کیا جا رہا ہے۔ اس سکول کے آغاز کے بعد پنجاب میں ٹرانس جینڈرز کے لیے بنائے گئے سکولوں کی تعداد چار ہو جائے گی۔

اس سکول کے حوالے سے وزیر برائے پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ مراد راس نے انڈپینڈنٹ اردو کو بتایا: 'لاہور میں یہ پہلا سکول ہے۔ جب ہم نے ملتان میں یہ سکول پہلی بار کھولا تھا تو وہ دنیا کا پہلا سکول تھا جو ٹرانس جینڈرز کے لیے کھولا گیا تھا۔ ہمیں بہت سے لوگوں نے رابطہ کر کے پوچھا کہ ہم نے یہ قدم کیسے اٹھایا؟'

پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ترجمان سارہ رحمٰن نے سکول کے حوالے سے انڈپینڈنٹ اردو کو تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا: 'ہم اس سکول کو شروع کرنے کے لیے تین سے پانچ ماہ سے کوشش کر رہے تھے کہ لاہور میں بھی ایک سکول کھولا جائے کیونکہ یہاں ان کی ایک بڑی آبادی موجود ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے ساتھ بیٹھنا شروع کیا۔ اس منصوبے کے حوالے سے ہمیں مختلف حلقوں سے تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اس سب کے باوجود ہم اس منصوبے سے پیچھے نہیں ہٹے۔'

انہوں نے بتایا کہ یہ سکول لاہور میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول برکت مارکیٹ گارڈن ٹاؤن میں شروع کیا گیا ہے۔ اس میں ایک دیوار بنا کر ٹرانس جینڈرز کے لیے الگ جگہ بنائی گئی ہے۔

'ہم نے یہ علاقہ اس لیے چنا کیونکہ یہ اس کمیونٹی کی پہنچ میں ہے۔ اس سے ملحقہ علاقوں جوہر ٹاؤن، مسلم ٹاؤن، برکت مارکیٹ میں ہم زیادہ تر چوراہوں پر اس کمیونٹی کے افراد کو دیکھتے ہیں۔ اس لیے ہم نے یہاں سکول بنایا۔'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سارہ نے بتایا کہ یہ سکول ٹرانس کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے کسی بھی فرد کے لیے ہے۔اب چاہے وہ بچہ ہے یا بڑا، ان میں سے جو بھی پڑھنے کی چاہت رکھتا ہے اس کے لیے سکول کے دروازے کھلے ہیں۔نہ ہی ہم نے کوئی مخصوص نمبر رکھا ہے کہ اتنی تعداد رکھنی ہے، جتنے مرضی طالب علم یہاں آنا چاہیں وہ آسکتے ہیں۔

سارہ رحمٰن نے بتایا کہ ابتدائی طور پر سکول کے اوقات صبح 10 بجے سے دوپہر 12 بجے تک ہیں۔ہم نے جو کچھ بھی طے کیا وہ کمیونٹی سے بات چیت کر کے ان کی آسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا۔اس کے علاوہ یہاں آنے والے طلبہ کے پاس یہ بھی موقع ہوگا کہ وہ پڑھائی کے بعد آدھے پونے گھنٹے کے لیے اسی سکول میں کوئی ہنر سیکھیں۔'ہم انہیں تین اقسام کے ہنر ابتدائی طور پر سکھائیں گے جن میں کھانا پکانا، میک اپ کرنا اور کپڑے سینے کا کام شامل ہے تاکہ یہ کمیونٹی اچھے طریقے سے پیسے کما سکے۔

سارہ نے بتایا کہ ان کو پڑھانے کے لیے اساتذہ تربیت یافتہ ہیں۔پہلے ان طالب علموں کا ٹیسٹ لے کر تشخیص کی جائے گی کہ کون سا تعلیمی درجہ کس طالب علم کے لیے مناسب رہے گا۔

انہوں نے بتایا کہ انہیں پڑھانے والے اساتذہ نہ صرف انہیں پڑھانے کے لیے تربیت یافتہ ہیں بلکہ ان کی نفسیاتی تربیت بھی کی گئی ہے تاکہ وہ اس کمیونٹی کے لوگوں کو بہتر سمجھ سکیں۔یہ لوگ ایک غیر معمولی ماحول سے آرہے ہیں انہوں نے پہلے سکول کا ماحول نہیں دیکھا۔انہیں چھوٹی چھوٹی چیزیں سب سکھانی پڑیں گی۔جہاں تک ان کو ہنر سکھانے کا تعلق ہے تو وہ استاد ہم نے ان کی کمیونٹی سے ہی لیے ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ اس سکول میں معاشرے کے کسی بھی طبقے سے تعلق رکھنے والے ٹرانس جینڈر طالب علم آسکتے ہیں سب کے لیے دروازے کھلے ہیں۔سارہ کے مطابق یہ سکول پیر سے جمع تک ہوگا جیسے دیگر سکول ہوتے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ ہمارے ایجنڈے میں ہے کہ ہم انہیں نفسیاتی تعاون فراہم کر سکیں۔ہمارے پاس جتنے وسائل ہیں اس کے مطابق ہم ابھی بچوں کی طرح قدم اٹھا رہے ہیں۔

'ہمیں ابھی اس حوالے سے ردعمل کا سامنہ کرنا پڑ رہا ہے لیکن ہم پوری طرح کوشش کر رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ہم اس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ میڈیا بھی ہمیں تعاون فراہم کر رہا ہے۔ اساتذہ کو ہم نے نفسیاتی طور پر تربیت دی ہے کہ وہ ان کے مسائل جیسے کسی کے ماضی میں کوئی مسئلہ تھا یا کوئی کسی شدید دکھ سے گزرا ہے تو ان کو کیسے محبت اور عزت سے ڈیل کرنا ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ کاؤنسلنگ سروس ابھی نہیں ہے، ہم اس کی جانب آہستہ آہستہ بڑھیں گے۔ ابھی ہم دیکھیں گے کہ یہ سکول کیسا چلتا ہے، کمیونٹی بھی انگیج رہتی ہے، لوگوں کا کیا ردعمل ہے؟

ان کا کہنا تھا کہ ان طالب علموں کو مین سٹریم میں لانے کی جہاں تک بات ہے تو یہ ابھی تو شاید ممکن نہیں کیونکہ ابھی ایک الگ سکول بنانے پر اتنا شور مچ رہا ہے تو مین سٹریم میں لانے کے لیے معاشرتی رویوں میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے پوری ایک سٹریٹجی بنے اور جب بات چیت اس درجے پر ہوگی تب کہیں جا کر آہستہ آہستہ فرق پڑے گا کہ لوگ ان کو قبول کریں۔ ابھی تو ایسی کوئی صورت حال آئندہ آنے والے چند سالوں تک مجھے دکھائی نہیں دے رہی۔

وزیر برائے سکول ایجوکیشن مراد راس کے مطابق: 'ہم نے یہ سکول اس لیے شروع کیا کیونکہ ٹرانس جینڈرز ہمارے معاشرے کا وہ حصہ ہیں جنہیں دیوار کے ساتھ لگا کر رکھا ہوا ہے۔ انہیں نہ پڑھائی کے مواقع دیے جاتے ہیں نہ روزگار کے، نہ کسی اور چیز کے۔ ان کے بارے میں ہم ہر قسم کا تبصرہ کرنے کو تو تیار تھے مگر ان کی بہتری کے لیے کچھ کرنے کو تیار نہیں تھے۔

'میرے خیال میں ان کے لیے سب سے بنیادی چیز تعلیم تھی۔ اس لیے میں نے سوچا کہ ان کے لیے سب سے پہلے تعلیم کا آغاز کیا جائے کیونکہ ہم نے جہاں ان کا مائنڈ سیٹ تبدیل کرنا ہے وہیں ان کے حوالے سے دوسرے لوگوں کا مائینڈ سیٹ بھی تبدیل کرنا ہے۔ جب وہ تبدیل کرنا ہو تو اس میں وقت بھی لگتا ہے اور محنت بھی جو ہماری ٹیم نے بہت کی ہے۔'

انہوں نے بتایا کہ اس سے پہلے ملتان، ڈی جی خان اور بہاولپور میں یہ سکول کھولے گئے۔

زعنا یہ چوہدری جو ٹیکسٹائل فیشن ڈیزائنر ہیں اور نیلی رعنا جو ٹرانس جینڈرز کے حقوق کے لیے کام کرتی ہیں، دونوں خواجہ سرا ہیں اور ان دونوں کو لاہور میں کھلنے والے پہلے ٹرانس جینڈر سکول کا فوکل پرسن بنایا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زعنایہ چوہدری نے انڈپینڈنٹ اردو سے بات کرتے ہوئے کہا: 'یہ ایک اچھی کاوش ہے لیکن میرے خیال میں یہ سکول الگ نہیں ہونے چاہئیں بلکہ جتنے بھی نجی یا سرکاری سکولز ہیں ان سب کے اندر بھی ٹرانس جینڈر طالب علموں کو موقع دینا چاہیے جہاں یہ سب کے ساتھ مل کر پڑھیں۔

'لیکن اس کے باوجود اگر ہم ایک بڑے تناظر میں دیکھیں تو حکومت پنجاب کی جانب سے یہ ایک بہترین ابتداء ہے اور اگر ہم اسی طرح چیزوں کو تھوڑا تھوڑا کر کے لے کر چلتے رہیں گے تو آئندہ آنے والے وقتوں میں ہمارے لیے چیزیں مزید بہتر ہو جائیں گی۔'

یاد رہے اس سے پہلے لاہور کی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی نے 2020ء میں جامعہ کے ہر تعلیمی شعبے میں خواجہ سراؤں کے لیے ایک سیٹ مختص کی تھی اور یہ بھی اعلان کیا تھا کہ جو خواجہ سرا اچھے نمبر لے گا اسے یونیورسٹی سکالرشپ بھی دے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قارئین سے درخواست

قارئین کرام!

کتاب آپ کی نظر سے گزری۔قلم اٹھائیے اور اس پر تبصرہ کیجیے۔اس کے بارے میں اپنی رائے لکھیے....تاکہ خردافروزی کا سفر کچھ تو طے ہو۔ہمیں سوچنے، رائے قائم کرنے اور اس کے اظہار کی کچھ تو عادت پڑے۔

خصوصاً ہم اہلِ علم وفضل اور اصحاب دانش سے گزارش کریں گے کہ وہ ہمیں اپنے تاثرات سے آگاہ کریں۔ ہماری آراء پر تنقید کریں، یا اپنی تجاویز اور مشوروں سے نوازیں، شکریہ۔البتہ ہمیں گمراہ، گستاخ ثابت کرنے اور گالیاں دینے کے خواہش مند حضرات اگر کوئی دوسرا تعمیری کام کرلیں تو زیادہ مفید ہوگا۔

محمد امین

ڈاک کا پتہ:136 نیلم بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور54700

موبائل:0300-4354673 [فون کرنے کی بجائے واٹس ایپ کریں]

ای میل:ermpak@outlook.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصر تعارف

تحریکِ اصلاحِ تعلیم (ٹرسٹ)

مسلم معاشرے کو اس وقت جن کاموں کی شدید ضرورت ہے ان میں سے ایک انتہائی اہم صحیح اسلامی تناظر میں اصلاح تعلیم وتربیت کا کام ہے جس میں جدید تعلیم اور دینی مدارس کی تعلیم دونوں شامل ہیں۔تحریک اصلاح تعلیم پچھلی ربع صدی سے مقدور بھر اس کام میں لگی ہوئی ہے جس کی سرگرمیوں اور اہداف کے مختصر کوائف درج ذیل ہیں:

علمی وفکری سرگرمیاں

❁ تالیفات: ۱۔ ہمارا تعلیمی بحران اور اس کا حل ۲۔ اسلامی سکول کے خدوخال

۳۔ تعلیم اور اس کا اسلامی کردار ۴۔ تدریس القرآن ① برائے اساتذہ وطلبہ

۵۔ تعلیمی ادارے اور کردار سازی ۶۔ تعلیمی اداروں میں تعمیر سیرت (ہینڈ بک وگائیڈ)

۷۔ ہمارا دینی نظام تعلیم ۸۔ نصابِ مدنی ۹۔ اسلام اور تزکیۂ نفس ۱۰۔ حقیقت تزکیۂ نفس

❁ ماہانہ جریدہ البرہان ❁ سوشل میڈیا: www.al-burhan.com

عملی سرگرمیاں

- تعلیمی ورکشاپس - نصاب سازی ونصابی کتب کی تیاری۔ تعلیمی کانفرنسیں اور سیمینارز

- تربیت اساتذہ - لٹریچر کی تیاری۔ دینی تعلیم کے فارغ التحصیل طلبہ کے لیے کورسز

- سارے مسالک کے علماء کی علمی مجلس - دینی مدارس کے لیے نیا نصاب - تربیت اساتذہ

مستقبل کے منصوبے (جن پر کام جاری ہے)

۱۔ ماڈل سکول کا قیام ۲۔ سکولوں کو نصابی کتب کی فراہمی ۳۔ سکول چین (chain)

۴۔ ماڈل یونیورسٹی کا قیام ۵۔ یونیورسٹیوں کو علمی مواد کی فراہمی

تعلیم کے اسلامی کردار کا فہم اور درد رکھنے والوں سے تعاون کی درخواست ہے

رابطہ: ڈاکٹر محمد امین 0300-4354673، ای میل: ermpak@outlook.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

زندہ تحریروں کا مرقع

ماہنامہ البرہان لاہور

مدیر: ڈاکٹر محمد امین

اہم محور

- اصلاحِ تعلیم، جدید اور دینی مدارس دونوں
- تعمیر سیرت و تزکیۂ نفس
- ردّ مغربی فکر و تہذیب، اسلام اور مغرب
- پاکستان میں غلبۂ دین

❁ شائستہ علمی اسلوب، جان دار تبصرے، فکری تجزیے، نرم اور سنجیدہ تنقید

❁ ہر ماہ فکر و نظر کے نئے زاویے

❁ ادارۂ تحریر: ڈاکٹر محمد امین، پروفیسر ملک محمد حسین، سید خالد جامعی، پروفیسر طارق بٹ و دیگر

❁ سالانہ زرتعاون ۵۰۰ روپے تاحیات: دس ہزار روپے

❁ خود پڑھیے، دوسروں کو پڑھائیے۔ نمونے کا پرچہ مفت طلب کیجیے۔

❁ آن لائن مطالعہ کے لیے

http//:al-burhan.com

❁ ڈاک کا پتہ: 136 نیلم بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور 54700

❁ رابطہ برائے خریداری، پرچہ نہ ملنے کی شکایت اور خرید کتب از مکتبہ البرہان:

ermpak@outlook.com:ای میل_0309-4607124